ان من الشعر لحکمۃ وان من البیان لسحرا

کہ کلام معجز نظام حضرت خواجہ حیدر علی آتش

الموسوم بہ

کلیات آتش

نہایت صحت سے

بہ اہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ

مطبع منشی نولکشور واقع لکھنؤ مین طبع ہوا

دفعہ ۱۰

بعون خالق کون و مکان و بہ توفیق آفرینندۂ زمین و آسمان



کلیات آتش



مطبع نامی منشی نولکشور میں بمقام لکھنؤ چھپا ہوا



بسم اللہ الرحمن الرحیم

حباب آسا مین دم بھرتا ہون تیری آشنائی کا
نہایت غم ہے اس قطرے کو دریا کی جدائی کا

اسیر اے دوست تیرے عاشق و معشوق دونون ہین
گرفتار آہنی زنجیر کا یہ وہ طلائی کا

تعلق روح سے مجھکو جسد کا ناگوارا ہے
زمانے مین چلن ہے چارون کی آشنائی کا

فراق یار مین مر مر کے آخر زندگانی کی
رہا صدمہ ہمیشہ روح و قالب کی جدائی کا

ہوئی منظور محتاجی نہ تجھکو اپنے سائل کی
بنایا کاسۂ سر واژگون کاسہ گدائی کا

نظر آتی ہین ہر سُو صورتین ہی صورتین مجھکو
کوئی آئینہ خانہ کارخانہ ہے خدائی کا

نکل اے جان تن سے تا وصال یار حاصل ہو
چمن کی سیر ہے انجام بلبل کو رہائی کا

وصال یار کا وعدہ ہے فردائے قیامت پر
یقین مجھکو نہین ہے گور تک اپنی رسائی کا

بھروسا آہ پر ہرگز نہین اے یار عاشق کو
شکار اتبک کہین دیکھا نہین تیر ہوائی کا

دکھایا حُسن سے اعجاز موسی کلک قدرت نے
ید بیضا بنایا چور انگشت حنائی کا

نہین مٹتی ہے پتھر کی لکیر احباب کہتے ہین
رہے گا پائے بت پر نقش اپنی جبہہ سائی کا

شکست خاطر احباب ہوتی ہے دوبیت اس سے
توجہ مین تری اے یار اثر ہے مومیائی کا

دل اپنا آئینہ سے صاف عشق پاک رکھتا ہو
تماشا دیکھتا ہے حسن اس مین خود نمائی کا

کف افسوس ملواتی ہے تیری پاک دامانی
نبھا کر شاہد عصمت کو جامہ پارسائی کا

نہین دیکھا ہے لیکن تجھکو پہچانا ہو آتش نے
بجا ہے اے صنم جو تجھکو دعوی ہے خدائی کا

حسن پری اک جلوۂ مستانہ ہے اسکا
ہشیار وہی ہو کہ جو دیوانہ ہے اس کا

گل آتے ہین ہستی مین عدم سے ہمہ تن گوش
بلبل کا یہ نالہ نہین افسانہ ہو اس کا

گریان ہو اگر شمع تو سر دھنتا ہے شعلہ
معلوم ہوا سوختہ پروانہ ہے اس کا

وہ شوخ نہان گنج کے مانند ہو اسمین
معمورۂ عالم جو ہے ویرانہ ہے اس کا

جو چشم کہ حیران ہوئی آئینہ ہو اسکی
جو سینہ کہ صد چاک ہوا شانہ ہو اس کا

دل قصر شہنشہ ہو وہ شوخ اسمین شہنشاہ
عرصہ یہ دو عالم کا جلوخانہ ہو اس کا

وہ یاد ہے اسکی کہ بھلا دے دو جہان کو
حالت کو کرے غیر وہ یارانہ ہو اس کا

یوسف نہین جو ہاتھ لگے چند درم سے
قیمت جو دو عالم کی ہو بیعانہ ہو اس کا

اللہ رے صفائے دو بنا گوش کا عالم
مشتاق ہر اک گوہر یکدانہ ہے اس کا

آوارگی نکہت گل ہے یہ اشارا
جامہ سے جو باہر ہے وہ دیوانہ ہو اس کا

یہ حال ہوا اس کے فقیرون سے ہویدا
آلودۂ دنیا جو ہے بیگانہ ہے اس کا

شکرانۂ ساقی ازل کرتا ہو آتش
لبریز مئے شوق سے پیمانہ ہو اس کا

محبت کا تری بندہ ہر اک کو اے صنم پایا
برابر گردن شاہ و گدا دونون کو خم پایا

برنگ شمع جس نے دل جلایا تیری بزم مین
تو اس نے منزل مقصود کو زیر قدم پایا

بجا کرتے ہین عاشق طاق ابرو کی پرستاری
یہی محراب دیر و کعبہ مین بھی سینہ خم پایا

نشانہ تیر تہمت کا ہے میرا اختر طالع
اٹھاؤن داغ مین تو آسمان سمجھے درم پایا

ہزارون حسرتین جاوین گی میرے ساتھ دنیا سے
شرار و برق سے بھی عرصۂ ہستی کو کم پایا

سوائے رنج کچھ حاصل نہین ہے اس خرابے مین
غنیمت جان جو آرام تو نے کوئی دم پایا

نظر آیا تماشائے جہاں جب بند کین آنکھیں
صفائے قلب سے پہلو مین ہمنے جام جم پایا

جلایا اور مارا حسن کی نیرنگ سازی نے
کبھی برق غضب اسکو کبھی ابر کرم پایا

فراق انجام کا ہے آغاز وصلت کا بلا شک ہے
بہت رویا مین روح و تن کو جب مشتاق ہم پایا

ہر اک جوہر مین اسکا نقش پائے رفتگان سمجھا
دم شمشیر قاتل جادۂ راہ عدم پایا

ہمارا کعبۂ مقصود تیرا طاق ابرو ہے
تری چشم سیہ کو ہم نے آہوئے حرم پایا

ہوا ہرگز نہ خط شوق کا سامان درست آتش
سیاہی ہو گئی نایاب اگر ہم نے قلم پایا

کیا دادخواہ ہو کوئی اس کے قتیل کا
عاشق کے خون کو حکم ہے آب سبیل کا

طے کس طرح سے ہووے رہ عشق دیکھیے
سنگ نشان کا دخل یہان ہے نہ میل کا

راہ عدم کو جاتے ہین خاموش قافلے
بہر جرس ہے سرمہ غبار اس سبیل کا

آوارہ ہون مین گور کی منزل کے شوق مین
رہزن سلوک مجھسے کریگا دلیل کا

لے جائے خط شوق کبوتر غریب کیا
وان جس جگہ مقام نہین جبرئیل کا

محتاج خضر راہ نہین تیری راہ مین
کرتا ہے کام شوق ہمارا دلیل کا

شب کو چراغ کی نہین رہرو کو احتیاج
ہر ذرہ آفتاب ہے تیری سبیل کا

یوسف کی جستجو مین روانہ ہین قافلے
نالان جرس ہین شور ہے کوس رحیل کا

عاجز نواز دوسرا تجھسا کوئی نہین
رنجور کا انیس ہے ہمدم علیل کا

باغ وبہار آتش نمرود کو کیا
مشکل کے وقت حامی ہوا تو خلیل کا

موسی کو تیرے حکم سے دریا نے راہ دی
فرعون کو تو نے غرق کیا رود نیل کا

طوفان مین ناخدائی کشتی نوح کی
حقا جواب ہی نہین تجھسے کفیل کا

بندہ ہے کس کا پوچھین گے جب منکر و نکیر
عاشق ہون مین کہون گا کہ بندہ جمیل کا

سائل ہون مجھکو قید کم و بیش کی نہین
مختار ہے کریم کثیر و قلیل کا

کوتاہ یان کمند ہے قاصر ہے نردبان
بام مراد تک رس ہے رب جلیل کا

آوازہ تیرے عدل کا ہے سبکے گوش زد
پشہ سے زور چل نہین سکتا ہے فیل کا

دیکھا تو خار و گل کا مقام ایک شاخ ہے
دل توڑنا نہین تو عزیز و ذلیل کا

وہی ہے جو تو نے تشنۂ عزت کو آبرو
کوثر کا پانی ایسا ہے نے سلسبیل کا

سُرمہ کیا جو برق تجلّی نے طور کو
منظور تجھکو جلوہ تھا چشم کحیل کا

آتش یہی دعا ہے خدائے کریم سے
محتاج اے کریم نہ کیجو بخیل کا

آئینہ سینۂ صاحب نظران ہے کہ جو تھا
چہرۂ شاہد مقصود عیان ہے کہ جو تھا

عشق گل مین وہی بلبل کا فغان ہے کہ جو تھا
پرتو مہ سے وہی حال کتان ہے کہ جو تھا

عالم حُسن خداداد بتان ہے کہ جو تھا
ناز و انداز بلائے دل و جان ہے کہ جو تھا

راہ مین تیری شب و روز بسر کرتا ہون
وہی میل اور وہی سنگ نشان ہے کہ جو تھا

روز کرتے ہین شب ہجر کو بیداری مین
اپنی آنکھون مین سبک خواب گران ہے کہ جو تھا

ایک عالم مین ہوا ہر چند مسیحا مشہور
نام بیمار سے تمکو خفقان ہے کہ جو تھا

دولت عشق کا گنجینہ وہی سینہ ہے
داغ دل زخم جگر مہر و نشان ہے کہ جو تھا

ناز و انداز و ادا سے تمھین شرم آنے لگی
عارضی حُسن کا عالم وہ کہان ہے کہ جو تھا

جان کی تسکین کے لئے حالت گئے ہین
بے یقینی کا تری ہمکو گمان ہے کہ جو تھا

اثر منزل مقصود نہین دنیا مین
راہ مین قافلۂ ریگ روان ہے کہ جو تھا

دہن اُس روئے کتابی مین ہے ناپیدا
اسم اعظم وہی قرآن مین نہان ہے کہ جو تھا

کعبۂ مد نظر قبلہ نما ہے تا حال
کوئے جانان کی طرف دل نگران ہے کہ جو تھا

کوہ و صحرا و گلستان مین پھرا کرتا ہے
متلاشی وہ ترا آب روان ہے کہ جو تھا

سوزش دل سے تسلسل ہے وہی آہون کا
عود کے جلنے سے مجمر مین دھوان ہے کہ جو تھا

رات کٹ جاتی ہے باتین وہی سُنتے سُنتے
شمع محفل صنم چرب زبان ہے کہ جو تھا

پائے خم مستون کے ہے حق کا جو عالم ہے سو ہے
سر منبر وہی واعظ کا بیان ہے کہ جو تھا

کون سے دن نئی قبرین نہین آ ہمین بنتین
یہ خرابہ وہی عبرت کا مکان ہے کہ جو تھا

سنجیر شوق سے میرے نہین وہ نور نگاہ
قاصد اشک شب و روز روان ہے کہ جو تھا

لیلۃ القدر کنایہ نہ شب وصل سے ہو
اس کا افسانہ میان رمضان ہے کہ جو تھا

دین و دنیا کا طلبگار ہنوز آتش ہے
یہ گدا سائل نقد دو جہان ہے کہ جو تھا

اے جنون دشت عدم کے کوچ کا سامان کیا
جسم کے جامے کو مین نے چاک تا دامان کیا

منھ چھپا اب تو نہ مشتاقون سے اے خورشید رو
ہیچ گردان کی طرح برسون ہی سرگردان کیا

مر گئین تیری جدائی مین ہزارون حسرتین
عشق غارتگر نے میرے دل کو گورستان کیا

نالۂ جانکاہ نے پتھر کو پانی کر دیا
مرغ و ماہی کو دل بیتاب نے گریان کیا

جلد نہلا مجھکو میرے خون سے اے شمشیر یار
دامن دل سالہا آلودۂ عصیان کیا

شام سے تا صبح نیند آئی نہ اک دم تجھ بغیر
آگ نالون نے لگائی اشک نے طوفان کیا

اے فلک مرہون احسان تو نہ تیرا مین ہوا
شکر ہے مجھکو خدا نے بے سر و سامان کیا

آدمی کیا وہ نہ سمجھے جو سخن کی قدر کو
نطق نے حیوان سے مشت خاک کو انسان کیا

آتش دلخستہ تیرا یا الٰہی کچھ نہ تھا
قطرۂ ناچیز کو دریائے بے پایان کیا

چاندنی مین جب تجھے یاد اے مہ تابان کیا
رات بھر اختر شماری نے مجھے حیران کیا

قامت موزون تصور مین قیامت ہو گیا
چشم کی گردش نے کار فتنۂ دوران کیا

پھر گئی آنکھون مین وہ مژگان برگشتہ تو پھر
ذکر آرہ تھا جو آہ و نالہ و افغان کیا

شام سے ڈھونڈھا کیا زنجیر پھانسی کے لئے
صبح تک مین نے خیال گیسوئے پیچان کیا

سلک دندان سے دل بیتاب پر بجلی گری
تلخ حسرت نے لب شیرین کی کام جان کیا

یاد ابرو و ذقن مین اڑ گئی آنکھون سے نیند
گہ کنوان جھانکا کبھی تلوار کو عریان کیا

چہرہ کو آتشکدہ سمجھا دل دیوانہ نے
گوش دینی پر گمان اخگر سوزان کیا

دھیان مین ساقون کی شمعون کے جلا پروانہ وار
زانوؤن کے آئینون نے رات بھر حیران کیا

کر دیا مدہوش گردن کی صراحی نے مجھے
ناف نے جام شراب تند سے طوفان کیا

دست و بازو کے تصور مین ہوا آتش مین شل

پائے بوسی کی ہوس نے خاک سے یکسان کیا

غبار راہ ہوکر چشم مردم مین محل پایا
نہال خاکساری کو لگا کر ہم نے پھل پایا

برنگ شمع ہم دل سوختون نے بزم عالم مین
زبان کھولی نہ لیکن بات کرنے کا محل پایا

کشاکش دم کی مار آستین کا کام کرتی ہے
دل بیتاب کو پہلو مین اک گرگ بغل پایا

نظر آتے ہین خال عنبرین گرد لب لعلین
سیاہ زنگ نے شہر بدخشان مین عمل پایا

گھڑی بھر رو کے کوئے یار مین یون رنگ دل نکھرا
کہ کپڑا جیسے مفلس نے کھرے گھاٹ آکے کلپایا

غم فرقت سے عمر رفتہ گذری بیقراری مین
تری امداد سے آرام ہم نے اے اجل پایا

شکستہ دل نہ ہو انسان عوض ہر شے کا ملتا ہے
موافرزند اگر تو داغ دل نعم البدل پایا

نہ جانا تھا چمن کی سیر کو ہمرہ رقیبون کے
دل عاشق کے توڑے سے بھلا کیا تُنے پھل پایا

رعونت کون سی شے پر ہے ان عزلت گزینون کو
حصیر کہنہ دیکھا دست خشک و پائے شل پایا

غضب ہے منزل ہستی مین آسائش طلب ہونا
ہجوم خواب سے رہرو نے ہر آخر خلل پایا

حرارت ہوتی ہے سردار سے افزون سپاہی مین
زیادہ تر مزاج یار سے زلفون مین بل پایا

ہمیشہ جوشش گریہ سے رہا پانی مین اے آتش
کبھی تازہ نہ لیکن اپنے دل کا یہ کنول پایا

مری آنکھون کے آگے آبکا کیا جوش مین دریا
ہمیشہ صورت ساحل ہے یان آغوش مین دریا

وہ حد کم ظرف ہین جو ایک ساغر مین بہکتے ہین
سنین قطرہ بھی یان ہنگام نوشانوش مین دریا

نکالا چاہے اے غواص تو جلد اب نکال اس کو
خدا جانے کہ کیا پھونکے صدف کے گوش مین دریا

خموشی اور گویائی مری اک سے بہتر ہے
سکونت مین یہ قطرہ ہے گہر تو جوش مین دریا

سرک جائے جو روئے چشم تر سے گوشہ دامن کا
نہ دیکھا ہو کسی نے ایسا اپنے ہوش مین دریا

کیا جو ضبط گریہ تو کیا دریا کو کوزے مین
کبھی دل کھول کر رویا تو آیا جوش مین دریا

اگر موتی نہ بیتے قطرہ ہائے ابر نیسان سے
تو حلقہ ڈالتا آتش صدف کے گوش مین دریا

دل چھوٹ کے جان سے کوئی منزل مین رہ گیا
کیسا رفیق ساتھ سے مشکل مین رہ گیا

آئے بھی لوگ بیٹھے بھی اُٹھ بھی کھڑے ہوئے
مین جا ہی ڈھونڈھتا تری محفل مین رہ گیا

ناقص ہی دوستداری مین کامل نہین ہی تو
دشمن سے بھی غبار اگر دل مین رہ گیا

قاتل سنبھل کے تیغ لگا جائے شرم ہے
تسمہ لگا جو گردن بسمل مین رہ گیا

آزادی سے زیادہ اسیری مین لطف ہی
دل مرغ روح کا قفس گل مین رہ گیا

سبقت جو زندگی مین سکندر سے کی تو کیا
اے خضر پیچھے مرگ کی منزل مین رہ گیا

مجنون برہنہ کرتا اُسے اپنی طرح سے
لیلیٰ کا پردہ پردۂ محمل مین رہ گیا

پار اُترا جو کہ غرق ہوا بحر عشق مین
وہ داغ ہے جو دامن ساحل مین رہ گیا

کاذب ہے منکر اسکی کریمی کی شان کا
خالی پیالہ کب کف سائل مین رہ گیا

آتش کو دست و تیغ سے ممکن ہوا نہ زخم
بیچارہ مر کے حسرت قاتل مین رہ گیا

سن تو سہی جہان مین ہے تیرا فسانہ کیا
کہتی ہی تجھکو خلق خدا غائبانہ کیا

کیا کیا اُلجھتا ہے تری زلفون کے تار سے
بخیہ طلب ہی سینۂ صد چاک شانہ کیا

زیر زمین سے آتا ہے جو گل سو زر بکف
قارون نے راستے مین لٹایا خزانہ کیا

اُڑتا ہے شوق راحت منزل سے اسپ عمر
مہمیز کہتے ہین کسے تازیانہ کیا

زینہ صبا کا ڈھونڈھتی ہے اپنی مشت خاک
بام بلند یار کا ہے آستانہ کیا

چارون طرف سے صورت جانان ہو جلوہ گر
دل صاف ہو ترا تو ہے آئینہ خانہ کیا

صیاد اسیر دام رگ گل ہی عندلیب
دکھلا رہا ہے چھپ کے اسے دام و دانہ کیا

طبل و علم نہ پاس ہے اپنے نہ ملک و مال
ہمسے خلاف ہو کے کرے گا زمانہ کیا

آتی ہی کس طرح سے مری قبض روح کو
دیکھون تو موت ڈھونڈھ رہی ہی بہانہ کیا

ہوتا ہے زرد سُن کے جو نامرد مدعی
رستم کی داستان ہے ہمارا فسانہ کیا

بے یار ساز دار نہ ہوئے گا گوش کو
مطرب ہمین سُناتا ہے اپنا ترانہ کیا

صیاد گلعذار دکھاتا ہے سیر باغ
بلبل قفس مین یاد کرے آشیانہ کیا

ترچھی نگہ سے طائر دل ہو چکا شکار
جب تیر کج پڑے گا اڑیگا نشانہ کیا

بیتاب ہے کمال ہمارا دل حزین
مہمان سرائے جسم کا ہوگا روانہ کیا

یون مدعی حسد سے نہ دے داد تو نہ دے
آتش غزل یہ تونے کہی عاشقانہ کیا

بیمار عشق رنج و محن سے نکل گیا
بیچارہ منہ چھپا کے کفن سے نکل گیا

مرغان باغ آتش گل نے جلا دیے
صیاد ہاتھ ملکے چمن سے نکل گیا

لبیک نگاہ چشمۂ حیوان دہن مین ہے
بچکر اگر یہ چاہ ذقن سے نکل گیا

دیکھا جو مجھ غریب کو بولے عدم کے لوگ
مدت سے تھا یہ اپنے وطن سے نکل گیا

عالم جو تھا مطیع ہمارے کلام کا
گیا اسم اعظم اپنے دہن سے نکل گیا

جوش جنون نے فصدون سے مطلق کمی نکی
سیرون لہو ہمارے بدن سے نکل گیا

آویزہ ترے گوش کا ہوا اس امید پر
کیا کیا عقیق کان یمن سے نکل گیا

زنجیر کا وہ غل سنین زندان مین الجنون
دیوانہ قید خانۂ تن سے نکل گیا

رتبہ کو تیرے سن کے شک ہے کہ ہر غزال
دیوانہ ہو کے دشت ختن سے نکلگیا

پھر طفل حیلہ جو کا بہانہ نہ مانیو
آتش وہ ابکی بار تو فن سے نکل گیا

جگر کو داغ مین مانند لالہ کیا کرتا
لبالب اپنے لہو کا پیالہ کیا کرتا

ملا نہ سرو کو کچھ اپنی راستی مین پھل
کلاہ کج جو نہ کرتا تو لالہ کیا کرتا

جریدہ مین رہ پر خون عشق سے گذرا
جرس سے قافلہ مین بحث نالہ کیا کرتا

جنون عشق مین رہتا تھا امتیاز نہ کچھ
حجر طوق گلو مہ کا ہالہ کیا کرتا

بچا کیا اسے توڑا جو سر دریا کے
حباب لے کے یہ خالی پیالہ کیا کرتا

نہ کھایا غصہ کبھی خوانچہ سے قسمت کے
پھنسے جو حلق مین مین وہ نوالہ کیا کرتا

بلائے بد ہوئی واعظون سے سرد کا قول
سلوک نیک زراعت سے ژالہ کیا کرتا

دیا نوشتہ نہ اس بت کو دل کے ستو مین
خدا کے گھر کا بھلا مین قبالہ کیا کرتا

صفا ہوا نہ ریاضت سے نفس امارہ
کوئی نجاست سگ کا ازالہ کیا کرتا

لگی ہے آگ جو کمبل کبھی اڑا یا ہے
ترے برہنہ نسے گرمی دوشالہ کیا کرتا

نہ کرتی عقل اگر ہفت آسمان کی سیر — کوئی یہ سات ورق کا رسالہ کیا کرتا
مری طرف جو انھیں کھینچتی کشش دل کی — بتون کو برہمنون کا حوالہ کیا کرتا
کسی نے مول نہ پوچھا دل شکستہ کا — کوئی خرید کے ٹوٹا پیالہ کیا کرتا
عروس دہر سے بو ئے وفا نہین آتی — بھلا مین بکر کا اس کے ازالہ کیا کرتا

سبو و سفتہ بھی ہوتا تو لطف تھا آتش
اکیلے پی کے شراب دوسالہ کیا کرتا

اک دن فرصت جو مین برگشتہ قسمت مانگتا — دیدۂ تر نوح کے طوفان کی رخصت مانگتا
تشنگی کرتی جو مشتاق دم خنجر مجھے — آب آہن شیر دایہ کی حلاوت مانگتا
تیر باران بلا سے ہو گئی کشت اپنی سبز — رہ گیا دہقان دعائے ابر رحمت مانگتا
داغ لگتا تھا جنون کو کیا وطن مین مر کے مین — چادر گل شمع بالین سنگ تربت مانگتا
دم نکلتا ہی نہین اے حسرت دیدار یار — کاش عزرائیل بھی تیری سی صورت مانگتا
دوسرا مجھسا زمانے مین نہین برگشتہ بخت — گور مین چوری کفن جاتا جو خلعت مانگتا
ہے رخ عالم فروز یار عزرائیل بھی — شمع بالین کیا مین بیمار محبت مانگتا
آکے میری خاک پر روتے حسینان بہشت — مین اگر اللہ سے باران رحمت مانگتا
روز و شب رکھتا ہون آغوش تصور مین انھین — سیم تن محبوب پہنتے مین جو دولت مانگتا
حسن کا افسون دکھاتا معجز روح اللہی — نقش پا تیرا ید بیضا سے بیعت مانگتا
یار کے دلمین کدورت آئی ہے ملتی تو مین — دو گھڑی دل کھولکر رونے کی فرصت مانگتا
رہ گئی عزت خموشی کے سبب سے شکر ہے — زہر دیتا آسمان مجھکو جو شربت مانگتا

کیا کہون آتش اثر اپنی زبان کمبخت کا
تنگ ملتی گور تیرہ گر فراغت مانگتا

وحشت آگین ہو فسانہ مری رسوائی کا — عاشق زار ہون اک آہوئے صحرائی کا
پانون زندان سے نہ نکلا ترے سودائی کا — داغ دل ہی مین رہا لالۂ صحرائی کا
دھیان رہتا ہے قد یار کی رعنائی کا — سامنا روز ہے یان آفت بالائی کا

کوہ غم شکل پر کاہ اُٹھا لیتا ہون
ناتوانی مین بھی عالم ہے توانائی کا

لحد تیرہ مین مجھپر جو لگا ہونے عذاب
پھر گیا آنکھون مین عالم شب تنہائی کا

کونسا دل ہے نہین جس مین خدا کی نظر
شکوہ کس مُنھ سے کرون مین بت ترسائی کا

مرد درویش ہون تکیہ ہے توکل میرا
خرچ ہر روز ہے یان آمد بالائی کا

بوسۂ چشم غزالان مجھے یاد آتے ہین
نہین بھولا مین مزا میوۂ صحرائی کا

زندگانی نے مجھے مردہ بنا رکھا ہے
ملک الموت سے سائل ہون مسیحائی کا

مصرع سرو مین لاکھون ہی نکالون شاخین
باندھون مضمون جو قد یار کی رعنائی کا

جب سے شیطان کا احوال سُنا ہے مین نے
بار ہے سب پر بھی ارادہ ہے جبین سائی کا

ہوئی حیرت مجھے غنچے کے چٹکنے کی صدا
شک پڑا تھا دہن یار مین گویائی کا

وہ تماشا ہے ترا حسن پر آشوب اے ترک
آنکھون کی راہ سے دم نکلے تماشائی کا

کس طرح سے دل وحشی کا مین کہنا مانون
کوئی قائل نہین دیوانے کی دانائی کا

یہی زنجیر کے نالے سے صدا آتی ہے
قید خانے مین بُرا حال ہے سودائی کا

اک پری کو بھی نہ شیشے مین اُتارا مین نے
یاد کیا آئے گا اس گنبد مینائی کا

بعد شاعر کے ہو مشہور کلام شاعر
شہرہ البتہ کہ ہو مردہ کی گویائی کا

شہر مین قافیہ پیمائی بہت کی آتش
اب ارادہ ہے مرا بادیہ پیمائی کا

اے فلک کچھ تو اثر حسن عمل مین ہوتا
شیشہ اک رات تو قاضی کی بغل مین ہوتا

وعدہ وصل کہان عاشق بے صبر کہان
کام محتاج کا ہے لیت و لعل مین ہوتا

بل نہ نکلا تری زلفون کا صنم شانے سے
واقعی زور نہین پنجۂ شل مین ہوتا

عید نوروز دل اپنا بھی کبھی خوش کرتے
یار آغوش مین خورشید حمل مین ہوتا

عرش کی سیر ریاضت نے مجھے دکھلائی
دخل مزدور ہے سلطان کے محل مین ہوتا

سخن سخت مین سُنتا ہون لب شیرین سے
عہد مین اپنے نہین موم عسل مین ہوتا

داغ ہین یون دل نازک مین چراغ روشن
جلوہ گر جیسے ہے شیشے کے کنول مین ہوتا

آنکھ عاشق سے لڑانے مین گریز اچھی نہین
امتحان مرد کا ہر جنگ و جدل مین ہوتا

عزل و نصب اُسکو شب و روز ہی منظور آتش
لطف کیا چرخ کو ہی پھیر بدل مین ہوتا

خاک مین مل کے بھی مین اُس کو نہ دشمن سمجھا
گردش چرخ کو اک گردش دامن سمجھا

چوٹ جو دل کو لگی اُس کے سہی سے بے یار
خندۂ کبک کو مین سنگ فلاخن سمجھا

چھوڑتا میرے گریبان کو نہین دست جنون
کیا یہ اُس کو کسی محبوب کا دامن سمجھا

سبکہ تھی اُس سے عیان سینۂ عارف کی صفا
چہرہ یار کو مین نے دل روشن سمجھا

زلفین سنبل ہین تو پھر نرگس شہلا آنکھین
جس نے دیکھا ترے مکھڑے کو وہ گلشن سمجھا

کیا جگہ کوچۂ محبوب ہے سبحان اللہ
کوئی کعبہ کوئی جنت کوئی گلشن سمجھا

یاد آئی جو مجھے اپنی بیابان مرگی
گنبد قصر فلک گنبد مدفن سمجھا

سنگ در جان کے تیرا نہ کیا سجدہ اُنہین
کچھ حقیقت کو بتون کی نہ برہمن سمجھا

سینے سے شکل چمن مین نے لگایا جو اُسے
داغ سودا کو مرا دل گل سوسن سمجھا

موم دونون کو کیا نالۂ آتش خو نے
سنگ کو سنگ نہ آہن کو یہ آہن سمجھا

ہو گئی یار کے ہاتھون مین جو مہندی کالی
انگلیون کو مین زبان گل سوسن سمجھا

سنبل تر مجھے بے زلف صنم دود ہوا
بے رُخ یار مین گلزار کو گلخن سمجھا

محفل یار مین دیکھا جو سر اُسکا کٹتے
گردن شمع کو عاشق کی مین گردن سمجھا

کیون نہ معراج محمد کا ہو قائل آتش
مہ و خورشید کو نقش سم توسن سمجھا

رات کو مین نے مجھے یار نے سونے نہ دیا
رات بھر طالع بیدار نے سونے نہ دیا

خاک پر سنگ در یار نے سونے نہ دیا
دھوپ مین سایۂ دیوار نے سونے نہ دیا

شام سے وصل کی شب آنکھ نہ جھپکی تا صبح
شادی دولت دیدار نے سونے نہ دیا

ایک شب بلبل بیتاب کے جاگے نہ نصیب
پہلوے گل مین کبھی خار نے سونے نہ دیا

جب لگی آنکھ کراہا یہ کہ بدخواب کیا
نیند بھر کر دل بیمار نے سونے نہ دیا

درد سر شام سے اُس زلف کے سودے مین رہا
صبح تک مجھکو شب تار نے سونے نہ دیا

رات بھر کین دل بیتاب نے باتین مجھسے
رنج و محنت کے گرفتار نے سونے نہ دیا

سیل گریہ سے مرے نیند اُڑی مردم کی
فکر بام و در و دیوار نے سونے نہ دیا

باغ عالم مین رہین خواب کی مشتاق آنکھین
گرمی آتش گلزار نے سونے نہ دیا

سچ ہے غمخواری بیمار عذاب جان ہے
تا دم مرگ دل زار نے سونے نہ دیا

تکیہ تک پہلو مین اُس گل نے نہ رکھا آتش
غیر کو ساتھ کبھی یار نے سونے نہ دیا

ہوا ہے عشق مجھکو اُس کے حسن پاک سے پیدا
کیا ہے نور نے جگنون کو جس نے خاک سے پیدا

کلام صاف کو اپنے جو دیکھے اُس کو حیرت ہو
یہ آئینہ ہوا ہے جوہر ادراک سے پیدا

ہمارے حلق مین دن رات ذکر ذات اقدس ہے
قضا نے کی ہے یہ تسبیح خاک پاک سے پیدا

ہر اک جانب سے اُس محبوب کو خط لکھتے ہین عاشق
عریضے ہوتے ہین چارون طرف کی ڈاک سے پیدا

اسیر آزاد ہون اے جان جان تیری محبت سے
دماغ دلکشی ہووے الف سی ناک سے پیدا

بخیلون سے موافق ہو طبیعت کیون نہ دنیا کی
حلاوت ہوتی ہے تجھ کو ہی امساک سے پیدا

تری تیر نگہ پر دم نہ کس نخچیر کا پھڑکا
نہ کی دلبستگی کس صید نے فتراک سے پیدا

غم اپنے قتل ہونے کا نہین غم ہے تو یہ غم ہے
نہ ہوگا کشتنی مجھ سا مرے سفاک سے پیدا

غنیمت ہے سمجھیے حلقۂ احباب گرد اپنے
یہ دورا پھر نہ ہوگا گردش افلاک سے پیدا

دماغ حضرت یعقوب عاشق اسکو کہتے ہین
ہوئی ہے بوئے یوسف یار کی پوشاک سے پیدا

صدا یہ صیدگاہ عشق مین آتی ہے ہر سون سے
نشانہ تیر کا ہو راہ کر فتراک سے پیدا

بلائے جان عالم ہو گئین ہین تیری زلفون نے
قرابت کی ہے مار شانۂ ضحاک سے پیدا

یقین ہے صبر کرتے عاجز اُن کو کردون مین
یہ کیا ہون سات سو ظالم جو ہفت افلاک سے پیدا

دل صدپارہ کے ہر پارہ پر نقش محبت ہے
کہان ہو سکتے ہین ایسے نگین حکاک سے پیدا

ترے افعی گیسو سونگھ کر کہتے ہین افیونی
یہ کیفیت نہو گی نشۂ سرتاک سے پیدا

پیام مرگ سے ہوتی ہے غمگین روح کس خاطر
ملے گا خاک مین وہ جو ہوا ہے خاک سے پیدا

مرے خورشید رو کا ایک عالم ہوگا دیوانہ
ہزاروں ہوویں گے صبح گریبان چاک سے پیدا

مسیحا سے ہمارے عیسیٰ مریم کو کیا نسبت
شفا ہوتی ہو کس کے آستاں کی خاک سے پیدا

یہ کس نخچیر ناوک خوردہ کی صورت سے دیکھا ہے
رم آہو ہے تیرے توسن چالاک سے پیدا

قدم سے تیرے دیوانوں کی آبادی کا عالم ہے
ہوا ہے شہر اک صحرائے وحشتناک سے پیدا

ہنر سے نیاریوں کے حال یہ ظاہر ہوا ہمکو
مقدر میں جو دولت ہو تو زر ہو خاک سے پیدا

سحر تک شام سے چلتی ہیں لاتیں وصل کی شب میں
محبت کی ہو کس گستاخ کس بیباک سے پیدا

کیا ہے اپنے غنچے سے دہن میں تونے جو اسکو
شمیم گل ہوئی ہر ریشۂ مسواک سے پیدا

عزیز از جان نہ رکھیں داغ عشق زلف و خط کیونکر
یہ گل کمنے کیے ہیں کس خس و خاشاک سے پیدا

کنارہ بحر ہستی سے نہیں بے جان سے گذرے
کنارہ گور ہے اس کا جو ہو پیراک سے پیدا

دعا ہے آتش خستہ یہی ہر روز محشر کو
یہ مشت خاک ہوئے کربلا کی خاک سے پیدا

کام کرتی رہی وہ چشم فسون ساز اپنا
لب جان بخش دکھایا کیے اعجاز اپنا

سرو گڑ جائیں گے گل خاک میں ملجاوینگے
پاؤں رکھے تو چمن میں وہ سرفراز اپنا

خندہ زن ہیں کبھی گریاں ہیں کبھی نالاں ہیں
ناز خوبان سے ہوا ہے عجب انداز اپنا

یہی اللہ سے خواہش ہے ہماری اے بت
گور بد بین ہو تراگنگ ہو غماز اپنا

سوزش دل سے زبان کو نہوئی آگاہی
اف کیا منہ سے نہ سینے نہ کھلا راز اپنا

خوف ہوتا ہے جگر زمزمہ سنکر بے یار
دل دکھاتی ہے مغنی تری آواز اپنا

نہ سنی یار نے اک بات سخن سازی کی
رہ گئے کھول کے منہ مفسدہ پرداز اپنا

پر کترنے سے تو صیاد چھری ہی پھیرے
قصہ کوتاہ کرے حسرت پرواز اپنا

ہم نہیں کھولے ہی گا تنگندہ کا دروازہ
بند رہنے کا نہیں کار خدا ساز اپنا

یاد آتی ہیں ادائیں جو تری اے محبوب
بھول جاتے ہیں حسینان جہاں ناز اپنا

مرغ دل صید گہ عشق چلا ہے دیکھیں
طعمہ کرتا ہے اسے کونسا شہباز اپنا

روٹھکر ملنے جو جاتا ہوں تو کہتا ہے وہ شوخ
کل خفا تم تھے مزاج آج ہے ناساز اپنا

خبر اول و آخر نہین مطلق آتش
نہ تو انجام ہے معلوم نہ آغاز اپنا

غم نہین گو اے فلک رتبہ ہو مجھکو خار کا
آفتاب اک زرد پتا ہو مرے گلزار کا

زلف کے حلقہ مین اُلجھا سبزہ گوش یار کا
ہو گیا سنگ زمرد خال چشم مار کا

ناخدا ہے موت جو دم ہو سو ہو باد مراد
عزم ہو کشتی تن کو بحر ہستی پار کا

خانۂ زنجیر سے مثل صدا اڑتا ہون اب
یاد آتا ہے کف پا مین کھٹکنا خار کا

جوش گریہ نے کیا ہے ناتوان اتنا مجھے
ٹوٹنا ممکن نہین ہو آنسوون کے تار کا

کھا گئی آخر مجھے چشم سیاہ سرمگین
زرق قسمت نے کیا زنگی آدم خوار کا

سعی لاحاصل مداوائے مریض عشق ہو
تھامنا ممکن نہین گرتی ہوئی دیوار کا

ہاتھ قاتل کا گریبان تک پہونچ سکتا نہین
اور فرط شوق ہو بان زخم دامندار کا

پھول جو ہو اپنے گلشن کا سپر کا پھول ہو
ہر شجر اس باغ مین لاتا ہو پھل تلوار کا

خط روئے یار سے ایذا اُٹھائی ہو نہ بس
سبزہ سے ہوتا ہو صدمہ میرے دل کو خار کا

گرچہ ہیں بیں طاق ابروئے صنم گیسو نہین
کعبہ پر نرغہ ہوا ہے لشکر کفار کا

اے صنم تیری کرنجی آنکھ سے ثابت ہوا
رنگ اُڑ جاتا ہو روئے مردم بیمار کا

یاد مین تیری رقیب روسیہ جاگا تو کیا
مرتبہ عالی نہ ہو خفاش شب بیدار کا

اُس پری رو کے جو کوچہ کا گذرتا ہو خیال
بن کے جن سایہ لپٹتا ہے مجھے دیوار کا

اُٹھکے دیوار لحد سے مردے ٹکراتے ہین سر
اک قیامت ہو صنم عالم تری رفتار کا

خم ندامت سے کیا محراب مین کعبہ کے سر
گردن زاہد سے بوجھ اُٹھا نہ جب زنار کا

زندگی مین بے ادب ہونے نہ دے تو رعب حسن
خاک ہو میری پس از مرگ در دامن یار کا

اے صنم عاشق سے روپوشی نہین لازم تجھے
پردہ موسیٰ سے نہین اللہ کو دیدار کا

بوئے گل آتش کہین ہوتی ہے محسوس نظر
افزا ہے روز محشر یار کے دیدار کا

شہر کو نالون نے مجھ مجنون کے صحرا کر دیا
جوش سیل اشک نے چشمون کو دریا کر دیا

شادی مرگ سے پھولا مین سمانے کا نہین
گور کہتے ہین کسے نام کفن ہے کس کا

دہن تنگ ہے موہوم یقین ہے کس کو
کمر یار ہے معدوم یہ ظن ہے کس کا

مفسدے جو کہ ہون اُس چشم سیہ سے کم ہین
فتنہ پردازی جسے کہتے ہین فن ہے کس کا

ایک عالم کو ترے عشق مین سکتا ہوگا
صاف آئینہ سے شفاف بدن ہے کس کا

حُسن سے دل تو لگا عشق کا بیمار تو ہو
پھر یہ عناب و لب و سیب و ذقن ہے کس کا

گلشن حُسن سے بہتر کوئی گلزار نہین
سنبل اسطح کا پرپیچ و شکن ہے کس کا

باغ عالم کا ہر اک گل ہے خدا کی قدرت
باغبان کون ہے اس کا یہ چمن ہے کس کا

خاک مین اُس کو ملاؤن اُسے برباد کرون
جان کسکی ہے مری جان یہ تن ہے کس کا

سرو سا قد ہے نہین مدِ نظر کا میرے
گل سا رُخ کس کا ہے غنچہ سا دہن ہے کس کا

کیون نہ بے ساختہ بندے ہون دل و جان سے
قدرت اللہ کی بے ساختہ پن ہے کس کا

آج ہی چھوٹے جو چھٹتا یہ خرابہ کل ہو
ہم غریبون کو ہے کیا غم یہ وطن ہے کس کا

یار کو تم سے محبت نہین تو اے آتش
خط مین القاب یہ پھر مشفق من ہے کس کا

روز مولود سے ساتھ اپنے ہوا غم پیدا
لالہ سان داغ اُٹھانے کو ہوئے ہم پیدا

ہون مین وہ نخل کہ ہر شاخ مری آرہ ہے
ہون مین وہ شاخ کہ ہون برگ تبردم پیدا

مین جو روتا ہون مرے زخم جگر ہنستے ہین
شادی و غم سے کیا ہے مجھے توام پیدا

چاہنے والے ہزارون نئے موجود ہوئے
خط نے اُس گل کے کیا اور ہی عالم پیدا

درد سر مین ہے کسی کے تو مرے دل مین ہے درد
واسطے میرے ہوا ہے غم عالم پیدا

زخم خندان ہین بعینہ لب خندان اپنے
شادمانی مین ہے یان حالت ماتم پیدا

آسمان شوق سے تلوارون کا منہ برسادے
مہ نو نے ترے ابرو کا کیا خم پیدا

کام اپنا نہ ہوا جب کجی ابرو سے
گیسوئے یار ہوئے درہم و برہم پیدا

شبہہ ہوتا ہے صدف کا مجھے ہر غنچے پر
کہین موتی نہ کرین قطرۂ شبنم پیدا

چپ رہو دُور کرو مُنھ نہ مرا کھلواؤ
غلغلو زخم زبان کا نہین مرہم پیدا

قلزمِ فکر مین ہر چند لگائے غوطے	دُرِ مضمون کوئی یارون سے ہوا کم پیدا

دوست ہی دشمنِ جان ہو گیا اپنا آتش
نوش دارو نے کیا یان اثرِ سم پیدا

توڑ کر تارِ نگہ کا سلسلہ جاتا رہا	خاک ڈال آنکھون مین میری قافلہ جاتا رہا
کون سے دن ہاتھ مین آیا مرے دامانِ یار	کب زمین و آسمان کا فاصلہ جاتا رہا
خارِ صحرا پر کسی نے تہمتِ دزدی نہ کی	پائون کا مجنون کے کیا کیا آبلہ جاتا رہا
دوستون سے اسقدر صدمے ہوئے ہین جان پر	دل سے دشمن کی عداوت کا گلہ جاتا رہا

جب اُٹھایا پائون آتش مثلِ آوازِ جرس
کوسون پیچھے چھوڑ کر مین قافلہ جاتا رہا

حشر کو بھی دیکھنے کا اُس کے ارمان رہ گیا	دن ہوا پر آفتاب آنکھون سے پنہان رہ گیا
بندگی حق مین بھی بھولا نہ مین یادِ صنم	توبہ مے کی ولیکن داغ دامان رہ گیا
جوشِ وحشت مین بیابان کو گیا مانند رُوح	جسمِ خاکی کی طرح سے میرا زندان رہ گیا
پاسِ الفت سے جنون مین بھی نہ کپڑے پھٹنے	طوق بنکر میری گردن مین گریبان رہ گیا
اے صبا جاوے چمن مین تو تو کہیو یار سے	باغ مین جا کر تو اے سروِ خرامان رہ گیا
دوستی اچھی نہین ہرگز فرومایہ کے ساتھ	رُوح جنت کو گئی جسمِ گلی یان رہ گیا
سامنے ہوتے ہی مژگان کے ہوا دل کو قلق	موت سے اب تیر کے ٹپّے کا میدان رہ گیا
پہلے ہی پرزے اُڑا ہونے نہ پایا سینہ چاک	یار ثابت وقت بد مین اک گریبان رہ گیا
حُسن مین بھی عزّت و ذلّت خدا کے ہاتھ ہے	گُل کو پیراہن ملا تو شعلہ عریان رہ گیا
بستیان ہی بستیان ہین گنبدِ افلاک مین	سیکڑون کوس تنگ مجنون سے بیابان رہ گیا
بعد مدت ساتھ اُس گُلرو کے جو دیکھا مجھے	اُڑ گئے مرغِ چمن خالی گلستان رہ گیا
چال ہے مجھ ناتوان کی مرغِ بسمل کی تڑپ	ہر قدم پر ہے یقین یان رہ گیا وان رہ گیا
کر کے آرایش جو دیکھی اُس صنم نے اپنی شکل	مند آنکھین ہو گئین آئینہ حیران رہ گیا
راہِ الفت مین نہین اندیشۂ پست و بلند	گر کے کب یوسف میانِ چاہِ کنعان رہ گیا

جان شیرین ہو فراق یار سے کیونکر عزیز
مرگ صاحب خانہ ہر فاقہ جو مہمان رہ گیا

میری وحشت نے چراغ راہ جو سمجھا اُسے
آنکھ دکھلا کر مجھے غول بیابان رہ گیا

لاشہ اُٹھوا کر نکال اس کو بھی اے قاتل اُجاڑ
ہے فقط آباد اک گنج شہیدان رہ گیا

کھینچکر تلوار قاتل نے کیا مجھ کو نہ قتل
شکر ہے گردن تک آتے آتے احسان رہ گیا

کیا بیان عالم زوال حسن خوبان کا کرون
روشنی جاتی رہی سرو چراغان رہ گیا

کاروان نکہت گل کر گیا گلشن سے کوچ
صورت نقش قدم گلزار حیران رہ گیا

شام ہجر صبح بھی کر کے نہ دیکھا روز وصل
سانپ کو چھلا پر آتش گنج پنہان رہ گیا

کوئی عشق مین مجھسے افزون نہ نکلا
کبھی سامنے ہو کے مجنون نہ نکلا

بڑا شور سنتے تھے پہلو مین دل کا
جو چیرا تو اک قطرۂ خون نہ نکلا

بجا کہتے آئے ہین ہیچ اس کو شاعر
کمر کا کوئی ہمسے مضمون نہ نکلا

ہوا کونسا روز روشن نہ کالا
کب افسانۂ زلف شبگون نہ نکلا

پہونچتا اُسے مصرع تازہ و تر
قد یار سا سرو موزون نہ نکلا

رہا سالہا سال جنگل مین آتش
مرے سامنے بید مجنون نہ نکلا

تیری کاکل مین پھنسا ہر دل جوان و پیر کا
سیکڑون آزاد ہے پابند اک زنجیر کا

وصف چشم یار مین یارا نہین تقریر کا
جائے خاموشی ہے عالم سُرمہ کی تحریر کا

کس خوشی سے دوڑ کر عاشق کٹاتے ہین گلے
نقش حب اے ترک جوہر ہے تری شمشیر کا

جانب چرخ کہن آہ ہوتی ہے روان
یہ کمان اکدن نشانہ ہے ہمارے تیر کا

اسقدر بیتاب ہون تیرے بغیر اے نخل حسن
پیرہن دیتا ہے دھوکہ دام ماہی گیر کا

دولت دنیا سے مستغنی طبیعت ہو گئی
خاکساری نے اثر پیدا کیا اکسیر کا

باغ مین شب باش ہو کر لالہ رو جلوا نہ شمع
داغ بلبل کو نہ دے دکھلا کے منہ گلگیر کا

جو کہ لکھا خوب لکھا دسترس ہوتا اگر
جو مضامین ہاتھ اپنے کاتب تقدیر کا

روز و شب پیش نظر چشم سیاہ یار ہے — کام لیتا ہوں تصور سے میں آہوگیر کا

عمر بھر مضمون طلائی رنگ کے بندھتے رہے — سرنوشت اپنی بھی نسخہ تھا کوئی اکسیر کا

حیف کی جا ہے نہ ہووے نرم و چرب اسکی زبان — پرورش پایا ہوا یہ آدمی ہے شیر کا

گوش گل رخسار لالہ چشم نرگس سرو قد — باغ کا تختہ بھی صفحہ ہے کوئی تصویر کا

عاشقوں کے خون سے رنگتی ہے بس وہ سرخ ہو — دیدۂ مرغ جوہر ہے تری شمشیر کا

کارواں تک رہرو واماندوں کو پہونچا گیا — اے جرس شاہد ہوں تیرے نالہ کی تاثیر کا

فکر قصر چرخ میں کیا موجزن ہوتے ہیں شک — سیل ارادہ کر رہا ہے کس کہن تعمیر کا

اُس پری رو طفل کا دیوانہ ہوں آتش جسے
کھیل ہے اک توڑنا سودائی کی زنجیر کا

عالم منطق مصور ہو تری تصویر کا — منہ کتابی قطبی ہے خط حاشیہ ہے میر کا

رتبہ پہونچا ہے خموشی سے یہ مجھ دلگیر کا — جو کوئی دیکھے اُسے شک ہو گلی تصویر کا

زندۂ جاوید ہیں قربانیان تیغ عشق — سر کا کٹنا جانتے ہیں پھوٹنا نکسیر کا

مثل شانہ دسترس اُس زلف پر ہوئے اگر — دعوت افعی کروں بھر کر پیالہ شیر کا

جس سے لپٹا سوکھا مجنوں کی طرح سے وہ درخت — عشق پیچے پر مجھے ہوتا ہے شک زنجیر کا

ہجر کے صدمے سے خوبی عشق کی ظاہر ہوئی — زخم کی ایذا سے جوہر کھل گیا شمشیر کا

سُرخ باوصف سیہ کاری ہے رنگ رو مرا — سامنا ہوتا ہے کس کے عفو سے تقصیر کا

خط لکھوں گا یار سیم اندام کو میں اے قلم — روشنائی میں ہو دردہ روغن اکسیر کا

ہر شب آدینہ آتا ہے وہ طفل شمع رو — اپنا تعویذ لحد بھی نقش ہے تسخیر کا

نوش بے صرفہ کرے خون گنہگاران عشق — پھول سے رنگین ہے پھاوڑا یہ تری شمشیر کا

غش کرینگے کودکان وحشت سے مجھ دیوانہ کے — حلق بسمل ہے ہر اک حلقہ مری زنجیر کا

خود بیان رُخ کی صباحت کا کرائے شیرین دہن — قند کے کوزے سے جاری ہووے دریا شیر کا

رو سیہ دشمن کا یوں پاپوش سے کیجئے فگار — جیسے سلوٹ کے سر زخم ہو شمشیر کا

لے سکا بوسہ نہ اک وہ برق وش جرأت سے میں — مالدار بے کرم بھی ابر ہے تصویر کا

حال مستقبل نجومی اُس سے کرتے ہیں بیان
زائچہ بھی نقل ہے پیشانی کی تحریر کا

چار ابرو میں ترے حیران ہیں سب خوشنویس
کس قلم کا قطعہ ہے یہ کاتبِ تقدیر کا

نرمیِ ظاہر سمجھ لے سخت گیری کی دلیل
پنبہ بھی ہے سر بسر زمہریر آتش گیر کا

مرتبہ موسیٰ نمازِ پنجگانہ نے دیا
پانچ وقت اللہ سے موقع رہا تقریر کا

کیسی کیسی صورتوں کے اپنے دلمیں داغ ہیں
اس مرقع میں بھی ہے کیا کیا ورق تصویر کا

کشتۂ تیرِ مژہ پر تیغِ ابرو بھی چلے
اے شکار انداز ہو جو رنگ اس نخچیر کا

روک منہ پر وار قاتل کا سپر کی طرح سے
مرد کے چہرے کا زیور زخم ہے شمشیر کا

معرکے میں ہاتھ قاتل کی کمر میں ڈالیے
کھینچیے دامن سرِ میدان گریبان گیر کا

چاک ہوتا ہے کتان میرے گریباں کی طرح
یہ بھی دیوانہ ہے آتش چاند سی تصویر کا

قدِ صنم سا اگر آفریدہ ہوتا تھا
نہ سروِ باغ کو اتنا کشیدہ ہوتا تھا

ہوا ہے زلف سے گستاخ کس قدر شانہ
ہمارے پاس بھی دستِ بریدہ ہوتا تھا

نہ کھینچتا تھا زلیخا کو دامنِ یوسف
اسی کا پردۂ عصمت دریدہ ہوتا تھا

دیا نہ ساتھ جو صبر و قرار نے نہ دیا
روانہ ملکِ عدم کو جریدہ ہوتا تھا

مٹائے سے کوئی مٹتا ہے باطلوں کے حق
کچھ اختیار سے کیا برگزیدہ ہوتا تھا

نجانتا تھا غضب تیغِ نگہ کا تیرے دل
تجھی کو سامنے آفت رسیدہ ہوتا تھا

رلاتا شام و سحر کسطرح نہ طالعِ پست
بلند سر سے مرے آبِ دیدہ ہوتا تھا

گریزِ یار نے برباد کر دیا ہم کو
غبارِ راہ غزالِ رمیدہ ہوتا تھا

نہ آئی دامنِ راحت میں نیند اے آتش
درونِ دامنِ خاک آرمیدہ ہوتا تھا

دکھایا آئینہ فکر نے جب صفائے آبِ دُرِ سخن کا
دہن کو جوہر کھلا زبان کا زبانکو عقدہ کھلا دہن کا

ہر ایک گلبن ہے نخلِ ماتم ہر ایک جو ہے پُر آب دیدہ
جو زخم گل میرے باغ کا ہے تو داغ پتہ ہے سرو چمن کا

نظر جو آ جائے بید مجنوں تو رووں مجنوں کی یاد میں خون
جو دیکھوں تیشہ تو سر کو پھوڑوں خیال ہو جائے کوہکن کا

برہنہ آیا تھا یان عدم سے برہنہ یان سے چلا عدم کو
نہ بوئے کافور مین نے سونگھی نہ داغ مجھکو لگا کفن کا

چھوا جو گیسوئے عنبرین کو تو سانپ کیا فسون سے گویا
لیا جو چشم سیہ کا بوسہ شکار مین نے کیا ہرن کا

نگاہ اول مین چشم میگون یہ رنگ محفل کرے دگرگون
وہ حال ہووے جو وقت آخر شراب خوارون کی انجمن کا

خراب مٹی نہو کسی کی کوئی نہ مردود دوستان ہو
جدا ہوا شاخ سے جو پتا غبار خاطر ہوا چمن کا

جو حال پروانہ عشق مین ہو وہی محبت مین عالم دل
وہ شمع فانوس کا ہے کشتہ یہ سوختہ نور پیرہن کا

ہے بچہ صحرا مین قبر دیکھی تو مین نے کندہ کیا یہ سنگ
عبیر غربت حبیب کا ہو غبار خاطر نہ ہو وطن کا

نہ یہ نزاکت پری مین ہوگی نہ حور مین یہ نزاکت آتش
جو ہار پھولون کا اُس نے پہنا تو بوجھ اٹھایا ہزار من کا

بلبل گلون سے دیکھکے تجھ کو بگڑ گیا
قمری کا طوق سرو کی گردن مین پڑ گیا

چین بر جبین نہ اے بت چین رہ غرور سے
تصویر کا ہے عیب جو چہرہ بگڑ گیا

آئی تو ہے پسند اُسے چال یار کی
سن لیجو پاؤن کبک دری کا اکھڑ گیا

پیچھے ہٹا نہ کوچۂ قاتل سے اپنا پاؤن
سر سے تڑپ کے چار قدم آگے دھڑ گیا

کھینچی جو سیری طرح سے قمری نے آہ سرد
جاڑے کے مارے سرو چمن مین اکڑ گیا

شیرین کے شیفتہ ہوئے پرویز و کوہکن
شاعر ہون مین یہ کہتا ہون مضمون لڑ گیا

اللہ رے شوق اپنی جبین کو خبر نہین
اُس بت کے آستانہ کا پتھر رگڑ گیا

درمان سے اور درد ہمارا ہوا دو چند
مرہم سے داغ سینہ مین ناسور پڑ گیا

گلدستہ بنکے رونق بزم شہان ہوا
کوڑا ہوا اُس فقیر کے تکیہ سے جھڑ گیا

نکلا نہ جسم سے دل ناداں شریک روح
منزل مین رنگ ناقہ سے اپنے بچھڑ گیا

پہونچا مجاز سے جو حقیقت کی کنہ کو
یہ جان لے کہ راستے مین پھیر پڑ گیا

فرقت کی شب مین زیست نے اپنی وفا نہ کی
قبل سحر چراغ ہمارا نہ بڑھ گیا

پاتا ہون شوق وصل مین احباب کی کمی
حسن و جمال یار مین کچھ فرق پڑ گیا

لاشون کو عاشقون کے نہ اٹھوا گلی سے یار
بسنے کا پھر یہ گاؤن نہین جب اُجڑ گیا

دیکھا تجھے جو خون شہیدان سے سرخ پوش
ترک فلک زمین مین خجالت سے گڑ گیا

برسون کی راہ آکے عزیزان نکل گئے
افسوس کاروان سے مین اپنے بچھڑ گیا

آیا جو شرح لعل لب یار کا خیال
جھنڈا اقلیم کا اپنے بدخشان مین گڑ گیا

مین نے لیا بغل مین پری رُو وصال کو
دیو فراق کشتی مین مجھسے بچھڑ گیا

آتش نپوچھ حال تو مجھ دردمند کا
سینہ مین داغ داغ مین ناسور پڑ گیا

کرم کیا جو صنم نے ستم زیاد کیا
شب فراق مین مین نے خدا کو یاد کیا

کرمی مین تری شک ہو جسے وہ کافر ہی
مجھے ملول تو دشمن کو میرے شاد کیا

یہ دل لگانے مین مین نے مزا اُٹھایا ہی
ملا نہ دوست تو دشمن سے اتحاد کیا

کہا جو نرگس فتان یار سے سُرمہ
تو مین نے جہرہ بر اُس کو یقین صاد کیا

ہماری آہ سے اے منکرو حذر مانگو
ہوائے تند نے کیا حال قوم عاد کیا

بچا مین جان کو کر کے تصدق عزت
وگرنہ دل نے ہنین کو نسبا فساد کیا

کہون جو حالت دل یار سے تو کہتا ہی
جو کچھ کہ تو نے کہا مین نے اعتماد کیا

حسد سے جل کے دبے پاؤن مر گئے اغیار
ہمارے نالون نے جب کا برق و باد کیا

عوض یہی ہی زمانے مین راست بازی کا
سلوک تو نے جو اے چرخ کج نہاد کیا

یہی کہون گا خدا سے مین روز محشر کو
فراق یار نے ناشاد نامراد کیا

کرون مین شکر الٰہی کہان تلک آتش
درون صاف دیا پاک اعتقاد کیا

یہ انفعال گنہ سے مین آب آب ہوا
کہ میرا کاسۂ سر کاسۂ حباب ہوا

دل اپنا خون جو بے ساقی و شراب ہوا
ہوائے سرد سے کیا کیا جگر کباب ہوا

کنوئین مین یوسف کنعان کو جھینکا خوش ہی
نہ سمجھے مصر کے چلنے کا پایاب ہوا

گرہ تھی دل مین نہ بس حسرت ہم آغوشی
فشار گور کا راحت مجھے عذاب ہوا

شکار گاہ جہان مین عزیز ہر دل تھا
بچا جو باز سے مین طعمۂ عقاب ہوا

بنایا جادۂ رہ مجھکو خاکساری نے
پھرا جو مجھسے زمانے مین وہ خراب ہوا

ہمارا طالع خفتہ کہین نہ بس جاوے
یہ سر پہ اس کے ہے بدھب ہجوم خواب ہوا

کیا مدام مجھے اشک آتشین نے تر
ہمیشہ میرے نہانے کو گرم آب ہوا

ملا نہ صورت دولاب غیر کوزۂ آب
ہزار چرخ چلے لاکھ انقلاب ہوا

دعائے وصل صنم مانگ دل شکستہ ہو
در کریم سے آتش کسے جواب ہوا

سبزہ بالائے ذقن دشمن ہے خلق اللہ کا
رہروون کی موت ہے خس پوش ہونا چاہ کا

تل ٹھانا ہے فلک منظور کس دل خواہ کا
برج میزان مین نہین ہے دبدبہ آیا ماہ کا

بسکہ پھرتا ہے خیال آنکھون مین اس دلخواہ کا
رنگ رد کے اڑنے مین عالم ہے گرد راہ کا

صفحۂ دل سے اٹھاؤن کس طرح نقش صنم
ملک مین ہوتا کسی کے گھر نہین اللہ کا

کم بضاعت سے خیال خام ہے کثرت کو فیض
اکتفا کرتا نہین لشکر کو پانی چاہ کا

راہ ہستی مین ہے رخسار صنم سے زندگی
تازہ دم کرتا مسافر کو ہے تکیہ راہ کا

لاش بھی گلیون مین کھنچوا کر گیا ہے قتل یار
طول ہے دنیا مزا ہے قصۂ کوتاہ کا

پست فطرت سے سوائے رنج کچھ حاصل نہین
پا بگل کشتی کو کر دیتا ہے پانی تھاہ کا

چھوڑ کر عشق صنم زاہد نہ ہو مفتون حور
کب یقین لاتا ہے دانا دور کی افواہ کا

دل کو ابروئے صنم کا شیفتہ کرتی ہے آنکھ
درس دیتا ہے معلم پہلے بسم اللہ کا

اے صنم بندہ نوازی ہے صفت اللہ کی
حیف ہے خالی پھرے سائل تری درگاہ کا

مائل معشوقۂ خسرو نہ ہوا سے کوہکن
شیر کے جھوٹے کو کھانا کام ہے روباہ کا

جوش اشک آتشین کا باعث آہ سرد ہے
گرم کرتی ہے ہوا جاڑے کی پانی چاہ کا

نزع مین آیا نہ بالین پر مرے یار اس لئے
آخر ہر ماہ ہے معمول چھپنا ماہ کا

ہون وہ آتش طفل جس کو جان کھونا کھیل ہے
کنج مرقد ہے گھروندا میری بازیگاہ کا

آسمان روئے زمین ہے یار ماہ چار دہ
حلقۂ احباب گرد اس کے ہے ہالہ ماہ کا

وہ دہن ہے چشمۂ شیرین تبسم موج ہے
وہ ذقن ہے چاہ خال اس مین توا ہے چاہ کا

ناتوان میری طرح سے ہو جو عشق حسن سے
کوہ سے بھاری ترازو مین ہو پلہ کاہ کا

شعر کہتا ہوں میں اے آتش خدا کی حمد میں
میری ہر اک بیت پر عالم ہے بیت اللہ کا

فرش ہے اے یار خاک دوست و دشمن زیر پا
ہم گریبان پھاڑتے ہیں گر آیا جو دامن زیر پا

منکر روز قیامت ہیں بہت بے اعتقاد
لا کبھی اے سرو قامت اپنا مدفن زیر پا

رنگ گل سے خون ہمارے آبلوں کا شوخ ہے
نقش پا سے پھولتا جاتا ہے گلشن زیر پا

خار کا کھٹکا نہیں رکھتے ہیں ہم آتش قدم
موم ہو جاوے اگر آ جائے آہن زیر پا

انگلیاں کانوں میں دیتا ہے دم رفتار یار
ہر قدم پر آتی ہے آواز شیون زیر پا

بت پرستی ہم اگر تیری طرح کرتے تو پھر
سنگ رہ کو بھی نہ لاتے اے برہمن زیر پا

شاہ راہ ہستی موہوم ہیں وہ چال چل
اپنی آنکھوں کو بچھا دیں دوست و دشمن زیر پا

سرکشی زیبا ہے ہم دیوانگان عشق کو
خم ہوئی ہے سیکڑوں کانٹوں کی گردن زیر پا

رہگذر میں دفن کرنا اے عزیزاں تم مجھے
شاید آ جاوے کسی کے میرا مدفن زیر پا

پا برہنہ ہی رہے ہم خاکسار اتنے لیے
گوشہ زد ہوئے ہمارے تا نہ دشمن زیر پا

اس قدر تو ناگوارا ہے کرہ این خلق کو
نقش سے رکھتے ہیں مردم نعل آہن زیر پا

سرفرو یاں تک تو آتش خاکساری نے کیا
صورت نقش قدم ہے اپنا مدفن زیر پا

اگرچہ پاس محبت سے ترک شیون تھا
برنگ شمع خموشی میں حال روشن تھا

جسے میں نیک سمجھتا تھا مجھ سے بدظن تھا
یقین خضر تھا جس پر مجھے وہ رہزن تھا

پناہ چشم رقیباں میں بد نگاہ ہوا
خط ان عذاروں کے اوپر بجائے جوشن تھا

خفا نہ ہو جو ہوئے گال نیلے بوسوں سے
چمن اداس مری جان غیر سوسن تھا

کہاں کہاں تجھے ڈھونڈھا بلکے ہوس ہر دست
جو شیخ کعبہ میں تو دیر میں برہمن تھا

ہر ایک کو میں زبس خاک عاشق اڑتی تھی
اسے کدورت خاطر غبار دامن تھا

زبس تھے اس کے صغیر و کبیر دیوانے
جوان کو بیڑیاں لڑکوں کو طوق گردن تھا

ہزار جان تصدق ہو زخم کاری پر
دعائے حرز پئے چشم زخم سوزن تھا

دل و جگر ہوئے قوت فراق یار آخر — برائے شحنۂ حاکم ہمارا خرمن تھا
نہ کھایا مین نے کرٹے سپ بے زخم تیغ کرم — مین اپنے جوہر ذاتی سے غرق آہن تھا

یقین مرگ جو عشق بتان مین تھا آتش
ہر اک صنم مری آنکھون مین سنگ مدفن تھا

تن سے بار سر آمادۂ سودا اترا — شکر ہے خنجر قاتل کا تقاضا اترا
حال مجنون تو نہین نوع دگر دیکھا کچھ — ساربان آج ہے کیون چہرۂ لیلے اترا
اسقدر اپنے یم اشک نے کی موج تنی — آخر کار نظر سے مرے دریا اترا
کسطرح مرلیے نہ کچھ پر فلک رہ‌آرام سے — تیرے کشتہ کی زیارت کو مسیحا اترا
درد سر عشق کا سر سے نہ مرے دور ہوا — جل کے جن تجھسے نہ اے آتش سودا اترا
وصل کے بعد نہ کسطرح سے ہو رنج فراق — درد سر ہوتا ہے جب نشۂ صہبا اترا
چشمۂ حسن کی موجون سے اشارہ ہے یہی — روتے روتے جو ہوا عشق کا دریا اترا
درد سر مین جو ہوا وان تو بدن یان ٹوٹا — تپ جو چڑھی مجھکو اگر یار کا چہرا اترا
خوقن یار مین کی خط نے رسائی پیدا — چاہ یوسف مین خضر بہر تماشا اترا
کیا عجب روئے جو ماتم مین ہمارے وہ بت — بیشتر کوہ کے اوپر سے ہے دریا اترا
باغ سے باد بہاری کی ہے آمد آمد — طاق میخانہ سے ہے ساغر مینا اترا
دہن یار کا رہتا ہے تصور اس مین — شیشۂ دل مین پری بنکے ہے عنقا اترا
سیر رکھتا ہے طبیعت کو کلام شیرین — من و سلوا ہے یہ اپنے لئے گویا اترا

شاخ گل کو بھی نہ آتش نے چھوا تھا ہیہات
خون تری آنکھون مین اے بلبل شیدا اترا

جب کے رسوا ہوئے انکار ہے سچ بات مین کیا — اے صنم لطف ہے پردے کی ملاقات مین کیا
کوئی اندھا ہی تجھے ماہ کہے اے خورشید — فرق ہوتا نہین انسان سے ذرات مین کیا
یار نے وعدۂ فردائے قیامت تو کیا — شک ہو اے نالۂ دل تیری کرامات مین کیا
کوئی بت خانہ کو جاتا ہے کوئی کعبہ کو — پھر رہے گبر و مسلمان ہین تری گھات مین کیا

ایک مدت سے ہون سائل ترے دروازہ پر
بوسہ یا گالی ملے گا مجھے خیرات مین کیا

ایسی اونچی بھی تو دیوار نہین گھر کی ترے
رات اندھیری کوئی آدیگی نہ برسات مین کیا

دو گھڑی کی جو ملاقات تھی وہ بھی موقوف
ایسا پڑتا تھا خلل یار کی اوقات مین کیا

پڑھکے خط اور بھی ناشاد ہوئے وصل سے ہم
یار نے بھیجا سفر سے ہمین سوغات مین کیا

آتش مست جو ملجائے تو پوچھون اس سے
تو نے کیفیت اٹھائی ہے خرابات مین کیا

دل شہیدرہ داماں نہ ہوا تھا سو ہوا
ٹکڑے ٹکڑے سے جو گریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

برق بے نور ہے اس رخ کی چمک کے آگے
عالم نور کا انسان نہ ہوا تھا سو ہوا

رونے پر میرے ہوا ہنس کے وہ گل شرمندہ
غنچہ ساں سر بگریبان نہ ہوا تھا سو ہوا

مین نے رنگین نہ کیا اس کا تڑپ کر دامن
سر جلاد پہ احسان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہوگیا دیکھ کے قاضی بھی طرفدار اس کا
بگنہ خون مسلمان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر زبان پر مری رسوائی کا افسانہ ہے
نسخۂ شوق پریشان نہ ہوا تھا سو ہوا

عرق آلودہ جبین دیکھ کے دل ڈوب گیا
شبنم باغ سے طوفان نہ ہوا تھا سو ہوا

قتل کر کے مجھے تلوار کو توڑا اس نے
خون ناحق سے پشیمان نہ ہوا تھا سو ہوا

یار کے روئے کتابی کی کرون کیا تعریف
بعد قرآن کے جو قرآن نہ ہوا تھا سو ہوا

آنسو آنکھون سے نکلتا ہے سو چنگاری ہے
پردہ دل سے نمایان نہ ہوا تھا سو ہوا

آتش عشق سے ہے داغ سراپا میرا
آدمی سرو چراغان نہ ہوا تھا سو ہوا

گرد رہ بن کے ہوا صندل پیشانی یار
ذرہ خورشید درخشان نہ ہوا تھا سو ہوا

ہر دم ہی مصرع سودا سے رلاتا آتش
مجھے اے دیدہ گریان نہ ہوا تھا سو ہوا

آگ پر رشک سے مین چاک گریبان لوٹا
خاک پر وقت خرام اس کا جو دامان لوٹا

دل کو از بسکہ جو لاگ ابروئے خمدار سے تھی
دم شمشیر کو مین دیکھ کے عریان لوٹا

حق بجانب ہے جو موسیٰ کو نہ ہوتا تاب جمال
تجھکو تا دیدہ دل گبر و مسلمان لوٹا

عید قربان جو قریب آئی تو کچھ دل میں سمجھ
پاؤں پر آ کے مرے حاجب زنداں لوٹا

مرغ بسمل کی طرح تڑپے ہزاروں دل زار
ہنستے ہنستے جو کبھی وہ گل خنداں لوٹا

میں نے آتش جو کیا نالہ در جاناں پر
دونوں ہاتھوں سے جگر تھام کے درباں لوٹا

خیال آیا جو عشق زلف میں دل کی تباہی کا
سند تھا فکر رسا سے یک قلم مضمون سیاہی کا

ہوا ہے بیشتر دھوکہ دل پر داغ پر میرے
شکار اکثر کیا ہے باز نے طاؤس ماہی کا

سمندر چشم تر باد مخالف آہ و نالہ ہے
یقیں ہے کوئی دم میں کشتی تن کی تباہی کا

شب ہجراں میں جو دم تھا وہ گویا واپسیں دم تھا
گماں تھا شام سے مجھ پر چراغ صبحگاہی کا

لحد پر یار آتا ہے مرے شرمندہ کرنے کو
نہ منہ دکھلانے کی جا ہے نہ موقع عذرخواہی کا

اسیر شست کا عالم میں سمک سے تا بماہ ہوں
تری زلفوں کو شانہ چاہیے دندان ماہی کا

کروں تحریر گر میں اپنے رنگ زرد کی حالت
عجب کیا زعفرانی رنگ ہو جائے طلائی کا

خدا بھی خوبصورت کو نہایت دوست رکھتا ہے
ارادہ کون سے در پر کروں میں دادخواہی کا

غنیمت جان اے دل جنبش ابروئے قاتل کو
بڑی معراج ہے تلوار سے مرنا سپاہی کا

مسافر کو عدم کے روکنے والا نہیں کوئی
نہ کھینچا خار نے دامن کبھی دنیا سے راہی کا

زیادہ زخم سے انساں کو احساں اٹھانا ہے
نہ ہونا خوف ہے ظل ہمائے بادشاہی کا

دم آخر بھی بالیں پر مرے ہمراہ یار آئے
رقیبوں نے محل باقی نہ رکھا عذرخواہی کا

تری شمشیر ابرو سے مگر ہے لاگ اس کو بھی
گلا روز ازل سے کیوں کٹا رہتا ہے ماہی کا

جنوں کا لطف اٹھا صحرا کو چل زنداں سے دیوانے
ہمیں کھلتا ہے بے میدان کے جوہر سپاہی کا

فرشتوں سے لحد میں گفتگو یاں کون کرتا ہے
شہادت نامہ پڑھ لیں چار مومن کی گواہی کا

مرکب ہے یہ سر تا پا خطا سے اور نسیاں سے
خیال خام ہے انساں کو دعوی بے گناہی کا

بتاں سنگدل کی صورت آتش کاٹے کھاتی ہے
ارادہ کنج عزلت میں ہے اب یاد الٰہی کا

کشتہ اے یار ہوں میں تیری جفاکاری کا
نقش ہے دل میں ترے میری وفاداری کا

کون وارفتہ نہین تیرے طرحداری کا
حوصلہ سب کو ہی یوسف سی خریداری کا

تار اُس زلف معنبر کا نہ توڑ اے شانے
سلسلہ ہی یہ مرے دل کی گرفتاری کا

لب جان بخش کے اعجاز کا عیسیٰ ہو قتیل
سامری کشتہ ہے آنکھون کی فسونکاری کا

نخل امید کو ہوویگا نہ کبھی اس سے گزند
کام کرتی ہے مری آہ سحر آری کا

رُخ پر اُس زلف کے چھٹنے سے ہوا دل کو یقین
چاندنی سے ہی بڑا مرتبہ اندھیاری کا

آنکھ کیونکر مین رُخ یار سے پھیرون ناصح
کچھ مداوا ہی نہین چشم کی بیماری کا

سبزہ رنگون سے بہت تنگ ہون تبلا ہوتے
مجھکو دروازہ تو اس گنبد زنگاری کا

دل مین آتا ہے گلا کاٹیے در پر اُس کے
بوالہوس حوصلہ پھر کر نہ سکین یاری کا

اُس نے دکھلائی مجھے صورت ابر رحمت
مین تو آتش ہون غلام اپنی سیہ کاری کا

دوستی دشمن کی مژدہ ہی اجل کے خواب کا
برہمن بننا غضب ہے گاؤ کو قصاب کا

رنگ چمکا اسقدر اس قاتل احباب کا
سند اختر کو نکلنا ہوگیا مہتاب کا

روے مژگان ہی بجا اس طاق ابرو کی طرف
چاہیے دست دعا کو سامنا محراب کا

حسرت آب دم شمشیر قاتل مین ہوا
پانی بھی مین نے نہ پایا خانہ قصاب کا

فرصت اک دم عہد طفلی مین نہ رونے سے ملی
پرورش پایا ہوا ہون دامن سیلاب کا

عاشقون سے اپنے وہ جتنی بھوین ٹیڑھی ہوئین
اہل قبلہ سے پھرا منہ کعبہ کی محراب کا

سوسن اُن ہونٹون کی مستی دیکھکر نیلی ہوئی
رنگ چینکا فندق پا نے کیا عناب کا

سیر کرکے دو گھڑی دل اس مین بہلا لیتیے
دل ہمارا ہے مرقع صحبت احباب کا

جامہ تن ہوگیا راہ عدم مین نذر گور
بوجھ اُٹھایا تھا مگر ٹھگ کے لئے اسباب کا

جان آنکھون مین ہی صورت دیکھنے کی دیر ہی
یار کا آنا ہے یان آنا اجل کے خواب کا

مسند شاہی کی حسرت ہم فقیرون کو نہین
فرش ہی گھر مین ہمارے چادر مہتاب کا

ساحل مقصود دیکھا مین نے جاکر گور مین
ڈوبنا کشتی تن کو مژدہ تھا پایاب کا

بے تکلف آستان یار پر مارا قدم
دور کوسون رہگیا ہم سے محل آداب کا

چشم تر سے کانپتی ہے قالب خاکی کی روح	اس طرح کشتی نشین کو ڈر نہ ہو گرداب کا

سنبل زلف بتان کا ہو نہ آتش شیفتہ
بھولنا ہی دل سے بہتر ہے پریشان خواب کا

زلف زیبا ہے قریب رخ جانان ہونا	گنج کا سانپ کو لازم ہے نگہبان ہونا
نہ رلا مجھکو تو اے دوری کوے مقصود	راہ مین ظلم مسافر کو ہے باران ہونا
عشق نے حال کیا مردہ بے وارث کا	مرے اوپر ہے یقین قبضہ سلطان ہونا
آفت جان ہوئی اس روئے کتابی کی یاد	راس آیا نہ مجھے حافظ قرآن ہونا
داغ چیچک کے ہین زیبا ذقن یار کے گرد	لطف رکھتا ہے لب چاہ چراغان ہونا
بے طرح مجھکو رلاتا ہے غم دوری یار	ہو مبارک دہن گور کو خندان ہونا

آتش اس رشک پری سے تجھے اللہ ملائے
تا کجا دوری بلقیس و سلیمان ہونا

عشق مین ممکن نہین ہونا بجز انجام کا	بدمزا کرتا ہے منھ لگنا کباب خام کا
سر اٹھا بالین سے بے خورشید محشر کب مرا	اے خروس صبح حاصل شور بے ہنگام کا
زلف نے شانے کو پہونچایا رخ محبوب تک	زینہ رکھتا تھا ہی بیرون خانہ بام کا
ایک حالت دُرِ غلطان کہین ٹھہرا نہ پاؤن	اختر اقبال ہون مین گردش ایام کا
دل کو الجھایا گرہ پڑنے سے زلف یار مین	دانے کا دھوکہ مجھے دیتا ہے عقدہ دام کا
گوشہ گیری سے ہی معدومی مجھے مقصود دل	ٹوٹ جاتا ہے نگین کھدتے ہی میرے نام کا
ماتم دریا دلان شادی تنک ظرفون کی ہے	گریہ مینا ہے باعث خندہائے جام کا
نشہ مے سے ہوا بیہوش مین برگشتہ وقت	تر دماغی نے خلل پیدا کیا سرسام کا
شیرو ہے مدعی روسیہ مین آفتاب	مجھ مین اور اس مین ہے فرق اے یار صبح و شام کا
بے کمال عشق ہو دل پر نہ نقش روئے دوست	سکہ لگنا غیر ممکن ہے طلائے خام کا
چشم گریان سے گناہ عشق ثابت ہو گیا	واقعی کرتا ہے تر دامن چھلکنا جام کا
عرش سے آگے ارادہ میری خاکستر کا ہے	دل ہے پروانہ الٰہی کس چراغ بام کا

جلد سینہ سے نکل اے جان ہجر یار مین
ماہی بے آب کو تا چند صدمہ دام کا

مرگیا ہون جستجوئے کعبۂ مقصود مین
ہے کفن پر میرے عالم جامۂ احرام کا

جان جاوے پر رضائے دوست سے آتش نہ پھیر
ہے محل بندے کو مولے پہ نہین الزام کا

کشتہ اک عالم ہے چشم ابست خود کام کا
استخوانون مین مزا پاتے ہین سگ بادام کا

اے تپ غم گور مین لے چل جوانی مین مجھے
دوپہر ہے موسم گرما مین وقت آرام کا

تہنیت میت فراق یار مین معراج ہے
وحی آنا جانتا ہون موت کے پیغام کا

بادشاہی ہے گدائی کوچۂ دلدار کی
زیر پا ہر اک قدم ہے یان محل آرام کا

اے صنم عاشق سے ملتی ہین نہین آنکھین تری
نشہ اللہ رے شراب حسن کے دو جام کا

خاتم دست سلیمان قدر کیا رکھتی ہے یان
لوح محفوظ اک نگینہ ہے ہمارے نام کا

گیسوؤن نے کردیا دہ چند حسن روئے یار
نور ہوتا ہے زیادہ تر چراغ شام کا

طوق زرین گردنون مین قمریون کی چاہیے
سیر گلشن کو ہے عزم اس سرو سیم اندام کا

عرصہ روئے زمین ہو جائے دشت کربلا
یار کو میرے ارادہ ہو جو قتل عام کا

ہمت عالی نہ بعد مرگ بھی زائل ہوئی
گر ہوا سبزہ بھی مین تو سبزہ پشت بام کا

داخل کعبہ ہوا اکثر عدم سے برہنہ
پردہ عاشق نے نہ رکھا جامۂ احرام کا

سیکڑون ہی دل ہین مثل ماہی بے آب سیر
یار کا چاہ زنخدان بھی ہے چشمہ دام کا

ہے سیہ مستی مین اپنے عالم دیوانگی
حلقۂ چشم پری خط ہے ہمارے جام کا

سرکشی آخر فرومایہ کو دیتی ہے شکست
ٹوٹتا ہے نخل پر انجام خشت خام کا

یاد جو آیا طواف کعبہ مین آتش وہ ماہ
حال بدتر تھا کتان سے جامۂ احرام کا

زخم کاری کے جو کھانیکو مرا دل دوڑا
سر کف مین طرف کوچۂ قاتل دوڑا

ناتوانی نے یہ حالت مری پہونچائی ہے
دو قدم مین جو چلون سیکڑون منزل دوڑا

نہ ہوئی بعد فنا بھی مجھے آفت سے نجات
ہاڑ کھانے کو سگ کوچۂ قاتل دوڑا

اے نسیمِ سحری دھیان کدھر ہے تیرا
تھک گیا چار قدم جو مرے شامل دوڑا

دشتِ پرخار مین تا چند رہون سرگردان
بس زیادہ نہ اب اے دوریٔ منزل دوڑا

رونقِ بزم تجھے کہتے ترے لینے کو
تا درِ خانہ ہر اک صاحبِ محفل دوڑا

بے خبر دل کو کیا یون صفِ مژگان نے خراب
دوڑ جیسے کسی رہ پر کوئی غافل دوڑا

منزلِ عشق کی وہ راہ ہے رکھتے ہی قدم
نکلے قزاق ہر اک جو رہِ شامل دوڑا

ملک الموت نے پیری مین کرم فرمایا
کشتِ پختہ ہوئی آتش کہ محصل دوڑا

دوست دشمن نے کیے قتل کے سامان کیا کیا
جانِ مشتاق کے پیدا ہوئے خواہان کیا کیا

آفتین ڈھاتی ہے وہ نرگسِ فتان کیا کیا
داغ دیتی ہے مجھے گردشِ دوران کیا کیا

پھر سکی میرے گلے پر نہ چھری ہے ظالم
ورنہ گردون سے ہوئے کار نمایان کیا کیا

حسن مین پہلوے خورشید مگر دابے گا
دور کھنچتا ہے ہمارا مہِ تابان کیا کیا

روے دلبر کی صفا سے تھا بڑا ہی دعویٰ
سامنے ہو کے ہوا آئینہ حیران کیا کیا

آنکھین گیسو کے تصور مین رہا کرتی ہین بند
لطف دکھلاتا ہے یہ خوابِ پریشان کیا کیا

گردشِ چشم دکھاتا ہے کبھی گردشِ جام
میری تدبیر مین پھرتا ہے یہ دوران کیا کیا

چشمِ بینا بھی عطا کی دل آگہ بھی دیا
میرے اللہ نے مجھ پر کیے احسان کیا کیا

دوست نے جب نہ دمِ ذبح سسکتا چھوڑا
میرے دشمن ہوئے ہنس ہنس کے پشیمان کیا کیا

گردشِ نرگسِ فتان نے تو دیوانہ کیا
دیکھو جھنکواے کنوئین چاہِ زنخدان کیا کیا

جلگیا آگ مین آپ اپنے مین مانندِ چنار
پیستے رہ گئے دانت ارّہ و سوہان کیا کیا

کچھ کہے کوئی مین منھ دیکھکے رہ جاتا ہون
کم دماغی نے کیا ہے مجھے حیران کیا کیا

گرم ہرگز نہ ہوا پہلوے خالی بے یار
یاد آوے گی مجھے فصلِ زمستان کیا کیا

کوئی مردودِ خلائق نہین مجھسا آتش
کیا کہون کہتے ہین ہندو و مسلمان کیا کیا

چشمِ یاران مین مرے بعد نہ خونناب آیا
یاد آیا نہین پھر دھیان سے جو خواب آیا

شرط ہی رتبۂ مردان خدا کا انصاف
ڈوبا فرعون وہین موسیٰ وہین پایاب اترا

ہو گیا شوق شہادت سے حلال اپنا دل
سان پر چڑھ کے اگر دستۂ قصاب اترا

روز روشن شب تاریک ہوا آنکھو نمین
بام پہ جب وہ خورشید جہان تاب اُترا

عشق اُس چاہ زنخدان کا ہوا جسدن سے
مین نے سمجھا کہ لحد مین دل بیتاب اُترا

قتل مستی مین کیا دوست جو سمجھا اُس نے
دشمن جان سے مری نشۂ احباب اُترا

سامنا روئے منور سے ہوا ہے کس کے
چہرۂ ماہ ہے کچھ اے شب مہتاب اُترا

وقت مشکل مین ہین سب اہل کرم کے محتاج
دیکھے لشکر جنگی کو لب آب اُترا

آتش عشق مین تا حشر دل بیتاب رہا
آنچ کھا کھا کے ہر قائم ہی سیماب اُترا

بوسۂ لب کا مزا لے کے پیا ہے مین نے
حلق سے میرے ہے جب شربت عناب اُترا

برق وش دیکھلے گیسوئے سیہ کو تیرے
چشم انصاف سے ہو ابر سیہ تاب اُترا

بھولنا بحر محبت کے غریقون کو نہ یار
پار بیڑا یہ ترا آتش بیتاب اُترا

اک جا کہین مین شکل رگ زر دان نہ ٹھہرا
گردش سے دو گھڑی تو اے آسمان نہ ٹھہرا

اللہ رے جذب الفت یوسف کو چاہ مین سے
باہر نکالتے ہی پھر کاروان نہ ٹھہرا

اے زلف یار تیری تعریف کیا کرون مین
قیمت مین مشک و عنبر تجھسے گران نہ ٹھہرا

پوشاک سرخ پہنی جس روز سے کہ تو نے
مریخ تیرے آگے اے نوجوان نہ ٹھہرا

تیر نگہ سے طائر کیا کیا شکار ہوتے
تو صید گاہ مین اے ابرو کمان نہ ٹھہرا

اے چرخ بے مروت بل بے تنک مزاجی
خوش تیرے گھر مین دو دن اک مہمان نہ ٹھہرا

برباد کر نہ ناحق اے باد صرصر اس کو
بلبل کا آشیانہ برگ خزان نہ ٹھہرا

عزلت گزینی کا جو مین نے کیا ارادہ
کنج لحد سے بہتر کوئی مکان نہ ٹھہرا

پھونک آشیان ہمارا اے برق آتش گل
رہنے کے قابل اپنے یہ بوستان نہ ٹھہرا

میری ہی خاک پر کی منہ زوری اسنے آتش
ہر دن سمند قاتل ورنہ کہان نہ ٹھہرا

فزوں ہوتا ہے جمعیت سے زیر آسمان کھٹکا
درخت باروَر مین باندھتا ہے باغبان کھٹکا

بجا ہے والہی مین ہے شب بیداری زاہد
یقین ہے نیند اڑ جاتی ہے ہوتا ہے جہان کھٹکا

نہ تم بیزار ہو ہم سے نہ ہم بیزار ہون تمسے
محبت کا مزا کیا ہے جب آیا درمیان کھٹکا

زمین کو زلزلہ آیا جو میری بیقراری سے
ستارے کیسے کیسے بھڑکے کیا کیا آسمان کھٹکا

در و دیوار کو دیکھا جو دزدیدہ نگاہون سے
مری آنکھون سے اسکو مین نہایت پاسبان کھٹکا

بدی کس روز اس گلرو نے شرط دوستی مجھسے
سنو آنکھون مین دشمن کی ہین کانٹا سا کہان کھٹکا

رہے انسان شب بیدار دنیا کے خزانے مین
مسافر کو ہے اس ویران سرا کے درمیان کھٹکا

خدا حامی ہے اپنے بندۂ عاجز کا مشکل مین
نہ وان کھٹکا ہے کچھ ہمکو نہ کچھ ہمکو ہے یان کھٹکا

بغل مین لے کے یوسف کو اکیلا واں سے گذرا
قدم رکھتے ہوئے جس راستے مین کاروان کھٹکا

محبت دل نے کی کس بے یقین عیار سے آتش
جو کچھ نیکی بھی کی ہمنے کبھی وہ بدگمان کھٹکا

لب لعلین نے بدخشان دہن مین دکھلایا
مشک بو زلف نے تاتار و ختن دکھلایا

راز سے حسن کے عشاق نہ آگاہ ہوئے
نہ مگر تو نے دکھائی نہ دہن دکھلایا

اپنے سودائی کو کیا کیا نہ تری زلفون نے
عالم پیچ و خم و چین و شکن دکھلایا

آسمان ظلم کئے زیر زمین بھی تو نے
جامہ زیبون کو رخ زرد کفن دکھلایا

تری رفتار کا انداز نہ پایا ہم نے
کبک و طاؤس نے بھی اپنا چلن دکھلایا

پاؤن شل ہو گئے تھے ٹھوکرین کھاتے کھاتے
ہم غریبون کو خدا ہی نے وطن دکھلایا

یاد دلوائی چمن نے وہ تری گفت و شنید
گوش گل نے مجھے غنچہ نے دہن دکھلایا

تا دم مرگ نہ بیمار رہا پھر وہ مریض
اک نظر تو نے جسے سیب ذقن دکھلایا

کوچۂ یار بھی مجھکو وہی دکھلا دے گا
جسنے بلبل کو تماشائے چمن دکھلایا

نوجوان مہ لقا یار کے بوسے لیتے
ایسا اک ماہ نہ اے چرخ کہن دکھلایا

تا سحر مین نے شب وصل اسے عریان رکھا
آسمان کو بھی نہ جس مست نے بدن دکھلایا

دل کو ان آنکھون کا دیوانہ سمجھ صحرا نے
سیکڑون ہی مجھے خوش چشم ہرن دکھلایا

وہی جا ہے گا تو اس سے یہ چھوٹےگی آتش
حکم اللہ نے ہے روح کو تن دکھلایا

اپنی زبان کو بلبل اندوہگین جلا
آیا برق نالہ سے قفس آہنین جلا

بھڑکایا تھا یہ کیسا نسیم بہار نے
گلچین کا ہاتھ آتش گل سے یہین جلا

تو تو بنا کے سرو چراغان نظارہ کر
تیری بلا سے مین اگر اے نازنین جلا

میرا جگر جلانے سے کیا ہاتھ آئے گا
اُس در کا پردہ اے نفس آتشین جلا

ہفت آسمان پھنکنے جو مرے دود آہ سے
کیا کیا بخار دل سے بخار زمین جلا

مین بھی تو دیکھون گرمی تری شاخ آتشین
مشعل کسطرح سے تو مری آستین جلا

کیا کیا پری اُتاری ہین شیشے مین آہ نے
جن کو بنا فتیلہ سے اپنے یہین جلا

دنیا مین ہم سا سوختہ قسمت کوئی نہین
دیکھا جو اپنا حال دل شانہ بین جلا

لیلیٰ کے زلف سا ہے دھوان کچھ بلند آج
مجنون کے نالے سے کوئی جنگل کہین جلا

روئے صبیح یار کا دھوکہ نہ دل کو دے
وہ نازکی کہان نہ مجھے یاسمین جلا

کس لعل آتشین کا ہو دل اپنا شگفتہ
جس پر ہمارا نام کھدا وہ نگین جلا

آہ شرر فشان کا برا ہو شب فراق
لاکھون مکان اس سے ہزارون مکین جلا

لالہ رخون کے عشق مین گل کھانے ہم پر
نایاب پوستین ہے نہ یہ پوستین جلا

اندھیر ہے نہ ہووے اگر دل مین روشنی
آتش چراغ کونسے گھر مین نہین جلا

لطیف جان سے ہر اک عضو تن نظر آیا
گذر کے دل سے مرے وہ بدن نظر آیا

ہزار بوسے ہر اک لب کے گنگے لونگا مین
جو غنچہ سا کوئی گل کا دہن نظر آیا

خضر سے راہ وطن کیا سمجھ کے پوچھو مین
مجھے تو خود یہ غریب الوطن نظر آیا

جرس کیطرح سے نالے کرینگے بلبل باغ
اگر وہ یوسف گل پیرہن نظر آیا

ہوا جو ذکر چمن مین تری نزاکت کا
سفید رنگ رخ یاسمن نظر آیا

دکھائی آنکھون نے سیر جہان ہفت رنگ
قفس کے چاکون سے مجھکو چمن نظر آیا

گر گئی برق جمال اسکی نہ آنکھوں کو
وہ خلوتی اگر اے انجمن نظر آیا

یقین ہوا کہ ہے ظلمت مین چشمۂ حیوان
شب وصال ہمین وہ دہن نظر آیا

اُٹھائی چادر آب اسکو مین نے رو رو کر
کوئی جو مردہ مجھے بے کفن نظر آیا

پیالہ پانی کے دکھلائی دینگے کاسۂ چشم
رُولائیگا جو وہ چاہ ذقن نظر آیا

کیا ہے عشق کو آسان سمجھ کے آتش نے
کمال ہمکو تو مشکل یہ فن نظر آیا

زخم دل بھرتا ہے جلوہ چہرۂ پر نور کا
چاندنی مین یان اثر ہے مرہم کافور کا

سختی ایام ہے میرے لئے سامان عیش
خشت بالین کو سمجھتا ہون مین زانو حور کا

کچھ نہ حاصل ہوئے کیسی ہی مشقت کیجئے
عشق بازی کام ہے بیگار کی مزدور کا

مین وہ سرکش ہون چمن مین جسکی صورت دیکھکر
آب ہو جاتا ہے شیرہ دانۂ انگور کا

داغ سینے ہوتے ہین گل کھاتے ہین عاشق ترے
گرم بازار اندنون ہے مرہم کافور کا

دین نہ ارباب صفا ہرگز کسی کے دل کو رنج
گوشۂ دامن سے اُلجھا جھاڑ کب بلور کا

آ کے سینے سے لبون پر دم اٹکتا ہے عبث
ٹھہرنا اچھا نہین جب ہو ارادہ دُور کا

پھاڑ کر کپڑے نکل جاتا ہون یاد آتا ہے جب
موسم سرما گذرنا بے تکلف عور کا

تشنۂ خون ہی گیا مجھ ناتوان کا تیر یار
گرسنہ مہمان پھرا جاتا ہے بے مقدور کا

ہو نہ اُس لیلے وحشی کا دل دیوانہ محو
سد مجنون سے کہان پیوند نخل طور کا

کس کے داغ دل سے محشر مین ملایا جائیگا
روز اک خورشید کو ملتا ہے خلعت نور کا

رنج سے راحت نصیب طبع شیرین کار ہے
بار لاتا ہے قلم ہونے سے نخل انگور کا

دست قدرت سے بنایا ہے خدا نے قصر تن
دخل معمار اسمین ہے نہ دخل ہے مزدور کا

مال موذی سے تنفر آدمی کو چاہیئے
سونگھ کر سگ چھوڑ دیتا ہے عسل زنبور کا

عہد پیری مین کرون کیونکر مین ترک جام مے
دفع کرتی ہے تسبیحی درد سر مخمور کا

صفحہ ہر اک میرے دیوان کا ہے آتش رشک چشم
یان سفیدی پر سیاہی سے ہے عالم نور کا

دھیان رہنا شرط ہے اُس دلبر مغرور کا
فکر سے نزدیک ہو جاتا ہے مضمون دور کا

منہ نہین دیکھا ہمارے سینے کے ناسور کا
رنگ اُڑ جائے گا روئے مرہم کافور کا

نرم ہو کچھ تو دل سخت اُس بتِ مغرور کا
کہتے ہین فریادرس اللہ ہے مجبور کا

بوسۂ لب مین دو چار تیر مژگان دل ہوا
نیش کھلوایا طمع نے شہد کے زنبور کا

دردِ زخم فرقت اتنا خون رُلاتا ہے مجھے
روزنِ دیوار بنجاتے ہین منہ ناسور کا

سامنے اپنے تصور سے سمجھتا ہون تجھے
دُوربین نزدیک دکھلاتی ہے انسان دور کا

حوصلہ دل کو ہوا جو درد سر کا عشق کے
آنکھون نے پیدا کیا انسان حُسن حور کا

محفل عشرت مین خستہ خاطرون کو جا نہین
تاک مین خوشہ نہ دیکھا زخم کے انگور کا

رنج اُٹھا دے گو رقیب مبتذل محروم ہے
نعمتون مین خوان کے حصّہ نہین مزدور کا

کون سے دن سیکڑون عاشق ترے مرتے نہین
مشک سے سوداگران ہو آنچل کافور کا

بادہ کا دھوکہ دیا اُس مین پسینے نے مجھے
ناف ساقی پر ہوا شک ساغر بلور کا

حق تلف حقدار کا ہووے نہ دورِ نیک مین
چاندنی مین رزق ہوتا ہے عسل زنبور کا

فی سبیل اللہ ساقی نے کی ہر خیر خم
دست سائل مین پیالہ چاہئیے بلور کا

آمد خط پر تو بوسہ کا نکر انکار یار
شام کو ملتا ہے روزینہ ہر اک مزدور کا

سیر ہے یوسف سے زمین و آسمان کا فرق ہے
خاک کا پتلا ہے یوسف یا تڑبکّا نور کا

یار کے دل مین کب اس سے راہ پیدا ہو سکے
آہ مین سیری ہے عالم گردنِ مغرور کا

ظرف پیدا کر جو چاہے شہرۂ آفاق ہو
نام اک عالم مین چینی نے کیا فغفور کا

بوسۂ عناب لب کیجئے نہ عاشق سے عزیز
توڑنا اچھا نہین ہے خاطر رنجور کا

غلغلہ حرف انا الحق کا ہے قلقل کی صدا
بادۂ وحدت کا شیشہ سینہ ہے منصور کا

اُڑ کے آتش سے کہان مضمون عالی جا سکے
شاہ تیر انداز کب چوکا نشانہ دور کا

صاف آئینہ سے رخسار ہے اُس دلبر کا
یہ خدا کا ہے بنایا تودہ اسکندر کا

چشم مستانہ کی گردش مین تصور ہے اجل
غفلت انجام ہے جب دور چلے ساغر کا

دل پہ چوٹ اُس رخِ رنگین کے نظارے سے لگی
پھول سے صدمہ پہونچتا ہے مجھے پتھر کا

جوشِ وحشت ہے پئے قطعِ تعلق مقراض
سنگِ دیوانہ کو پابند نہ دیکھا در کا

قلبِ ماہیت اربابِ صفا کھوتی ہے قدر
عدمِ آب سے ارزاں ہے بہا گوہر کا

عاشقوں سے طلبِ بوسہ کہاں جاتی ہے
مور سے ہو نہ سکے ترک کبھی شکر کا

آفتِ جان ہر فرومایہ کو طاقت ہوتا
چوب کو تیر کی ملنا ہے قیامت پر کا

چرخ کے پار گذر جاتی ہے آہِ عاشق
سقف کو توڑتا ہے دود مرے مجمر کا

نالۂ عاشقِ دل سوختہ ہے آفتِ جان
بھڑکے خوب آگ جہاں ڈھیر ہے خاکستر کا

دشمنِ ابرو سے زیادہ ہے وہ برگشتہ مژہ
زخمِ شمشیر سے ہے زخم غضب خنجر کا

عہدِ طفلی ہی سے ہے مشقِ تواضع لازم
حلقہ آسانی سے بن سکتا ہے چوبِ تر کا

خالِ رخ سے ترے ثابت ہوا پیدا ہونا
موجِ چشمۂ خورشید سے بھی عنبر کا

کیا اثر ہو مری آہوں سے بتوں کے دل میں
صدمہ کھینچے نہ رگِ سنگ کبھی نشتر کا

آخر کار کیا ہے اُسے مستی نے خراب
ہو سکا ضبط نہ آدم سے مے کوثر کا

جا بندے آتش اگر اہلِ جہاں تجھ سے پھرے
مرد پیچھا نہ کریں بھاگے ہوے لشکر کا

وہ نازنیں یہ نزاکت میں کچھ یگانہ ہوا
جو پہنی پھولوں کی بدھی تو دردِ شانہ ہوا

شہیدِ ناز و ادا کا ترے زمانہ ہوا
اُڑایا مہندی نے دل چور کا بہانہ ہوا

شب اُس کے افعیِ گیسو کا جو فسانہ ہوا
ہوا کچھ ایسی بندھی گُل چراغِ خانہ ہوا

نہ زلفِ یار کا خاکہ بھی کر سکا مانی
ہر ایک بال میں کیا کیا نہ شاخسانہ ہوا

تونگروں کو مبارک ہو شمعِ کافوری
قدم سے یار کے روشن غریب خانہ ہوا

گنہگار ہیں محرابِ تیغ کے ساجد
جھکایا سر تو ادا فرضِ پنجگانہ ہوا

غرورِ عشق زیادہ غرورِ حسن سے ہے
اُدھر تو آنکھ بھری دم اِدھر روانہ ہوا

دکھا دے زاہدِ مغرور کو بھی اے صنم آنکھ
جمالِ حور کا جا ہے سوا فسانہ نہ ہوا

بھرا ہے شیشۂ دل کو مئے محبت سے
خدا کا گھر تھا جہاں واں شرابخانہ ہوا

ہوائے تند نہ چھوڑے مرے غبار کا ساتھ
یہ گرد راہ کہاں خاک آستانہ ہوا

خدا کے واسطے کر یار چین ابرو دور
بڑا ہی عیب لگا حسن کمان میں خانہ ہوا

ہوا جو دن تو ہوا اسکو پاس رسوائی
جو رات آئی تو پھر نیند کا بہانہ ہوا

نہ پوچھ حال مرا چوب خشک صحرا ہوں
لگا کے آگ مجھے کاروان روانہ ہوا

نگاہ ناز بتاں سے نہ چشم رحم بھی رکھ
کسی کا یار رہین فتنۂ زمانہ ہوا

اثر کیا طپش دل نے آخر اُس کو بھی
رقیب سے بھی مرا ذکر غائبانہ ہوا

ہوائے تند سے تپتا اگر کوئی کھٹکا
سمند باد بہاری کا تازیانہ ہوا

زبان یار خموشی نے میری کھلوائی
میں قفل بنکے کلید در خزانہ ہوا

کیا جو یار نے کچھ شغل برق اندازی
چراغ زندگی خضر تک نشانہ ہوا

رہا ہے چاہ ذقن میں مرا دل وحشی
کنوئیں میں جنگلی کبوتر کا آشیانہ ہوا

خدا دراز کرے عمر چرخ نیلی کو
یہ بیکسوں کے مزاروں کا شامیانہ ہوا

نہیں ہے مثل عدو مجھسا دوسرا کمبخت
نصیب غیر مرے منھ کا آب و دانہ ہوا

حنائی ہاتھوں سے چوٹی کو کھولتا ہے یار
کہاں سے پنجۂ مرجان حریف شانہ ہوا

دکھائی چشم غزالان نے حلقۂ زنجیر
ہمیں تو گوشۂ صحرا بھی قیدخانہ ہوا

ہمیشہ شام سے ہمسائے مر رہے آتش
ہمارا نالۂ دل گوش کو فسانہ ہوا

درد دل سے اسقدر کاہیدہ میں غمگین ہوا
جسم زار آخر کو تار بستر و بالین ہوا

دل کو اپنے کر دیا نازک مزاجی نے حباب
کاہ کا سایہ بھی ہم پر کوہ سے سنگین ہوا

اپنے خونکی بو ہمیں آتی ہے تجھسے اے نسیم
ہاتھ مہندی سے کسی محبوب کا رنگین ہوا

دم بھی اس مہمان سرائے دہر میں لینے نہ پائے
آتے ہی یاں توسن عمر رواں پر زین ہوا

مر گیا سُنتے ہی اسکے نالۂ مرغ سحر
وصل کی شب میرے حق میں سورۂ یٰسین ہوا

بل بے بے تاثیر کر دیتا لب تیشہ کو بند
خون ہی ہونا ترا اے کوہکن شیرین ہوا

عاشقوں کے مرغ دل کے خون ناحق کے لئے
پنجۂ مژگان جانان پنجۂ شاہین ہوا

روز اول سے دل بیتاب میرے ساتھ ہوا
صورت سیماب میں پیدا ہی بے تسکین ہوا

خرد ننگ انسان عاقل ہو بزرگ بد نہ ہو
شور دریا سے ہے بہتر چشمہ حب شیرین ہوا

ناز کیا گیا کچھ کئے اُس پادشاہ حسن نے
عاشقون کے واسطے روز اک نیا آئین ہوا

عطرسازی آئے جو اُس گل پیرہن کو دیکھنے
عنبر سارا وہ گیسو خال مشک چین ہوا

تول دیکھا ہمنے میزان خرد میں بارہا
کوہ سے اے نازنین بھاری ترا تمکین ہوا

آسمان تک اُڑ کے پہونچے تھے ہمارے چند شک
کہکشان اک صف اک صف پرین سے پروین ہوا

ٹاٹ بھی ملنے کا مرقد میں ہمین کل بھر فرش
خوش ہو گو آج بندہ صاحب قالین ہوا

منھ دکھا اتنا سے اللہ رے تسکین جان
دل کی بیتابی سے عاجز آتش مسکین ہوا

خوشی ہوتے ہیں نادان پہنکر کمخواب کا جوڑا
کفن ہے عاقبت اس عالم اسباب کا جوڑا

شعاع حسن سے پوشاک کا عالم دگرگون ہو
تمامی کا ہمین اُس فتنۂ احباب کا جوڑا

ہمین کچھ قدر اسکی صاحب اکسیر کے آگے
ہوس سے نبے ہر چند آب و تاب کا جوڑا

شب فرقت ہوا عنقا الٰہی روز محشر تک
جدا ہووے نہ جفت کی طرح سرخاب کا جوڑا

پھٹے کپڑے گزیے اُس سے ہم بہتر سمجھتے ہیں
اگر اترا ہوا ہوئے تن نواب کا جوڑا

فسونگر کوئی ان سطرب بچون سے کیا فروں ہو
سر مجلس اتروا تے ہیں شیخ و شاب کا جوڑا

حنا کا رنگ بھی ہو بار حسن نازک طبیعت پر
بھلا پہنے وہ کیونکر پاؤن میں جراب کا جوڑا

شب فرقت میں کافر ہون جو میری آنکھ جھپکی ہو
عبث بہتان عشق نے آکے مجھپر خواب کا جوڑا

لگاؤن ماہ کے سر پر اگر ہاتھ آئے ہی آتش
ستارون کا وہ پائے مہر عالمتاب کا جوڑا

آنکھیں عاشق کو نہ تو اے گل رعنا دکھلا
پتلیون کا کسی نادان کو تماشا دکھلا

یار کی آنکھ سے تو آنکھ ملائی تو نے
گردش چشم بھی اے نرگس شہلا دکھلا

آسمان اور زمین کا ہے تفاوت ہر چند
اے صنم دور ہی سے چاند سا مکھڑا دکھلا

اے جنون کھتے ہیں مری آنکھ جھپکنے کی نہین
قید خانہ تو دکھایا مجھے صحرا دکھلا

قلزم عشق مین کبتک رہون اے حسن تباہ
لب دریا جو ہیںن تو نہ درہ یا دکھلا

چوٹی اُس حور کی ایڑی سے بھی بڑھ چلنے لگی
صبح محشر بھی بھر اب اے شب یلدا دکھلا

باغبان کون سی صورت مرے جی لگنے کی
ایک تو مجھکو قد یار کا بوٹا دکھلا

ایک مدت سے ہون آفت طلب اے گردش چرخ
کوئی معشوق مجھے آگ بگولا دکھلا

کالے کوسون نظر آتی ہے ولا منزل گور
آہ کا ابلق ایام کو کوڑا دکھلا

عاشقون سے ترے کرتا ہے نہایت گرمی
رُوئے خورشید قیامت کو کف پا دکھلا

دھیان آتا ہے جو چوٹی کا کسی کافر کے
کہتی ہے فکر رسا باندھ کے جوڑا دکھلا

چرخ نیلی ہے بہت اپنے شفق پر نازان
لب بام آن کے تو بھی کفک پا دکھلا

بندۂ شاہ نجف آتش دل خستہ ہے
یا الٰہی اسے اب مرقد مولا دکھلا

آنکھون سے اُس پری کے دل ناتوان گرا
شیشہ ہمارے طاق سے اے آسمان گرا

چشم پر آب نے تن خاکی کو ڈھا دیا
سیلاب کی رسائی ہوئی جب مکان گرا

منڈلا رہی ہین کیون یہ ہما چیل کی طرح
شاید دہان سگ سے مرا استخوان گرا

جلتا ہے کیا اکڑ کے ابھی سے دم خرام
سر کس کا تیرے پاؤن پر اے نوجوان گرا

گلچین کب اسکے بوجھ سے خم شاخ گل ہوئی
الزام رکھیے تو نہ مرا آشیان گرا

نکلی نہ جان زار فراق تبان مین بھی
کہسار سے لپٹ کے نہ مین ناتوان گرا

بجلی وہ بحر خرمن مرغ چمن نہ تھا
جو خشک ہو کے شاخ سے برگ خزان گرا

حسرت مین خواب وصل کی نہ بیخودی رہی
سو رون ہی مجھکو ہوش نہ آیا جہان گرا

دیکھا تھا کیون ان آنکھون نے آتش زنخدان کا
لے کر مجھے کنوئین مین دل خستہ جان گرا

منتظر تھا وہ تو حسرت دہ جو مین یہ آوارہ تھا
شیفتہ تیرا ہی تھا جو ثابت و سیارہ تھا

ہے جو حسرت تو سراپا چشم ہونیکی ہمین
حاصل اس آئینہ خانہ مین فقط نظارہ تھا

جب شب مہ مین چکور اڑتا ہے مر جاتے ہین ہم
تیلیون کا اپنی بھی تارہ کوئی رخسارہ تھا

کھول کر دل جب میں روتا تھا فراق یار میں
چشم تر منبع تھی ہر موے مژہ فوارہ تھا

سیل گریہ نے یہ کس کے دی سمندر کو شکست
جو حباب آیا نظر اک واژگون نقارہ تھا

ایک شب تو وصل جانان کی تواضع ای فلک
چار دن مہمان تیرے گھر میں میں بیچارہ تھا

روز و شب کے حال کا لکھتا تھا پرچہ روز و شب
کاتب اعمال میری ڈیوڑھی کا ہرکارہ تھا

پیٹتا سر اپنے ماتم میں عزیز دیار کا
قلعۂ کنج لحد کی فتح کا نقارہ تھا

عہد طفلی سے جنون عشق کامل ہے شفیق
شاخ نخل بید مجنون سے مرا گہوارہ تھا

جان شیرین مرد جوے شیر میں تیشہ کو دی
حوصلہ سے اپنے باہر کوہکن بیچارہ تھا

حالت دل کو بیان کرتا کسی سے میں تو کیا
عشق میں اک مصحف رخسار کے سیپارہ تھا

یہ ہوا ظاہر انا لیلی مجنون سے ہمیں
اپنا دیوانہ تھا اپنے واسطے آوارہ تھا

حال اپنا اے صنم اپنی جدائی میں نہ پوچھ
سینہ و سر تھا ہمارا اور سنگ خارہ تھا

کوچۂ قاتل میں جب شوق شہادت لے گیا
سر نہ تھا گردن پر اپنے بار صد سیپارہ تھا

لوٹتا تھا اس میں بدخوئی سے میں مانند شک
شوخی طفلان سے جنبان مرا گہوارہ تھا

شان عشق اولی ہے مجنون دودمان عشق سے
ناخلف ناقابل و نالایق و ناکارہ تھا

اہل عالم سے ہمیشہ آتش ایذا میں ہوں میں
مردم دنیا نمک تھے میں دل صدپارہ تھا

گل سے خوش رنگ ہر اک داغ بدن مجھکو دیا
آتش عشق نے بنجا رحمین مجھکو دیا

عاشق مردہ ہے شاید کہ چراغ مردہ
نہ تو رویا کوئی مجھکو نہ کفن مجھکو دیا

زخم کاری نے کیا بند زبان کو میری
زخم نے پنبۂ بے زخم دہن مجھکو دیا

گردش چرخ نے غربت میں بھی پہنچایا رزق
جاے نان داغ عزیزان وطن مجھکو دیا

بوسۂ لب نے ترے وصل کی شب اے محبوب
حاصل ملک بدخشان و یمن مجھکو دیا

زلف دان ابھی ہر یان داغ جگر ٹھہرہ ہی
حسن نے سانپ اسے عشق نے من مجھکو دیا

جا کے اس غمکدہ سے یاد کرونگا میں بھی
سات دن رہنے کو تھا قصر کہن مجھکو دیا

میوہ خوردن میں ترے میں بھی ہون آخر نخل
تو نے عناب لب و سیب ذقن مجھکو دیا

دے کے اک بوسہ خالِ لبِ شیریں ای دوست
تو نے سودا ئے آہوئے ختن مجھکو دیا

دم نکل جائے گا اُس زلف کے سودے مین مرا
سونگھنے کو جو کبھی مشک ختن مجھکو دیا

حسن نے تشنۂ دیدار بہت جب پایا
ڈوب مرنے کے لئے چاہِ ذقن مجھکو دیا

لعب بازی کی تھی حسرت نہ رہی ای آتش
میرے اللہ نے بازیچۂ تن مجھکو دیا

آئینہ رخ کا دکھا دم کو آنکھہ اوپر اٹھا
سکہ بٹھلا یار اپنا نقش اسکندر اٹھا

سکہ دل جلتا تھا زیر خاک میری قبر سے
شب کو شعلہ بیشتر دن کو دھوان اکثر اٹھا

سامنے ہوتی ہین اُس شمع رو کے اپنی آنکھہ
اے ہوا محفل سے پروانہ کی خاکستر اٹھا

یار نے منھہ دیکھکر آئینہ توڑا وقت صبح
بدمزاج انسان ہوتا ہے جہان سوکر اٹھا

مثل عنقا نام تو مشہور عالم مین رہا
گو کہ اس میلے سے مجھ آزاد کا بستر اٹھا

اے دل دیوانہ صابر کو خدا رکھتا ہے دوست
اُف نکر داغ حسینان بری پیکر اٹھا

اپنی آنکھون مین وہی گو نازنین ہے ای صنم
لعل اٹھا اب رزو پیدا کر کے یا گہر اٹھا

جبر کر بے اختیار دن بر نہ اے برق سقر
سبزہ کی گور غریبان سے نہ تو چادر اٹھا

ہوگیا دنیا ہی مین گردن کشی کا انتقام
پائے قاتل پر سے جھک کر پھر نہ اپنا سر اٹھا

تشنۂ دیدار مجھسا دوسرا کوئی نہین
شب سے بیٹھے مجھکو اے ہنگامۂ محشر اٹھا

دل مین قاتل کے مرے شوق شہادت کا ہی نقش
سرنگون پایا تجھے جب کھینچکر خنجر اٹھا

چارپائی لے کے آئے یار ہنگامہ ہوا
کیا کہون مین بیٹھکر اُس کوچہ سے کیونکر اٹھا

صدمۂ رنج خمار آتش کہانتک سہیے
شیشہ و ساغر برائے ساقی کوثر اٹھا

مین نے عریان تجھے اے رشک قمر دیکھ لیا
دیدہ و دل کو جو تھا مد نظر دیکھ لیا

نزع مین یار نے صورت نہ دکھائی مجھکو
دشمن ہر دوست کو ہنگام سفر دیکھ لیا

لے گئی وحشت دل گور غریبان کی طرف
ہمنے یاران گذشتہ کا بھی گھر دیکھ لیا

خون کیا غیر کے دل کو مری جانبازی نے
یار نے جبر کے پہلو کو جگر دیکھ لیا

دہن یار سے اک شعر کسی دن نہ سنا
ہمنے اس اپنی زبان کا بھی اثر دیکھ لیا

بھر گیا دامن نظارہ گل نرگس سے
آنکھ اُٹھاکر جو کبھی تونے ادھر دیکھ لیا

رو برو رہنے لگا آئینہ آتش شب و روز
یار کو غیر سے بھی شیر و شکر دیکھ لیا

برق خرمن تھا کبھی نالہ دل ناشاد کا
حوصلہ باقی نہین ہے آسمان فریاد کا

شوق دید رخ نے کھلوایا اُن آنکھون کا فریب
اُلفت گل سامنا کرواتی ہے صیاد کا

عرصۂ محشر مین جانے ہی جہنم مین پڑا
اور اُٹھے یان ارادہ تھا مجھے فریاد کا

دیکھکر مجھکو اکڑتے ہین بہت بالا بلند
کیا بلا ان پر بھی سایہ پڑ گیا شمشاد کا

قتل کرتا ہے اشارے سے ترے عاشق کو ناز
حکم سلطان سے ہر خون ریزی عمل جلاد کا

دل نہین جلتے ہین کج طبعون سے ہرگز راست باز
چین پیشانی سے باہر ہے الف آزاد کا

زال دنیا تنگ کرتی ہے نہایت ہی مجھے
ہے مگر اس بیسوا کا کیا بدن فولاد کا

دوستی بھی نظر آتی نہین محبوب سے
ناز یان اُٹھتا نہین وان شغل ہے بیداد کا

اسقدر ایذا ہمین دی ہے بتون کے عشق نے
حوصلہ جاتا رہا دل کو خدا کی یاد کا

قامت موزون سے قصد آگے نکل چلنے کا ہے
تاڑ سے ناپین گے قد اک روز ہم شمشاد کا

دام مین لاکر کیا جب بن چھری اُسنے حلال
باغبان بھی ہو گیا عاشق مرے صیاد کا

ضبط جوش گریہ سے کرتا ہون اشک آنکھون مین جذب
گرد ہون دشمن ہون لیکن سیل کی بنیاد کا

یاد دور افتادگان ہے آتش اُس بت سے بعید
دھیان کب مولا کو آیا بندۂ آزاد کا

آشیانہ ہو گیا اپنا قفس فولاد کا
آب و دانہ نے دکھایا گھر ہمین صیاد کا

حوصلہ کیا عندلیب خانمان برباد کا
روئے گل بھولے جو منہ دیکھے مرے صیاد کا

گردش چشم بتان سے ملگیا مین خاک مین
آسمان کو شوق باقی رہ گیا بیداد کا

وصف چشم حور کرتا ہے خدا قرآن مین
گلشن فردوس مین بھی دخل ہے صیاد کا

رہ گیا تسمہ جو گردن مین لگا تو رہ گیا
کھینچکر دامن مین کیا دل توڑتا جلاد کا

بار عشق اُسنے اُٹھایا اور سیلی کی نہ آنکھ
حوصلہ تو دیکھو مشت خاک بے بنیاد کا

شوخ مہندی سے گنہگارون کے خونکا رنگ ہے
ہاتھ ملوانا تمہین منظور ہے جلاد کا

بے نوایان محبت پر گمان بد نہ کر
چار ابرو سے بھی یان دل صاف ہے آزاد کا

گرد رہ سے گو سمجھتے ہین مجھے آدم ذلیل
آنکھون مین گھر ہے مری خاکستر برباد کا

قد کشی کو باغ مین جاتا ہے وہ بالا بلند
کاٹنا منظور ہے اُس شوخ کو شمشاد کا

خاک مین ملوا دیا بیسر کڑے پن نے مجھے
شکر ہے کشتہ ہی ہونا خوب تھا فولاد کا

پھوڑنا سر کو ہوا حجت کمال عشق پر
تیشۂ فولاد سے جوہر کھلا فرہاد کا

اے پری رو کون ہے تیرا جو دیوانہ نہین
شہرۂ عالم ہے صحرائے جنون آباد کا

قبر پر شیرین لے جاوے اگر انصاف ہو
سنڈ چڑا اتنا گرد ہووے کوہکن اُستاد کا

اب بھی او بت آجو آتا ہے خدا کیواسطے
غم کلیجہ کھا رہا ہے آتش ناشاد کا

نہین کچھ امتیاز اس عشق کو گم نامی و نامی کا
یہ لکھواتا ہے خط مولا سے بندہ کی غلامی کا

لہو کا اپنے مثل کوہکن مین اب پیاسا ہون
مزا پڑتا نہ مجھکو کاش اس شیرین کلامی کا

بلا سے مجھکو ایذا ہو پر اے جوش جنون بچیو
زبان خار صحرا کو نہ صدمہ تشنہ کامی کا

گیا گو جان سے مین نے سوز غم پر فکر کرتا ہون
کباب دل مین تو نے نقص تو رکھا نہ خامی کا

گلوے نالہ کو کرتا ہون وقف تیغ خاموشی
مبادا بار خاطر ہو کسی طبع گرامی کا

تعاقب کچھ سمجھکر ہی کسی کا کوئی کرتا ہے
نہ تھا اندیشہ اے فرعون تجھے موسی کی حامی کا

حلاوت کچھ تو ہے جو دیکھے اپنی جان شیرین کو
مزا چکھتے ہین مردم جانکنی کی تلخ کامی کا

شکار اپنے پیارے حسن کا شاید کہ کھیلے گا
سیتا ہے مرا صیاد پیراہن دو دامی کا

بسر ہو جائے گی کمل کے سایہ مین فقیر دلکی
مبارک اہل دولت کو ہو نمگیرہ تمامی کا

ابھی سیف زبان سے لون مین کار ذوالفقار آتش
کوئی کافر جو منکر ہو مری معجز کلامی کا

جذبۂ دل سے کمال کہربا ہو جائے گا
سبزۂ بیگانہ اپنا آشنا ہو جائے گا

جو قناعت کے مزے سے آشنا ہو جائے گا
بھیک کا کاسہ اُسے دستِ دعا ہو جائیگا

تیرے کشتوں سے جو صورت آشنا ہو جائیگا
زندگی سے دم مسیحا کا خفا ہو جائے گا

حالت اُسکی اور میرے استخوان کی ایک ہے
شمع کافوری کا پروانہ ہما ہو جائے گا

پیس ڈالا دل کو خاکِ عنبرین یار نے
کیا سمجھتا تھا میں دانہ آسیا ہو جائے گا

کیمیا ہے مہربانی صاحبِ تاثیر کی
مس کیا پارس سے جب آہن طلا ہو جائے گا

بحرِ غم سے پار اُتارے گی ہمیں کشتی مے
بادبان ابر اور ساقی ناخدا ہو جائے گا

خون مسلمانوں کے کرتے ہو بہت ملکر اُسے
دل سے کافر کے سیہ رنگِ حنا ہو جائے گا

مے کشی سے یار کے کیونکر نہ ہو دل کو سرور
نشہ میں اُس کے ہمارا مدعا ہو جائے گا

عیبِ عریانی چھپا کر کیا قیامت کیجئے
اطلس ہفت آسمان صرف قبا ہو جائے گا

ضد دلاتا ہے عبث آنکھیں چھپا کر مجھکو یار
سوزِ دل سے جسمِ خاکی توتیا ہو جائے گا

اسقدر نازاں نہ ہو لے شیخ اپنے زہد پر
بندگی کرنے سے تو شاید خدا ہو جائے گا

یار نے وعدہ فراموشی جو ہے کی تو کی
موت کا وعدہ تو اے آتش وفا ہو جائیگا

وحشتِ دل نے کیا ہے وہ بیابان پیدا
سیکڑوں کوس نہیں صورتِ انسان پیدا

سحرِ وصل کریگی شبِ ہجران پیدا
صلبِ کافر ہی سے ہوتا ہے مسلمان پیدا

دل کے آئینہ میں کر جوہرِ پنہان پیدا
در و دیوار سے ہو صورتِ جانان پیدا

خارِ دامن سے اُلجھتے ہیں بہار آئی ہے
چاک کرنے کو کیا گل نے گریبان پیدا

نسبت اُس دستِ نگارین سے نہیں کچھ اسکو
یہ کلائی تو کرے پنجۂ مرجان پیدا

نشۂ مے میں کھلی دشمنی دوست مجھے
آبِ انگور نے کی آتشِ پنہان پیدا

باغ سنسان نہ کر ان کو پکڑ کر صیاد
بعد مدت ہوئے ہیں مرغِ خوش الحان پیدا

اب قدم سے ہے مرے خانۂ زنجیر آباد
مجھکو وحشت نے کیا سلسلہ جنبان پیدا

روکے آنکھوں سے نکالوں میں بخارِ دل کو
کر چکے ابرِ مژہ بھی کہیں باران پیدا

نوحہ زن کنجِ شہیدان میں ہو بلبل کی طرح
آب آہن نے کیا ہے یہ گلستان پیدا

نقش ان کا نہ کسی لعل سے لب پر بیٹھا
میرے منہ مین ہوئے تھے کس لئے دندان پیدا

خوف ناخن مردم سے مجھے آتا ہے
گاؤ خر ہونے لگے صورت انسان پیدا

روح کی طرح سے داخل ہو جو دیوانہ ہے
جسم خاکی سمجھ اسکو جو ہو زندان پیدا

بیجا بون کا گھر شہر ہے اقلیم عدم
دیکھتا ہون جسے ہوتا ہے وہ عریان پیدا

اک گل ایسا نہین ہووے نہ خزان جسکی بہار
کون سے وقت ہوا تھا یہ گلستان پیدا

موجد اسکی ہے سیہ روزی ہماری آتش
ہم نہ ہوتے تو نہ ہوتی شب ہجران پیدا

اس کے کوچے مین مسیحا ہر سحر جاتا رہا
بے اجل وان ایک دو ہر رات مرجاتا رہا

کوے جانان مین بھی اب اسکا پتہ ملتا نہین
دل مرا گھبرا کے کیا جانے کدھر جاتا رہا

جانب کہسار جا نکلا جو مین تو کوہکن
اپنا تیشہ میرے سر سے مار کر جاتا رہا

نے کشش معشوق مین پاتا ہون نے عاشق مین جذب
کیا بلا آئی محبت کا اثر جاتا رہا

واہ رے اندھیر بے روشنی شہر مصر
دیدۂ یعقوب سے نور نظر جاتا رہا

نشہ ہی مین یا الٰہی سیکشون کو موت دے
کیا گہر کی قدر جب آب گہر جاتا رہا

اک نہ اک مونس کی فرقت کا ملا ہے غم دیا
درد دل پیدا ہوا درد جگر جاتا رہا

حسن کھو کر آشنا سے ہوا وہ نونہال
پھولے تب زیر شجر ہم جب ثمر جاتا رہا

رنج دنیا سے فراغ ایذا دہندون کو نہین
کب شب شیر اتری کسدن درد سر جاتا رہا

فاتحہ پڑھنے کو آئے قبر آتش پر نہ یار
دو ہی دن مین پاس الفت اسقدر جاتا رہا

زیب حسن سے گبر و مسلمان کا چلن بگڑا
خدا کی یاد بھولا شیخ بت سے برہمن بگڑا

قبائے گل کو پھاڑا جب مرا گل پیرہن بگڑا
بن آئی کچھ نہ غنچہ سے جو وہ غنچہ دہن بگڑا

نہین ہو جو سینا اسقدر زخم شہیدان کا
تری تلوار کا منھ کچھ نہ کچھ اے تیغ زن بگڑا

تکلف کیا جو کھوئی جان تیشہ پر پھوڑ کر سر کو
جو غیرت تھی تو پھر خسرو سے ہوتا کوہکن بگڑا

کسی چشم سیہ کا جب ہوا ثابت مین دیوانہ
تو مجھ سے مست ہاتھی کی طرح جنگلی ہرن بگڑا

اثر اکسیر کا مین قدم سے تیرے پاتا ہے
جذامی خاک رہ مل کر بنا تیرے ہی بدن بگڑا

تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکرین کھائین
چلا جب جانور انسان کی چال اُسکا چلین بگڑا

زوال حسن کھلواتا ہے میوے کی قسم مجھسے
لگا یا داغ خط نے آنکر سیب ذقن بگڑا

رُخ سادہ نہین اُس شوخ کا نقش عداوت ہو
نظر آتے ہی آپس مین ہر اہل انجمن بگڑا

جو بدخو طفل اشک سے چشم تر ہین دیکھنا اکدن
گھروندے کی طرح سے گنبد چرخ کہن بگڑا

صف مژگان کی جنبش کا کیا اقبال نے کشتہ
شہیدون کے ہوئے سالار جب سیسے تن بگڑا

کسیکی جب کوئی تقلید کرتا ہے مین رُوتا ہون
ہنسا گل کی طرح غنچہ جہان اُس کا دہن بگڑا

کمال دوستی اندیشۂ دشمن نہین رکھتا
کسی بھونرے سے کسدن کوئی مار یاسمن بگڑا

رہی نفرت ہمیشہ داغ عریانی کو بھائے سے
ہوا جب قطع جامہ پر ہمارے پیرہن بگڑا

رگڑا وائین یہ مجھسے ایڑیاں غربت مین وحشت نے
ہوا مسدود رستہ جادۂ راہ وطن بگڑا

کہا بلبل نے جب توڑا گل سوسن کو گلچین نے
الٰہی خیر کیجو نیل رخسار چمن بگڑا

ارادہ سیر کے کھانیکا نہ اے زاغ و زغن کیجو
رہ کشتہ ہون جسکے سونگھنے سے کتون کا بدن بگڑا

امانت کی طرح رکھا زمین نے روز محشر تک
نہ اک مو کم ہوا اپنا نہ اک تار کفن بگڑا

جہان خالی نہین رہتا کبھی ایذا دہندون سے
ہوا ناسور نو پیدا اگر زخم کہن بگڑا

تو نکو تھا ہی تھی جبتک اُس محبوب عالم سے
مین مفلس ہو گیا جس روز سے وہ سیم تن بگڑا

لگے منھ بھی چڑانے دیتے دیتے گالیان حسب
زبان بگڑی تو بگڑی تھی خبر لیجئے دہن بگڑا

ہنا وٹ کیف مے سے کھل گئی اُس شوخ کی آتش
لگا کر منھ سے پیمانہ کو وہ پیمان شکن بگڑا

کسکو نے گلگون سے بے یار کے مطلب تھا
خون جگر و دل سے پیمانہ لبالب تھا

کیا کہیئے کٹی کیونکر اے بت شب تنہائی
اللہ غنی گا ہے کہ نعرۂ یارب تھا

غماز سے خلطہ ہے اس بت کو تو کیا غم ہے
درگاہ الٰہی مین شیطان مقرب تھا

سوز غم فرقت سے یان شمع کی حالت تھی
ہر صبح مسافر تھا مہمان مین ہر شب تھا

کیا تلخ کیا اس نے اس عمر دو روزہ کو
زہر اپنے لیے عشق معشوق شکر لب تھا

ابتدا جو ہوا اس خال و گیسو سے تعجب ہے
وہ افعی بے دندان بے نیش بہ عقرب تھا

خون شہدا سے تھی اس پر جو شفق پھولی
سہ دوش کبود چرخ اس ترک کا مرکب تھا

اس قد کشیدہ کی جو شرح کرون کم ہے
اک مصرع موزون مین سو بیت کا مطلب تھا

موقع تھا یہی قاتل بسمل جو کیا تو نے
اولیٰ تھا یہی میرے حق مین یہی انسب تھا

پہلو مین ہمارے جو وہ ماہ نہ تھا شب کو
تھا داغ سفید اپنی آنکھو نمین جو کوکب تھا

الفت نے مجھے مارا ہیبت نے اسے مارا
مین اور رقیب آتش یکجان و دو قالب تھا

نہ چھوٹے گا چھیڑا کر اس کو اے قاتل نہین لڑکا
وفادارون کے خون کا داغ کیا دھبا ہے کیچڑ کا

شراب لالہ گون سے ساقیا جام صبوحی بھر
شفق اپنی مجھے دکھلا رہا ہے نور کا تڑکا

زوال حسن ہے عاشق کنارہ کرتے جاتے ہین
بہار باغ ہوتی ہے خزان موسم ہے پت جھڑ کا

عجب محبوب باشوکت ہے اے باد بہاری تو
صدائے خندۂ گل ہے سواری کا تری کڑکا

جو چاہے سینۂ روشن تو سوز عشق پیدا کر
شعاع مہر اک تار ہے مشعل کے گودڑ کا

زلیخا کو دکھا اے آسمان تصویر یوسف کی
یہ دل دیوانہ ہے حسن کا پری پیکر ہے وہ لڑکا

بلند و پست عالم کا بیان تحریر کرتا ہے
قلم ہے شاعرون کا یا کوئی نے رہرو ہے بیہڑ کا

سبک سمجھو نہ آہ عاشق شیدا کو بیدردو
اگر کی بو دھوان دیتا ہے اس تیلیا نکے لکڑ کا

روا رکھ کلفت ایام مین بھی قدر نیکون کی
پھٹے کپڑون مین بھی انکو سمجھ لے لعل گودڑ کا

خزان کے جور سے ایمن بہار فکر رنگین ہے
چمن کا اپنے صرصر سے کبھی پتا نہین کھڑکا

گل و بلبل کی حالت پر بجا ہے گریۂ شبنم
اسے گلچین کا اندیشہ اسے صیاد کا دھڑکا

دکھا سکیگا نہ زور اپنا اکھیڑین خاک کے پتلے
رگ جان زمین ریشہ ہے ہر اک پیڑ کی جڑ کا

چھپے ہین حلقہ گیسو جو اس رخسار روشن پر
بغل مین ظلمت شب نے لیا ہے نور کا تڑکا

بہار عالم نیرنگ رکھتا ہے مزاج اپنا
جوانو مین جوان بڈھون مین بڈھا لڑکو مین لڑکا

نگاہ خشمگین آگے کہان تھی دل جلانے کو
سمجھ کر عاشق شیدا مجھے وہ شعلہ رو بھڑکا

دل وحشی کی بیتابی کریگی چاک سینے کو
قفس کی تیلیان ٹوٹین گی یہ طائر اگر پھڑکا

ترے فیل فلک رفعت سے تھا وہ لیکہ دلبستہ
کمیتِ خامۂ مضمون سواری سے بہت بھڑکا

لئے رہتا ہے زر مٹھی مین میرے مول لینے کو
وہ بلبل ہون کہ طفلِ غنچہ کا مجھ سے دم بھڑکا

ہماری قبر سے شاید کہ بوئے شیر آتی ہے
وگرنہ یار کا گھوڑا تو ہاتھی سے نہین بھڑکا

سمجھ لیتے ہین مطلب اپنے اپنے طور پر سامع
اثر رکھتی ہے آتش کی غزل مجذوب کی بڑ کا

ہو جب سے دستِ یار مین ساغر شراب کا
کوڑے کا ہو گیا ہے کٹورا گلاب کا

صیاد نے تسلیِ بلبل کے واسطے
کنجِ قفس مین حوض بھرا ہو گلاب کا

دریائے خون کیا ہے تری تیغ نے روان
حاصل ہوا ہے رتبہ سرون کو حباب کا

جو سطر ہے وہ گیسوئے حورِ بہشت ہے
خالِ پری ہے نقطہ ہماری کتاب کا

نو آسمان ہین صفحۂ اول کے نو لغت
کونین اک دو ورقہ ہے اپنی کتاب کا

اے موج بے لحاظ سمجھکر مٹائیو
دریا بھی ہے اسیر طلسم حباب کا

بچھوائیے نہ چاندنی مین بام پر پلنگ
منحوس ہے قران مہ و آفتاب کا

اک ترک شہسوار کی دیوانی روح ہے
زنجیر مین ہمارے ہو لوہا رکاب کا

حسن و جمال سے ہے زمانے مین روشنی
شب ماہتاب کی ہو تو روز آفتاب کا

اللہ رے ہمارا تکلف شبِ وصال
روغن کے بدلے عطر جلایا گلاب کا

مسجد سے میکدے مین مجھے نشہ لیگیا
موجِ شراب جادہ تھی راہِ صواب کا

انصاف سے وہ زمزمہ میرا اگر سنے
دم بند ہووے طوطیِ حاضر جواب کا

لعنت جو زلف سے ہو دلِ داغدار کو
طاؤس کو یہ عشق نہ ہوگا سحاب کا

معمور جو ہوا عرقِ رخ سے وہ ذقن
مضمون ملگیا مجھے چاہِ گلاب کا

پایا ہون ناف کا کمرِ یار مین مقام
چشمہ مگر عدم مین ہو گوہر کی آب کا

آتش شبِ فراق مین پوچھون گا ماہ سے
یہ داغ ہو دیا ہوا کس آفتاب کا

کہتے ہین عطر جس کو یہ مردم گلاب کا
اے ترک درد ہے تری چھوٹی شراب کا

خط ذبح جو تجھے یار کے ہاتھوں میں نامہ بر
پہلے سوال کیجیو خط کے جواب کا

دیکھا ہی تو نے سامنے رکھکر جو آئینہ منھ
آئینہ برج بن گیا ہے آفتاب کا

کیا کیا تزارے توسن جلاد نے کئے
بوسہ لیا جو میں نے ترہ پکڑ رکاب کا

مشق خرام میں عرق افشاں ہے روئے یار
چھڑکاؤ ہو رہا ہے زمین پر گلاب کا

ساقی کی دور کھینچنے سے رکتا ہو دم مرا
انگور سے خروش آتا ہو کھینچنا شراب کا

حرص و ہوا کو سینہ میں غافل جگہ نہ دے
مطلب کو فوت کرتا ہے کیڑا کتاب کا

خانہ خرابی پر کمر موج بندھ چکی
باہر نکالا سیل نے خیمہ حباب کا

زینت پسند وہ نہیں جو ہیں شکستہ دل
محتاج موے چینی نہ دیکھا خضاب کا

کرتے ہیں سجدہ اسکی طرف کیا سمجھکے لوگ
کعبہ ہے نام ایک کنشت خراب کا

رویا کا حال یار کے آگے کہوں گا میں
یوسفؑ کے منھ سے لطف ہے تعبیر خواب کا

دریا میں ڈال دو مرے دیکھو دوستو
آباد ہو اسیر سے زندان حباب کا

غنچے کا عقد اس کو سمجھیو نہ اے صبا
ٹوٹا طلسم بند جو ٹوٹا نقاب کا

اڑتے دکھائی دینگے پرونکی طرح سے تار
کھینچیگا صدمہ دام مرے اضطراب کا

آتش کی آرزو یہی اے شہسوار ہے
اسکا غبار سرمہ ہو چشم رکاب کا

ہاتھوں میں یار کے نہیں ساغر شراب کا
دست مسیح میں ہے قدح آفتاب کا

آنکھوں میں تیرے چاہنے والوں کے داغ ہے
شبنم پسند ہوویگا حسن آفتاب کا

دو نعمتیں یہ میری ہیں میں ہوں فقیر مست
اک نان خشک ایک پیالہ شراب کا

اندیشہ گفتگوئے نکیرین کا نہیں
رد کردہ ہے سوال ہمارے جواب کا

چاہے جو حکمت جہل تو تحصیل علم کر
وابستہ یہ طلسم ہے لوح کتاب کا

بے معنی شعر میں نے کسی کا اگر سنا
اسیر ہوا یقین مجھے بیت خراب کا

اس ترک تک ہو پہنچنے کی تدبیر ہی یا
تعویذ خط ہے بازوے مرغ کباب کا

پروانہ سے لڑایا ہے بلبل کو رات بھر
مشتوں کو عطر یار نے مل کر گلاب کا

کس ترکِ نوجوان نے کیا ہے یہ شوق تیر
چھٹتا ہے بازون سے پر ہر اک عقاب کا

حد سے نکل چلا ہے بہت سرمہ پونچھیئے
لگتا ہے داغ موے مژہ کو خضاب کا

خورشید حشر کا جو کیا ہو کسی نے ذکر
دکھلا دیا ہے یار نے چہرہ عتاب کا

دیکھے جو تیرے دست حنائی کے رنگ کو
شرمندگی سے رنگ ہو نیلا شراب کا

دریا مین غسل کے لئے اُترا جو وہ صنم
ناقوس مچھلیون نے بجایا حباب کا

جو چاہین لکھ لین کاتبِ اعمال چار دن
دیکھون گا روز حشر مین کاغذ حساب کا

بیخود ہونگے مدعی شور و شر پسند
افسانہ اپنا شعر ہے فتنہ کے خواب کا

آتش کی التجا ہے یہی تمسے یا علیؑ
صدمہ نہ ہو فشارِ لحد کے عذاب کا

چمن مین شب کو جو وہ شوخ بے نقاب آیا
یقین ہو گیا شبنم کو آفتاب آیا

اُن انکھڑیون مین اگر نشۂ شراب آیا
سلام جھک کے کرون گا جو پھر حجاب آیا

مین موج ہون لب ساحل ہین آسمان و زمین
کبھی جو جوش مین دریائے اضطراب آیا

اسیر ہونے کا اللہ رے شوق بلبل کو
جگایا نالون سے صیاد کو جو خواب آیا

بسر ہوئی مری اوقات آئینہ کی طرح
ملا نہ دانہ جو مجھکو میسر آب آیا

صدائے رعد سے ظاہر ہے برق اندازی
شکار کھیلنے طاؤس کا سحاب آیا

خیال صبح مین سویا تو آنکھ پھر نہ کھلی
دکھانے آئینہ جبتک نہ آفتاب آیا

شب فراق مین کار محال مجھسے ہوا
اُڑی یہ نیند مری قدسیونکو خواب آیا

کسی کی محرم آب روانکی یاد آئی
حباب کے جو برابر کوئی حباب آیا

ہمیشہ بلبل و قمری سے بحث نالہ رہی
کسی کمان سے چھٹا تیر مین جواب آیا

شب فراق مین مجھکو سُلانے آیا تھا
جگایا مین نے جو افسانہ گو کو خواب آیا

ملا ذہین و ذکی ہر وہ طفل ابجد خوان
گیا جو سامنے ملا سر حساب آیا

جو علم چاہے تو ہو اہل علم کا پیرو
کمر سے زلف کو انداز پیچ و تاب آیا

وہ کوہ آتش ابت سبدین کا کوہ تمکین ہے
ہزار ہمنے پکارا نہ کچھ جواب آیا

گمان ساقی پہ صیاد کا ہوا مجھکو
حضور یار جو لے کر لب شراب آیا

چلا جو حسن سے چارہ گو بھول گیا
مراد پر جو ترا عالم شباب آیا

اصول دین جو سنے گوش شیخ زباں نے کہا
مجھے سوال نکیرین کا جواب آیا

ہماری قبر سے آویگی یہ صدا تا حشر
یہ مژدہ آیا کہ مجھپر کوئی عذاب آیا

گلال مل کے ذرا میں رخ منور پر
یقین ہوا یہ مجھے یار کو عتاب آیا

مقام رشک ہے الفت میں طالع طاؤس
چمن میں قلۂ کہسار سے سحاب آیا

عدم سے ہستی میں جا کر ہی کھوئنگا میں
ہزار دل حسرت زندہ کو گاڑ داب آیا

محبت مے و معشوق ترک کر آتش
سفید بال ہوئے موسم خضاب آیا

رنج و راحت کا مرے واسطے ساماں ہوگا
مشغلۂ راہ عدم داغ عزیزاں ہوگا

گیسوؤں سا نہ کوئی رہزن ایماں ہوگا
خال ہندو سے ترے خون مسلماں ہوگا

رنگ بدلا نظر آتا ہے ہوا کا مجھکو
گل تازہ کوئی اس باغ میں خنداں ہوگا

مجھ جگر سوختہ کی خاک ہے سرمہ سے سیاہ
گوشۂ چشم کوئی گوشۂ داماں ہوگا

عود کرنے کی نہیں روح نکلکر تن سے
پھر نہ آباد یہ گھر ہوگا جو ویراں ہوگا

نالۂ بلبل شیدا میں اگر ہے تاثیر
دست صیاد میں گلچیں کا گریباں ہوگا

بوئے مے رکھتی ہے اس میکدہ میں کیفیت
محتسب توڑ کے شیشے کو پشیماں ہوگا

تیری فریاد کا محتاج میں واماندہ نہیں
اے جرس میرے لئے قافلہ نالاں ہوگا

سایہ میں اس کے مری گور کھدیگی الہی
اے پری رو تری دیوار کا احساں ہوگا

آتش عشق سے ہوتا ہے سراپا تن داغ
وہ گنہگار ہوں جسد چراغاں ہوگا

خط کا آغاز قیامت ہے رخ رنگیں پر
خار و گل دیدۂ انصاف میں یکساں ہوگا

دست گستاخ میں قزاق کا پاتا ہوں خنجر
ایکدن یار مرے ہاتھ سے عریاں ہوگا

حسن کا خاتمہ تو عشق کا میں خاتمہ ہوں
نہ گدا مجھسا نہ تجھسا کوئی سلطاں ہوگا

بعد میرے نہ گرفتار ملے گا مجھسا
زلف خوباں کا سبب حال پریشاں ہوگا

بے نیازی سے فریب اے بت عیار نہ دے ۔ ہم نہ مانیں گے خدا صورت انسان ہو گا

اس کے عاشق ہیں زبس خرد و بزرگ اے آتش
رشک ہو گا مجھے گر طفل بھی گریان ہو گا

ہنگام نزع محو ہوں تیرے خیال کا ۔ مشتاق ہوں فرشتۂ صاحب جمال کا
پیراہن اس جوان نے جو پہنا ہے چھال کا ۔ ملتا نہیں چمن میں مزاج اک نہال کا
آلودہ بیگناہوں کے خون سے ہے تیغ چرخ ۔ نافہموں کو گمان ہے شفق میں ہلال کا
شانہ بنیں گے بعد فنا اپنے استخوان ۔ عقدہ کھلے گا گیسوؤں کے بال بال کا
ہنی سہیل مشتری و زہرہ گوش ہیں ۔ قطب شمال حسن ہے تل تیرے گال کا
کس کس بشر کو لائی ہے دنیا فریب میں ۔ کیا کیا جوان مرید ہے اس پیر زال کا
لاتی ہے واں قضا و قدر مرغ روح کو ۔ پانی جہاں قفس کا ہے دانہ ہے جال کا
امرد پرست ہے تو گلستان کی سیر کر ۔ ہر نو نہال رشک ہے یاں خرد سال کا
اقلیم میں جا ملوں گا عزیزان رفتہ سے ۔ کیا عرصہ ہے زمانۂ ماضی سے حال کا
سرخ و سفید رنگ سے ہوتا ہے آشکار ۔ وہ جسم نازنین ہے عبیر و گلال کا
اے دل قضا نہ آئے ادھر ٹکٹکی نہ باندھ ۔ گولی کا سامنا ہے یہ نظارہ خال کا
بوسہ دئے سے حسن میں ہوگی کمی نہ یار ۔ ہوتا نہیں زکوٰۃ سے نقصان مال کا
وہ چشم ہی نہیں دل وحشی کی فکر میں ۔ ہر ترک کو ہے شوق شکار غزال کا
زنجیر و طوق ہر برس آ کر پنہا گئی ۔ دیوانہ ہوں میں باد بہاری کی چال کا
روز سیاہ ہجر میں میرے جلے چراغ ۔ پروانوں کو نصیب ہوا دن وصال کا
رونے کی بدلے حال پر اپنے ہنسا کرے ۔ پروا ہوا نہ خاطر بیمار ملال کا
دکھلایا بے نقاب جسے بندہ ہو گیا ۔ وہ روئے سادہ نقش ہے صاحب کمال کا
کرتی ہے یاں زبان کر یار میں کلام ۔ معدوم ہے جواب ہمارے سوال کا

آتش لحد سے اٹھوں گا کہتا یہ روز حشر
مشتاق ہوں میں یار کے حسن و جمال کا

اُس ترک کی ثنا مین جو حرف رقم ہوا　　خنجر زبان بنگئی نیزہ قلم ہوا
گستاخ ہاتھ گردن دلبر مین خم ہوا　　حدِ ادب سے شوق کا باہر قدم ہوا
بے یار باغ خانۂ بیمار ہو گیا　　پھولا جو غنچہ مین نے یہ سمجھا ورم ہوا
پیدا کی رفتہ رفتہ رسائی کمر تلک　　گیسوئے یار جادۂ راہ عدم ہوا
اقلیم فقر سایہ نے اسکے کیا خراب　　منحوس چند سے بھی ہما کا قدم ہوا
یاد آیا طوف کعبہ مین ہندوستان مجھے　　کوئے بتان کا سایہ لباس حرم ہوا
بیڑا ہمارے قتل کا کیونکر اُٹھاؤ گے　　کسکر کمر بندھی ہے تو وردِ شکم ہوا
تو وقتِ اخیر جذبۂ دل کھینچ لائے گا　　دیکھین گے روئے یار جو آنکھون مین دم ہوا
ٹوٹے ہین لاکھ شیشۂ تیزاب ہر قدم　　کانٹون پہ آبلون سے ہمارے ستم ہوا
دنیا مین نیک سے ہے فزون بد کا امتیاز　　کیا کیا گران نہ شہد سے قیمت مین سم ہوا
شغلِ تصرف آج کس اہلِ نظر کو ہے　　ہر آئینہ سکندر و ہر جام جم ہوا
نقشِ دوئی مٹا کے بنا گھر خدا کا دل　　کعبہ ہوا خراب جو بیت الصنم ہوا
چرخِ دنی نے داغ کیا اندرِ دل مدام　　دستِ بخیل سے مجھے حاصل درم ہوا
مضمون میرزا منشی کلکِ قلم ہے بند　　زرنگین نگر عراق عجم ہوا
وارستہ خاطری نے کیا داخلِ بہشت　　صحرائے بے تعلقی باغِ ارم ہوا
تاریخ تیسری کا مگر چاند یار ہے　　جسکو نظر پڑا اُسے اندوہ و غم ہوا
ناگفتنی ہے حال بہار و خزان باغ　　اک زخم ہے کہ خشک ہوا اور نم ہوا
رکھی تھی اکدن اُسکی چھڑی تونے ہاتھ مین　　ہر سال ہر گلاب کا تختہ قلم ہوا
نکلی نیام سے تو گلے لپٹی اپنے تیغ　　چھوٹا کمان سے تیر تو ہمپر کرم ہوا
جرکے سے بھی کیا نہ کبھی ہمکو سرفراز　　قاتل کی تیغ مین نہ تواضع کا خم ہوا
نورانی چہرہ پر ترے ابرو کے نقش سے　　محراب بیت کعبہ کا طغرا رقم ہوا
رکھا تھا پاؤن ایکدن اس بد مزاج نے　　چین جبین جادہ فشان قلم ہوا
ماتم کدہ ہے اپنا الٰہی کہ بتکدہ　　ہر سنگ سینہ کوب ترش کر صنم ہوا

آثار عشق آنکھون سے ہونے لگے عیان
بیداری کی ترقی ہوئی خواب کم ہوا

راحت سے ایکدن نہ ہوا عشق مین بسر
غم پر غم اپنے دل کو الم پر الم ہوا

دنیا کو آتش ایک کے اوپر نہین قرار
یہ آج کل وہ صاحب طبل و علم ہوا

انصاف کی ترازو مین تولا عیان ہوا
یوسف سے تیرے حسن کا پلہ گران ہوا

روے زمین پہ ایسا مین بسمل تپان ہوا
اُڑکر مرا لہو شفق آسمان ہوا

اُس برق وش کا عشق نہانی عیان ہوا
ابر سیاہ آہون کا میرے دھوان ہوا

پیری مین مجھکو عشق حسین جوان ہوا
بار دگر کیا دے مین زور کمان ہوا

اہل زمین سے صاف کہان آسمان ہوا
کس روز برج ماہ مین فرش کتان ہوا

معدوم داغ عشق کا دل سے نشان ہوا
افسوس بے چراغ ہمارا مکان ہوا

دو ٹکڑے ایک وار مین خود حباب ہے
گرداب موج تیغ کو سنگ فسان ہوا

دیکھا جو مین نے اُس کو سمندر کی آنکھ سے
گلزار آگ ہو گئی سنبل دھوان ہوا

ملتا نہین دماغ ہی گیسوے یار کا
کچھ ان دنون مین مشک کا سوداگران ہوا

خوش چشمون کے فراق مین کھائے یہ پیچ و تاب
شاخ غزال اپنا ہر اک استخوان ہوا

سختی راہ عشق سے واقف ہوئے نہ پاؤن
جوش جنون مرے لئے تخت روان ہوا

انبوہ عاشقان سے ہوا حُسن کو غرور
کثرت سے مشتری کی یہ سوداگران ہوا

پیوند خاک ہو گئے اک بت کی راہ مین
پتھر ہماری قبر کا سنگ نشان ہوا

پھینکا گیا نہ پیر فلک نعل کی طرح
کوئی نہ طفل اشک ہمارا جوان ہوا

تو دیکھنے گیا لب دریا جو چاندنی
استادہ تجھکو دیکھ کے آب روان ہوا

انسان کو چاہیے کہ نہ ہو ناگوار طبع
سمجھے سُبک اُسے جو کسی پر گران ہوا

اُس گل سے عرض حال کی حسرت ہی رہگئی
کانٹے پڑے زبان مین جو سیل بیان ہوا

اللہ کے کرم سے بتون کو کیا مطیع
زیر نگین قلمرو "ہندوستان" ہوا

انصاف مین نے عالم اسباب مین کیا
بنوائی چاندنی جو میسّر کتان ہوا

گردش نے اسکی سرمہ کیے اپنے استخوان
چکّی ہمارے پیسنے کو آسمان ہوا

قاتل کی تیغ سے رہ ملک عدم ملی
آہن ہمارے واسطے سنگ نشان ہوا

فکر بلند نے مری ایسا کیا بلند
آتش زمین شعر سے پست آسمان ہوا

جوہر اپنے آئینہ رخسار کا دکھلائے گا
سبزۂ خط یار کا تنکے مجھے چنوائے گا

بوسے لیتا ہون لب شیرین کے مین حسن شوق سے
فاقہ کش سومن نہ اس رغبت سے حلوا کھائیگا

لالہ رو کہکر لگاتے ہین گل اندامونکے داغ
روز محشر شاعرون کا پوست کھنچا جائے گا

کشتۂ مژگان خوش چشمان مردم کش نہ ہو
شیر کے پنجہ کے زخمی کی طرح چلّائے گا

ہے سزاوار اہل دولت سے فقیرون کا غرور
ہاتھ کو جو کھینچ لے گا پاؤن کو پھیلائے گا

کون چھینے بت کو توڑے برہمن کے دلکو کون
اینٹ کی خاطر کوئی کافر ہی مسجد ڈھائیگا

راہ مین وقفہ کرے گا جو نہ مثل آفتاب
پاشکستہ ذرّہ ہو مشرق سے مغرب جائیگا

یہ صدا آتی ہے شور بحر ہستی سے مجھے
گوہر مقصود اس دریا سے باہر جائے گا

طفل کے مانند اس پر رال ٹپکے گی مری
باغ عالم مین مجھے شفتالو لب بھائے گا

گوشت کھا کر استخوان میری نہ اے صیاد پھینک
دام مین رکھ دیکھ ہفین زندہ ہما ہاتھ آئے گا

گرمی خورشید محشر کیا جلا دے گی ہمین
ابر رحمت حال پر اپنے کرم فرمائے گا

پوست اس کا صرف کفش اے یار ہوگا بعد مرگ
آتش اپنے ہاتھ تیرے پاؤن تک پھیلائیگا

رشک کے مارے زمرد خاک مین ملجائے گا
سبزہ پر اُس گوش کے فیروزہ ہیرا کھائیگا

دسترس انگشت تک اس سیم تن کے پائیگا
نقش اپنا خانۂ زرین نگین جھلائے گا

چل نہین سکنے کا ہرگز تیری اٹھکھیلی کی چال
پاؤن مین موچ آئیگی کبک ایسی ٹھوکر کھائیگا

حُسن کا جلوہ بھی کم برق تجلّی سے نہین
چشم موسیٰ سے جو دیکھے گا اُسے غش آئے گا

آسیا کی گردش اور اس کی سکونت ایک ہے
سیکڑون دل کو وہ تمکین سے ترے پیس جائیگا

ایک عالم سے رسا سُنتا ہون مین مجنون آسے
میری گردن تک ترے گیسو کا حلقہ آئے گا

سردی وے کا یہ ہنگامہ نہین رہنے کا گرم — آتش گل دامن باد صبا بھڑکائے گا

چار دیوار عناصر کی ہے وسعت کس قدر — ششش جہت کو تنگ کردے گا جو دل گھبرائیگا

عرش ہے اس بادشاہ حسن کا تخت روان — وہ صنم کوتل کبود چرخ کو دوڑائے گا

بعد مردن بھی رہے گا زلف مشکین کا خیال — گور مین بھی میرے سر کے ساتھ سودا جائیگا

خم لگا دے منھ سے ساقی لب تو تر ہووین مرے — مجھسے دریا نوش تک کیا کشتی مے لائے گا

اپنی زلفون کے الجھنے سے خفا وہ شوخ ہے — جس نے سیدھی بات کی الٹا اسے لٹکائیگا

مجھ قدح کش سے بخار دل بھی ہوتا ہے شریک — اک نہ اکدن ابر آب آتشین برسائے گا

یہ صدا آتی ہے مجھ دیوانہ کی زنجیر سے — امن چاہے تو دیار بیخودی مین پائے گا

آستان یار سے اٹھنے کا قصد آتش نکر
چھوڑ کر اس در کو سر دیوار سے ٹکرائیگا

عیسی سے نالہ درد دل کی خبر نہ کرتا — ذکر درون خانہ بیرون در نہ کرتا

دربان یار مجھپر شفقت اگر نہ کرتا — دیوار پھاند جاتا مین درگذر نہ کرتا

زرگر نگین سے ہرگز پیوند زر نہ کرتا — اسم مبارک اس کا جو نامور نہ کرتا

تلوار کو اگر تو زیب کمر نہ کرتا — قاتل ادھر کی دنیا کوئی ادھر نہ کرتا

حسن اس کو پیش خدمت اپنا اگر نہ کرتا — خط عاشقون کے دل کو زیر و زبر نہ کرتا

اے آفتاب محشر آنکھون سے گر گیا تو — منھ پھیرتا جدھر سے پھر منھ ادھر نہ کرتا

صندل کو مول لے کر کس کی بلا رگڑتی — مین درد سر کی خاطر یہ درد سر نہ کرتا

آنکھین دکھائین تو نے دیوانے ہو گئے ہم — یہ وہ فسون نہ تھا جو اپنا اثر نہ کرتا

آئینہ مین پری سے چہرے کو دیکھئے تو — کیونکر بھلا محبت تمسے بشر نہ کرتا

شیرینی ان لبون کی رکھتا جو تو ہرگز — پانی سے تجھکو پتلا اے نیشکر نہ کرتا

بلبل کے حال پر جو روتا نہ ابر باران — دو روز ہفتہ اک گل ہنسکر بسر نہ کرتا

اے آسمان کفن کے دینے مین دیر کیا ہے — قسمت کے لکھے مین تو شام و سحر نہ کرتا

ملجاتے خاک مین گو سودا زدے بلا سے — زلف دراز اپنی تو مختصر نہ کرتا

جادو حسن کا اس پر چلتا جو یہ چلے گا
گرد اپنے یہ حصار ہالہ قمر نہ کرتا

بلبل کا عشق حسن گل سے نہین خوش آتا
تقلید آدمی کی یہ جانور نہ کرتا

تریاق کا ہے جوہر اس جسم سخت جان مین
کالا بھی کاٹتا تو مجھ کو اثر نہ کرتا

اُن دانتون کی صفا کا عالم جو اس مین ہوتا
کس کس کو غرق دریا شوق گہر نہ کرتا

عالم دکھا کے اپنا وہ پنجۂ حنائی
سیرے جو اس خمسہ کو منتشر نہ کرتا

وہ تیر آہ اپنے سینہ مین ضعف سے ہے
جو خانۂ کمان سے باہر گذر نہ کرتا

بخت رسا جو زلف مشکین کی طرح رکھتی
معدوم اپنی ہستی عشق کمر نہ کرتا

مرد فقیر ایذا دیتے نہین کسی کو
مین ذکر ارّہ زیر شاخ شجر نہ کرتا

لکھتا جو نامۂ شوق اس سیمبر کو آتش
تحریر اُس کو خامہ بے آب زر نہ کرتا

کوچۂ یار مین کس روز مین نالان نہ گیا
بلبل مست سے سودائے گلستان نہ گیا

حسن کی طرح سے آیا نہ مرے عشق مین فرق
زلفین وان منڈ گئین یان حال پریشان نہ گیا

واہ رے لوہے کبھی سان کے اوپر چڑھنے
تیغ ابرو نہ گئی غمزۂ مژگان نہ گیا

ہمرہی روح روان کی تن خاکی نے نہ کی
ساتھ یوسفؑ کے زمانے سے یہ زندان نہ گیا

صبح کی شام نظارہ مین رخ روشن کے
رات بھر گھر سے ہمارے مہ تابان نہ گیا

اُڑ کے پہونچا مرد جوش جنون سے وان تک
پاؤن سے اپنے مین دیوانہ بیابان نہ گیا

روز و شب زلف رخ یار کا افسانہ رہا
ذکر صبح وطن و شام غریبان نہ گیا

مرغ بسمل کی طرح رقص کرین گے طاؤس
چار دن اور اگر ابر گلستان نہ گیا

کون سے دلمین نہین یاد رہے عشق کا نقش
کس قلمرو مین شہ حسن کا فرمان نہ گیا

صادق القول نہین دوسرا مجھ سا عاشق
شیشہ سے عہد تو پیمانہ سے پیمان نہ گیا

کون سے شانہ کا سینہ نہ کیا زلف نے چاک
کون سا آئینہ اس حسن کا حیران نہ گیا

خاک کیا تو نے نہ اُس عیسی نفس کی چھڑکی
باغبان نرگس گلزار کا یرقان نہ گیا

مجھسا غم دوست نہ ہووے گا کوئی دنیا مین
کون سی مجلس ماتم مین مہمان نہ گیا

اے سر ہون مقر آتش قدمی کا تیری
کوئی دنیا سے تری طرح گریزان نہ گیا

چھوٹ کر آبلون نے خشک زبانین ترکین
تم سے شرمندہ ہین اے خار مغیلان نگیا

عاشق اُس غیرت بلقیس کا ہون ای آتش
بام تک جس کے کبھی مرغ سلیمان نہ گیا

حال زار اپنا فنا کے بعد بھی روشن رہا
زرد و ژولیدہ ہمارا سبزۂ مدفن رہا

مردہ سے بدتر تو بس احوال مجھ مجنون کا تھا
خانۂ زنجیر مین دن رات اک شیون رہا

میلے کپڑے یار کے سونگھے تھے مین نے ایکدن
نکہت گل پر گمان بوئے پیراہن رہا

آشیان بلبل و قمری ہوا روزن ہر ایک
چار دن جس گھر مین تو اے غیرت گلشن رہا

باغ عالم مین ہوا حسن سیہ سے مجھکو عشق
مین وہ بلبل ہون کہ جو محو گل سوسن رہا

صورت عاشق سے در پردہ اُسے بھی عشق ہے
غرفہ مین جالی رہی دیوار مین روزن رہا

شمع سان رو رو کے یاد گور مین شب روز کی
جبتلک میرا چراغ زندگی روشن رہا

اسکو یرقان سیہ تو اُس کو ہے یرقان زرد
خندہ زن نرگس کے اوپر کیا گل سوسن رہا

چہرہ کو اپنے سوارون مین بھی ہم لکھوا چکے
سالہا داغ ابلق ایام سا توسن رہا

گرد رہ نے میری اُڑ کر اسکی آنکھین بند کین
ہاتھ ملتا مجھ مسافر کے لئے رہزن رہا

چند روزہ عمر زنجیر تعلق مین کٹی
اک پری کا دست نازک حلقۂ گردن رہا

دم مین دم جبتک رہا تیری جلو مین ای جنون
مین گریبان چاک بھی باندھے ہوئے دامن رہا

سختی دوران تب خار جنون نے سہل کی
موم مجھ دیوانے کی زنجیر کا آہن رہا

دیکھکر اُس ماہرو کو غش رہے دو دو پہر
حال پر اپنے ستارہ اپنا چشمک زن رہا

باغ عالم کی ہوا آتش نہ راس آئی مجھے
دوست جس گل کا رہا مین وہ مرا دشمن رہا

ظہور آدم خاکی سے یہ ہم کو یقین آیا
تماشا انجمن کا دیکھنے خلوت نشین آیا

گیا بلقیس تک مکتوب شوقیہ سلیمان کا
قران مشتری و ماہ کا دورہ قرین آیا

ہمنشین تیرے کرم سے جام مثل برق اے ساقی
مبارک ہووے ہمکو ابر باران آفرین آیا

پری شیشہ مین اُترے کہئیے یا قالب مین روح آئی
عجب انداز سے آغوش مین وہ نازنین آیا

ہمیشہ نقش حب کا مشتری کے روز لکھتا ہون
ستارہ نیک ہے میرا تو وہ زہرہ جبین آیا

حنا دیکھی تو بیٹھی چشم تیرے دست نازک تھے
تری انگشتری یاد آئی جب نام نگین آیا

مبارک کشتیان مے کی تبان ہند کو ہوئین
جہازون مین فرنگستان سے آب آتشین آیا

نہ ٹھہرا چار دن کے واسطے اے روح قالب مین
گیا جب اس مکان سے پھر نہین اس کا مکین آیا

نہایت تشنہ دیدار مین خوب اُسکو چوسین گے
اگر اپنے لبون تک کوئی لعل آتشین آیا

یہ جنس دل مقرر اک نظر اس کو دکھادین گے
جو کوئی مشتری بازار عالم مین حسین آیا

مشقت سی مشقت کی ہے راہ عشق مین ہمنے
پسینا پاؤن کا کس روز یان تا سر نہین آیا

نہ چھوڑیگا کسی کو آسمان بے گور مین بھیجے
سمجھ زیر زمین اُس کو جو بالائے زمین آیا

سگ کو سے شکار اُس کا تبان خوش نگہ کرتے
نہ شہر ہند تک زندہ کوئی آہوئے چین آیا

گریبان تک بھی دامن سے جنون ہو رہتا اس کا
بغل سے ہو کے دامن تک جو چاک آستین آیا

مری آنکھون سے اُس آئینہ کی صورت نہ دیکھیگا
کھلے گی حسن کی قلعی جو کوئی کج بین آیا

مصور کو تری تصویر کا سودا مبارک ہو
مقام گیسوئے مشکین وخال عنبرین آیا

رجوع اپنے دل روشن سے کر آتش جو مضطر ہے
گیا خرم جب اُس درگاہ مین اندوہگین آیا

عدم سے جانب ہستی جوان لکھا نہین آیا
یہ پشت اسپ تک تیری سواری کو ہی زین آیا

کیا شکرانہ آب بقا پی کر اُسے ہمنے
جو اس ظلمت سرا مین لب تک آب آتشین آیا

غنیمت جان اے دل نقش عشق یار جانی کو
شرف ہو اُس مکان کا جسمین مہمان حسین آیا

کبھی قسمت کے لکھے سے زیادہ لکھ نہین سکتا
وہ نادان ہے جسے خوف کراماً کاتبین آیا

اثر اپنا کیا آخر ہمارے عشق کامل نے
فرشتہ بھی جو قبض روح کو آیا حسین آیا

جگہ بدبین نے کی پہلوے یار رنگ طینت مین
الٰہی خیر کیجیو گرگ یوسف کے قرین آیا

بجا ہے عرش کے اوپر دماغ اُس شاہ خوبان کا
دل اپنا نذر لے کر ساید ون کرسی نشین آیا

دکھلائے جوہر اپنے آئینہ نے فکر رنگین کے
مقر سنکر ہوئے باطل گمانون کو یقین آیا

نہوگا حسن کا بجھا بھی عاشق کوئی دنیا مین
نیاز اُس سے کیا پیدا نظر جو نازنین آیا

صباحت سے تری تشبیہ دی جو شعر مین اُس کو
زبان پر میرے صدقے ہونے مار یاسمین آیا

ندیکھین گی کبھی جسکو پھر آنکھین وہ تماشا ہے
غنیمت جان جو پیش نگاہ واپسین آیا

گیا دجال کو پیوند خاک اقبال مہدئی نے
خدا کے فضل سے خائن گیا آتش امین آیا

حسن کس روز ہم سے صاف ہوا
گنہ عشق کب معاف ہوا

لے لیا شکر کر کے ساقی سے
درد اس مین ہوا کہ صاف ہوا

تیغ قاتل پر اپنا خون جسم کر
مخمل سرخ کا غلاف ہوا

زہر پر ہیز ہو گیا مجھکو
درد درمان سے المضاف ہوا

خاکساری کی ہو چکی معراج
سینہ اپنا زمین صاف ہوا

کمر یار نے دکھائی آنکھ
مردم دیدہ خال ناف ہوا

وعدہ جھوٹا نکردہ مرد نہین
قول سے فعل جب خلاف ہوا

فاتحہ کو جو وہ پری آیا
سنگ قبر اپنا کوہ قاف ہوا

اُس کمر کے ثبوت مین عاجز
فکر کر کر کے مو شگاف ہوا

رند مشرب ہون مجھکو کیا ہوئے
مذہبون مین جو اختلاف ہوا

وہ دہن ہون نہ نکلا حرف غرور
وہ زبان ہون نہ جس سے لاف ہوا

گرد اُس کوچہ کے پھرا آتش
حاجی سے کعبہ کا طواف ہوا

پیری نے قد راست کو اپنے نگون کیا
محراب قصر تن کا ہمارے ستون کیا

جامہ سے جسم کے بھی مین دیوانہ تنگ ہون
اب کی بہار مین اسے نذر جنون کیا

دیوانے تیرے یون تو ہزارون ہین اے پری
شیشہ مین جس نے تجھکو اُتارا فسون کیا

مجھ صوفی کے جو نعرے سے حال اُس کو آگیا
مطرب نے ٹکڑے سر سے مرے ارغنون کیا

کس کس نگاہ ناز سے دیکھا مری طرف
کیا کیا نہ چشم یار نے مجھپر فسون کیا

گرگ بغل کو پہلو مین دل کی طرح رکھا
یوسف سے بھی عزیز اُسے ہمنے فزون کیا

آرائش اہل حسن کو جادو سے کم نہین
بے تیغ تیرے دست نگارین نے خون کیا

آئی بہار کپڑے لگا پھاڑنے جنون
عاقل نے بسال حال کا اپنے شگون کیا

فرہاد سر کو پھوڑ کے تیشہ سے مرگیا
شیرین نے ناپسند مگر بے ستون کیا

دریا بہا شراب کا بے یار رات بھر
مثل حباب کاسہ مے واژگون کیا

مضمون بندھا نہ ہم سے کبھی نکلے داغ کا
بیرون لب زبان سے سوز درون کیا

جوہر وہ کونسا ہے جو انسان مین نہین
دے کر خدا نے عقل اسے ذوفنون کیا

کیا کیا نہ داغ مجھکو دیے شوق بوسہ نے
کیف شراب نے جو وہ رخ لالہ گون کیا

آنکھون سے جائے اشک ٹپکنے لگا لہو
آتش - جگر کو دل کی مصیبت نے خون کیا

فرط شوق اس بت کے کوچہ مین لگا لیجائے گا
کعبۂ مقصود تک مجھکو خدا لے جائے گا

کاٹ کر پر بھی مجھے صیاد بے قابو نہ چھوڑ
ناتوان ہون باد کا جھونکا اڑا لے جائیگا

روتے روتے جان جاوے گی فراق یار مین
اشک کا دریا مرا مردہ بہا لے جائیگا

دل مرا مٹھی مین رکھتے ہو تمھارے ہاتھ سے
چھین کر اکدن اسے دزد حنا لے جائیگا

مصر تک پہونچے نہ جو کنعان سے وہ یوسف نہین
دست اخوان سے چھٹا تو بھیڑیا لے جائیگا

ایک گل اس باغ کا بوئے وفا رکھتا نہین
سبزۂ بیگانہ شوق آشنا لے جائے گا

وعدۂ صادق تو عزرائیل سے ہے دیکھیے
اس سرا سے مجھکو کبتک اس سرا لے جائیگا

باغبان گلشن کے دروازے کو کیا رکھتا ہے بند
کون غنچہ کی کلاہ گل کی قبا لے جائے گا

استخوان اجرت مین دینگے ہم فقیر ای شاہ حسن
عرضی اپنے شوق کی تجھ تک ہما لے جائیگا

کشتی تن بحر ہستی مین رہی برسون تباہ
یار اسے اکدم مین اس کا ناخدا لیجائیگا

حسن دکھلادیگا اے بت تجھین شان اللہ کی
تیرے آگے عالم اپنی التجا لے جائے گا

بوسے لیگا دست تیغ قاتل بیباک کے
آتش مقبول اپنا خون بہا لے جائے گا

کیجیے برق تجلی کو اشارا اپنا
لا پچا حسن جہان سوز شرارا اپنا

یاد خاطر رہی جنبش تری مژگان کو صنم / تنگ کو ہو نہ فراموش اشارا اپنا
کسی تدبیر سے ہاتھ آئے نہ پائے بت شوخ / حق تو یہ ہے نہیں تقدیر سے چارا اپنا
رنگ زرد و لب خشک مژہ خون آلود / گنہ عشق ہیں ہم ہے یہ کفارا اپنا
تیغ ابرو بھی چلے تیغ کے ساتھ ای قاتل / ہم بھی دو ٹکڑے ہوں دل بھی ہو دوپارا اپنا
آئینہ صاف ہوا دور سکندر آیا / خود پسندوں کو مبارک ہو نظارا اپنا
راہ دے صورت موسیٰ ہمیں بحر ہستی / کشتی و پل سے نہ ہووے گا گذارا اپنا
زیر دیوار ہیں ہم بام کے او پردہ ماہ / ہم زمیں پر ہیں فلک پر ہے ستارا اپنا
بحر ہستی میں یہ طوفان ہے علم کھینچنے سے / غوطے کھلواتا ہے ساحل سے کنارا اپنا
صبح محشر بھی نہ ہوں خواب لحد سے بیدار / منہ نہ دکھلائے ہمیں عمر دوبارا اپنا

سالہا سال سے تحصیل سخن ہے آتش
اس قلمرو میں ہے مدت سے اجارا اپنا

ایسی وحشت نہیں دل کو کہ سنبھل جاؤنگا / صورت پیرہن تنگ نکل جاؤنگا
وہ نہیں ہوں کہ رکھائی سے جو ٹل جاؤنگا / آج جاتا تھا تو ضد سے تری کل جاؤنگا
شام ہجران کسی صورت سے نہیں ہوتی صبح / منہ چھپا کر میں اندھیرے میں نکل جاؤنگا
کھینچ کر تیغ کمر سے کسے دکھلاتے ہو / ناف معشوق نہیں ہوں جو میں ٹل جاؤنگا
شب ہجر اپنی سیاہی کسے دکھلاتی ہے / بچہ میں لڑکا تو نہیں ہوں کہ دہل جاؤنگا
کوچۂ یار کا سودا ہے مرے سر کے ساتھ / پاؤں تھک کے ہوں ہر چند کہ شل جاؤنگا
ضبط بیتابی دل کی نہیں طاقت باقی / کوہ صبر اب یہ صدا دیتا ہے ٹل جاؤنگا
طالع بد کے اثر سے یہ یقین ہے مجھ کو / تیری حسرت ہی میں اے حسن عمل جاؤنگا
چار دن زیست کے گذرینگے تاسف میں مجھے / حال دل پر کف افسوس میں مل جاؤنگا
شعلہ رویوں کو دکھلاؤ نہ مجھے اے آنکھو / موم سے نرم مرا دل ہے پگھل جاؤنگا
چھلّے گل کھانے کو ہوتے ہیں عنایت مجھکو / گرمیاں ہیں جو یہی آپ کی جل جاؤنگا
حال پیری کسے معلوم جوانی میں تھا / کیا سمجھتا تھا میں دو دن میں بدل جاؤنگا

وہی دیوانگی میری ہے بہار آنے دو
دیکھکر برگ کون کی صورت کو بہل جاؤنگا

شعر ڈھلتے ہین مری فکر سے آج اے آتش
مرکے کل گور کے سانچے مین مین ڈھل جاؤنگا

سبب خورشید رو نوروز کے دن میہمان ہوگا
خدا کے فضل سے برج شرف اپنا مکان ہوگا

کہین چھُٹ بھی سکے آلائش تن روح سے یارب
کہان تک اس خرابے مین یہ گنجینہ نہان ہوگا

دہن مین تیرے دقت ہوویگی دقت پسند و نکو
تامل ہوشگافون کو کمر کے درمیان ہوگا

پیمبر کو وسیلہ کر جو قرب اللہ کا چاہے
گزارا بام تک کسطرح سے بے نردبان ہوگا

حواس خمسہ دوری مین کسی کے منتشر ہونگے
فراق دوستان ہمسے نصیب دشمنان ہوگا

عذاب گور سے واعظ نہایت ہی ڈراتا ہے
ہمارے ساتھ پیوند زمین کیا آسمان ہوگا

عداوت کی تو کیا حاصل نہ تھا معلوم اخوان کو
نکلکر چاہ سے یوسف عزیز کاروان ہوگا

ہوائے دہر اگر انصاف پر آئے تو سُن لینا
گُل و بلبل چمن مین ہون گے باہر باغبان ہوگا

نہین معشوق سا عاشق کا کوئی دوست دنیا مین
خدا سے کون بندے پر زیادہ مہربان ہوگا

فضیلت خانۂ کعبہ کو ہے سارے مکانون سے
کسی محبوب عالم کا یہ سنگ آستان ہوگا

عزو عصہ کیا جس نے پچھاڑا دیو کو اُس نے
اُسے رستم کہین گے ہم جو ایسا پہلوان ہوگا

قدم بھاری ہمارا ہوگا سیر باغ عالم مین
وہ ٹہنی پھٹ پڑے گی جس پہ اپنا آشیان ہوگا

نہین اسرار سے آتش یہ پتلا خاک کا خالی
یہی وہ گرد ہے جس سے سوار آخر عیان ہوگا

کمر یار سے کھینچ کر ہوئی تلوار جدا
بیگناہ ہون سے کھڑے ہووین گنہگار جدا

مرض عشق بھی ہے اور یہ آزار جدا
رُوٹھ کر عیسیٰ سے ہوتا ہو نہین بیمار جدا

مول لے کر ہم اُسے اپنے گلے کو کاٹین
کوئی قاتل کرے ابرو کی جو تلوار جدا

نہین گفتار ہے عالم سے نرالی اُس کی
طرز رفتار الگ بندش دستار جدا

ہاتھ گردن مین جو ڈالون تو یہ کہتا ہو وہ گل
یارب انسان کے گلے سے رہے بیمار جدا

حق تعالیٰ نے جو چاہا تو دکھا دے گی صنم
زلف سے پیچ تری لٹپٹی دستار جدا

سوزش عشق سے ہووے گی نفاق انگیزی
چار عنصر کو کرے گی یہ تپ حار جدا

تنگ کرتی ہے قبا تجھکو نہایت اے گل
بند بند اس کا کرے گا یہ گنہگار جدا

شش جہت میں نہیں اس روئے کتابی کا نظیر
معنی نو ہیں ہر اک فقرہ میں دو چار جدا

حال دل کہنے سے کٹتی ہے زبان شمع کیطرح
لب سے لب کیجیو اس بزم میں زنہار جدا

خانۂ یار کا سن رکھ یہ نشان اے قاصد
تیرے سایہ سے کھڑی ہو وے گی دیوار جدا

پیشگی دل کو جو دے لے وہ اسے تحصیلے
ساری سرکاروں سے ہے عشق کی سرکار جدا

بے بہا حسن کا اس کے نہ بنے گا سودا
میرے یوسف سے کھڑے ہوویں خریدار جدا

ہو نہ ہمسر تری زلفوں سے بنفشہ سنبل
کس کے ہر پیچ میں اکدل ہے گرفتار جدا

یہی رونا ہے جو ان خانہ خراب آنکھوں کا
بام سے در ہے جدا در سے ہے دیوار جدا

زندہ کو قتل کیا مردہ کو زندہ آتش
فتنۂ حشر سے ہے یار کی رفتار جدا

بھاتا ہے نہایت دلکو خط رخسار جانان کا
گھسیٹے گا تجھے کانٹوں میں سبزہ اس گلستان کا

روان رکھتا ہے خون آنکھوں سے ہر اک مہر تابانکا
شفق آلودہ رہتا ہے ہلال اپنے گریبان کا

یہی جو آتش حسن بتان کی گرم جوشی ہے
جلا ہندو کے مردہ کی طرح زندہ مسلمان کا

حسینوں کو دیا دل جس نے اپنی جان پر کھیلا
روا رکھتے ہیں خون یہ لوگ بے تقصیر انسان کا

گریبان گیر قاتل ہوئینگے ہم فردائے محشر کو
ہمارا محضر خون ہے ہر اک پارہ اسکے دامان کا

لب و دندان سے تیرے لعل و گوہر کو ہے کیا نسبت
نہ وہ ہمسنگ ہے لب کا نہ وہ ہم پلہ دندان کا

خط شبرنگ حبت ہو گیا جو اس کی ظلمت پر
دہان یار کو سمجھا میں چشمہ آب حیوان کا

لکھے ہیں سرگذشت دل کے مضمون یک قلم ہیں نے
تماشہ قتل گہ کا ہے مطالع میرے دیوان کا

بہت سے بوسے لینے سے کیا کم ارتباط اس نے
یقین ہے سیر خوری رتبہ کھو دیتی ہے مہمان کا

چھری صیاد نے حلقوم بلبل پر جو پھیری ہے
بنا ہے نخل ماتم ہر شجر میرے گلستان کا

عدم کو بازگشت روح ہے اکرہ زہستی سے
ارادہ بندھ رہا ہے مصر سے یوسف کو کنعان کا

وہ جانے گا ہماری حالت دل جس نے دیکھا ہے
اشارہ ابروے پیوستہ سے برگشتہ مژگان کا

نہین کچھ دفتر گل ہی مین لکھی سرگذشت اسکی
شہادت نامۂ بلبل ہے ہر پتا گلستان کا

اٹھا دے نرگس شہلا نہ آنکھ اوپر اگر دیکھے
مرے مرزا منش کی آنکھ مین سرمہ صفاہان کا

کیا ہے خانۂ زنجیر مین جو یاد صحرا کو
ہوا ہے دوربین ہر ایک روزن مرے زندان کا

پھنسین ہین بسکہ دل سودا زدہ کے تیری زلفون مین
ہر اک موے رسا پر اسکے عالم ہے رگ جان کا

عظیم الشان کوئی کوئی رفیع القدر رکھتا ہے
بلند اقبال ہے تو آستانہ تیرے ایوان کا

ہوا ہے تیری خوش چشمی کا شہرا اے صنم ہرسو
عجب کیا اڑکے پہونچے ہند تک سرمہ صفاہان کا

قلمرو حسن عالمگیر کی یہ ربع مسکون ہے
کہ وہ ہفت کشور زمین ہے تابع تیرے فرمان کا

خط نورس نے دلوائے لب جان بخش کے بوسے
دکھایا خضر نے آتش کو چشمہ آب حیوان کا

خدا سر دے تو سودا دے تری زلف پریشان کا
جو آنکھین ہون تو نظارہ ہو ایسے سنبلستان کا

جگر خون پان کھا کر کرچکے لعل بدخشان کا
لبوہندی جو پھیرا جاتے ہو نچہ مرجان کا

دل صد پارہ کو سودا ہے اک گیسوے پیچان کا
نگہبان افعی سکین ہے اس گنج شہیدان کا

خداوند بتون کے عشق نے ہمین جگہ کی ہے
نگین دل پر ہے اپنے نقش ہے مہر سلیمان کا

دل اُس کا ہے خیال یار اگر تشریف فرما ہو
قدم آنکھون کے اوپر سر کے اوپر ایسے مہمان کا

فتیلہ اُس کا اُسکی ناک مین دنیا ہو مین مجنون
مری دیوانگی دم بند کرتی ہے پری خوان کا

خیال تن پرستی چھوڑ فکر حق پرستی کر
نشان رہتا نہین ہے نام رہجاتا ہے انسان کا

شب مہتاب مین منھ کھولکر وہ شوخ سوتا ہے
ستارہ آجکل چمکا ہوا ہے ماہ تابان کا

کہان جاتی ہے یہ ہرچند بھاگے شوق منزل سے
ہمین آگے ہین جب پیچھا کیا عمر گریزان کا

خوشا حال اُس کا امداد جنون سے جو برہنہ ہے
گریبان گیر ہے کوئی نہ دامنگیر عریان کا

جمال یار نے جو نقش اپنا اُسمین بٹھلایا
دل مشتاق پر عالم ہوا یوسف کے زندان کا

معطل ہین اطبا اُن کے بیمار اچھے ہوتے ہین
فسانہ تیرے عناب لب و سیب زنخدان کا

جبین پر اپنے افشان کو جو اُس محبوب نے چھڑکا
کتابی چہرے نے نقشہ دکھایا لوح قران کا

بھرے رہتے ہین مشتاقون سے اپنے [illegible]
اُن آنکھون پر بھی سایہ پڑگیا برگشتہ مژگان کا

ملال آیا ادھر اسکو فنا تھا دم ادھر اپنا — بلائے جان خفا ہونا ہے خوش اسلوب انسان کا
رخ روشن ترا جو دیکھتا ہے وہ یہ کہتا ہے — سحر کو کوئی منہ دیکھے تو ایسے مہر تابان کا
زبان سے اسکے افسانہ دہان یار کا سنتے — پیمبر سا کوئی ہوتا جو واقف راز پنہان کا
اسی سے عاشق اس محبوب کی فریاد کرتے ہین — شکوہ حسن عالمگیر سے ہے رتبہ سلطان کا
نشان تیر ان آنکھون کی محبت نے بتایا ہے — ادھر پھر جاتے ہین ہم رخ جدھر پھرتا ہے مژگان کا
کنوئین لبریز مین نے کر دیے ہین ایسا رویا ہون — خیال آیا ہے جو بے آبی چاہ زنخدان کا
جھپک جانے سے اس کے بند جو ہو جاتی ہین آنکھین — یہ دھوکا برق دیتی ہے تمھارے روئے خندان کا
سنا کرتا ہون اس کو چھیڑ کر پائون سے مین مجنون — مری زنجیر کا نالہ ہے افسانہ بیابان کا
کتابی چہرہ کے نظارے سے آنکھین منور ہون — دل احباب کو کھینچے شکنجہ تیرے احسان کا
وہ بوسہ یار دیتا تھا جو دن کو رات پر ٹالا — لیا تھا صبح مین نے نام کس کنجوس انسان کا

بہار آئی ہے سائل ساغر مے کا ہو ساقی سے
چمن سرسبز ہین آتش کرم ہے ابر باران کا

رخ و زلف پر جان کھویا کیا — اندھیرے اجالے مین رویا کیا
ہمیشہ لکھے وصف دندان یار — قلم اپنا موتی پرویا کیا
کہون کیا ہوئی عمر کیونکر بسر — مین جاگا کیا بخت سویا کیا
رہی سبز بے فکر کشت سخن — نہ جوتا کیا مین نہ بویا کیا
برہمن کو باتون کی حسرت رہی — خدا نے بتون کو نہ گویا کیا
مزا غم کے کھانے کا جس کو پڑا — وہ اشکون سے ہاتھ اپنے دھویا کیا

زنخدان سے آتش محبت رہی
کنوئین مین مجھے دل ڈبویا کیا

گوش زد جس کے تمھاری چشم کا افسانہ تھا — آہوئے مست وحشی آنکھون مین سگ دیوانہ تھا
شب جو آنکھون کو خیال گیسوئے جانانہ تھا — پنجہ مژگان کو حکم دست خشک شانہ تھا
خواب مین مجھکو خیال نرگس مستانہ تھا — آنکھ کھولی تو لبالب عمر کا پیمانہ تھا

اے پری پیکر نہ جب تک مین ترا دیوانہ تھا
یہ جو روشن ہی چراغ حسن بے پروانہ تھا

حسن عالمگیر چھپ سکتا چھپائے سے نہین
پردہ مین تو کوچہ و بازار مین افسانہ تھا

اُٹھتے ہی تیرے دگرگون ہوگیا رنگ نشاط
جام خالی میکدے مین سنگ ماتم خانہ تھا

واہ رے انداز و ناز اللہ رے کبر و غرور
جان یان جاتی رہی وان ناز معشوقانہ تھا

آجکل سے سلسلہ مہر و محبت کا نہین
عالم ارواح مین میرے ترے یارانہ تھا

نیند اُڑ جاتی جو سُنتا یار میرا حال دل
خواب شیرین تلخ کر دیتا یہ وہ افسانہ تھا

بحث علم عشق کے قابل نہ تھا دونو مین ایک
کوہکن بے مغز تھا مجنون جو تھا دیوانہ تھا

پردہ ہائے گوش تک سُننے کو آجاتی ہی جان
کسقدر دلچسپ حسن یار کا افسانہ تھا

حال پہ اپنے توجہ کی نظر تھی جن دنون
آفتاب ذرہ پرور جلوۂ جانانہ تھا

جوہر جام جہان مین حسن کے یہ روشن ہوا
بادۂ نیرنگ سے لبریز اک پیمانہ تھا

لعل لب دونون تھے اے محبوب لعل شب چراغ
دانت تھا جو منھ مین تیرے گوہر یکدانہ تھا

عشق ناوک افگنی کرتا تھا جب وہ شمع رُو
سیکڑون ہی تودۂ خاکستر پروانہ تھا

مصحف روئے حقیقت کی تلاوت سے کھلا
عشق معشوق مجازی ابجد طفلانہ تھا

ساقیا تعریف تیرے میکدے کی کیا کرون
ساتھ کیفیت کے تھا لبریز جو پیمانہ تھا

بسکہ رکھتا تھا ہر اک المنین سے ہیرے کی چمک
جوہرون سے خنجر قاتل جواہر خانہ تھا

واہ ری نیرنگ سازی طلسم زندگی
محو بت آنکھین تھین دل اللہ کا دیوانہ تھا

سایۂ بال ہما سے سرفرازی تھی حصول
بادشاہ وقت زلفون مین تمھارے شانہ تھا

بھول کر تجھکو کسی مشکل مین کرتے یاد ہم
آشنا تھا تو سوا تیرے جو تھا بیگانہ تھا

روشنی دل مین تصور سے تھی حسن یار کی
گنج کی دولت سے مالا مال یہ دیوانہ تھا

حسن دلبر عاشق شیدا دیے اللہ نے
ان بتون کو لازم آتش سجدۂ شکرانہ تھا

عشق کہتے ہین اسے سمجھے ابرو کا
صورت زخم لہو تا دم آخر خو کا

نشہ مین کرتا ہے کار دل وحشی وہ ترک
آتش مے سے لگا تا ہی کباب آہو کا

دم فنا دیکھنے والوں کے کیا کرتا ہے
سیفی عامل کا اشارہ ہے تری ابرو کا

نگہ لطف کی حسرت یہ سکھاتی ہے ہمیں
ڈھونڈھیے سرمہ اُن آنکھوں کے لیے جادو کا

کہتے ہیں سنبل فردوس بھی شاعر اس کو
سلسلہ دور پہونچتا ہے ترے گیسو کا

رخ پر نور کے سودے میں مسلمان ہوئے زرد
خال کافر نے لہو خشک کیا ہندو کا

اس پری رو نے کھلایا ہے جو سرمہ اُن میں
پتلیاں آنکھوں کی پتلا ہوئی ہیں جادو کا

کیا کہوں اس بت چینی کی صفا کا عالم
نام کو دخل نہیں سارے بدن میں مو کا

جان لے گا مری اس چشم سیہ کا سودا
ڈر چھلاوے کا بھی رکھتا ہے شکار آہو کا

خط پشت لب یار آنکھوں میں پھر جاتا ہے
دل کو لہراتا ہے سبزہ جو کنار جو کا

مصرع قد میں ترے یوں تو ہیں معنی بلند
اک لطیفہ ہے یہ اس میں کہ ہے دو پہلو کا

کیا کہوں آ گئی ہے نیند کس آسائش سے
ملگیا سر کو جو تکیہ ہے کسی زانو کا

سیر گلزار ہستی کی نہ لگا دل بے یار
خار اس خو کا نہ دیکھا نہ تو گل اس بو کا

سارے نخلوں سے شرافت میں ہو بالا دستی
سرو شجرہ ہے مرے گل کے قد دلجو کا

مادہ ہو باد بہاری سے نہ بلبل کا دماغ
تو ہے گل پر جو پڑے سایہ تمھاری خو کا

یہی شوق آنکھوں کو ہے سارے مہینے رہتا
ماہ نو دیکھ کے منہ دیکھیے اُس خوشرو کا

سر محفل نگہ اُس شوخ سے گستاخ ای شوق
چاہیے خلوت اسے وقت نہیں قابو کا

فکر کے زور سے باندھا نہیں جاتا آتش
ہاتھ آیا ہی جو مضمون بھی کسی بازو کا

ابدال سے ہوا نہ تو اوتاد سے ہوا
اے جذب دل جو کچھ تری امداد سے ہوا

مومن سے بہتر اُس کو سمجھتے ہیں اہل دل
کافر جو پیر عشق کے ارشاد سے ہوا

گل پر شرف ترا رخ خوشرنگ لے گیا
قد کا بلند مرتبہ شمشاد سے ہوا

زلفوں کے دام دیکھ کے گل بھول جائیگا
بلبل کا سامنا نہیں صیاد سے ہوا

تیرے الف سے قد نے کیا ہے جسے فقیر
مرشد وہی ہے فرقۂ آزاد سے ہوا

رونا بھلا دیا مجھے ابرو کے عشق میں
خنداں جو زخم تیغ کی بیداد سے ہوا

کس کس طرح سے ناز کئے جب ظہور عشق
حسن و جمال یار کی ایجاد سے ہوا

تیغ قضا سے جبکہ نہ دیکھا کہین بچاؤ
باہر کھڑا مین قلعۂ فولاد سے ہوا

اے موت روز حشر کرے گا نہ پھر نمود
نخل حیات قطع نہ بنیاد سے ہوا

فریادرس جو داد نہ دے اوس کی جو رضا
جس نے سُنا وہ عشق مری فریاد سے ہوا

سیر اپنے باغ کی بھی نکرنے دی کفر نے
کار بہشت کوئی نہ شداد سے ہوا

عیسی نفس سے میرے یہ کہیو پیام بر
نسیان کا مرض ہے تری یاد سے ہوا

تیرے ہی گنج حسن کے سودے مین عہد کو
شوق خرابہ کشور آباد سے ہوا

عاشق کو جنکے قتل نہ کیونکر کرے وہ شوخ
خون بیگناہ کا نہین جلاد سے ہوا

تا کوئے یار اشک بہا کر نہ لے گئے
نیکی کا اک عمل نہ بد اولاد سے ہوا

کیا کیا گناہگار محبت کئے ہین قتل
کس کس کا سرنگون مرے جلاد سے ہوا

آتش جو بے ستون کو بنایا تو کیا کیا
شیرین کے دل مین گھر تو نہ فرہاد سے ہوا

کشتہ ہون گرم جوشئ ہرجائی یار کا
مارا ہوا دل اپنا ہے فصلی بخار کا

نافہمی کی دلیل یہ تکیہ ہے دار کا
منصور پر یقین ہے مجھے نے سوار کا

بلبل کو سازوار ہو موسم بہار کا
عہد شباب مجھکو مبارک ہو یار کا

رنگ طلائی رکھتا ہے اندام یار کا
سوئے کمر کو رتبہ ہے سونے کے تار کا

پہونچا دیا عدم شب تار فراق نے
دکھلا دیا سوا ہمارے دیار کا

کرتا ہے مجھسے الفت ایام شوخیان
پہچانتا نہین مگر آتش سوار کا

خاموشی مین بھی باقی ہے گویائی کا نشان
طوطے کا پر ہے سبزہ ہمارے مزار کا

جلوے سے روئے یار کے ہے دن مین روشنی
ماہ چہاردہ ہے چراغ اس دیار کا

اللہ سے دعا ہے یہی عندلیب کی
گل چین کے ہاتھ کے لئے کھٹکا ہو خار کا

عاشق نگاہ ناز کے رہتا ہے سامنے
پھرتا نہین ہے تیر سے منھ اس شکار کا

کشتہ تنک مزاجی محبوب کا ہون مین
نازک ہے سنگ شیشہ سے میرے مزار کا

اہل صفا کی قدر نہین کرتے تیرہ روز
روشن ہر حال آئینہ سے زنگ بار کا

چلنا پڑے گا ملک عدم کو پیادہ پا
اس راہ مین نہین ہے گذارا سوار کا

مطلب نہین ہر عاشق یوسف سے یار کو
وہ ترک آشنا نہین زخمی شکار کا

آتش یہ کس کی چاہ کا دم مارتے ہو تم
وہ دلربا ہے دشمن جان دوستدار کا

باغ طلسم چہرۂ رنگین ہے یار کا
رہتا ہے چار فصل مین موسم بہار کا

دامان زین چھوا ہے جو اُس شہسوار کا
ہے عرش پر دماغ ہمارے غبار کا

سودا ہوا ہے مُرغ جنون کے شکار کا
صیاد بنا رہا ہون گریبان کے تار کا

اُس بادشاہ حُسن کے در کا فقیر ہون
ظل ہما سواد ہے جس کے دیار کا

پیری مین داغ عشق نہ کیونکر عزیز ہو
بے فصل کا ثمر ہے یہ گل بے بہار کا

وعدہ خلاف یار سے کہیو پیام بر
آنکھون کو روگ دیگئے ہو انتظار کا

آتی ہے مجھکو شہر خموشان سے یہ صدا
تاریک لحد ہے سواد اس دیار کا

فصل بہار آئی کہین قطع ہو چکے
دامن سے سلسلہ یہ گریبان کے تار کا

دست علی کی ضرب کا جنبش مین ہے اثر
اُن ابروون مین معجزہ ہے ذوالفقار کا

بعد فنا ہے کوچۂ گیسو کی جستجو
سودا تو دیکھیو مرے مشت غبار کا

چلتی رہی چھری تری اے ترک صید پر
فوارہ چھوٹتا رہے خون شکار کا

گیسو نے قرب آئینہ رُوے یار سے
ڈانڈا ملا دیا ہے حلب سے تتار کا

پیچھے نہ پائون معرکۂ عشق سے ہٹے
تلوار کھا کے بوسہ لیا دست یار کا

باز آوینگے نہ مر کے بھی صورت کے عشق سے
آئینہ ہوگا سنگ ہمارے مزار کا

پھندے مین زلف یار کے جب سے پھنسا ہے دل
دیتا ہے صدمہ رُوح کو تسمہ شکار کا

بے یار داغ ہوتا ہے لالہ کو دیکھکر
آتا ہے خوش کسے یہ شگوفہ بہار کا

بیکیف شراب موسم گل مین ہوا مین مست
حاصل کیا پیادہ نے رتبہ سوار کا

اُس شمع رُو کی بعد فنا بھی ہے جستجو
ہر ذرہ اک چراغ ہے اپنے غبار کا

آتش نہ پوچھ ہجر میں اک نونہال کے
سوز درون سے حال ہے کہنہ چنار کا

کرینگے افترا شاعر قبائے یار پر کیا کیا
بندھیں گے باندھنوں اُس لٹ پٹی دستار پر کیا کیا

اندھیری رات میں ہوتے ہیں صدقے کبک اُڑ اُڑ کے
تمھارے چودھویں کے چاند سے رخسار پر کیا کیا

گیا ہوں بعد مدت کے جو میں دیوانہ صحرا میں
پڑی ہے آبلوں کی آنکھ نوک خار پر کیا کیا

شب فرقت میں اس کان ملاحت کے تصور نے
نمک چھڑکا ہے زخم دیدۂ بیدار پر کیا کیا

نہ طاؤسوں کو یہ طرز روش آئی نہ کبکوں کو
قدم مارا نہ کس کس نے تری رفتار پر کیا کیا

سونگھا کر تو نے جو سیب ذقن اچھا کیا اُس کو
ہوا رشک اہل صحت کو ترے بیمار پر کیا کیا

گیا وہ ماہ جو صبح شب وصل اپنے گھر میں سے
اُداسی برسی ہے بام و در و دیوار پر کیا کیا

ہوا جیتے نہ عشق اے حسن کس کس کو زمانے میں
ستم تو نے کیے ہیں کافر و دیندار پر کیا کیا

لبوں پر مسّی و پان کیسے کیسے رنگ لائے ہیں
لپا ہے سرمہ تیری نرگس بیمار پر کیا کیا

صفا آئینہ کی وہ چہرۂ محبوب رکھتا ہے
پھسلتی ہیں نگاہیں یار کے رخسار پر کیا کیا

کمان سے دی کبھی تشبیہ ہمنے تیغ سے گاہے
کہی ہیں پھبتیاں اُس ابروئے خمدار پر کیا کیا

فنا کی جان مصری کے عوض میں زہر کھا کھا کر
موئے طوطی تری شیرینی گفتار پر کیا کیا

چمن میں جا کے رویا میں جو یاد روئے رنگیں میں
گری ہے اوس اشکوں سے مرے گلزار پر کیا کیا

مٹائے یادگاروں کو تری خنجر کے آیا تھا
مرے زخموں نے تھوکا مرہم زنگار پر کیا کیا

حنائے کو جو سنگ اے ترک اُسے تو نے گھسیٹا ہے
شہادت خواہ پھڑکے ہیں تری تلوار پر کیا کیا

رُکی دوان بھی طبیعت بدگمانی سے محبت کی
چمن میں گل سے کھٹکا ہو نہیں قرب خار پر کیا کیا

ہوا جو گوش زد افسانہ حسن یار کا آتش
ہماری رال ٹپکی شربت دیدار پر کیا کیا

گلوں نے کپڑے پھاڑے ہیں قبائے یار پر کیا کیا
حنا پس پس گئی ہے دست و پائے یار پر کیا کیا

کیے ہیں شکر کے سجدے جفائے یار پر کیا کیا
رہا ہے دل مرا راضی رضائے یار پر کیا کیا

گلے کو کاٹ کر اپنے شہیدان محبت نے
لہو کے گھونٹ گھونٹے ہیں خلائے یار پر کیا کیا

خیال آتا ہے اس خوش رو کو جو صورت نمائی کا
ہوئے ہین آئینے حیران صفائے یار پر کیا کیا

جزائے خیر دے خالق انھیں یاران اور مستی نے
دکھائے رنگ لعل بے بہائے یار پر کیا کیا

کیا ہے ٹکڑے ٹکڑے آئینہ کو پیشتر ہم نے
ہوا ہے رشک صورت آشنائے یار پر کیا کیا

سنبھا رکھا ہے احوال قیامت ہنسنے آنکھون کو
بندھے گی ٹکٹکی اپنی تماشائے یار پر کیا کیا

رہا مجمع ہمیشہ عاشقان بے تحمل کا
اڑے مفلس در دولت سرائے یار پر کیا کیا

کیا ہے خوش خرام ناز کا عالم جو دکھلا کر
ملین ہین ہمنے آنکھین لپٹ پائے یار پر کیا کیا

کیا ہے اک جہان دیوانہ اسکی جامہ زیبی نے
گریبان چاک ہوتے ہین قبائے یار پر کیا کیا

قبائے تنگ پر رکھے کلاہ کج جو دیکھا ہے
ہماری جان نکلی ہر ادائے یار پر کیا کیا

اٹھانے دی نہ آنکھ اور شب وصل اس پری رو نے
چڑھا ہے جن مری ضد سے حیائے یار پر کیا کیا

نہین آتا میرے بعد شانہ کا خیال آتش
پڑینگے پیچ گیسوے رسائے یار پر کیا کیا

معاف ہووےگا جو کچھ کہ ہے قصور ہمارا
گناہ بخشے گا اللہ ہے غفور ہمارا

ترے جمال کے نظارے سے ہوئے ہین یہ روشن
زبان جو ہو تو کہین آنکھین تو ہے نور ہمارا

عدم سے شوق تمہارا کشان کشان لیے آیا
کہو تو شب نہین رہ جائین گھر ہے دور ہمارا

اندھیری رات مین نکلے تو نور روز ہو شب مین
چراغ خانہ ہے وہ رشک شمع طور ہمارا

شراب عشق نہ اک قطرہ بھی ٹپک کے بہے گی
ہزار شیشۂ دل ہووے چور چور ہمارا

قرار کرتے ہین صورت سے تیرے دل کی جو غم ہین
نشاط و عیش ہمارا ہے تو سرور ہمارا

مآل کار کا دھیان آ گیا کمال ہی روئے
گذر ہوا جو کبھی جانب قبور ہمارا

سمایا دیدۂ مشتاق مین وہ غیرت یوسف
پسند کس کو کیا واہ رے شعور ہمارا

کھلا یہ آپ کی آرائش جمال سے صاحب
حنائی ہاتھون سے خون ہو گا بے قصور ہمارا

گئے جو ذرون مین اے رشک آفتاب تو اپنے
بہت ہے مرتبہ اتنا ترے حضور ہمارا

تمہارے تکیہ سے یہ عرش پر دماغ ہے اپنا
تمہارے لطف و کرم سے ہے یہ غرور ہمارا

بہشت مین بھی نہ بے یار کے لگے گی طبیعت
مزاج پھیر سکے گا نہ حسن حور ہمارا

یہ حسن و عشق سے رسوائے عہد گر ہوئے ہم تم
گناہ اس مین تمھارا نہ کچھ قصور ہمارا

جو ساتھ چلنا ہے آتش تو باندھیے کمر اپنی
سفر زیارت کعبہ کو ہے ضرور ہمارا

مزا صیاد لوٹین گے ہمارے شعر موزون کا
نشیمن ہے قفس ہے آشیان ہے مرغ مضمون کا

رفیع القدر ہر مصرع ہے اپنی بیت موزون کا
نہ ایسا طاق کسریٰ تھا نہ قصر ایسا فریدون کا

چمن آئینہ ہے گل عکس ہے رخسار گلگون کا
رہا جو سرو پر چھاوان ہے تیرے قد موزون کا

تری دیوار کے سایہ کو مین سر پر سمجھتا ہون
جو دھیان آتا ہے خوش اقبالی بخت ہمایون کا

زبان سے اپنی تعریف اپنی آنکھونکی وہ کرتے ہین
لب معجز بیان سے سنتے ہین افسانہ افسون کا

کہن سالی مین بھی الفت وہی ہے نوجوانون کی
وہی عشق آج تک ہے مجھکو حسن روز افزون کا

زوال حسن مین تو لوٹ لینے دیجیے کیفیت
بہار آخر ہے چلتا دور ہے صہبائے گلگون کا

لب جان بخش کی جنبش یہ ایما ہے ان آنکھون سے
تمھارے اور اپنے فرق ہے اعجاز و افسون کا

نگہ سیری نہین مد نظر پہ غیر کے پڑتی
وہ شاعر ہون نہین جو آشنا بیگانہ مضمون کا

قرار اس کو نہین آتا ہماری بیقراری سے
زمانہ آئینہ ہے اپنے احوال دگرگون کا

سیہ شوخی سے اپنی ہو کے مہندی اس پری کی
حنا پیدا کرے گی رنگ مجھ سودائی کے خون کا

تلاش اے نو گل خندان ہے تیری جسقدر مجھکو
نہوگا اسقدر شاعر بھی جویا تازہ مضمون کا

بنایا صبح سے تا شام اُن کو آئینہ رکھکر
بلا سے اس مین سودائی ہو کوئی زلف شبگون کا

محبت ہوتی ہے معشوق کو بھی عشق کامل سے
زمین مین ساتھ قارون کے گڑا ہے گنج قارون کا

نشاط و عیش کا سامان ہے تجھ بن مرگ کا سامان
صدائے چنگ گولی تیر ہے آوازہ قانون کا

چمن کی سیر کو خورشید سے پہلے وہ ترک آوے
نسیم صبح سے آگے قدم ہو اُسکے گلگون کا

نہایت دل مرا دیدار کا قاتل کے بھوکا ہے
قضا دکھلا چکی منہ مجھکو میرے تشنہ خون کا

گھلا دے ہڈیان سوز فراق یار جب چاہے
سگ لیلیٰ کا حق ہے استخوان ہے جو کہ مجنون کا

بنایا ہے زبس حکمت سے اپنی دست قدرت نے
وہ رخ جوش صفا سے رشک ہے قلب فلاطون کا

جنون لے چل عدم کو یان بھی گھبراتا ہے دم اپنا
کیا ہے تنگ وحشت نے ہماری عرصہ ہامون کا

مزا ملتا نہین نعمت سے اپنی بدنصیبون کو | نہ دیکھا لالۂ داغی کو اکدن نشہ افیون کا

صفا کے واسطے سنجن وہ بت دانتون مین ملتا ہی
خدا حافظ ہے آتش آبروئے در مکنون کا

تری زلفون نے بل کھایا تو ہوتا | ذرا سنبل کو لہرایا تو ہوتا
رخ بے داغ دکھلایا تو ہوتا | گل لالہ کو شرمایا تو ہوتا
چلیگا کبک کیا رفتار تیری | یہ انداز قدم پایا تو ہوتا
نہ کیونکر حشر ہوتا دیکھتے ہم | قیامت قد ترا لایا تو ہوتا
بجا لاتے اسے آنکھون سے اے دوست | کبھی کچھ ہم سے فرمایا تو ہوتا
تری صورت سے بننا تھا نہ لازم | گلون نے منہ کو بنوایا تو ہوتا
اکڑنا بھول جاتے سرو شمشاد | یہ قد بوٹا سا دکھلایا تو ہوتا
کہے جاتے وہ سنتے یا نہ سنتے | زبان تک حال دل آیا تو ہوتا
صنوبر سے جو کرتا قد کشی تو | نہ گڑ جاتا تو پچھتایا تو ہوتا

سمجھتا یا نہ اے آتش سمجھتا
دل مضطر کو سمجھایا تو ہوتا

سامنا تجھسے جو اے ناوک فگن ہوجائیگا | جو کڑی کو بھول کر تو وہ ہرن ہوجائیگا
نام تیرا حسن کو ورد اے گلبدن ہوجائیگا | غنچۂ گل کی طرح خوشبو دہن ہوجائے گا
موسم گل مین بدن کو کپڑے پھاڑے کھائینگے | دھجیان لینے کے قابل پیرہن ہوجائیگا
تیرے آنے کی چمن مین ہوگی ہر گل کو خوشی | سرخ تر لالہ سے رنگ یاسمن ہوجائیگا
حسن کا عالم دکھادے گی مجھے سیر چمن | چشم نرگس گوش گل غنچہ دہن ہوجائیگا
عشق شیرین مین عبث دونون کو ہے آپس مین رشک | کوہکن خسرو نہ خسرو کوہکن ہوجائے گا
خلعت شاہی نہین اے بوالہوس تشریف عشق | جسنے پہنا اس کو یہ جامہ کفن ہوجائیگا
بعد مردن بھی رہے گا شوق عریانی مجھے | روح کو جسم مثالی پیرہن ہوجائیگا
ہمکنار اکدن مری تمثال ہوکے یار سے | آئینہ جوش صفا سے وہ بدن ہوجائیگا

پھاڑ کر پیوند مین مجنون کرونگا ہر برس ‏— پیرہن درویش کا دلق کہن ہو جائے گا
چشم کے چشمون مین اُنکا اتفاق اچھا نہین ‏— اشک کے قطرون سے دریا موجزن ہو جائیگا
موت کے آنے کی ہوگی اسقدر شادی مجھے ‏— چھیٹ کے اُتریگا شکنجہ پیرہن ہو جائیگا
روے بت پر آنکھ میری طرح رغبت کی نڈال ‏— سامنا قصاب کا اے برہمن ہو جائے گا
سکۂ داغ وفا اکدن مرے کام آئین گے ‏— عشق کے بازار مین ان کا چلن ہو جائے گا
مدعی کیا تشنۂ دیدار ہووین گے ترے ‏— آب زہرہ دیکھ کر چاہِ ذقن ہو جائیگا
چار دن ہے گرم بازار شباب اے نونہال ‏— کوڑیون کے مول یہ سیب ذقن ہو جائیگا
شاعرون کے کہنے پر اترانہ اے گیسوے یار ‏— عنبر سارانہ تو مشک ختن ہو جائیگا
خط کے آنے کی خبر تھی روے رنگین پر کسے ‏— کیا سمجھا تھا مین خارستان چمن ہو جائیگا
دختر رز ہوگی حلقے مین ہمارے بے نقاب ‏— خلوتی کو اشتیاق انجمن ہو جائیگا
دم فنا اپنا کرے گا کوہکن سر پھوڑ کر ‏— غمزۂ شیرین فریب پیرزن ہو جائیگا
ہر گھڑی ہر دم ترقی ہے جمال یار کو ‏— رُوح سے بہتر لطافت مین بدن ہو جائیگا
وجد ہو گا ہر شجر کو دیکھ کر اسکی بہار ‏— لالۂ غربت مرا داغ وطن ہو جائے گا
دم مین دم جبتک ہے چھٹنے کا نہین مین یار سے ‏— میرے اُس کے اتفاق رُوح و تن ہو جائیگا
قفل بے مفتاح کا عالم کرے گی خامشی ‏— مثل ماہی بے زبان اپنا دہن ہو جائیگا
منزل مقصود دکھلاویگی توفیق ازل ‏— دوست دشمن ہون گے رہبر راہزن ہو جائیگا

یار مہمان ہوگا آتش وصل کی شب آئیگی
خانۂ شادی مرا بیت الحزن ہو جائے گا

ہلال عید ہے بے یار جانی نعل ماتم کا ‏— نہین ہے غرۂ شوال عشرہ ہے محرم کا
نہ رکھی دولت دنیا کی خواہش خاکساری نے ‏— خدا نے کر دیا حاکم مجھے اکسیر اعظم کا
تصور یار کے دندان کا ہیرے کا نگینہ ہے ‏— ہماری آنکھ کا حلقہ جو ہے حلقہ ہے خاتم کا
حیا سے حسن کی عفت کو لعل یار سے پوچھو ‏— مسیحا سا ہے شاید پاکدامانی مریم کا
شکستون پر شکستین چوٹ پر کھائی ہے چوٹ اسنے ‏— کھلونا ہے ہمارا دل تری طفلی کے عالم کا

تصور سے اسے ایوان دل میں میں لگاؤں گا
صفا سے پیکر یار آئینہ ہے قد آدم کا

جنازہ ہو چکا تیار اے سرو روان اپنا
شگوفہ پھولنا باقی رہا ہے نخل ماتم کا

ہوائے فصل گل بھڑکا رہی ہے آتش گل کو
چمن میں کر رہا کار روغن آب شبنم کا

خموشی قتل کرتی ہے صنم للہ گویا ہو
لب جان بخش پر ہوتا ہے شک عیسیٰ ہمدم کا

ہوا ہوں موسے لاغر میں پڑے ہیں آنکھوں میں حلقے
پریشان کر رہا ہے حال سودا زلف پرخم کا

چھڑانے سے ہوگی دیو کے زیر نگین کشور
تکلف ہی تو انگشت سلیمان میں ہے خاتم کا
تصرف

چمن میں جا نکلتا ہوں جو بے اس حور جنت کے
حرارہ آتش گل لاتی ہے نار جہنم کا

عتاب یار سے رنگ رخ مریخ اڑتا ہے
نگاہ خشمگین کرتی ہے زہرہ آب رستم کا

بلائے جان ہوا تیرا لگاڑ اے مایۂ شادی
بنایا کاہشوں نے ہجر کی پتلا مجھے غم کا

وہ بت بھی راہ مولا دے اگر بوسے تو بہتر ہے
سخاوت سے زمانے میں ہے ذکر خیر حاتم کا

تری ابرو کا دل اے ترک کشتہ ہو جو ہے طالع
خوشا حال اُس کا جو چورنگ ہوا اس تیغ خوش خم کا

فقیری نے دیا ہے رتبہ اعلیٰ بادشاہی سے
دو عالم میں مرا دل ہے جہاں میں جام تھا جم کا

بھر آیا زخم دل منھ چومنے سے یار جانی کے
نہ تھا معلوم شہد لب اثر رکھتا ہے مرہم کا

نگاہ زہر آلودہ سے اُس کا یہ اشارہ ہے
کہاں تریاق سے تصفیہ ہو سکتا ہے اس سم کا

ترے در کی فقیری کو شرف ہے بادشاہی پر
گواہ اس قول کا ہے حال ابراہیم ادہم کا

کف افسوس مل مل کر گریبان چاک کرتا ہوں
خیال آتا ہے اے رشک پری جب تیری محرم کا

لہو پانی کیا ہے شوق نے اُس کعبۂ کو کے
ہمارے دیدۂ تر میں ہے عالم چاہ زمزم کا

زبان پاک اگر پیدا کرے انسان ای آتش
ہراک نام الٰہی میں اثر ہے اسم اعظم کا

مر گئے پر نہ اثر حب شفا کا دیکھا
درد مندوں نے ترے منہ نہ دوا کا دیکھا

تیرے پھرتے ہی اداسی سی چمن پر چھائی
رنگ بے رنگ گلستان کی ہوا کا دیکھا

گوٹے منھ کی ترے یاد آئی سنہری افشان
لوح سیمین پہ اگر کام طلا کا دیکھا

سامنے آئینہ رکھتے تو غش آ جاتا
تمنے انداز نہیں اپنی ادا کا دیکھا

دست و پا یار کے چومون گا یہ تحفہ دیکر
نوچتا ہون جو کہین پیڑ حنا کا دیکھا

ناز معشوق سے غمزہ مین زیادہ نکلی
آئی جب راستہ برسون ہی قضا کا دیکھا

جامہ زیبی ترے اندام کے اوپر ہوئی ختم
تجھکو پہنا کے جو انداز قبا کا دیکھا

تیری درگاہ کا اللہ رے جلال اے شہ حسن
عرش پر ہم نے دماغ اُس کے گدا کا دیکھا

پھانسی دینے مین احبا کے نہ کوتاہی کی
حوصلہ ہم نے تری زلف رسا کا دیکھا

اے شہ حسن کبھی دھوپ مین نکلا ہے جو تو
سر کے اوپر ترے سایہ بھی ہما کا دیکھا

پھر گئین آنکھین ہماری طرف کوچۂ یار
جانب کعبہ جو رُخ قبلہ نما کا دیکھا

ہر ستارے سے لڑی آنکھ ہر اک گل سونگھا
تھا تماشا جو کچھ اس ارض و سما کا دیکھا

ذرہ کی طرح سے ہم نے بھی لڑائین آنکھین
رُخ جب اپنی طرف اُس مہر لقا کا دیکھا

جوہر لوح کیئے نشۂ مے نے روشن
ٹوٹتے ہمنے طلسم اُن کی حیا کا دیکھا

سیر بتخانہ کی جب تک کہ نہ کی تھی ہم نے
کارخانہ ہی نہ تھا شان خدا کا دیکھا

سرو و شمشاد و صنوبر کو نہین کچھ نسبت
قد بالا کو ترے ہم نے بلا کا دیکھا

التجا کرتا ہون اللہ سے وصل بت کی
ہاتھ اُٹھائے جو محل مین نے دعا کا دیکھا

روئے گل دیدۂ بلبل سے گرا اے محبوب
رنگ مہندی سے جو تیرے کف پا کا دیکھا

جھلکے یاقوتی لب کو ترے بیخود ہوئے ہم
نشۂ معجون مین نے ہوش ربا کا دیکھا

کوئے قاتل کا تماشا اُسے دکھلا آتش
گرم حس نے نہ ہو بازار فنا کا دیکھا

سودے مین ترے دھیان نہین سود و زیان کا
مطلق جو کس و بیش ہو ارزان و گران کا

دل سے یہ دم فکر ہے قول اپنی زبان کا
بے خون جگر کھائے نہین لطف بیان کا

مفردون سے تو سودا نگیا حسن بیان کا
دانتون سے مگر کاٹنا باقی ہے زبان کا

عقدہ کھلے اس گل کے جو غنچہ سے دہان کا
موہوم سمجھتا ہون تصور اپنے گمان کا

شک ہے کمر یار کے اوپر رگ جان کا
کیسی رگ گل رشتۂ باریک کہان کا

منہ تمنے شب وصل مین کس واسطے ڈھانکا
بیجا نہ کرو ناز یہ غمزہ ہے کہان کا

تشبیہ نئی دون ترے گیسوئے رسا کو
اُترا ہوا چلہ کہون ابرو کی کمان کا

لہرا کے نہ اُلجھے مژۂ یار سے گیسو
سوزن نہین دے سکتی ہے زنجیر کا ٹانکا

اک ترک کے ابرو کے اشارے کا ہون بندہ
درکار مرے گوش مین ہے حلقہ کمان کا

فرقت مین تری صبر نہین ہونے کا مجھسے
بوجھ اُٹھے گا سینے سے نہ اس سنگ گران کا

قد سرو ہین رخسارے ہین گل آنکھین ہین نرگس
رفتار مین عالم ہے ترے باغ روان کا

تفتیش جو کرتے ہین مرے حالت دل کی
در پردہ پتہ پوچھتے ہین تیرے مکان کا

سودازدون کی طرح کیا کرتے ہین باتین
بے قصد گذارا نہین اب اپنی زبان کا

پرسان جو ترے حسن کے عالم کا ہے تجھسے
مشتاق ہے موسیٰ سے تجلی کے بیان کا

اک آبلہ پک پک کے خموشی سی ہوئی ہے
کیا شعر کہون قافیہ ہے تنگ زبان کا

زیبندہ سخن گویون مین ہے خواجگی ہم کو
ہے لطف بیان نام غلام اپنی زبان کا

غنچہ نہ دہن ہے نہ رگ گل وہ کمر ہے
اندیشۂ باطل ہے ترے وہم و گمان کا

پیری مین بھی دل سے نہ مٹے داغ محبت
گل صبح کو بھی ہو نہ چراغ اپنے مکان کا

رُخ پھیر لیا بوسہ طلب کرتے ہی ہم سے
کیا حوصلہ ہے تنگ ترے تنگ دہان کا

کھودی گئی کوچہ مین ترے قبر ہماری
دروازہ کھلا اپنے لئے باغ جنان کا

طوفان نہ کرائے گل مجھے ہنس ہنس کے نہ رُلوا
بھاری ہے چمن پر قدم پیر اس آب روان کا

بے مثل ہے یکتا ہے جو تصویر ہے اس کی
کھینچا ہوا کس کا یہ مرقع ہے جہان کا

دنیا کے خرابے مین نہ گھر حسن نے بنایا
جنت مین نہ نکلے گا جواب اسکے مکان کا

لطف دو جہان حسن سے ہے یار مین میرے
چہرہ ہے پری کا تو بدن حور جنان کا

جان بر ہو کوئی عشق کے آزار سے کیونکر
آخر مین دق اول مین مرض ہے خفقان کا

بنیاد فنا دون کی ہے آغاز سے اس کے
انجام قیامت ہے جہان گذران کا

پیری مین جوانی کے کہان پہنچے آتش
اب اپنی غزل خوانی ہے غل برگ خزان کا

سر سے حاضر منقبت مین بے تامل ہو گیا
مدح حیدر سے کمیت خامہ دلدل ہو گیا

زلفِ پیچان سے پریشان حال سنبل ہوگیا
گل ترے آگے چراغ لالہ وگل ہوگیا

جام بھرتے بھرتے خالی شیشۂ مل ہوگیا
محفلِ جمشید برہم ہوچکی قلقل ہوگیا

انتہائے شوق ہے اب صبر کی طاقت کہان
ابتدائے عشق مین چندے تحمل ہوگیا

لے لیا جس نونہال حسن نے بوسہ دیا
رزق اپنا میوۂ باغ توکل ہوگیا

کون ہے جو اُس کی جانب کو کھنچا جاتا نہین
حسن کی دولت سے وہ بت مرجع کل ہوگیا

نور شمع و رنگ گل دیکھا جو روئے یار مین
گاہ پروانہ بنا مین گاہ بلبل ہوگیا

مرغ دل مارا پڑا چشم سیاہ یار سے
پنجۂ مژگان اُسے شاہین کا چنگل ہوگیا

تونے رکھوائی جو کاکل اے بت بالا بلند
طرۂ شمشاد باغ حسن سنبل ہوگیا

جب وہ شاہ حسن نکلا گرد و پیش اُسکے ہے
عشقبازون سے سواری کا تجمل ہوگیا

کافرون کو زلف کے زنار سے پھانسی ملی
مومنین کا مصحف رُو سے ترے قل ہوگیا

تیرے آنے کی خوشی نے کردیا یہ رنگ سرخ
ٹھیک بلبل کے بدن پر جامۂ گل ہوگیا

بے تکلف بند کھولون گا قبائے یار کے
جامہ سے باہر جو شوق بے تامل ہوگیا

بسکہ انگشتِ حنائی مین رہا تھا مدتون
لالۂ بیداغ چھلّے کا ترے گل ہوگیا

بڑھتے بڑھتے تا کمر پہونچے وہ موئے مشک بو
رفتہ رفتہ مغز سر سودائے کاکل ہوگیا

جوش پر آیا جو ہجر یار مین دریائے اشک
تہ ہوا سطح زمین کا آسمان پل ہوگیا

خط نکلنے پر صفا چاہے جو یار آتش کہان
صاف ہونے مین ہمارے اب تامل ہوگیا

ہاتھ سے تیرے ہی لکھی ہے جو ای قاتل قضا
زندگی سے تنگ ہین ہم بھی رضینا بالقضا

زندگی مین کردیا ہے مجھکو مردہ عشق نے
میری قبض روح کو آتی ہے لاحاصل قضا

خواب غفلت مین نہ کھو ہنگام پیری انگان
چونک ہوتی ہے نماز صبح اے غافل قضا

دل نہ دون گا پیشتر سے دیکھ چکا ہون یار کو
جان حاضر ہے جو مجھسے ہوتی ہے سائل قضا

بیگنہ جلاد سے پھروائی گردن پر چھری
کرچکی تیرے شہیدون مین ہمین داخل قضا

بزم دنیا سے اُٹھاتی ہے تو غم اسکا نہین
عالم ارواح کی دکھلائے گی محفل قضا

عشق کا صدمہ نہین اٹھ سکنے کا معشوق سے / پہلے مجنون سے کرے گی لیلی محمل قضا
عاشق حسن عیان سنتی ہے پریون سے مجھے / دق کرے گی خون تھکوا کر بنے گی سل قضا
نزع کی ایذا سے ہو جاویگی اکدم مین نجات / سہل کر دے گا خدا ہر چند ہو مشکل قضا
مین اسے بھولا ہوا ہون وہ مجھے بھولی نہین / مین تو غافل ہون مگر مجھسے نہین غافل قضا
پاس اپنے وعدے کے اوپر سمجھتا ہون آئے / دور ہو ہر چند مجھسے سیکڑون منزل قضا
حسن سے اک شمع رو محبوب کے ہے دل کو عشق / مثل پروانہ سمجھتا ہون سر محفل قضا
آجکل ہونا ہے سوز عشق سے جل جلکے خاک / کھیلتی ہے شمع سان سر پر ترے اے دل قضا

پھر قبض روح آتش جو رنکر آئے گی
عشق بازی مین اگر سمجھی مجھین کامل قضا

طرہ اسے جو حسن دل آزار نے کیا / اندھیر گیسوئے سیہ یار نے کیا
گل سے جو سامنا ترے رخسار نے کیا / مژگان نے وہ کیا کہ جو کچھ خار نے کیا
نازو ادا کو ترک مرے یار نے کیا / غمزہ نیا یہ ترک ستمگار نے کیا
افشان سے کشتہ ابرو خمدار نے کیا / جوہر سے کام یار کی تلوار نے کیا
قامت تری دلیل قیامت کی ہو گئی / کام آفتاب حشر کا رخسار نے کیا
میری نگہ کے رشک سے روزن کو جا دی / رخنہ یہ قصر یار کی دیوار نے کیا
سودائے زلف مین مجھے آیا خیال رخ / مشتاق روشنی کا شب تار نے کیا
حسرت ہی بوسہ لب شیرین کی رہ گئی / میٹھا نہ منہ کو تیرے نمک خوار نے کیا
فرصت ملی نہ گریہ سے اک لحظہ عشق مین / پانی مرے لہو کو اس آزار نے کیا
سیماب کی طرح سے شگفتہ ہوا مزاج / اکسیر مجھکو میرے خریدار نے کیا
قد مین تو کر چکا تھا وہ احمق برابری / مجبور سرو کو تری رفتار نے کیا
حیرت سے پا نگل ہوے روزن کو دیکھکر / دیوار ہم کو یار کی دیوار نے کیا
پتھر کے آگے سجدہ کیا تونے برہمن / کافر مجھے ترے بت پندار نے کیا
کاوش مژہ نے کی رخ دلبر کی دید مین / پائے نگاہ سے بھی خلش خار نے کیا

عاشق کی طرح مین جو لگا کرنے بندگی
آزاد داغ دے کے خریدار نے کیا
اعجاز کا عجب لب جان بخش سے نہین
پیغمبر اُس کو مصحف رخسار نے کیا
طرّہ کی طرح سے دل عاشق کو پیچ مین
کس کس لپیٹ سے تری دستار نے کیا
آنکھون کو بند کرکے تصور مین باغ کے
گلشن قفس کو مرغ گرفتار نے کیا
نالان ہوا ہون اُس رُخ رنگین کو دیکھکر
بلبل مجھے نظارۂ گلزار نے کیا
بہکا کے مجھسے بات جو اُس دلربا نے کی
کس حسن سے ادا اُسے تکرار نے کیا
اُٹھا اُدھر نقاب تو پردے پڑے اِدھر
آنکھون کو بند جلوۂ دیدار نے کیا
لذت کو ترک کر تو ہو دنیا کا رنج دُور
پرہیز بھی دوا ہے جو بیمار نے کیا
ناصاف آئینہ ہو تو بدتر ہے سنگ سے
روشن یہ حال ہم کو جلا کار نے کیا
حلقہ کی ناف یار کے تعریف کیا کرون
گول ایسا دائرہ نہین پرکار نے کیا

دیوان حسن یار کی آتش جو سیر کی
دیوانہ بیت ابرد خمدار نے کیا

ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا
دیوانگی نشانہ نباتی ہے سنگ کا
سودائی ہے جو تیرے خطِ سبزرنگ کا
رہتا ہے اُس کو آٹھ پہر نشہ بنگ کا
اللہ رے دماغ بت شوخ و شنگ کا
نازک مزاج شیشہ سے تپلا ہے سنگ کا
دریائے حسن چہرہ ہے اُس شوخ و شنگ کا
مژگان نہین ہے آرہ ہے پشت نہنگ کا
کلمہ پڑھین کے دونون مرے خانہ جنگ کا
زاغ کمان ہوا اس مین کہ طوطہ تفنگ کا
مہمان بہار باغ ہے دو چار روز کی
جنبے ہے دور دور شراب فرنگ کا
غیرت کا کوئے عشق و جنون مین گذر نہین
ہوتا ہے تنگ حوصلہ یان عار و ننگ کا
صوفی ہین دور جام ہے جوش بہار ہے
خرقے مین اور داغ ہے لالہ رنگ کا
اے بت خدا کے واسطے دل کو نہ سخت کر
اس کعبہ مین ضرور نہین فرش سنگ کا
معجون آب و گل ہی سے رہتے ہین مست ہم
کس کو دماغ ہے مئے یاقوت رنگ کا
سنتا ہون تختہ پھولا ہے نرگس کا باغ مین
آنکھین لڑا ئیے جو ارادہ ہو جنگ کا

مرغ چمن کے نالون سے ہے یہ صدا بلند
قابل ہے دید کے یہ طلسم آب و رنگ کا

رتبہ ہے پست تخت سلیمان کا اے پری
پایہ بہت بلند ہے تیرے پلنگ کا

وحدت پسند ہے تو زمانے سے کر گریز
یک رنگ آشنا نہین ہوتا دو رنگ کا

تیار رہتی ہین صف مژگان کی پلٹنین
رخسار یار ہے کہ جزیرہ فرنگ کا

پھر دن سے کم نہین شرر آہ آتشین
طاؤس آسمان ہو شکار اس تفنگ کا

زور کمان ہے ابروِ خمدار یار مین
موئے مژہ مین توڑ ہے تیر خدنگ کا

رخسار صاف چاہیے نظارہ کے لئے
آئینہ ہو حلب کا و یا ہو فرنگ کا

وہ چشم گھات مین دل پر داغ کے نہین
آہو کو ہے ارادہ شکار پلنگ کا

بعد فنا بھی رنگ طبیعت نجائے گا
تربت سے میری بیڑ اُڑے گا پتنگ کا

یوسف کے حسن کے ہین وہ جو کاروان مین مست
نالہ سرود کا ہے انھین شور زنگ کا

ساقی نہ قطع سلسلہ دورِ جام ہو
مطرب نہ تار ٹوٹے اب آواز چنگ کا

ہو صیقلی دوا ابرو خمدار یار سے
دھبا لگا نہ آئینہ رخ کو زنگ کا

میری طرح ہوئی ہو نہ بیمار چشم یار
کھلتا نہین سبب کچھ اجل کے درنگ کا

اس گنبد سپہر کو مین کیا کرون گا یار
آتش ہمیشہ رنج رہا گور تنگ کا

مس کیا عجب طلا اگر اکسیر سے ہوا
کم ہے جو کچھ کہ صاحب تاثیر سے ہوا

قابو مین یار عشق کی تاثیر سے ہوا
کیا حسن اتفاق یہ تدبیر سے ہوا

دل تنگ چھٹکے زلفِ گرہ گیر سے ہوا
سودا نکل کے خانۂ زنجیر سے ہوا

بے بار غم مغنی کی تحریر سے ہوا
کانون مین درد چنگ کی تقریر سے ہوا

مردان عشق زلف کے پھندے مین پھنس گئے
شیر دن کو سلسلہ تری زنجیر سے ہوا

دکھلائی شان طالع بیدار حسن نے
یوسف عزیز خواب کی تعبیر سے ہوا

شداد کو خدا اسے نہ کرنی تھی ہمسری
دوزخ مین گھر بہشت کی تعمیر سے ہوا

گرمی جو کی مقابلہ مین روے یار نے
خورشید سرو قرص تباشیر سے ہوا

چھڑنے لگے جو منہ سے اُس آرام جان کے پھول
دل باغ باغ یار کی تقریر سے ہوا

دنیا سے بے نیاز قیامت نے کر دیا
اکسیر کا جو کام تھا اکسیر سے ہوا

مارا نگاہِ ناز سے اُس ترک نے اُسے
استادہ جو کہ فاصلۂ تیر سے ہوا

آئینۂ خیال کو منظور تو رہا ہے
جب سامنا ہوا تری تصویر سے ہوا

وحشت ہوئی تصور رخسار یار سے
دیوانہ آفتاب کی تسخیر سے ہوا

خمخانۂ حدوث مین مست قدیم ہون
طفلی مین مجھکو نشۂ مے شیر سے ہوا

اچھا کیا فلک نے جو رکھا مجھے علیل
بہتر ہوا جو مصلحت پیر سے ہوا

مارا پڑا مین جنبش ابرو سے بے گناہ
رتبہ شہید کا تری شمشیر سے ہوا

یاد آئی زلف یار جو سنبل کو دیکھکر
گلزار تنگ حلقۂ زنجیر سے ہوا

پھڑکا کیا مرقع عالم کے حسن پر
ہر روز عشق اک نئی تصویر سے ہوا

آغازِ خط کا زلف مسلسل سبب ہوئی
انبوہ مور دانۂ زنجیر سے ہوا

اُس نوجوان کا ناز یہ کہتا ہے کیجیے
وہ ظلم جو فلک کے نہو پیر سے ہوا

زندان مین اُس پری کا جو آیا کبھی خیال
کارِ سپند دانۂ زنجیر سے ہوا

حسن آڑے آ گیا مرے بخشا کریم نے
شایان عفو عشق کی تقصیر سے ہوا

اے پیر عقل پھر نہین آتش ترا مرید
تقدیر کے خلاف جو تدبیر سے ہوا

بیابان کو بھی ہنگام جنون مین سیر کر دیکھا
سر شوریدہ کو پا سے غزالان پر بھی دھر دیکھا

تجھے موجود پایا یار تجکو جلوہ گر دیکھا
ترا دیدار آنکھون کو جو تھا مدنظر دیکھا

تری مستانہ آنکھون کی نہ گردش کا اثر دیکھا
مے گلرنگ سے سو سو طرح پیمانہ بھر دیکھا

تمھارے روبرو پھیکا رخ شمس و قمر دیکھا
وہ نان بے نمک پایا یہ شیر بے شکر دیکھا

سوادِ گیسوئے مشکین مین ظلمت شام کی پائی
بیاض گردن محبوب مین نور سحر دیکھا

محبت مین مزا ملتا ہے ایذائین اٹھانے سے
اُسی کو ہنسے پایا جو حسین بیداد گر دیکھا

مسافر ہی نظر آیا نظر آیا جو دنیا مین
جسے دیکھا اُسے آلودہ گرد سفر دیکھا

دل سوزاں کی حالت سینۂ سوزاں میں یاد آئی
کسی مجمر میں ہمنے عود کو جلتے اگر دیکھا

خرید ار محبت آئے بھی بازار عالم میں
وہی سودا کیا ہمنے کہ جس میں درد سر دیکھا

نیا غمزہ کیا صیاد نے اپنے اسیروں سے
کیا آزاد اُسے جس مرغ کو بے بال و پر دیکھا

حلاوت سے نہیں اک ذرہ موجودات کا خالی
گرہ میں قند کو باندھے ہوئے ہر نیشکر دیکھا

ہوئے ہیں کیا سمجھکر یہ ن فانوس سے باہر
مگر شمعوں نے پروانوں کو بھی بے بال و پر دیکھا

بھری نیت نہ ہرگز لاکھ کھایا مجھکو بے صرفہ
فراق یار سا کوئی نہیں جوع البقر دیکھا

خدا کی شان اے بت جلوہ گر ہے حسن سے تیرے
تجلی طور پر دیکھی جو تجھکو بام پر دیکھا

جگر خوں ہو گیا بد گو کا اپنے چپکے رہنے سے
خموشی میں بھی مظلوموں کے نالے کا اثر دیکھا

خبر اکدن نہ لی پوچھا نہ حال اپنے فقیروں کا
وہ شاہ حسن ہمنے بادشاہ بے خبر دیکھا

یہ مستغرق تصور میں ہوئیں اس طاق ابرو کی
پھریں اپنی نگاہیں جسطرف کعبہ اُدھر دیکھا

تڑپتے دیکھکر مجھکو کہا ہنس کر یہ اس بت نے
خدا کے دوست کو رنج و الم میں بیشتر دیکھا

فراق یار میں جب عشق نے مجھکو ٹٹولا ہے
جو دل فولاد کا پایا تو پتھر کا جگر دیکھا

بدخشاں دمیں چھپانا لگائے غوطے دریا میں
نہ لب سا لعل اے آتش نہ دنداں سا گہر دیکھا

کھینچے جو رنگ عاشق کو نگاہِ ناز کا
دیکھ لینا شرط ہے شمشیر خانہ ساز کا

صوفیوں کو وجد میں لاتا ہے نغمہ ساز کا
شبہہ ہو جاتا ہے پردے سے تری آواز کا

یہ اشارہ ہمسے ہے اُن کی نگاہِ ناز کا
دیکھ تو تیر قضا ہوتا ہے اس انداز کا

گفتگو بڑھ جائے گی تقریر عیسی نے جو کی
وہ لب جاں بخش بھی دم بھرتے ہیں اعجاز کا

پڑ گئے سوراخ دل میں گفتگو سے یار سے
بے کنایہ کے نہیں اک قول اُس طناز کا

زندہ اُن آنکھوں کے کشتے کو نہ وہ لب کر سکے
اس فسوں پرداز پر چلسکتا نہیں اعجاز کا

روح قالب سے جدا کرتا ہے قالب روح سے
ایک ادنی سا کرشمہ ہے یہ تیرے ناز کا

سرمہ ہو جاتا ہے جل کر آتش سودا سے یاس
دیکھنے والا تری چشم فسوں پرداز کا

بھر پامالی عاشق ہوتی ہے شوق خرام
شور ہے غلغال پائے یار کی آواز کا

منھ سے بیدل کے اشارے سے نکلتا کچھ نہین
مثل نَے محتاج ہے اپنا دہن دمساز کا

حیرت آنکھون کو ہے نظارہ مین اُس محجوب کے
یہ نہین کھلتا کہ دل کشتہ ہے کس انداز کا

یہ اشارہ کر رہی ہے ابرو خمدار یار
کام منھ چڑھنا ہے اس تلوار کے جانباز کا

اے زبان کیجیو نہ شرح حالت دلکا خیال
منکشف ہونا نہین بہتر ہے مخفی راز کا

غیبت عاشق کے سُننے کا دماغ اُسکو نہین
بند ہوجاتا ہے پیش یار دم غماز کا

کاٹ کر پر مطمئن صیاد بے پروا نہ ہو
روح بلبل کی ارادہ رکھتی ہے پرواز کا

کھینچ دیتا ہے شبیہ شعر کا خاکا خیال
فکر رنگین کام اس پر کرتی ہے پرداز کا

بندش الفاظ جڑنے سے نگون کے کم نہین
شاعری بھی کام ہے آتش مرصع ساز کا

بلائے جان مجھے ہر ایک خوش جمال ہوا
چھری جو تیز ہوئی پہلے مین حلال ہوا

گرو ہوا تو اُسے چھوٹنا محال ہوا
دل غریب مرا مفلسون کا مال ہوا

کمی نہین تری درگاہ مین کسی شے کی
وہی ملا ہے جو محتاج کا سوال ہوا

دکھا کے چہرۂ روشن وہ کہتے ہین سر شام
وہ آفتاب نہین ہے جسے زوال ہوا

دکھا نہ دل کو صنم اتحاد رکھتا ہون
مجھے ملال ہوا تو تجھے ملال ہوا

سجھایا آنکھون نے وہ رخ تلاش مضمون مین
خیال یار مرا شعر کا خیال ہوا

ترے شہید کے جیب کفن مین اے قاتل
گلال سے بھی ہے رنگ عبیر لال ہوا

بلند خاک نشینی نے قدر کی میری
عروج مجھکو ہوا جب کہ پائمال ہوا

غضب مین یار کے شان کرم نظر آئی
بنایا سرو چراغان جسے نہال ہوا

یقین ہے دیکھتے صوفی تو دم نکل جاتا
ہمارے وجد کے عالم مین ہے جو حال ہوا

وہ ناتوان تھا ارادہ کیا جو کھانے کا
غم فراق کے دانتون مین مین خلال ہوا

کیا ہے زار یہ تیری کمر کے سودے نے
پڑا جو عکس مرا آئینہ مین بال ہوا

دکھائی تھی نہ تمھین چشم سرمگین اپنی
نگاہ ناز سے وحشت زدہ غزال ہوا

دہان یار کے بوسہ کی دل نے رغبت کی
خیال خام کیا طالب محال ہوا

رہا بہار و خزان مین یہ حال سودے کا
بڑھا تو زلف ہوا گھٹ گیا تو خال ہوا

جنون مین عالم طفلی کی بادشاہت کی
کھلونا آنکھون مین اپنی ہر اک غزال ہوا

سنا جمیل بھی تیرا جو نام اے محبوب
ہزار جان سے دل بندہ جمال ہوا

لکھا ہے عاشقون مین اپنے تو نے جسکا نام
پھر اُسکا چہرہ نہین عمر بھر بحال ہوا

گنہ کسی نے کیا تھرتھرایا دل اپنا
عرق عرق ہوئے ہم جس کو انفعال ہوا

ترے دہان و کمر کا جو ذکر آیا یار
گمان و وہم کو کیا کیا نہ احتمال ہوا

کمال کونسا ہے وہ جسے زوال نہین
ہزار شکر کہ مجھکو نہ کچھ کمال ہوا

تمھاری ابروئے کج کا تھا دوج کا دھوکا
سیاہ ہوتا اگر عید کا ہلال ہوا

دیا جو رنج ترے عشق نے تو راحت تھی
فراق تلخ تو شیرین مجھے وصال ہوا

وہی ہے لوح شکست طلسم جسم آتش
جب اعتدال عناصر مین اختلال ہوا

وحشت نے ہمین جبکہ گلستان سے نکالا
غیرت نے قدم پھر نہ بیابان سے نکالا

ہاتھون نے جو مہندی کو گلستان سے نکالا
سرمہ کو اُن آنکھون نے صفاہان سے نکالا

کالی ہوئی شوخی سے ترے ہاتھ کی مہندی
یہ رنگ نیا پنجۂ مرجان سے نکالا

سوزن نے کیا خار کف پا سے جو باہر
گویا کہ وہ گل میرے گریبان سے نکالا

باتین سُنین اللہ کی مشتاق تھے جس کے
مطلب تھا جو کچھ اپنا وہ قرآن سے نکالا

جھپکی نہ دم قتل جو قاتل سے مری آنکھ
کھنچوا کے مجھے گنج شہیدان سے نکالا

گردن مری اے دست جنون تو نے چھڑائی
آزاد کیا بند گریبان سے نکالا

کیونکر وہ شہ حسن کرے چین جبین دور
طغرا کو کسی نے نہین فرمان سے نکالا

وحشت نے کیا خانہ زنجیر سے باہر
صحرا کی ہوا نے مجھے زندان سے نکالا

مستی کا نہین رنگ لب یار کے اوپر
ظلمت نے ہے چشمۂ حیوان سے نکالا

دیوانہ ہوا دیکھ کے پریون کی ادائین
وحشت نے مجھے ملک سلیمان سے نکالا

اے حسن محل دونون کو سمجھا جو ترا مین
لعنت کا مزا گبر و مسلمان سے نکالا

ہر چند کہ کاوش رہی مضمون مین اُس کے	پانی نہ ترے چاہ زنخدان سے نکالا
لٹکایا ہے زلفون کو اُنھون نے بھی تری طرح	پریون نے بھی ہے سلسلہ انسان سے نکالا

نالان رہے ہم کوچہ محبوب مین آتش
بلبل نے بخار اپنا گلستان سے نکالا

وصل کی شب بے نگ گردون نوع دیگر ہو گیا
شام سے یار اور مین جامے سے باہر ہو گیا

عیسی مریم وہ لعل روح پرور ہو گیا
روے زیبا حسن یوسف سے پیمبر ہو گیا

ظلم سے اپنے پشیمان وہ ستمگر ہو گیا
دل ہمارا صبر کرتے کرتے پتھر ہو گیا

اُس شہ خوبان کو جب لکھا عریضہ شوق کا
اس قدر لوٹا ہما اُس پر کبوتر ہو گیا

تختہ نرد عشق دل کھیلا جو حسن یار سے
اُڑ گئے ایسے مرے چھکّے کہ ششدر ہو گیا

منتخب تو نے کیا لے کر قلم کو ہاتھ مین
صاد تیرا شعر کے چہرہ کا زیور ہو گیا

روح کو تفریح ان دانتون کے دیکھے سے ہوئی
آب گوہر سے ہراول کا صنوبر ہو گیا

کوچہ گیسو سے کس دلبر کے آئی تھی نسیم
بوے سنبل سے دماغ جان معطر ہو گیا

جنبش اُن مژگان نے کی چھریری سی حلق پر
مرغ بسمل کی طرح آخر تڑپ کر ہو گیا

عشق کا قصہ کہین گے ہم حضور شاہ حسن
وقت شب دربار اگر اپنا مقرر ہو گیا

گو بگو پھرتا ہون مین خانہ خرابون کی طرح
جیسے سودا کا ترے سر مین مرے گھر ہو گیا

رتبہ سنبل کو پہونچا خس وخاشاک کا
بیش زلف یار مٹی مشک و عنبر ہو گیا

صورت قاتل کے دیکھے سے ہوئی ایسی خوشی
اپنی آنکھون مین ہلال عید خنجر ہو گیا

قبر پر بیٹھا ہمارے ہو کے وہ قاتل فقیر
نقش جانبازی کا اپنی اُس کے دلبر ہو گیا

چھوٹ کر مرجع سے اپنے ہو پریشان حال شرح
بھول کر گھر کو تباہی مین کبوتر ہو گیا

بوجھ ہے حمّال کا قاتل سے اُٹھنے کا نہین
طول شرح شوق سے مکتوب دفتر ہو گیا

لعل و گوہر اس لب و دندان سے کھوئے گئے
پانی پانی اُس طلائی رنگ سے زر ہو گیا

فکر رنگین نے بنایا باغ دیوان کو مرے
برگ گل صفحہ رگ گل نقش مسطر ہو گیا

گوش عارف مین یہ گورستان سے آتی ہے صدا
آسمان سے ہے وہ زمین کے جو برابر ہو گیا

آنکھ سے دیکھا سنا کرتے تھے صحبت کا اثر
تیری گردن مین صراحی وار گوہر ہو گیا

قتل عاشق کا اشارہ تو تم ابرو سے کرو
تیغ ہے پیدا جو خونریزی کا جوہر ہو گیا

کشور دل کو کیا غارت خط شبرنگ نے
گرد لشکر مین جسے سمجھا تھا لشکر ہو گیا

تیرے پہلو سے جدا ہوتے ہی اے آرام جان
استخوان جو تھا مرے پہلو مین خنجر ہو گیا

خطبہ بلبل نے پڑھا تیرے بہار حسن کا
نام گلبن سنتے تھے جس کا وہ منبر ہو گیا

شوق خودبینی ہوا تجھکو جو اے سلطان حسن
آئینہ تمثال سے تیرے سکندر ہو گیا

سامنا جو پڑ گیا ہوش اڑ گئے بیخود ہوا
جام چشم یار بیہوشی کا ساغر ہو گیا

ایک الف سے قد کے سودے مین ہوا آتش فقیر
چار ابرو کو صفا کرکے قلندر ہو گیا

شادمانی مین نے کی غم جس قدر افزون ہوا
بادہ گلرنگ سے سمجھا اگر دل خون ہوا

گل سے رنگین تر ہمارے شعر کا مضمون ہوا
سرو سے سرسبز اپنا مصرعۂ موزون ہوا

کاکل مشکین کے سودے سے ہوا مین سربجیب
سانپ نے کاٹا تو مجھکو نشۂ افیون ہوا

موسم گل کی ہوا نے دور کی قید لباس
زائل اعجاز جنون سے عقل کا افسون ہوا

مغز کے بدلے بھرا سودا جو عشق یار کا
کاسۂ سر پردہ پوشی کے لئے واژون ہوا

پھرتے پھرتے جستجوئے گوہر مقصود مین
بیٹھ کر رویا گھڑی بھر مین جہان جیحون ہوا

حکم سے اس کے کیا جو قتل مجھکو بے گناہ
یار کا شاکر تو مین جلاد کا ممنون ہوا

خون کیا غربت مین دل اپنا وطن کی یاد مین
شہر مین آئے تو داغ لالۂ ہامون ہوا

اے جنون عشق کالے کا اثر رکھتا ہے تو
گل ترے آگے چراغ عقل افلاطون ہوا

تول دیکھا ہمنے میزان خرد مین بارہا
سرو ناموزون ہوا قد یار کا موزون ہوا

گاہ گریان گاہ خندان گاہ نالان گہ خموش
عشق کے نیرنگ سے حال اپنا گونا گون ہوا

آرزومند شہادت مرگئے حسرت سے یار
بگینہ جب تیغ سے تیری ہمارا خون ہوا

فکر رنگین نے اسے باندھا عکس کی طرح جسے
سامنے دزد حنا کا جب کوئی مضمون ہوا

یار جب آیا وہ ترک اڑنے لگا بے اختیار
رنگ رو میرا مرے محبوب کا گلگون ہوا

نگلیں گور اسکی راحت کے لیئے آغوش حور
داخل جنت تمہارے کوچہ کا مدفون ہوا

دیدۂ فرہاد سے شیرین ادا دیکھا کیا
ناز لیلی جب کیا تمنے تو مین مجنون ہوا

غائب آنکھون سے خیال یار اے آتش نہ ہو
جان کے اوپر بنے گی دل اگر محزون ہوا

دوست تھا لازم ہے ماتم تمکو مجھ مایوس کا
مرگ دشمن پر بھی ہوتا ہے مقام افسوس کا

خار آنکھون مین ہین گل باغ جہان کے تجھ بغیر
دل نہین لگتا کسی صورت ترے مانوس کا

مشت خاک اپنی غبار راہ ہوگی بعد مرگ
سر مین سودا اے چلے ہین یار کے پابوس کا

اے سر بازار بیکر ہو نہ رسوا اے صنم
توڑنا اچھا نہین ہے شیشۂ ناموس کا

موسم گل کی ہوا الٹے کے دے رکھتی ہے مست
رقص دکھلا دیتا ہے ابر کرم طاؤس کا

پاکدامانی کا تیری جب گذرتا ہے خیال
کرنے لگتا ہے دل اپنا ذکر یا قدوس کا

عالم مستی مین چلتا ہے جو تیری چال یار
اپنی آنکھون پر قدم پڑتا ہے اس طاؤس کا

سرو پر ہوتا ہے آنکھون کو قد بالا کا شک
دیتی ہے دھوکا قبائے گل تری ملبوس کا

روشنی شمع رکھتا ہے خیال روے یار
منزل دل پر ہے عالم گنبد فانوس کا

کچھ نہین سنتا خبر جا کر کہے کیا یار سے
دم خموشی سے ہماری بند ہے جاسوس کا

چشم بینا چاہیے تو جلوہ گر ہے ہر طرف
پردہ ہے اے شمع رو پردہ ترا فانوس کا

آدمی کو موت کے آنے کی لازم ہے خوشی
عید ہے جس روز چھٹکارا ہوا محبوس کا

حسن مین تیرے خدا کی شان ہے اے نازنین
دیکھکر بت تجھکو نالا کرتے ہین ناقوس کا

ایک شاہ حسن کی فرقت مین دل بیتاب ہے
سینہ کوبی مین ہمارے غلغلہ ہے کوس کا

ڈھونڈھتی ہین آنکھین اس محبوب کا نقش قدم
چاہتا ہے دل شرف حاصل کرے پابوس کا

بوسہ جب مانگون تو منھ کو پھیر لیتے ہین بت
صورت اچھی ہے سخی کی دل مگر منحوس کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف شراب
پردہ کھلجاتا ہے آتش زاہد سالوس کا

آگیا مجھکو پسینا جب کوئی ملزم ہوا
خاک ہی مین مل گیا جو سر کسی کا خم ہوا

یادِ فصلِ گل میں آنکھوں کا عجب عالم ہوا
اشک جو مژگاں سے ٹپکا قطرۂ شبنم ہوا

مردے بھی دیکھے سے تیرے یار زندہ ہو گئے
جان میں جان آ گئی دم میں ہمارے دم ہوا

نغمۂ بلبل کی خاطر کان تو رکھتا ہے گل
گوشِ صوفی سے سنا توحید کا عالم ہوا

نزع کی حالت ہے سن رکھیے وصیت مہرباں
روح ہو گی شاد اگر تم کو نہ اپنا غم ہوا

اُس پری رو نے کئے سنبلا کے زلف آزاد اسیر
سلسلہ سودازدوں کا درہم و برہم ہوا

جب نظر آیا کوئی رخسار آئینہ سے صاف
دم بخود میں رہ گیا سکتے کا سا عالم ہوا

کر دیا صاف آئینہ سے مصقلی نے عشق کے
دل مرا حسن و جمالِ یار کا محرم ہوا

بوئے گل سے بد دماغ اُس نازنیں کو جب سنا
اس قدر چھینکے کہ نتھنوں میں ہمارے دم ہوا

چشمِ وحدت بیں سے سیرِ عالمِ کثرت جو کی
ذرہ بھی اپنی نظر میں نیرِ اعظم ہوا

کاگے کے کاٹے کی لہر آنے لگی بے اختیار
سونگھنا اُس گیسوے مشکیں کا مجھ کو سم ہوا

ہاتھ میں رکھنے سے تیرے قدرِ انگشتر کھلی
نامِ اقدس سے نگیں تاجِ ہر خاتم ہوا

دوسرا ہمسایہ پایا جب کوئی ہمدرد دوست
زخم پر اپنے نمک کافور کا مرہم ہوا

ایک بوسہ مانگنے پر دے کے لاکھوں گالیاں
بخل میں قارون سخاوت میں وہ حاتم ہوا

جب رہا عقدہ کھلا جس کو دہانِ یار کا
ہو گیا وہ گنگ جو اس راز کا محرم ہوا

مر گیا سودائے گیسوے مسلسل میں جو میں
خانۂ زنجیر میں چالیس دن ماتم ہوا

جلوۂ یوسف دکھایا حسنِ روئے یار نے
وہ لبِ جاں بخش نورِ دیدۂ مریم ہوا

پھر گئے آنکھوں میں مشتاقِ گذشتہ نشہ میں
دورِ جامِ مے میں اکثر ذکرِ خیرِ جم ہوا

زورِ مردانہ اکھاڑا ہے اکھاڑا عشق کا
چار دن کشتی لڑا جو اس میں وہ رستم ہوا

عاشقوں سے جھک کے کب ملتا ہے وہ بالا بلند
قمریوں سے سرو کا کس دن اکڑنا کم ہوا

دیکھیے پھانسی مجھے بے تقصیر گو گیسوے یار
گردن اہلِ ندامت کی طرح سے خم ہوا

شعرِ رنگیں میرے بلبل نے جو اے آتش پڑھے
چہرۂ گل پر پسینا قطرۂ شبنم ہوا

قبضہ ہے اس پر تمہارے حسن سے خونریز کا
کام ابرو کے اشارے سے ہو تیغِ تیز کا

کشتہ ہے سو جان سے دل نرگس خونریز کا
سر کو سودا ہے تری زلف بلا انگیز کا

جب لب شیرین سے گالی دی ہے ہمکو یار نے
ذائقہ حاصل ہوا ہے شہد زہر آمیز کا

تا ابد دل کو نہ بھولے گی ملاحت یار کی
عشق ہے روز ازل سے حسن شور انگیز کا

بے ستون پیچھے بنا کھودا اس کو پہلے کوہکن
دل مین شیرین کے ہوا ہے وہ جو گھر پرویز کا

چاہیے آغاز خط ہو گل سے رخ پر یار کے
دل کو لہراتا ہے جوبن سبزۂ نوخیز کا

عاشقون کے خون مین نہلا کے تیغ یار نے
رنگ گلگون کر دیا اُس ماہ کے شبدیز کا

نشہ مین دکھلا کے آنکھین قتل کرتا ہے وہ ترک
کام کرتی ہے شراب تند تیغ تیز کا

بھولتی آنکھین نہین اکدم مجھے ای شہسوار
یاد تیری دل سے رکھتی ہے خلش مہمیز کا

جب سے دکھلایا ہے آنکھون نے ترا حسن شباب
نشہ رہتا ہے ہمین اک ساغر لبریز کا

کم نہین عباسیون سے معتقد پر داز غیر
توڑے ہے دکھلا کے آنکھ ابرو غضب چنگیز کا

مہربانی حال پر میرے نفرمائین طبیب
درد سر ہوگا نہ مجھ بیمار سے پرہیز کا

خط نہ لکھا یار نے اچھا کیا تھا ناگوار
ہاتھ سے قاصد کی آنا اُسکی دستاویز کا

صور اسرافیل کا پھکنا اسے افسانہ ہے
کشتہ ہے جو تیرے بالائے قیامت خیز کا

مین کنایہ کی کسی سے گفتگو کرتا نہین
ناگوار آتش ہے سننا حرف طنز آمیز کا

باغ عالم مین نہین کون ثناخوان تیرا
ذکر کرتا ہے ہر اک مرغ خوش الحان تیرا

کوئی تجھسا نہین لاثانی ہے تو ای محبوب
حق تو یہ ہے کہ جو عاشق ہو تو انسان تیرا

گل کو خوش رنگی مین نسبت رخ روشن سے نہین
طرۂ سنبل سے ہے گیسوے پریشان تیرا

جلوۂ حسن نے دریا کی دکھائین لہرین
ہاتھ مہندی سے ہوا پنجۂ مرجان تیرا

تو ہے محبوب سے ادنی ہو کہ اعلی اس مین
دم بھرا کرتا ہے مور اور سلیمان تیرا

لالہ ہی اک نہین ای یار غلام داغی
سرو آزاد بھی ہے بندۂ احسان تیرا

جان شیرین سے بھرے دل کو تمنا ہے یہی
آب شیرین کے عوض چاہ زنخدان تیرا

بات بے مصلحت وقت نہین تو نے کی
عین حکمت ہے وہ جو کچھ کہ ہے فرمان تیرا

کون عالم مین ہے ایسا جو نہین سر بسجود
کسکی گردن کو جھکاتا نہین احسان تیرا

باغ عالم مین ترے دم سے ہے اپنی ہستی
چلتے ہین سونگھ کے ہم سیب زنخدان تیرا

خوش بیان لائے ہین ایمان کلام اقدس
کلمہ پڑھتے ہین وہ سنتے ہین جو قرآن تیرا

جسم خاکی سے ہے دشوار رسائی تجھ تک
گرد اُڑ کر نہین چھو سکتی ہے دامان تیرا

بانٹ جاہے جسے دولت دو جہان کی اے دوست
چاہتا تیرے سوا کچھ نہین خواہان تیرا

عشق نے آنکھون کو دیدار دکھایا آخر
پردہ پوشی سے ہوا حسن نہ پنہان تیرا

نیت اہل توکل ہے کرم نے بھر دی
سیر نعمت سے دو عالم کی ہے مہمان تیرا

چھوڑتا عاشق شیدا نہین بے قتل کیے
تیغ عریان کی طرح حسن ہے عریان تیرا

کس پری رشک کا دیوانہ ہے تو اے آتش
چاک رہتا ہے مرے یار گریبان تیرا

ہاتھ قاتل کا مرے خنجر تک آ کر رہ گیا
کہنیون تک آستینون کو چڑھا کر رہ گیا

باغ مین مین بلبلون کو جو اُڑا کر رہ گیا
خندہ زن گل ہو کے غنچہ مسکرا کر رہگیا

ہو چکی تھی میرے نالون سے قیامت آشکار
خواب سے سر فتنۂ محشر اُٹھا کر رہگیا

کاروان یارون کا پہونچا منزل مقصود مین
مین بگولے کی طرح سے خاک اُڑا کر رہگیا

بڑھ چکے تھے دست گستاخ اُس کمر کے درمیان
شوق وصل یار دل کو گدگدا کر رہگیا

سوزش دل سے جلے لیکن زبان نے اُف نکی
صورت تبخالہ دل ہونٹون پہ آ کر رہگیا

کر چکی تھی موسم گل کی ہوا نشتر طلب
خون جنبتا تھا بدن مین جوش کھا کر رہگیا

جب کسی لیلی شمائل کا سنا کانون سے ذکر
بید مجنون کی طرح مین تھرتھرا کر رہگیا

ہنس پڑے تیری طرح سے گل جو مجھ پر باغ مین
پانی پانی ہو گیا آنسو بہا کر رہ گیا

شہر خوبان مین رہا کرتا ہون مین خانہ بدوش
شب ہوئی جس کوچہ مین بستر لگا کر رہ گیا

جب نہ رسنا تھا دلا فکر دہان یار مین
بول اُٹھنا تھا جگہ حجت کی پا کر رہگیا

ٹھوکرون سے راہ کی از بسکہ حالت غیر کی
پاؤن اپنا یار کے کوچے مین جا کر رہگیا

سامنا شوق شہادت نے کیا چھوٹا جو تیر
جب کھنچی شمشیر مین گردن جھکا کر رہگیا

تونے منہ پھیرا سوال بوسہ پر مجھ سے جو یار
ہونٹھ کیا کیا اپنے دانتوں سے چبا کر رہ گیا

شمعسان اظہار کا یارا نہ آتش کو ہوا
سرگذشت اپنی زبان تک اپنی لا کر رہ گیا

شب وصل تھی چاندنی کا سمان تھا
بغل میں صنم تھا خدا مہربان تھا

مبارک شب قدر سے بھی وہ شب تھی
سحر تک مہ و مشتری کا قران تھا

وہ شب تھی کہ تھی روشنی جسمین دن کی
زمین پر سے اک نور تا آسمان تھا

نکالے تھے دو چاند اُس نے مقابل
وہ شب صبح جنت کا جس پر گمان تھا

عروسی کی شب کی حلاوت تھی حاصل
فرحناک تھی روح دل شادمان تھا

مشاہد جمال پری کی تھیں آنکھیں
مکان وصال اک طلسمی مکان تھا

حضوری نگاہون کو دیدار سے تھی
کھُلا تھا وہ پردہ کہ جو درمیان تھا

کیا تھا اُسے بوسہ بازی نے پیدا
کمر کی طرح سے جو غائب دہان تھا

حقیقت دکھاتا تھا عشق مجازی
نہان جس کو سمجھے ہوئے تھے عیان تھا

بیان خواب کی طرح جو کر رہا ہے
یہ قصہ ہے جب کا کہ آتش جوان تھا

دل شب فرقت مین ہے از بسکہ خواہان مرگ کا
اشتیاق یاس سے افزون ہے ارمان مرگ کا

چاہیئے خال پری بہر سپند چشم غول
یہ چراغ گور ہے مجھسے بیابان مرگ کا

موسم گل کی ہوا کرتی ہے تکلیف جنون
دیتی ہے پیغام تنگی گریبان مرگ کا

کیا بیان درد دل پیش اطبا کیجئے
کچھ کسی سے ہو نہین سکتا ہے درمان مرگ کا

جب کہا مر جاوے گا اپنے گلے کو کاٹ کر
ہنس کے فرمایا نہین مختار انسان مرگ کا

حسرت تازہ تمنائے اجل نے مجھکو دی
جب کہین دیکھا دنیا مین نے سامان مرگ کا

اس قدر گردون مری قید گریبان سے ہے تنگ
پھر نہ چھوڑون ہاتھ اگر آجائے دامان مرگ کا

دانت ہلتے ہین ہوئے ہین موئے سر سارے سفید
گور ہنستی ہے سمجھکر مجھکو شایان مرگ کا

شام ہوتے ہی شب فرقت مین آ نکلے اگر
صبح محشر تک رہے گا مجھ پر احسان مرگ کا

کیون نہ اے آتش جوانون کی طرح باندھون کمر
پیر ہون در پیش ہے طے کرنا میدان مرگ کا

روے مژہ ان آنکھون نے دل کو دکھا دیا
صیاد نے شکار چھری سے لڑا دیا

تشبیہ دی جو چہرۂ قاتل کی خال سے
گولی نے بے تفنگ نشانہ اڑا دیا

کافر سے بھی نہ ہو جو کیا ناز حسن نے
عاشق کے دل کو توڑ کے کعبہ کو ڈھا دیا

دل دے کے بوسۂ لب لعلین کیا خرید
بازار عشق مین سے یہ آکر لیا دیا

ٹھہرا حضور یار نہ ماہ چہار دہ
دن ہو گیا نقاب جو شب کو اٹھا دیا

قہر خدا ترا دہن تنگ ہے صنم
بجلی گرائے گا جو کبھی مسکرا دیا

تل کیا بنایا یار نے روے صبیح پر
فرعون کو تخت عاج کے اوپر بٹھا دیا

ذکر آگیا جو خاک شہیدان ناز کا
سنکر اسے گلال سا تم نے اڑا دیا

سودائے زلف یار کی سر مین جگہ ہوئی
دام بلا مین دل کو قضا نے پھنسا دیا

بے داغ ہو نہ رخ پر نور یار کے
داغ جبین کا ماہ کو دھبہ لگا دیا

احسان مانو حسن خداداد کا بتو
پتھر تھے تم کو شیشہ سے نازک بنا دیا

خط سے رہا نہ حسن رخ یار کا فروغ
بجھنے نے اس چراغ کے دل کو بجھا دیا

پوچھا ہے عارفون سے جو ہمنے مکان یار
آنکھون کو بند کرکے ہے دل کا پتا دیا

مغرور ہو نہ حسن جوانی پہ آدمی
پیری نے آسمان کی کمر کو جھکا دیا

خلخال پاے یار سے ہے یہ صدا بلند
غافل جو سوتے تھے انھین ہمنے جگا دیا

اللہ رے شوق دل کو نخدان یار کا
غش آگیا جو سیب کسی نے دکھا دیا

آتش خرام یار بھی ہے دولت کثیر
اکسیر تھا وہ خاک مین خس کو ملا دیا

شوق اگر کوچۂ محبوب کا رہبر ہوتا
گام اول مین قدم کعبہ کے اندر ہوتا

گوش خوبان مین لٹکتا جو مین گوہر ہوتا
زر جو ہوتا تو حسینون ہی کا زیور ہوتا

حق ہے اے جان کہ تجھسا نہین دلبر ہوتا
دل عالم مین نہین تیری طرح گھر ہوتا

نہین معلوم اُنھین دلجوئی نہین جو کرتے
کہ ثواب اس کا ہے سوچ کے برابر ہوتا

اس قدر اہل جہان کو ہے محبت زر سے
پیٹ مین مارتے سونے کا جو خنجر ہوتا

اُس پری تک جو خطِ شوق مرا لے جاتا
تاج ہُدہُد کے سزاوار کبوتر ہوتا

خال کی بو بھی ہے اُس رُخ کے پسینے کے تئین
شامل عطر ہے فی الواقعہ عنبر ہوتا

توڑتا پانون کو جو تخت کی خواہش کرتے
کاٹتا سر کو اگر مائل افسر ہوتا

قابل دید ہے ہر چند صفا سے وہ رُخ
آئینہ تھا جو مروت کا بھی جوہر ہوتا

بحر ہستی مین نظر آتے نہ مانند حباب
خالی اک لحظہ ہوا سے جو ترا سر ہوتا

میٹھی باتون کا عجب کیا ہے دہن سے اُن کے
نیشتر لیتہ ہے آلودۂ شکر ہوتا

میرے زندان مین کرم باد بہاری کرتی
نکہت گُل کی طرح جامے سے باہر ہوتا

جام بھر بھر کے مئے ناب سے دیتا جمشید
آئینہ تجھکو دکھاتا جو سکندر ہوتا

گر دبھرتا کبھی آغوش مین لیتا گا ہے
یار کے قد سے جو اونچا نہ صنوبر ہوتا

تیری فرقت مین شب ای ترک یہ تنگ آیا تھا
چیرتا پہلوے خالی کو جو خنجر ہوتا

عشق ہو بندگی حسُن سے کیونکر باہر
دوست اللہ کا کیسا ہی پیمبر ہوتا

ساغر مے کا طلبگار رہین ای ساقی
دونون آنکھون سے تری مست جو ساغر ہوتا

باغ بے یار جو جاتا تو پے غارت دل
تختۂ لالہ قزلباش کا لشکر ہوتا

باغ عالم کے تماشے کا یہی حاصل ہو
لالہ تھا داغ محبت جو میسر ہوتا

سوزش عشق مین یہ دل ہی ہے قائم آتش
پانی ہو ہو کے بہا کرتا جو پتھر ہوتا

ردیف ہاے تازی

گرم ہو کیسا ہی کتنا ہی کھنچے دور آفتاب
روبروے یار ہے اک قرص کافور آفتاب

یار کو دیکھے تو اندھا ہو رقیب روسیاہ
دیدۂ خفاش کو کرتی ہے بے نور آفتاب

منہ نہ دیکھا ہو ترا اس رشک سے جلتا نہین
ای صنم جب پوجتے ہین گبر معذور آفتاب

دہر طینت میں تباں دہر طاعت کی نہیں
سبز کر دیتا ہے کیونکر تاک انگور آفتاب

نیش سے لگتے ہیں سحر یار میں تار شعاع
آسمان نیلگوں چھپتا ہے زنبور آفتاب

داغ پہلو ہے جو پہلو میں وہ مہ پیکر نہ ہو
چشم حربا میں پری بن جائے یا حور آفتاب

حسن غازہ گر سے نسبت کون دیتا ہے اسے
تابہ کہ ہیں ہمیشہ روئے پرنور آفتاب

بام پر وہ مہوش آتا ہے صبح عید ہے
پردۂ شب سے نہ نکلے تا بہ مقدور آفتاب

سر بلندوں کے لئے ہے عیب بھی آتش ہنر
آسمان کا داغ پیشانی ہے مشہور آفتاب

نھیں سکتا ہے کوئی جائے خیال یار خواب
تیری قسمت میں نہیں اے دیدۂ بیدار خواب

عالت بد میں نہیں کوئی کسی کا آشنا
کوچ کر جاتا ہے پیش از مردن بیمار خواب

پر تو ہے یہ مگر حسن لطیف یار کا
آنکھوں میں ہے پر نظر آتا نہیں زنہار خواب

دیدۂ خانہ خراب اب روتے روتے چھوٹ جائیں
آ گیا پانی ہی ہوئے انتظار یار خواب

دامن دایہ اسے شاید کہ سمجھا کو کفن
جلتے ہی آیا میاں دامن کہسار خواب

سایۂ طوبیٰ میں لے چل مجھکو اے خواب اجل
کھینچئے تا چند زیر سایۂ دیوار خواب

خفتگان مجھکو نظر آتے ہیں مردے سے پڑے
صبح تک دکھلاتی ہے یہ چشم شب بیدار خواب

بعد مردن بھی نہوں گے بند روزن کیطرح
میری آنکھوں سے بہت کھتا ہے ننگ و عار خواب

زیست میں راحت کو کیا روؤں میں بعد مرگ بھی
گور میں آنے نہ دیگا وعدۂ دیدار خواب

وقت شب ہو بادہ ہو تنہا مکان یار ہو
کس کو دکھلاتا ہے ایسا طالع بیدار خواب

نیند آتی ہے مرے جاتے ہی آتش یار کو
ہو گیا ہے جان کو میری عجب آزار خواب

کیا دیجئے گا عاشق دلگیر کا جواب
خاموشی کے سوا نہیں تقصیر کا جواب

آئینہ لے کے صنعت اسکندری کو دیکھ
تصویر ہے کھنچی ہوئی تصویر کا جواب

مژگان یار تیر ہیں ابرو کمان ہے
نے اس کمان کا مثل نہ اُس تیر کا جواب

خط دیکھے کہیو اب کی زبانی یہ نامہ بر
تحریر کا جواب نہ تقریر کا جواب

اللہ جانتا ہے اسے خوب کیا کہوں — میرا سوال اُس بت بے پیر کا جواب
زندان میں شب کو ڈر کے جو اُس نے کیا ہے غل — میں نے دیا ہے نالۂ زنجیر کا جواب
لکھتا ہوں بیت ابروئے محبوب کی جو شرح — شمشیر کھینچتا ہوں میں شمشیر کا جواب
گویا زبان شعلہ سے ہرگز ہوئی نہ شمع — تدبیر سے محال ہے تقدیر کا جواب

آتش کہاں تک اپنے نوشتہ کو روؤں میں
لکھا نہ یار نے مری تحریر کا جواب

خط سے اُس رُخ کا حل ہوا مطلب — شرح سے متن کا کھلا مطلب
تو وہ مرجع ہے جس سے رکھتے ہیں — کافر و رند و پارسا مطلب
منزل گور میں وصال ہوا — گوشہ میں چھپ کے ہو گیا مطلب
التجا ہے یہی زبان سے مجھے — گوش سے ہو نہ آشنا مطلب
بیت ابرو کی کیا کروں تعریف — سوجھتا ہے نیا نیا مطلب
دہن زخم کشتگان سے ہے — میرے قاتل کو مرحبا مطلب
برہمن سے نہ پوچھا اک بت نے — کیا ہے اے بندۂ خدا مطلب
بند خط اُس نے پھاڑ کر پھینکا — ہم نے جب کھول کر لکھا مطلب
اے شہ حسن ہم فقیروں کو — ہے زبان سے تری دعا مطلب
دہن و زلف کا میں مائل تھا — کبھی اُلجھا کبھی رُکا مطلب
حسن سے عشق کون کرتا ہے — کس کو ہے درد بے دوا مطلب
فتنہ پرداز چشم کو اُس کی — مکر منظور ہے دغا مطلب
جو کہ شاکر ہوا مقدر پہ — خط پیشانی کا پڑھا مطلب

شاعر حال گو تھا میں آتش
میرے ہر شعر میں بندھا مطلب

زعم میں اپنے یہ نا فہم جو اُستاد ہیں سب — معترض ہو جیے تو قائل ایراد ہیں سب
صورت سیل یہ شور و شر و ستم ایجاد ہیں سب — خانہ بربادی احباب کی بنیاد ہیں سب

مکتب عشق میں جو ہیں وہ فلاطون حکمت — کوئی شاگرد کسی کا نہیں استاد ہیں سب
آج کل چاہنے والوں سے خفا ہے وہ شوخ — مستحقان کرم مورد بیداد ہیں سب
روز اول سے ہیں سایہ کی طرح سے ہمراہ — رنج و اندوہ ملال اپنے یہ ہمزاد ہیں سب
قطع ہو جائے اگر سلسلۂ مہر و وفا — پھر گرفتار نہیں ہے کوئی آزاد ہیں سب
دفتر عشق بھی کیا دفتر خوش طالع ہے — نظری فرد نہیں اس میں کوئی صاد ہیں سب
عشوۂ و غمزۂ و بد مذہب و ناز و انداز — واسطے تیرے گنہگاروں کے جلاد ہیں سب
آفت جان نہیں مو کونسا اُن مژگان کا — خلش و کاوش و پرخاش کی بنیاد ہیں سب
شوق ہے دل میں تو آنکھوں میں تصور اُس کا — منزلیں جاوۂ محبوب کی آباد ہیں سب
صاف آئینہ سے ہیں تیغ سے خونریز لگ — ان حسینوں میں غرض جوہر فولاد ہیں سب
کونسا دل ہے نہیں جسمیں غم عشق اے حسن — خوگر آہ و فغان نالہ و فریاد ہیں سب
کیا تماشا ہے جو وہ سرو رواں آنکلے — قد کشی کرنے کو استادہ تو شمشاد ہیں سب
جگر و دیدہ و دل کا میں کہوں کیا احوال — نامراد ان میں سے ہر ایک ہے ناشاد ہیں سب
عاشق خستہ ترے ہجر سے تنگ آئے ہیں — اُنشدوا کی ہے صدا سائل امداد ہیں سب
آئینہ لے کے حسینوں نے نہ زلفیں دیکھیں — دام میں اپنے اسیر آپ یہ صیاد ہیں سب
تو جو لیلےٰ ہے تو مجنون ہیں ترے دیوانے — تو جو شیریں ہے تو عاشق ترے فرہاد ہیں سب
صورتیں کشتوں کی اپنے نہیں بھولا قاتل — خواب دیکھے ہیں جو یوسف نے مرے یاد ہیں سب
اس جفا جو کو نہیں قدر وفاداری کی — رائگاں محنتیں ہیں کوششیں برباد ہیں سب
دل نہ کیونکر ہو حسینان جہاں پر مائل — غیرت حور ہیں سب رشک پریزاد ہیں سب
قامت یار ہے بانی قیامت آتش — فتنہ پردازیاں اس چشم کی ایجاد ہیں سب

ردیف بائے فارسی

بہتر دکھائی دیں کہیں شمس و قمر سے آپ — دیکھیں جو آئینہ کو ہماری نظر سے آپ
ہوتے ہیں گوش زد لب شیریں سے حرف تلخ — اپنے دہن کو صاف کریں نیشکر سے آپ

دربان غریب خاک کرے عرض باریاب
کانوں کو بند کرتے ہیں میری خبر سے آپ

فریاد عاشقوں کی گوارا نہ کیجئے
واقف نہیں ہیں آہ و فغاں کے اثر سے آپ

آئینہ نے جو زلف کا عالم دکھا دیا
دیکھیں گے راہ شام کی صاحب سحر سے آپ

خط نے غرور حُسن کو کھویا ہے مہربان
مجبور ہو گئے ہیں قضا و قدر سے آپ

اُس نازنین کو دیکھ کے کہتے ہیں غیب دان
کچھ نازکی میں کم نہیں اپنی کمر سے آپ

آئینہ دیکھنے کا کہاں ہے تمھیں دماغ
زلفوں میں شانہ کرتے ہیں کس درد سر سے آپ

اچھا ہوں یا بُرا ہوں تمھارا ہوں جو کہ ہوں
آگاہ ہیں غلام کے عیب و ہنر سے آپ

کیا کیا ہمارا طائر دل ہے پھڑک رہا
کس دن شکار کھیلنے نکلیں گے گھر سے آپ

ہوش ایسے اڑ گئے ہیں خبر کچھ نہیں رہی
آئے ہیں کس طرف سے گئے ہیں کدھر سے آپ

بدنام ہو گئے تم بھی جو رسوا کیا ہمیں
ہے خیر اسی میں باز رہیں اب بھی شر سے آپ

زاری بھی کر کے اپنے نصیبوں کو دیکھ لیں
ہاتھ آئے زور سے نہ تو ہم کو نہ زر سے آپ

خانہ خراب عشق جو میری طرح کرے
ٹکرائیں اپنے سر کو مرے سنگ در سے آپ

آتش تمھارے گریہ میں ہوتا جو کچھ اثر
گرتے درخت خشک ہرے چشم تر سے آپ

ردیف تاے مثناۃ

تا صبح نیند آئی نہ دم بھر تمام رات
نوچکیاں چلیں مرے سر پر تمام رات

سونے نہ جاؤ فتنہ جگا کر تمام رات
وعدہ ہے میرے آپکے دن بھر تمام رات

اللہ ری صبح عید کی اُس حور کو خوشی
شانہ تھا اور زلف معنبر تمام رات

گلشن میں آ گیا جو قد یار مجھ کو یاد
رویا میں زیر سایہ صنوبر تمام رات

غفلت میں ہمنے عہد جوانی کو کھو دیا
اب بیٹھے ہاتھ ملتے ہیں کھو کر تمام رات

کیا انتظار یار کی حالت بیان کروں
رہتی ہے جان آنکھوں کے اندر تمام رات

بے یار دل کسی سے نہ میرا بہل سکا
کیا کیا چمک کے نکلے ہیں اختر تمام رات

کرنے دے کرتے ہیں جو ہوسناک گرمیاں
باقی پڑی ہے اے دل مضطر تمام رات

مارا ہے پھانسی دے کے مجھے زلف یار نے / ہوگا عذاب قبر مقرر تمام رات
اے ماہ چاردہ یہ گریز اب نہیں ہے خوب / پہلے کیا تھا کس لئے خوگر تمام رات
گویا زبان شمع جو ہوتی تو پوچھتا / کٹتی ہے ہجر یار میں کیونکر تمام رات
پھوڑے نعل کہیں لحد تیرہ روزگار / سویا نہیں کبھی میں لپٹ کر تمام رات
گنڈی چڑھا کے شام سے وہ شوخ سو رہا / ٹیکا کیا میں سر کو پس در تمام رات
تا صبح گفتگو تھی نگاہوں میں یار سے / آنکھوں میں دشمنوں کی کیا گھر تمام رات
بے یار فرش گل مری آنکھوں میں خار تھا / لوٹا کیا میں کانٹوں کے اوپر تمام رات
دیوانہ کونسے صنم باوفا کا ہوں / زنداں میں میرے آتے ہیں پتھر تمام رات
دن کو تو چین لینے دے اے گردش فلک / کافی ہے مجھکو گردش ساغر تمام رات

راحت کا ہوش ہے کسے آتش بغیر یار
بالیں میں خشت خاک ہے بستر تمام رات

روز و شب ہنگامہ برپا ہے میان کوئے دوست / ہڈیوں پہ میری لڑتے ہیں سگان کوئے دوست
حور کی تعریف گویا یار کی تعریف تھی / ذکر کو جنت کے میں سمجھا بیان کوئے دوست
تشنۂ خون جہان ہے یہ تو وہ قتال خلق / آفت جان ہیں زمین و آسمان کوئے دوست
قاصد کشتہ نظر آتا ہے ہر مردہ مجھے / مجھکو گورستان کے اوپر ہے گمان کوئے دوست
ہمنشین کہتے ہیں افسانہ سے آجاتی ہے نیند / ہجر کی شب میں سنوں گا داستان کوئے دوست
رشک سے کہتے ہیں میں نے صاف سمجھا تھا رقیب / صورت دیوار اگر دیکھی میان کوئے دوست
نقش پائے غیر پاتا ہوں پس دیوار میں / آشنائے دزد نکلا پاسبان کوئے دوست
قاصدوں کے پاؤں توڑے بدگمانی نے مری / خط دیا لیکن نہ بتلایا نشان کوئے دوست
چاہ رہ نقش قدم ہے خار رہ قزاق ہے / ہو چکے دشمن ہمارے رہروان کوئے دوست

آتش اہل کربلا سے حلقے اب کہتا ہوں میں
اے خوشا طالع تمہارے ساکنان کوئے دوست

تار تار پیرہن میں بھر گئی ہے بوئے دوست / مثل تصویر نہالی میں ہوں یا پہلوئے دوست

چہرۂ رنگین کوئی دیوان رنگین ہے مگر
حسن مطلع ہیں مسین مطلع ہو صاف ابروے دوست

ہجر کی شب ہو چکی روز قیامت سے دراز
دوش سے نیچے نہیں اُترے ابھی گیسوے دوست

دور کر دل کی کدورت محو ہو دیدار کا
آئینہ کو سینۂ صافی نے دکھایا رُوے دوست

واہ ری شانہ کی قسمت کس کو یہ معلوم تھا
پنجۂ شل سے کھلیں گے عقدہ ہاے مُوے دوست

داغ دل پر خیر گذری تو غنیمت جانیے
دشمن جان ہیں جو آنکھیں دیکھتی ہیں سوے دوست

دو مریں گے زخم کاری سے تو حسرت سے ہزار
چار تلواروں میں شل ہو جائیگا بازوے دوست

فرش گل بستر تھا اپنا خاک پر سوتے ہیں اب
خشت زیر سر نہیں یا تکیہ تھا زانوے دوست

یاد کر کے اپنی بربادی کو رو دیتے ہیں ہم
جب اُڑاتی ہے ہوا اے تند خاک کوے دوست

اُس بلاے جان سے آتش دیکھیے کیونکر بنے
دل سوا شیشے سے نازک دل سے نازک خوے دوست

نظر آتا ہے مجھے اپنا سفر آج کی رات
نبض جل بسنے کی دیتی ہے خبر آج کی رات

جلوہ گر ماہ سے ہے خورشید لقا دلبر سے ہے
جمع ہیں گھر میں مرے شمس و قمر آج کی رات

بھولتا ہے کوئی بیتابی دل کا عالم
یاد آوے گی کل اے درد جگر آج کی رات

شام سے دل کو خیال رخ نورانی ہے
خواب میں مجھکو دکھادیگی سحر آج کی رات

دو گھڑی بیٹھیے تکلیف جو کی ہے صاحب
بعد مدت کے تم آئے ہو ادھر آج کی رات

روشنائی میں میں پاتا ہوں عدم کی ظلمت
اے قلم چھوٹے نہ مضمون کمر آج کی رات

صبح ہوتی نظر آتی نہیں ہرگز آتش
بڑھ گئی روز قیامت سے مگر آج کی رات

رُخ رنگین کا تصور ہے تماشاے بہشت
بند کر کھول کے آنکھوں کو نہ در ہاے بہشت

گل ترے چھلے کے اے حور ہیں گلہاے بہشت
دیکھنے آتے ہیں مشتاق تماشاے بہشت

کوچۂ حور لقا یار چھٹا ہے جب سے
ہاے جنت کبھی کہتا ہوں کبھی واے بہشت

رند ہوں مجھکو خرابات مغان جنت ہے
سر زاہد کو مبارک رہے سوداے بہشت

نہیں ملتا لب شیریں کا جو بوسہ نہ ملے
حور کے ہاتھ سے کھاؤں گا میں خرماے بہشت

وصلت حور کی ہر صبح دعا ہے مجھکو
روز اللہ سے کرتا ہون تقاضاے بہشت

عشق مین تیرے رہین اشکون سے آنکھین لبریز
یہی دو چشمے ہین دنیا مین دو دریاے بہشت

سائل کوے حسینان ہون خدا سے اپنے
کافر عشق ہون مجھکو نہین پرواے بہشت

گل جنت سے ہی خوشرنگ وہ روے رنگین
پست بالا کی بلندی سے ہے طوباے بہشت

حکم سے اپنے جہنم مین جسے تو بھیجے
پھر وہ کافر ہے جو اوس کو ہو پرواے بہشت

داور حشر سے محشر مین کہونگا مین بھی
یہ گنہگار بھی رکھتا ہے تمناے بہشت

محفل حور وشان کو یہی میری ہے دعا
مجھکو آباد رکھے انجمن آراے بہشت

تیرے کوچہ کی ہوا اوس مین نہ چلتی ہوگی
مرکے بھی دیکھ لین مشتاق تماشاے بہشت

حور کی آنکھون سے شرمائی ہوئی ہین آنکھین
صورت یار کے دیوانے ہین شیداے بہشت

دیکھے رضوان جو تری چشم سیہ کو تو کہے
اسکی ہمچشم نہین نرگس شہلاے بہشت

عاشق ساقی کوثر ہون مین رندانہ آتش
مئے کوثر کے لئے ہے مجھے سوداے بہشت

آئے بہار جائے خزان ہو چمن درست
بیمار سال بھر کے نظر آئین تندرست

نشہ سے جب کرے گی تجھے پیرزن درست
صورت دکھائی دے گی مجھے کوہکن درست

منصور بھی جو ہون تو اناالحق کہین نہ ہم
اپنے طریق مین نہین یہ ما و من درست

سجدہ کرین تجھے بت و زنار توڑ کر
چاہین حقیقت اپنی اگر برہمن درست

رنگین خیال میری طرح ہو جو باغبان
ہر ایک فصل مین رہے رنگ چمن درست

حال شکستہ کا جو کبھی کچھ بیان کیا
نکلا نہ ایک اپنی زبان سے سخن درست

رکھتے ہین آپ پاؤن کہین پڑتے ہین کہین
رفتار کا تمھاری نہین ہے چلن درست

جو پہنے اوس کو جامۂ عریانی ٹھیک ہو
اندام پر ہر اک کے ہے یہ پیرہن درست

عشاق و بوالہوس کو وہ پہچان جائین گے
چھپتی نہین ہے صورت بیمار و تندرست

صورت کا تیری دل نہ ہو کیونکر فریفتہ
نقشہ درست بینی و گوش و دہن درست

آرائش جمال کو مشاطہ چاہیے
بے باغبان کے رہ نہین سکتا چمن درست

جامہ یہ اس کے قطع ہوئی ہے قبائے ناز
ٹھیک اس کو جانے سمجھے اسے وہ بدن درست

آئینہ سے نبے گا رخ یار کا بناؤ
شانہ سے ہو گی زلف شکن در شکن درست

کم شاعری بھی نسخۂ اکسیر سے نہین
مستغنی ہو گیا جسے آیا یہ فن درست

آئینہ رکھکے سجدہ مین اپنے جھکائے سر
بت کی طرح ترش کے جو ہو برہمن درست

بھاری نہ ہووین گی مجھے مجنون کی بڑیان
پھرا امام امام کا ہے پیرہن درست

برچھا دان اُن کا عاشق و معشوق پر پڑے
برسون رہا معاملہ روح و تن درست

غربت زدون کے حال کا افسانہ چھیڑتے
ہوتی اگر طبیعت اہل وطن درست

طنز و کنایہ کی نہ رہے ہم سے گفتگو
اپنے شکستہ حال سے کیجیے سخن درست

مستون کے حلقہ سے کوئی حلقہ نہ خوب تھا
اپنا مزاج رکھتی جو یہ انجمن درست

مشق سخن نے بندش الفاظ چست کی
سچ ہے یہ بات کرتی ہے ورزش بدن درست

دنیا سی خانگی کوئی ہو گی نہ بیسوا
شوہر سے اپنے رہتی نہ دیکھی یہ زن درست

قاتل کے اشتیاق مین خود کاٹتے گلا
آراستہ ہے گور ہماری کفن درست

وہ رشک باغ سیر کو آتا ہے باغ مین
کہدو کہ ہو رہین گل و سرو و سمن درست

پانی نہ نکلے حسن مین سے ناقص ہے وہ کنوان
نزدیک اپنے تو نہین چاہ ذقن درست

آتش وہی بہار کا عالم ہے باغ مین
تا حال ہے دماغ ہوائے چمن درست

کونسی جا ہے جہان تیرے نہین ای یار مست
دیکھیے جس کوچہ مین پڑا مارتے ہین چار مست

کہہ کے یہ ساقی سے رکھتے ہین گرد ستار مست
سر برہنہ ہے جو مستون مین وہ ہے سردار مست

حسن کے نظارے سے ہوتی ہے کیفیت حصول
عشق رکھتا ہے ہمین بے بادۂ گلنار مست

فصل گل ہے ساقی یوسف لقا ہین ساتھ ساتھ
لالہ گون مے پیتے پھرتے ہین سر بازار مست

کون پوچھے بت کو کس سے ہو سکے یاد خدا
اپنے اپنے حال مین ہین کافر و دیندار مست

حسن کی نیرنگ سازی سے عجب اسکا نہین
مست ہو ہشیار تجھکو دیکھکر ہشیار مست

میکدہ مین نشہ کی عینک دکھاتی ہے مجھے
آسمان مست و زمین مست و در و دیوار مست

زاہدوں کی پنجگانہ سے فضیلت ہے اُسے
نشہ کے عالم میں کرتے ہیں جو استغفار مست

ساقی و پیرِ مغاں سے ملتجی ہوتے نہیں
دیکھ لیتے ہیں تری صورت ترے بیدار مست

دخترِ رز کے لیے ہوتا ہے اک دن کشت و خون
محتسب پر کھینچتے ہیں آجکل تلوار مست

منکشف ہے مجھکو احوالِ خراباتِ مغاں
میرے آگے کہتے ہیں میخانہ کے اخبار مست

عام ہے سودا اتارے گیسوے پرپیچ کا
روز زنجیروں میں جکڑے جاتے ہیں دو چار مست

زاہدانِ خشک کو کیفیتِ دنیا نہیں
ساغرِ گل سے ہوئے کس دن چمن میں خار مست

آگے آگے ہو کے یاد اُن کو دلا دیتا ہوں میں
بھول جاتے ہیں جو راہِ خانۂ خمار مست

خارِ خارِ دل کہے کس سے سنے بلبل کی کون
باغباں مست و صبا مست و گلِ گلزار مست

روشنیٔ دل سمجھتے ہیں زلالِ بادہ کو
دردِ مے کو جانتے ہیں غازۂ رخسار مست

ترکِ عادت ہے عداوت آدمی کے واسطے
مے نہ دی تو نے تو اے ساقی ہوئے بیمار مست

ولہ

آتش کیا زبان رکھتا ہے کیفیت کے ساتھ
سامعین ہوتے ہیں سن سن کر ترے اشعار مست

آئینہ کی طرف نہیں آتا خیالِ دوست
قربان شانِ حسنِ عدیم المثالِ دوست

پتلی ہوا ہے آنکھ کی اپنے خیالِ دوست
یاں تو یہ حال ہے نہیں معلوم حالِ دوست

الطاف نامہ یار کا لے کر کرم کرے
صورت دکھاتے ہُدہُد فرخندہ فالِ دوست

حسنِ شباب تک نہیں طفلی گئی ہنوز
ظاہر نہیں ہوا ابھی ہم کو کمالِ دوست

سُن کر فسانہ یوسفؑ و یعقوبؑ کا کہا
کرتا ہے چشمِ یار کو روشن جمالِ دوست

اُن ابرووں کے حسن کی تعریف کیا کروں
ماہِ چہار دہ سے ہیں بہتر ہلالِ دوست

یاد آئی دن کو رات ملاقاتِ یار کی
شب کو رہا تصورِ روزِ وصالِ دوست

معشوق آنکھ پھیرے نہ عاشق سے اے کریم
وحشی سے اپنے ہو نہ گریزاں غزالِ دوست

دل پر یقین ہوتا ہے مجھکو امین کا
جانِ عزیز کو میں سمجھتا ہوں مالِ دوست

وہ قد ہے مثلِ سروِ ہمیشہ بہار پر
اندیشۂ خزاں نہیں رکھتا نہالِ دوست

رخسار سے صباحت کافور ہے عیاں
بوئے لطیف مشک سے رکھتے ہیں خالِ دوست

چلن چبھن یار سے بنتی ہے جان پر
ہوتا ہے ناگوار طبیعت ملال دوست

مریخ کی طرح سے ہے خونریز عاشقان
پہنے لباس سرخ تو ہے حسب حال دوست

گر گر گئے ہین سرو چمن قد کو دیکھکر
گردن کشون کے سر ہوئے ہین پائمال دوست

انداز جو ہے یار کا ہے مصلحت وہی
اک ایک سے ہے خوب جمال و جلال دوست

رہتی ہین آنکھین بند تصور مین یار کے
تارِ نگہ سے اپنے بندھا ہے خیال دوست

دل کو خیال یار کا ہر آن چاہیے
آئینہ چاہیے نہ رہے بے مثال دوست

مانگین جو بوسہ ہم تو نہ انکار کیجیے
اے یار دوست رد نہین کرتے سوال دوست

رخسار یار پر ہو گئے آرزوئے خط
ہو رُو سیاہ اُس کا جو چاہے زوال دوست

خواہان جان ہوا جو وہ دلدار کی طرح
دشمن پر اپنے مجھکو ہوا احتمال دوست

آتش یہ وہ زمین ہے کہ صائب نے ہے کہا
خوشتر زگوشوارہ بود گوشمال دوست

ردیف تائے ہندی

گل کو قبا ہین کے تو اے کج کلاہ کاٹ
مارِ سیاہ زلف سے سنبل کی راہ کاٹ

شوخی حسن کا ہے اشارہ یہی اُسے
صورت دکھا کے رنگ رخ مہر و ماہ کاٹ

مختار کر دیا تجھے اے مارِ زلفِ یار
سوتے مین سونگھ جاگتے مین خواہ کاٹ

عاشق ہون بوسہ آج کا کل پر نہ ٹال یار
روزینہ فقیر نہ اے بادشاہ کاٹ

اس ترک سا ہے کون سا خونریز دوسرا
کس کی کمر کی تیغ کا ہے بے پناہ کاٹ

کہتا ہے ہجر مین یہی اُس شمع رُو کا دھیان
تو روشنی کے شغل مین روز سیاہ کاٹ

اے ترک تیرے قبضہ مین ابرو سی تیغ ہے
حُسن حُسن کے شوق سے تو سر بیگناہ کاٹ

موئے مژہ ہر ایک چھری ہے بکنت کی
ہر بین ملائین آنکھ تو تیر نگاہ کاٹ

بیوجہ عاشقون سے نہ منھ اے صنم چھپا
بیجرم و بے قصور نہ حق سیاہ کاٹ

قاضی کو عاشقون کی عدالت مین حکم ہو
سچ سچ گواہی دے تو زبان گواہ کاٹ

آتش خموش دل نہ پسیجیگا یار کا

بے معنی ہے یہ مصرع موزون آہ کاٹ

دو ٹکڑے کر چکے کہین تیغ دو سر کی چوٹ
سر کو جھکا کہ چل چکی قاتل کمر کی چوٹ

آزار عشق سے یہ ہوا ہون مین ناتوان
پتھر کی چوٹ ہے مجھے گل برگ تر کی چوٹ

ٹکرایا کرتے ہین شب و روز اس سے متصل
سر ہی ہمارا اور ترے سنگ در کی چوٹ

درد اُس کو ہو گا سُن کے مری آہ دردناک
جس دل نے کھائی ہو ویگی ترچھی نظر کی چوٹ

مشتاق درد عشق جگر بھی ہے دل بھی ہے
کھاؤن کدھر کی چوٹ بچاؤن کدھر کی چوٹ

اے آسمان دکھائین گے آیا جو بام پر
پیدا کیا ہے ہم نے بھی شمس و قمر کی چوٹ

بدبین کو اپنی بزم مین اے بت جگہ نہ دے
پتھر کو کاٹتی ہے یہ کافر نظر کی چوٹ

ہوتا ہے آہ سرد سے یون اپنے دل مین درد
پُروا ہوا مین دُکھتی ہے جیسے بشر کی چوٹ

دل کو لگی ہے چشم سیہ کی تری نظر
رکتی نہین کسی سے قضا و قدر کی چوٹ

مفلس کا کام یان نہین دولت کا کھیل ہے
دنیا قمارخانہ ہے چلتی ہے زر کی چوٹ

بدتر نہین ہے غم غم فرزند سے کوئی
دل کو نصیب ہو نہ الٰہی جگر کی چوٹ

صدمہ فراق کا ہو نہ مشتاق وصل کو
اس کے عوض لگے اسے تیغ و تبر کی چوٹ

سودائے عشق ہو نہ تمھارے دماغ مین
آتش اٹھا ہی دیتی ہے انسان کو سر کی چوٹ

ردیف ثائے مثلثہ

دل مین گھر کر کے منھ آنکھون سے چھپاتے ہو عبث
نازو انداز سے باہر ہوئے جاتے ہو عبث

چوٹی ایڑی سے مری جان بڑھاتے ہو عبث
بوٹے سے قد کو یہ شاخ اور لگاتے ہو عبث

اے بتو تم کو بھی دعوائے الوہیت ہے
توڑ کر دل کو مرے کعبہ کو ڈھاتے ہو عبث

عاشقون سے نہین کیا سجدہ ادا ہو سکتا
داغ پیشانی زاہد کو لگاتے ہو عبث

غافلو منزل دنیا ہے سرائے فانی
اس خطرگاہ مین تم چھاؤنی چھاتے ہو عبث

مرد تلوار کے آگے سے کوئی ہٹتے ہین
ہمکو ابرو کے اشارے سے ڈراتے ہو عبث

صاحب سیب زنخدان و یہ غبغب ہو
کس زبان سے مین کہون تم مجھے بھاتے ہو عبث

جانب شیشہ جو دیکھوں تو مغاں کہتے ہیں
آنکھوں میں دختر رز کو لیے جاتے ہو عبث

بوسے لیتا ہوں تو کہتا ہے وہ رشک یوسف
گرگ کی طرح سے کھائے مجھے جاتے ہو عبث

شاعر و ذکر وہاں کچھ سر یار نہو
سر مخفی ہیں زباں پر انھیں لاتے ہو عبث

سایہ ساں لگ چلو آتش نہ سب یار سے تم
دشمن و دوست کی آنکھوں میں سماتے ہو عبث

ردیف جیم تازی

نازک حباب سے ہے دل میرزا مزاج
بہ جائے پانی ہو کے جو بدلے ہوا مزاج

اک دم رہے نہ باغ جہاں میں شگفتہ ہم
پژمردہ غنچہ تھا کوئی اپنا رکا مزاج

دشمن بھی ہو تو دوستی سے پیش آئیں ہم
بیگانگی سے اپنا نہیں آشنا مزاج

اک دن رکا نہ تنگ بغل میں لیا ہزار
اس گلبدن کا پا گئی ہے کیا قبا مزاج

پابوس سے ترے یہ ہوا ہے اسے شرف
کب ایسا شوخ رکھتا تھا رنگ حنا مزاج

مشق ستم ہے اس لئے اس طفل شوخ کو
اصلاح یہ نہ مجھ سے کبھی آئے تا مزاج

صحت نہیں نوشتۂ بیمار عشق میں
حصٹ جاتی ہے غذا نہیں پاتی دوا مزاج

کچھ غم نہ تھا ہزار زمانہ خلاف تھا
افسوس یار کا نہ موافق ہوا مزاج

ہمکو تو دل کی چاہ نے مجبور کر دیا
پھیرے اگر بتوں کی طرف سے خدا مزاج

دیوانہ دیکھتا ہوں میں دنیا کا خلق کو
آتش پری کا رکھتی ہے یہ ہوا مزاج

فصل گل ہے لوٹیے کیفیت میخانہ آج
دولت ساقی سے مالا مال ہے پیمانہ آج

بادشاہ وقت ہے اپنا دل دیوانہ آج
داغ سودا ہم کو دیتا ہے جنوں نذرانہ آج

دولت دنیا سے مستغنی ہوں میں دیوانہ آج
گنج اُگل دیتا ہے میرے واسطے ویرانہ آج

تیرے کوچہ کا ہے اے خانہ خراب افسانہ آج
شیخ کعبہ چھوڑتا ہے برہمن بتخانہ آج

جلوۂ حسن پری دکھلا رہی ہے فصل گل
عقل کل کہیے اسے جو کوئی ہے دیوانہ آج

خوبرو تجھسا کوئی بازار عالم میں نہیں
قیمت یوسف نہ تھی جو ہے ترا بیعانہ آج

وصل کی شب ہے اندھیرا کیا ہو وعدہ یار سے
شمع کا ہونا نہین ممکن کہان پروانہ آج

وہ پری پیکر کرے جو ناز زیبا ہے اُسے
شہر آباد اُس کے دیوانون سے ہے ویرانہ آج

نزع کی حالت ہے کوئی آشنا اپنا نہین
دیکھیے جس کو نظر آتا ہے وہ بیگانہ آج

آمد آمد اُس سراپا نور کی ہے بزم مین
شمع اُٹھ جاوے جو ہاتھ آوین پر پروانہ آج

ہمنشین کہتے ہین ذکر عیش نصف عیش ہے
مین کہون تو سُن جمال یار کا افسانہ آج

امتیاز خوب و زشت اپنے زمانے مین نہین
ایک سا ہے آہوے مست و سگ دیوانہ آج

جان سے بیزار ہون اک شمع رو کے عشق مین
ساتھ لے کر مجھکو دے آگ مین پروانہ آج

تلوے سہلاتی ہین پریان خانہ زنجیر مین
وقت کا اپنے سلیمان ہے ترا دیوانہ آج

مجھسے دریا نوش کو ساقی پلاتا ہے شراب
دیکھتا ہون مین بھی ظرف شیشہ و پیمانہ آج

نقش آسیب پری ہے صورت زیبا تری
ہوش مین آتا ہے تجھکو دیکھکر دیوانہ آج

زلف کو لٹکاتے ہین رخسار پر سو سو طرح
آئینہ اُن کا مصاحب ہے مقرب شانہ آج

کل ہمارا اور اُس کا امتحان ہو جائے گا
آشنائی کا ترے دم تو بھرے بیگانہ آج

میرے مرنے کی دعا مانگے وہ بت پڑھکر نماز
کس طرف جا کر کرون مین سجدۂ شکرانہ آج

وصل کی شب ہے کہان ساقی تکلف بر طرف
مین تمھین پیمانہ دون تم مجھکو دو پیمانہ آج

دیکھون تو کیونکر پری ہوتی نہین شیشے مین بند
بعد مدت ہوش مین آیا ہون مین دیوانہ آج

مال ہے اپنا جو یوسف آگیا بازار مین
ہے زر قیمت کمر مین ہاتھ مین بیعانہ آج

عرش پر ہے ان دنون مین اہل دنیا کا دماغ
کونسا گھر ہے نہین جس مین ہے بالاخانہ آج

چشم وحدت بین مین اپنی نیک و بد دونون ہین ایک
گرگ و یوسف سے برابر ہے ہمین یارانہ آج

خال مشکین کو ترے ارزان سمجھکر مول لون
قیمت خرمن بھی گر دے کر ملے یہ دانہ آج

نزع کی مشکل بھی آسان ہوتی ہے آتش نہ ڈر
شاہ مردان سے طلب کر ہمت مردانہ آج

عاشق مہجور کے مانند ہے بیتاب موج
رکھتی ہے دریا مین حال ماہی بے آب موج

غرق ہونا پار اتر جانا ہے بحر عشق سے
لے چلے کشتی کو اپنی جانب گرداب موج

ڈوبے ہین دریا مین تیرے عاشق بیتاب بھی
مثل عنبر کیا عجب پیدا کرے سیماب موج

اپنا یہان طفلی جانتے ہین ہم اُسے
آئے گی گھر مین ہمارے سر پہ سیلاب موج

دم فنا ہووے تو ممکن ہے سخن گوئی کا ترک
آب دریا خشک ہو جاوے تو ہو نایاب موج

کیا سمجھ کر بحر ہستی مین کرون راحت طلب
دیکھتا ہون روز و شب دریا مین ہین بیتاب موج

چاندنی کی سیر کو آیا اگر وہ بحر حسن
قدرت اللہ دیکھیے گی شب مہتاب موج

بحر الفت کے شناور ہو اگر میری طرح
خواب مین بھی پھر نہ دیکھے صورت گرداب موج

گنج باد آورد ہا لاوے جو خسرو ہو کوئی
اب بھی ہے آتش میان عالم اسباب موج

ردیف جیم فارسی

اک روز اس سرائے سے ہے لاکلام کوچ
سن تو سہی پکارتا ہے یہ مقام کوچ

حرص و ہوا الٰہی نہ دل مین مرے رہے
تیرے مقام خاص سے کر جائین عام کوچ

اک عمر سے روان ہون رہ کوئے یار مین
دکھلا چکی نہ منزل عالی مقام کوچ

اب ضبط آہ و نالہ کی طاقت نہین مجھے
صبر و قرار و ہوش کا ہے صبح و شام کوچ

بحر جہان مین آب روان سے کھلا یہ حال
استادگی کی جا نہین یان ہے دوام کوچ

منزل مین گور کی مین مسافر پہنچ چکون
آخر ہو توشہ راہ کا ہووے تمام کوچ

مرتا ہے جان بلب ہے مسافر ہے بے خبر
حسرت سے تیرے کرتا ہے اب یہ غلام کوچ

جب دیکھو رہروی مین ہون رنگ روان طرح
میرا مقام وہ ہے کہ جس کا ہے نام کوچ

دن رات روز و شب ہے وطن مین سفر جنھین
وہ پختہ مغز سمجھے ہین سودائے خام کوچ

آتش خدا نے چاہا تو کرتے ہین آجکل
ہندوستان سے جانب بیت الحرام کوچ

ردیف الحاء

شفق صبح نہ دیکھی نہ سنی نوبت صبح
وقت کو ہاتھ سے کھوتی ہے مری غفلت صبح

شکوہ کس منھ سے زمانے کی دورنگی کا کرون
رشک شب زلف سیہ چاند سا منھ غیرت صبح

دیکھکر آئینہ یار آنکھو نمین بھر جاتا ہے	یاد آتی ہے مجھے بھولی ہوئی صحبت صبح
مئے گلرنگ سے بھر جام صبوحی ساقی	ظلمت گور مین یاد آئی یہ کیفیت صبح
وصل مین ہجر کا دھڑکا جو لگا رہتا ہے	شام سے پھرتی ہے آنکھون مین مری صورت صبح
کوچہ یار کو کہتے ہین بہشت اے قاصد	یاد رکھیو یہ نشان آٹھ پہر حالت صبح
عہد پیری مین تو کر یاد الٰہی غافل	رات تو کٹ گئی غفلت مین نہ کھو فرصت صبح
نور کا نام سیہ خانہ گردون مین نہین	گور مین ساتھ ہی لیجاؤن گا مین حسرت صبح
آتش اک رات جو تنہا وہ دلآرام ملے	سجدہ شکر کرون پڑھکے مین دو رکعت صبح

ردیف خا

ہوتی جو اے صنم ترے سیب ذقن کی شاخ	بڑھ چل نہ سکتی ایک نہال چمن کی شاخ
مارا پڑا اہون دیکھکے اک سیوتی سا رنگ	لازم جریدہ تن کو ہے نسترن کی شاخ
جو خال عنبرین ہے وہ اک مشک نافہ ہے	آنکھین تری ہرن ہین بھوین ہین ہرن کی شاخ
دیکھا جو سخت روئی اپنا اے دہر کو	سمجھا مین نرم موم سے بھی کوہکن کی شاخ
بوٹے سے قد کا تیرے نظارہ لگائے گا	کس کس نہ ہوشیار کو دیوانہ پن کی شاخ
باغ جہان مین کیا کہون کیا حال ہے مرا	سوکھی ہوئی ہو جیسی درخت کہن کی شاخ
روئے صبیح یار کی الفت کے روگ سے	گھل کر ہوا ہے اپنا بدن یاسمن کی شاخ
تشبیہ دیتے ساعد زیبائے یار سے	ہوتی جو خار دار نہ نازک بدن کی شاخ

صحرا و کوہ دیکھے گلستان کی سیر کی
ہاتھ آئی آتش اپنے نہ سیب ذقن کی شاخ

مے لے گئے عذار بت شوخ و شنگ سرخ	کندن کا اور آگ مین ہوتا ہی رنگ سرخ
نسبت یہ گل سے ہے ترے جسم لطیف کو	ہمپلہ برگ گل سے ہو جیسے کہ سنگ سرخ
روئے نگار سے جو ہے نقش قدم مرا	کانٹون نے کر دیا ہے یہ تلوون کا رنگ سرخ
جوش جنون نے گو کہ مجھے زرد کر دیا	پھر بھی میرے رکھتے ہین لڑکون کے سنگ سرخ

گو صید ناتوان ہون پر اتنا ہو گرم خون
ہو جائے چھالے پڑ کے زبان خدنگ سرخ

تحریر وصف لعل نگارین یار مین ہے
شنجرف سے ہوا ہے سیاہی کا رنگ سرخ

کیفیت شراب ہے جوہر شجاع کا
ہوتا ہے چہرہ غازیون کا وقت جنگ سرخ

لکھا جو ہے جواب خط شوق یار نے
قاصد کا مثل رقعۂ شادی ہے رنگ سرخ

کہتے ہین اشک خون شب ہجر یار مین
کشتے کی چارپائی ہے اپنا پلنگ سرخ

عاشق نشانہ رہتے ہین اس ترک شوخ کے
جبتک کہ گرم ہو کے نہ ہووے تفنگ سرخ

ساقی بہار گل کی رعایت ضرور ہے
لالہ کے پھول سے ہو شراب فرنگ سرخ

اس طفل نے بڑھا کے شفق سے لڑا پتنگ
جس دن قریب شام اڑایا پتنگ سرخ

ہوگی تری طرح سے نہ اے ترک خوشنما
پہنے پھرے لباس سیاہ فرنگ سرخ

قاتل کو اپنی تیغ زنی کا جو شوق ہو
روئے زمین ہو صورت میدان جنگ سرخ

پھوٹا لحد مین دل کا پھپھولا تو دیکھنا
ہو جائے گا مزار کا آتش کے رنگ سرخ

قدرت حق ہے صباحت سے تماشا ہے وہ رخ
خال مشکین دل فرعون ید بیضا ہے وہ رخ

نور جو اس مین ہے خورشید مین وہ نور کہان
یہ اگر حسن کا چشمہ ہے تو دریا ہے وہ رخ

پھوٹے وہ آنکھ جو دیکھے نگہ بد سے اسے
آئینہ سے دل عارف کے مصفا ہے وہ رخ

بزم عالم ہے توجہ سے اسی کے آباد
شہر ویران ہے اگر جانب صحرا ہے وہ رخ

سامری چشم فسون گر کی فسون سازی ہے
لب جان بخش کے ہونے سے مسیحا ہے وہ رخ

دم نظارہ لڑے مرتے ہین عاشق اس پر
دولت حسن کے ہتھ آنے سے دنیا ہے وہ رخ

سایہ کرتے ہین ہما اڑ کے پرون سے اپنے
تیرے رخسار سے دلچسپ ہو عنقا ہے وہ رخ

گل غلط لالہ غلط مہر غلط ماہ غلط
کوئی ثانی نہین لاثانی ہے یکتا ہے وہ رخ

کونسا اس مین تکلف نہین پاتے ہرچند
نہ مرصع نہ مذہب نہ مطلا ہے وہ رخ

خال ہندو ہین پرستش کے لئے آئے ہین
پتلیان آنکھون کی دو بت ہین کلیسا ہے وہ رخ

کونسا دل ہے جو دیوانہ نہین ہے اس کا
خط شبرنگ سے سرمایۂ سودا ہے وہ رخ

اس کے دیدار کی کیونکر ہوں آنکھیں مشتاق
دلربا شئے ہے عجب صورت زیبا ہے وہ رخ

ہا کجا شرح کروں حسن کی اسکے آتش
مہر ہے ماہ ہے جو کچھ ہے تماشا ہے وہ رخ

ردیف دال

قاتل اپنا جو کرے گنج شہیدان آباد
دہن زخم کہیں خانۂ احسان آباد

کون ہے جو تری دوری میں نہیں مرتا ہے
ایک گھر رہنے نہ دیگی شب ہجران آباد

بعد فرہاد کے پھر کوہ کنی میں نے کی
بعد مجنون کے کیا میں نے بیابان آباد

مدتیں دل کے خرابہ کو ہوئی ہیں دیکھیں
پھر بھی ہوتا ہے کبھی یہ وہ ویران آباد

سیر دا کرتے ہیں تو غنچے ہیں شگفتہ ہوتے
یوں ہی رہجائے الٰہی یہ گلستان آباد

کوچۂ یار میں ہو دشتی اپنے دم کی
کعبہ و دیر کریں گبر و مسلمان آباد

کثرت داغ محبت سے الٰہی بھر دے
منزل دل کو کریں آکے یہ مہمان آباد

وہ شہ حسن پریشان ہمیں کیوں رکھتا ہے
چاہتا اپنی رعیت کو ہے سلطان آباد

کوئی پریوں کا اکھاڑا جو نظر آتا ہے
میں سمجھتا ہوں کہ ہے ملک سلیمان آباد

خوبرویوں کا ہے آنکھوں میں تصور رہتا
خانۂ چشم کو کرتے ہیں یہ انسان آباد

جس طرف دیکھیے آتا ہے نظر وہ محبوب
جلوۂ یار سے ہے عالم امکان آباد

ساری رونق ہے یہ دیوانوں کے دم کی آتش
طوق و زنجیر سے ہوتا نہیں زندان آباد

مئے گلرنگ سے لبریز نہیں جام سفید
چشم بد بیں کو کرے گردش ایام سفید

سہکہ اس بت کی طبیعت ہے زمانے کے خلاف
صبح پوشاک سیہ ہے تو سر شام سفید

کونسی شام نہیں صبح ہوئی اے مغرور
ایک دن ہونی ہے یہ زلف سیہ فام سفید

قطرۂ اشک میں سرخی کا کہیں نام نہیں
لہو تیرا بھی ہوا اے دل ناکام سفید

دل کی تسکین کو میں پیام صفا کا سمجھوں
پرزہ کاغذ کا جو بھیجے وہ گل اندام سفید

چاندنی رات میں وہ ماہ جو یاد آتا ہے
کاٹنے دوڑتے ہیں مجکو در و بام سفید

وصل کی شب جو ہوئی صبح یکایک تو ہوا
مین ادھر زرد اُدھر روئے دلارام سفید

نسبت اُس فتنۂ دوران سے کوئی اندھا دے
یار کی آنکھ سیہ دیدۂ بادام سفید

کسی حالت مین نہین فکر سے دشمن غافل
آفت مرغ ہے رنگین ہو یا دام سفید

بس ہے اتنی ہی زمانہ کی دورنگی آتش
مئے گلرنگ سے لبریز رہین جام سفید

قبر پہ یار نے قرآن پڑھا میرے بعد
شرط الفت کی ملی مجھکو جزا میرے بعد

ہوگیا سلسلۂ مہر و محبت برہم
نازنین بھول گئے ناز و ادا میرے بعد

یاس و حرمان و غم و درد یہ بڑھجائین گے
بیکسی کا نہین لگنے کا پتا میرے بعد

رنگ رخسار گل و لالہ دگرگون ہوگا
نرہے گی یہ گلستان کی ہوا میرے بعد

زندگی تک مین قیامت کے یہ سارے دھڑکے
مجھکو کیا غم ہے اگر حشر ہوا میرے بعد

دوستداری کا گنہگار ہون وہ دشمن جان
مغفرت کی مرے مانگے گا دعا میرے بعد

مین جو نوشہ تو وہ بن جائیگی آغوش عروس
گور سے آئیگی شہنا کی صدا میرے بعد

خون ناحق کا مرے کھینچیگا خمیازہ
ہاتھ ملیئے گا بہت ملکے حنا میرے بعد

نفس تن سے چھٹا مین تو چمن سے لاکر
بوئے گل کسکو سنگھادے گی صبا میرے بعد

کلہ کج نہین رہنے کی تمھارے سر پر
تنگ وحشت ایسی نہووے گی قبا میرے بعد

ہڈیان کھا کے جو مجھ کشتہ کی لذت پائی
صدقے ہوگا مرے قاتل کے ہما میرے بعد

مین نہون گا تو نہ ہوگا یہ تمارا لفت
کوئی بدنے گا نہین شرط وفا میرے بعد

گور تک ساتھ رہے پڑھکے جنازے کی نماز
فرض جو تھا سو کیا تمنے ادا میرے بعد

آئینہ رکھ کے بنانے کے نہین شانے سے
مختصر ہووے گی یہ زلف رسا میرے بعد

قبر پر فاتحے کو آئے وہ شوخ اے آتش
نیک توفیق دے اُس بت کو خدا میرے بعد

چاندنی رات مین کھولون جو تری خواب مین بند
عمر بھر آنکھ نہ ہو پھر شب مہتاب مین بند

شمع سان سوزش دل ہمنے کسی سے نہ کہی
رہ گئی اپنی زبان محفل احباب مین بند

یار کے واسطے لکھون جو خط شوق تمام
لکھا ہو وین سہ سیکڑون القاب مین بند

اپنے پہلو سے شاید کہ یہ بہلے کوئی دم
دل بیتاب کو کیجیے چو سیماب مین بند

ناز کرتا ہی وہ بت اپنے ہوا خواہون سے
برہمن ہوتے ہین وان خانہ قصاب مین بند

شیشہ خالی ہوا ساقی کہ مرا دم نکلا
روح مستانہ ہے مینائے مئے ناب مین بند

آستین جوش مین کیا آنسوؤن کو روکے گی
ٹھہر سکتا ہے کہان آمد سیلاب مین بند

روز وصل آئے گا آخر شب ہجران ہوگی
کام رہنے کا نہین عالم اسباب مین بند

زمزمے کرتا ہی شاید کہ لگین ہین آتش
رگ گل سے قفس بلبل بیتاب مین بند

تا چند کرون سینہ مین مین آہ و فغان بند
کب تک رہے اس گھر مین الٰہی یہ دھوان بند

اس قلزم ہستی مین ہین وہ گوشہ نشین ہم
ذرات رہا مثل حباب اپنا مکان بند

ہم لعنت دین ہے اسے ہم لذت دنیا
وہ گنج ہے دل جس مین ہی نقد دو جہان بند

منھ دیکھتا ہون یار کا کچھ کہہ نہین سکتا
آنکھین تو کھلین ہین مری لیکن ہی زبان بند

گردش ہی جو قسمت کی وہ موجود ہی وان بھی
گو شیشہ ساعت مین رہے ریگ روان بند

پھرتا ہے یہ کوئی تو ترے کوچہ مین شب کو
تا صبح نہین ہوتی ہے آواز سگان بند

تنگ آکے شب وصل مین ہو جائے برہنہ
اندام کو اس گل کی قبا کے ہون گران بند

سرسبز گلستان ہون چلے باد بہاری
کھولے اسے ساقی جو ہی مدت سے دکان بند

آواز یہی کوچہ قاتل سے ہے آتی
ہوتا ہی جدا بند سے انسان کا یہان بند

سودے نے تری زلف مسلسل کے کیے ہین
زندان محبت مین ہزارون ہی جوان بند

دکھلائے گا اللہ مجھے یار کا کوچہ
مومن ہون رہے گا نہ در باغ جنان بند

قسمت مجھے کیون گنبد افلاک مین لائی
آتش خفقانی کو قیامت ہے مکان بند

منھ لپٹون مین تو دم کرے خیال یار بند
خواب بد دیکھون جو ہو وین دیدۂ بیدار بند

جنبش ابرو سے آئینہ نہ ٹکرائے ہو نہ ہو
ہمیشہ کرتے ہین ساحر سحر سے تلوار بند

کیا کہوں وعدہ خلافی سے ترے احوال شب
کھول کر دروازے کو کرتا ہوں سو سو بار بند

دل میں آتا ہے کہ اک دن رو کے دھو ڈالیں کہیں
روز لکھتے ہیں کراماً کاتبیں دو چار بند

حسن جنس بے بہا اہل زمانہ تنگ چشم
آجکل کرتا ہے قحط مشتری بازار بند

تو نے اک پیچا سجا ہے ہاتھ سے اپنے جو یار
کرتے ہیں تالب تہی سنکر اسے دستار بند

پوچھتا ہے طنز سے کیا باندھی ہے کس پر کمر
باندھی ہے اس پر کمر کھولوں ترا شلوار بند

دیر میں جاوے الٹ کر گر تو چہرے سے نقاب
مصحف رخ پر تصدق بت کریں زنار بند

گوش زد ہووے اگر تقریر تیرے مست کی
زاہد ان خشک ہوں مثل زبان خار بند

موسم گل کی ہوا چلتی ہے ساقی جام بھر
شیشے میں تا چند رکھے گا تو گلنار بند

صبح جب تالب میں آئی مجھکو آتش کھل گیا
ہو چکا کنج قفس میں بلبل گلزار بند

خوبرو ہوتے ہیں سن کر تری تقریر سفید
اور خاموشی سے ہم عاشق دلگیر سفید

وہ سیہ کار رہوں ظلمت کدۂ دہر میں میں
چاہیئے دے نہ کفن بھی مجھے تقدیر سفید

لب جانان کی کبودی جو انھیں دکھلاؤں
زرد ہووے گل سوسن تو طباشیر سفید

خاکساری سے ہوا آئینۂ دل روشن
کیا مس قلب کو کرتی ہے یہ اکسیر سفید

سرد مہری بتان کی جو حکایت لکھوں
شمع کافوری سے ہو خامۂ تحریر سفید

عید کا دن ہے بغل گیر وہ دلبر ہوگا
پہنے پوشاک ہر اک عاشق دلگیر سفید

دل منور ہے خیال رخ نورانی سے
پرتو ماہ سے رہتی ہے یہ تعمیر سفید

کیا جوانمردوں کو اجلا یہ دنی رکھے گا
اوڑھے آپ تو چادر فلک پیر سفید

سخت جانی مجھے قاتل سے نہ شرمندہ کرے
نہ بھرے اور نہ منہ پر سے ہو شمشیر سفید

وہ شکر لب رہے آسیب نظر سے محفوظ
چشم بد خواہ ہو مثل قدح شیر سفید

کام فرمائیں تکلف کو جو دیوانے تو ہو
قصر منعم کی طرح خانۂ زنجیر سفید

شادی و غم سے ہے عالم کا مرقع توام
سرخ تصویر ہے کوئی کوئی تصویر سفید

عقل نے اصل حقیقت سے کیا ہے آگاہ
خون سمجھتا ہوں میں ہر چند کہ ہو شیر سفید

ہر زمین پر ہے نئی آب ہوا کی تاثیر	مردم زنگ سیہ مردم کشمیر سفید
غم ہجران پئے لیتا ہے لہو جونک کی طرح	کیون نہ ہو رنگ رخ آتش دلگیر سفید

ردیف دال ہندی

رکھتا ہے یار ابروے خمدار پر گھمنڈ	اس ترک نیمزن کو ہے تلوار پر گھمنڈ
ہو گا خزان مین رنگ دگرگون بہار کا	گلچین کا یہ دو ہفتہ ہے گلزار پر گھمنڈ
عاشق ہین گرد رہتے ستارون کیطرح سے	زیبا ہے تمکو چاند سے رخسار پر گھمنڈ
کبر و غرور کی ہے سزا اور اسی کی شان	حسن و جمال ختم کرین یار پر گھمنڈ
تقریر اپنی اور روش یار کی ہے خوب	گفتار پر ہمین اسے رفتار پر گھمنڈ
دو چار روز لالہ و گل کی بہار ہے	کیجئے قبا پہ اور نہ دستار پر گھمنڈ
یوسف لقا سے میرے زیادہ نہ ہو و یگا	یوسف کو اپنی گرمی بازار پر گھمنڈ
عیسیٰ مریض عشق سے اپنے نہ پھیر منھ	لازم نہین ہے شربت دیدار پر گھمنڈ
آتش سخن شناس سے قادر سخن سمجھ	سارا ہے اس گہر کا خریدار پر گھمنڈ

ردیف ذال

زور بازو ہی کو بازو کا مین سمجھا تعویذ	بس ہے انسان کو تقدیر کا لکھا تعویذ
دشمن و دوست بس اد مرگ ملین کے آنکھین	نقش حب کا ہے مرے سنگ لحد کا تعویذ
دل سے دشمن سے رہی جنگ ہمیشہ درپیش	نہ زرہ پہنی کبھی مین نے نہ باندھا تعویذ
جذبۂ دل سے پری رویون کو تسخیر کیا	نہ تو گاڑا نہ جلایا نہ بہایا تعویذ
ذقن یار کے بوسے کی تمنا ہی رہی	لکھ کے کس روز کنوئین مین نہین ڈالا تعویذ
مے کی تکلیف نہ کیونکر کرین ان آنکھونکے جام	موے سر اپر سیہ برق سنہرا تعویذ

نہین کھلتی کسی صورت سے بلائے مبرم
ڈھونڈھے کسواسطے آتش کوئی گنڈا تعویذ

ردیف را

شانہ ٹوٹا تار گیسوے معنبر توڑ کر
پھل نہین پاتا کوئی شاخ صنوبر توڑ کر

اُس نگہ سے دل کو سینہ مین نہین رکھو نہاد
قلعہ مین تیر قضا لگتا ہے بکتر توڑ کر

شاخ گل پر سے کیا تھا لسکہ بلبل کو اسیر
ہاتھ پر صبا دنے سٹھلا لیا پر توڑ کر

پھوڑنا تیشہ سے اپنا سر نہ تھا اے کوہکن
چھینا شیرین کو تھا پرویز کا سر توڑ کر

باز آیا فعل سے اپنے نہ بد مستی مین بھی
شیشہ کو منھ سے لگایا مین نے ساغر توڑ کر

اے دل صد چاک اُلجھکر زندگی سے ہو نہ تنگ
پیچ کا اُن گیسوون کے شانہ بنکر توڑ کر

درد بازو مین رہے گا سخت جانی سے مری
خون عاشق کی قسم کھاؤ گے خنجر توڑ کر

شیشہ کو توڑا اگر تو نے لگا کر جام سے
محتسب رکھدے تری گردن برابر توڑ کر

آئینہ لیتا تو ہے وہ لاؤ بالی دیکھنا
پھیر دے گا چار دن مین اے سکندر توڑ کر

قید ہستی سے جو تنگ آتا ہون کہتا ہے دل
توڑیے دیوار کو زندان کے لنگر توڑ کر

یاد آتے ہین ستم اُس سنگ دل محبوب کے
توڑتا ہے دل مرا شیشہ کو پتھر توڑ کر

دیکھنے والا جو آیا آتش کا مجسا اُٹھ گیا
پھینکدو گے اے حسینون تم یہ زیور توڑ کر

دم فنا کرتا ہے آتش جنبش مژگان کا شوق
چھیدتے ہین دل رگ سودا یہ نشتر توڑ کر

جلد ہو ہمسفر اے مہ کنعان تیار
ہو چکا تیرے لئے مصر مین زندان تیار

باغ عالم مین ہون مین وہ شجر سوختہ بخت
مری شاخون سے ہوئے سر و چراغان تیار

آبلہ پائی نے صحرا مین رُلایا جو مجھے
ابر مژگان نے کئے نخل مغیلان تیار

چل دلا وقت ہے سینہ کے سپر کرنے کا
برچھیان تانے ہوئے ہین صف مژگان تیار

پشت پا کیون نہ یہ کونین کے اوپر مارے
دست قدرت سے ہوا پیکر انسان تیار

سربلندی بھی ہے سرگشتگی بخت کمیاتھ
خاک اُڑے اپنی تو ہو گنبد گردان تیار

سچ اٹھانے مین زنس ہین نے مزا پایا ہے
زخم کے واسطے رکھتا ہون نمکدان تیار

تو بھی اے گریہ دکھا چہرۂ رنگین حبیب
بارش ابر سے ہوتا ہے گلستان تیار

زور بھی خاک کے پتلے کو نہین چھپا ہے
کشتی لڑنے کو ہوئے گبر و مسلمان تیار

غم عالم ہے شکار دل شوریدہ مزاج
مین نے پہلو مین کیا شیر نیستان تیار

کون سے روز نہ دامن نے مجھے الجھایا
کب گلا گھونٹنے کو تھا نہ گریبان تیار

بعد مجنون جو گیا مین مرے سر پہ آتش
سایہ کرنے کو ہوئے بید بیابان تیار

بھاگو نہ مجکو دیکھ کے بے اختیار دور
اے کودکان ابھی تو ہے فصل بہار دور

مانند مرغ قبلہ نما پیش چشم ہے
وہ کعبہ مراد ہو ہم سے ہزار دور

عیسیٰ نے نسخہ مین ترے بیمار کے لکھا
درد فراق کو کرے پروردگار دور

اے خضر راہ منزل مقصود الغیاث
چھوٹا ہے مجھ غریب کا مجھسے دیار دور

گردن نہ خم ہو شمع صفت گو جہا نہان
تن پر سے میرے سر کو کرین لاکھ بار دور

مضمون باندھ لاتی ہے فکر اپنی عرش سے
ڈھونڈھا ہے جب تو ہمکو ملا ہے شکار دور

روپوش ہے جو ناز سے اس کا گلہ نہین
نزدیک دل سے ہے رہے آنکھون سے یار دور

کیفیت شراب مین ہے مزا فکر شعر کا
رکھتا پیادہ سے ہے ارادہ سوار دور

بنتی ہے جان پر جو حرارت سے عشق کے
کرتا ہون آہ کھینچ کے دل کا بخار دور

تسکین کے لئے گئے منزل مین گور کے
پہونچے تڑپ تڑپ کے ترے بیقرار دور

وصل حبیب حاصل عمر عزیز ہے
وہ گل ملے تو ہجر کا ہو خار خار دور

فرقت مین یار کے یہ سخن تکیہ ہے مرا
مخدوم سے نہ اپنے ہو خدمتگزار دور

پیری مین ترک مے کا ارادہ نہ کیجیو
آتش صبوحی کرتی ہے شب کا خمار دور

قصۂ سلسلۂ زلف نہ کہنا بہتر
پیچ در پیچ ہے خاموش ہی رہنا بہتر

ضبط گریہ سے جلا کرتی ہین آنکھین سچ ہے
بند ہونے سے ہے ناسور کا بہنا بہتر

دونون ہاتھون کی ترے یار کرون کیا تعریف
بایان رہنے سے تو پھر بائین سے دہنا بہتر

یار کو دیکھین گے پہنا کے شب مہ مین اسے
ملگیا کوئی اگر پھولون کا گہنا بہتر

نفس امارہ سا رکھتا ہے یہ سرکش دشمن
آدمی کے لئے غافل نہین رہنا بہتر

ٹیڑھے سیدھے سے غرض رکھتے نہین اے آتش
جو کہے یار ہمین سُن کے یہ کہنا بہتر

خط سے کب جاتے ہین عاشق کوئے جانان چھوڑ کر
کشت پختہ کو کبھی بھاگے نہ دہقان چھوڑ کر

کعبہ سان جائے ادب ہے چار دیوار لحد
یان قدم رکھتا ہے تخت اپنا سلیمان چھوڑ کر

کھا لیا داغ فراق یار نے آخر مجھے
ہو نہ غافل ملک پر عامل کو سلطان چھوڑ کر

مصحف روئے صنم سے منحرف زاہد نہو
منہ دکھاوے گا خدا کو کیا تو ایمان چھوڑ کر

مٹ نہ بعد مرگ بھی اے داغ الفت ہے بعید
صاحب خانہ کو سوتا جائے مہمان چھوڑ کر

نیک بختون کو نہ دے رنج انقلاب روزگار
واصل خورشید ہو شبنم گلستان چھوڑ کر

فرقت تن سے ہے شادان روح اپنی جس قدر
خوش نہ ہوگا اس قدر دیوانہ زندان چھوڑ کر

چاند سے رخسار پر لہرا کے آئے دیکھئے
کھینچئے اندھیر زلفون کو پریشان چھوڑ کر

کار مردانہ کیا چاہے ہے قوائے دست جنون
کھینچ دامان پری میر اگر گریبان چھوڑ کر

شہد لب کا تیرے سن پایا تھا افسانہ نہین
زہر کھایا مورچون نے شکرستان چھوڑ کر

باغ مین آ کر کہان جاتا ہے اے رشک بہار
گل کو خندان چھوڑ کر بلبل کو نالان چھوڑ کر

اے کمان کش ہے کشش سے دل کی اُمید قوی
تیر پہلو سے مرے نکلے تو پیکان چھوڑ کر

کاٹ کر کوچے قدم رکھ سرزمین عشق پر
کھیت ہاتھ اُس کے ہے بھاگا جو نہ میدان چھوڑ کر

اُن لبون سے گیسوے مشکین کا قصد اے دل نہ کر
تنگ ہوگا اس ختن مین یہ بدخشان چھوڑ کر

باغ عالم مین وہ ایسا کونسا محبوب ہے
خاک اُڑاتی ہے صبا کس گل کا دامان چھوڑ کر

ہستی فانی ہے آتش چار دن مین نیستی
فکر عقبیٰ کا کرے دنیا کو انسان چھوڑ کر

اے جنون رکھیو بیابان کو سواری تیار
آجکل چلنے کو ہے باد بہاری تیار

دل تو کہتا تھا نکل چلنے کو پر چلتے وقت
پیشتر دل سے ہوئی جان ہماری تیار

مجکو مجنون سے بھی جسوقت کہ لاغر پایا ۔ کُشتی لڑنے کو ہوئی باد بہاری تیار
اس قدر تنگ گریبان نہین زیبا پیارے ۔ پھانسی دیجیے اسے گردن ہے ہماری تیار
سرمہ اندھیر حنا قہر قیامت مسّی ۔ فتنہ انگیزی کی ترکیبین ہین ساری تیار
ہار پھولون کے پہنتے ہو تو میری خاطر ۔ بدھی زخمون کی کرے تیغ تمھاری تیار
رزق ہر صبح پہونچتا ہے مجھے بے منت ۔ خون دل لخت جگر کی ہے نہاری تیار
زندگی مین جو فراغت نہوئی تو نہوئی ۔ اے فلک تنگ نہ ہو گور ہماری تیار
اس زمانے مین سپاہی نہین بیگاری ہین ۔ نہ تو تلوار سجی ہے نہ کٹاری تیار
ضد سے دھجیان اُس کو تکلف کا نہ آیا ہرگز ۔ رہی لگ چلنے کو دامن سے کناری تیار
تیرے دیوانے کی وحشت ہے زیادہ ہر سال ۔ بیڑیان ہوتی ہین ہر مرتبہ بھاری تیار
کمر بار کا شک اُن کی کمر پر جو پڑا ۔ پھاڑ کھانے کو ہوے یوز شکاری تیار

تخت تابوت کہان نکلے غبار اُڑجاؤ
باد کے گھوڑے کی آتش ہے سواری تیار

دیکھی جو صبح زلف سیہ فام دوش پر ۔ نظارہ کرتے کرتے ہوئی شام دوش پر
طفلی سے ہون دوچار نشیب و فراز دہر ۔ راحت نہ گور مین تھی نہ آرام دوش پر
مجھ سخت جان کا سایہ جو سیلاب پر پڑے ۔ لادے پھرے حباب در و بام دوش پر
نادانی کا سبب ہے جو ہے طفل کو قرار ۔ رہنے نہ دے گی گردش ایام دوش پر
زلف سیاہ یار کمر تک نہین گئی ۔ صیاد کا مرے ہے ابھی دام دوش پر
بالاے بام ہو جو مسیحا نفس مرا ۔ مردہ نہ ٹھہرے زیر لب بام دوش پر
چلتے ہین کیا یہ مار کے معذور ٹھوکرین ۔ سر پر ہر اک قدم ہے ہر اک گام دوش پر
طفلی مین بھی مرا ہی عالی دماغ تھا ۔ جاتا تھا روز تا بہ لب بام دوش پر
پیوند خاک ہونے کا اللہ رے اشتیاق ۔ آیا نہ گور تک مجھے آرام دوش پر
کاندھا مرے جنازہ کو کیا دے وہ نازنین ۔ بھاری ہے جس کو زلف سیہ فام دوش پر
عاشق نشانہ تیر کے ہوتے تری طرح ۔ رکھتا اگر کمان کو بہرام دوش پر

پھرتے ہیں اس بہار میں مستون کیساتھ ساتھ — ساقی سبو کی طرح لئے جام دوش پر
اے موت آ کہیں رہوں تا چند منتظر — لادے ہوئے سفر کا سر انجام دوش پر

رہتے ہیں میرے کاتب اعمال رنج میں
آتش اٹھاؤں گا میں درو بام دوش پر

جھڑتے ہیں پھول منہ سے اس تنگی دہن پر — غنچہ نثار تیری رنگینی سخن پر
بعد فنا کنوئین کے پانی سے غسل دینا — کھائی ہے مین نے جان سرین چہ ذقن پر
دونون کلائیان دو پھولون کی ڈالیان ہین — گل کھائے ہین یہ مین نے خوبان گلبدن پر
کیونکر تری قبا سے تشبیہ دون مین اس کو — دو بوٹے بھی نہین ہین اک گل کے پیرہن پر
ہمسے خلاف ناحق صیاد و باغبان ہے — نالون سے اپنے کسدن بجلی گری چمن پر
گھبراتی ہے یہ اس مین وہ اس سے کر رہا ہے — جادو کیا ہے غم نے کچھ میری روح و تن پر
دیکھے جو تل کسی کے نازک کلائیون کے — بھونرون کو مین نے سمجھا شاخ گل سمن پر
بھوکون کو سیب بہین براہ حذا کھلاؤن — بوسہ کو لب جو پہونچین اُن غبغب و ذقن پر
اُس ترک سے جو کی ہین صحرا مین جا کے آئین — جھنجھلا کے کیا ہی کتے چھڑوائے مین ہرن پر
کشتون کو تیری قبر مین دیکھین جو دیکھ لینا — زندون کو ہوگی حسرت مردون کی انجمن پر
دو دھلے ہوئے ہین پیدا اک نخل حسن مین سے — بادام پستہ صدقے اُس چشم اُس دہن پر

ملتا ہے کیا جو آتش مرتے ہین اہل دنیا
اک دو وجب زمین پر اس یکدو گز کفن پر

دم نکلتا ہے نگاہ چشم مست یار پر — نشہ کا ڈورا بلائے جان ہے اس تلوار پر
شرم سے وہ سرمگین آنکھین جھکی جاتی نہین — رات بھاری ہوگئی ہے مردم بیمار پر
خوشنما ہے چہرۂ محبوب پر زلف سیاہ — عالم اک دکھلاتی ہے کالی گھٹا گلزار پر
چھیڑ سکتا ہے کوئی ابرو کو شانہ مثل زلف — ہاتھ پھیر سکتا ہے تیغ تیز کی کب دھار پر
کھینچتا ہے آپ کو دُور اس قدر کیون آفتاب — سایہ کیا سورج مکھی کا ہے کسی رخسار پر
کیا کرون پست و بلند راہ الفت کا بیان — چاہ مین اک پاؤن ہے اک پاؤن ہے دیوار پر

سرسری سمجھو نہ میری آہ کو اے سرکشو
پھونک ہی دے گی گرے گی جبکہ بجلی خار پر

حسن کے منہ کی نقاب الٹین گے بیماران عشق
پھر توڑین گے جو کی ہے شربت دیدار پر

کیون نہ پھانسے عاشقون کے دل وہ طفل برہمن
طرہ ہے گردن کا ڈورا دوش کے زنار پر

رو دیا ہے عاشقون نے ابر باران کیطرح
تمنے مارا ہے قدم جو برق کی رفتار پر

رنگ شب اڑتا ہے گیسوے سیہ کو دیکھکر
داغ ہے ماہ دو ہفتہ کو ترے رخسار پر

لٹپٹی پگڑی سے قاتل کی مین کیا تشبیہ دون
داغ کا دھبہ لگا ہے لالہ کی دستار پر

تو جو اے عیسی نفس آیا عیادت کیلئے
تندرستون کو ہوئی حسرت ترے بیمار پر

تیرے دانتون سا کوئی موتی سمندر مین نہین
لعل لب سا اک بدخشان کے نہین کہسار پر

دوست کو لے کر بغل مین رات بھر سوتا نہین
رشک ہے دشمن کو میرے طالع بیدار پر

یار کی فرقت مین رو کر قصر تن کو ڈھاؤنگا
پانی پھر جاویگا اس گھر کے در و دیوار پر

دام مین لاکر کرے صیاد بے پروا حلال
بلبل بیتاب صدقے ہوچکی گلزار پر

خود غلط ناحق نہون تقلید آتش سے ہلاک
جو رگ منصور بن سکتا ہے کھنچکر دار پر

دکھائی حسن نے قدرت خدا کی آگے جوبن پر
چراغ طور کا عالم ہے تیرے لیئے روغن پر

کرین گے اس سے صید اکدن ہمائے تیغ قاتل کو
رگون کا جال یان پھیلا ہوا ہے اپنی گردن پر

دکھائی دختر رز نے یہ میخانہ مین نیرنگی
دم طاؤس کا عالم ہوا مینا کی گردن پر

نمازی کو شراب اس نے پلائی جاکے مسجد مین
کلیسا مین گیا تو بت کو دے پٹکا برہمن پر

کوئی پھینکے فلک اپنی طرف منہ اس کا کرتا ہے
ہمارا نام کندہ ہے مگر سنگ فلاخن پر

بھلا دیکھین تو گو بازی مین سبقت کون کرتا ہے
ادھر ہم بھی ہین توسن پر ادھر تم بھی ہو توسن پر

مری آواز پا سن کر نکلتا ہو جان موذی کی
وہ رہرو ہون کمر باندھی ہے جس نے خون رہزن پر

وہ بدگوئی مری کرتا ہے مین نیکی اسکو کہتا ہون
فرشتے میرے لعنت کرتے ہون گے میرے دشمن پر

نمود غیر ہے مقصود دل آتش مزاجون کو
یہ ساری گرمی حمام ہے موقوف گلخن پر

تماشا دیکھ گورستان مین نیرنگ زمانہ کا
جو گل ہین خندہ زن تو رو رہی ہے شمع مدفن پر

زمین پکڑی تو پھر چھوڑی نہ ہرگز بید مجنون نے
نشان داغ مجنون رنگیا صحرا کے دامن پر

عروج حسن بازاری پسند دل نہین ہوتا
مجرو ہون مگر رغبت نہین قحبہ کے جوبن پر

جنون نے چل بیابان کو مین یاد آیا گلستان سے
خوش آتی ہے کسے چشمک زنی نرگس کی سوسن پر

یہ صرف سینہ کوبی ہے وہ صرف نعل ماتم ہے
مرے ماتم سے آفت رہتی ہے اک سنگ و آہن پر

ہر اک مصرع مین یان مضمون ہے آتش دستکاری کا
ہمارے شعر کا انصاف ہے انصاف دشمن پر

بہار آئی ہے عالم ہے گل و نسرین و سوسن پر
جوانان چمن نازان ہین اپنے جوبن پر

نقاب اوٹھے جو تو رخسار آتش رنگ سے اپنے
پر پروانہ سے آرے چلین شمعون کی گردن پر

دل نازک کو اپنے جنبش مژگان سے کیا ڈر ہے
چھری چلتی کبھی دیکھی نہین شیشہ کی گردن پر

حذر عالی مقامون کو ہے لازم خاکسارون سے
پیادے غالب آتے ہین سوار پشت توسن پر

ادب آموز ہے ہر ایک ذرہ اپنے وادی کا
نہین ممکن کہ گرد اوڑکر پڑے رہرو کے دامن پر

سیہ چشم اکثر آتے ہین تماشا دیکھنے اس کا
کمند آہوے ٹھہری ہے سبزہ اپنے مدفن پر

نہایت بلبل شیدا کا اس نے دل جلایا ہے
جو بس ہووے تو رکھدون آگ مین گلچین کے دامن پر

نہ دیکھا سخت طینت کو کبھی سرسبز دنیا مین
شگوفہ پھولنا ممکن نہین دیوار آہن پر

زرہ حسدن سے ای قاتل گلے مین تو نے ڈالی ہے
طلاؤ نقرہ کو اک رشک ہے اقبال آہن پر

نہانیکو نجا حمام مین ہمرہ رقیبون کے
لٹا دیگا ہمین رشک آتش سوزان گلخن پر

نہ سمجھا پر نہ سمجھا میرے خط شوق کا مطلب
مقدر نے مجھے عاشق کیا کس طفل کودن پر

تری زلف سیہ اکدن سفید ای یار ہووے گی
یہ وہ شب ہے چلے گی جو طریق روز روشن پر

حرارت طور کے شعلہ کی ہر اک دانہ رکھتا ہے
یقین ہے خاک ہو بجلی گرے گر اپنے خرمن پر

فنا ہو کر بھی چھوٹے گی نہ خو نظارہ بازی کی
ہماری خاک کے ذرہ کرینگے قبضہ روزن پر

جو کامل ہین نہین اندیشہ آتش انکو ہین کا
دہان زخم کاری خندہ زن ہین چشم سوزن پر

اول سے حسن و عشق کو لایا ہے راہ پر
عاشق چکور روز ازل سے ہے ماہ پر

منکر ہین ذات صانع عالم کے دھریے | نافہمون کا عمل ہے فقط لا الٰہ پر
دکھلائی برق نے جو ترے دانتون کی چمک | مستی کا شک ہوا مجھے ابر سیاہ پر
مدفون ہین اس زمین مین ہزارون ہی تاجدار | پھبتا ہے تخت شاہ سر بادشاہ پر
کوچے سے یار کے نہ صبا دور پھینک اسے | مدت کے بعد آئی ہے خاک اپنی راہ پر
اعضا گواہی دینے کو حاضر ہین روز حشر | مرتا ہے کیا سمجھ کے یہ انسان گناہ پر
قسمت کی خوبی دیکھیو اُس شاہ حسن کی | دھوکا ہوا فقیر کا مجھ داد خواہ پر
مین کشتی شکستہ دریاے عشق ہون | ہنستا ہے ناخدا مرے حال تباہ پر
ہمسے خلاف ہے فلک تیرہ روزگار | جن تو چڑھا نہین سر دیو سیاہ پر
یاد آگیا ہے سبزہ جو مژگان یار کا | بوسے دیے ہین دیدۂ مردم گیاہ پر
اے طفل ترک ادھر بھی گذر گاہ گاہ ہو | تکیہ ترے فقیر کا ہے شاہراہ پر
آزار سہل بھی نہین موذی کے واسطے | دیکھا نہ گنج کو سر مار سیاہ پر
دیتے ہین خالی وار کو دشمن کی تیغ کے | تکیہ نہین ہے ہم کو سپر کی پناہ پر
صاحب کمال صوفی عالی مقام ہے | رقص اس کا کیسا لاتا ہے مطرب کو راہ پر
ہالہ مین عاشقون کو ہوا ماہ کا یقین | باندھا جو شملہ یار نے زرین کلاہ پر
گوش بتان کے پردے پھٹے اسکے شور سے | رحمت خدا کی اپنی اثر دار آہ پر
کس گل کے خط سبز کے کشتہ ہین اہل شرع | جائز رکھا ہے سجدہ انھون نے گیاہ پر
دندان یار حب سے سمائے ہین آنکھ مین | لیتے ہین موتی جوہری اپنی نگاہ پر
شہر بتان مین حوصلہ فرہاد کا نہ کر | یان رسم دُرّے پڑنیکی ہے داد خواہ پر
مشتاق اہل میکدہ ہین یان کرم کرے | ابر سیہ کا لطف نہین خانقاہ پر

آتش زمین کو بھی سمجھتا ہون آسمان
ہوتا ہے برج دلو کا شک مجھکو چاہ پر

حکم رانی پر ہوا میل سلیمان بہار | عشق پیچان بن گیا طغراے فرمان بہار
زخم خندان یار بن ہین روے خندان بہار | تیر باران بلا ہے مجھکو باران بہار

بے بقا ہے ہستی شبنم سے باران بہار
برق کی چشمک ہے کم وقفہ ہے دوران بہار

زلف سنبل کو سمجھیے گوش گل کو جانیے
نرگس شہلا کو کہیے چشم فتان بہار

شاخ گلبن پر یہ طفل غنچہ سے ظاہر ہوا
نے سواران چمن ہین مرد میدان بہار

کیا سمجھکر روندتے ہین مجکو سیار چمن
سبزۂ بیگانہ ہون لیکن ہون مہمان بہار

زلف کا ہونا قریب چہرۂ رنگین ہے شرط
باغ بے سنبل ہے بے شیرازہ دیوان بہار

چاک پیراہن ہر اک گل کا بعینہ زخم ہے
کھیت ہے تلوار کا یارب کہ میدان بہار

روشنی ہووے جو آنکھون مین تو سیر باغ کر
لالۂ آتش زبان ہے شمع ایوان بہار

آب جو مین ہین صفا سے سینۂ اشراقیان
ہر گل خوشبو ہے افلاطون یونان بہار

پیش آتے ہین بدون سے بھی کرم کیساتھ نیک
رزق زنبور عسل ہے ریزۂ خوان بہار

رنگ میرا اور تیرا دیکھکر حیران ہوئے
نقشبندان خزان و نقش بندان بہار

جان تازہ آتی ہے آتے ہی تیرے باغ مین
جاتے ہی تیرے نکل سی جاتی ہے جان بہار

لالہ و گل سے ہنوز آباد ہے بزم چمن
سرو شمع سبز ہے سنبل شبستان بہار

پھر سیر باغ جاتا ہے جو تو اے شمع رو
صدقے ہوتے ہین پتنگے بنکے مرغان بہار

نخل ماتم کی طرح ہون بوستان دہر مین
نے سزاوار خزان آتش نہ شایان بہار

گرد کلفت جم رہی ہے ہر زبان بالائے سر
کیا زمین پیدا کرے گا آسمان بالائے سر

کیا عجب ہے داغ سودا کا نکان بالائے سر
میزبان رکھتا ہے پائے میہمان بالائے سر

برگ گل رکھون اگر مین ناتوان بالائے سر
دم چڑھے ہو صدمہ سنگ گران بالائے سر

برق سی چمکی تری تیغ اے جوان بالائے سر
اس ہما کا سایہ ہووے مہربان بالائے سر

کھینچتا ہے تیغ جب وہ دلستان بالائے سر
سارے تن سے کھنچ کے آتی ہے جان بالائے سر

پار اتر جاؤن کرم سے تیرے اے باد داد
زیر پا کب سے ہے کشتی بادبان بالائے سر

پھر بہارا اے بے نیاز آوے پھرین پھر کو نگو
تو کرے پھولون کے رکھکر باغبان بالائے سر

رکھتے ہین اے بت ترے سر پر چڑھانے کیلیے
گنبد دستار سے زاہد مکان بالائے سر

خون ناحق کوچہ مین اس ترک کے ہوتے رہین / لاشہ تڑپے لاشہ پر سر ہو طپان بالائے سر
کون تجھسا پادشاہ حسن ہے اے مہروش / تاج زرین مہ ہے کلگی کہکشان بالائے سر
کیا سمجھ کر شمع سے مین یار کو تشبیہ دون / پان دہن مین ہے زبان وان ہے زبان بالائے سر
بلبل و قمری برابر دونون ہوتے ہین حلال / گل کو رکھتا ہے جو وہ سرو روان بالائے سر
عالم بالا کی نعمت کا اگر بھوکا ہون مین / آسمان پر سے فرشتے اتارین خوان بالائے سر
اسقدر تو سعی کرتا ہون مین راہ عشق مین / پاؤن کا میرے پسینا ہے روان بالائے سر
فکر کی گرمی سے جلتا ہے زبس میرا دماغ / جائے مو دکھلائی دیتا ہے دھوان بالائے سر
لکھکے خط حسرت مین قاصد کی ہوئین مجنون ہوا / چاہیے ہدہد بنا دے آشیان بالائے سر
ایکدن تو بام پر سے روے نورانی دکھا / پڑ رہی ہے کیسی خاک آستان بالائے سر
صورت یوسف ہے وہ طفل حسین ہر دلعزیز / آنکھون پر رکھتے ہین پیر اسکو جوان بالائے سر
کونسا گل رو ملے گا مہندی اپنے پاؤن مین / بوتے ہین گل حنا کو باغبان بالائے سر
حسرت شاہی ترے در کے فقیرون کو نہین / تخت ہے ہمکو زمین چتر آسمان بالائے سر
کس جگہ زیر زمین قبرین نہین آہستہ چل / پاؤن پڑتے ہین ترے ایجان جان بالائے سر
مثل آرائش چراغ حسن کو دیگا فروغ / سرخ پتی باندھے گا وہ دلستان بالائے سر
یہ بھی دیوانہ کسی گلرو کا ہے دے ای کریم / آشیان بلبل کا رکھے باغبان بالائے سر
تا بکے سر مین نہان رکھون مین سودا زلف کا / موے سر کے بدلے سنبل ہو عیان بالائے سر
آرزو ہے پاؤن پر اسکے ہمارا سر ہو اور / دست شفقت پھیرے وہ شوکت نشان بالائے سر
کونسا حلقہ ہے جس مین اک دل عاشق نہین / طرۂ گیسو ہے اس گل کو گران بالائے سر
نالے کرتا ہون تو کہتے ہین مجھے اہل زمین / کیون اٹھایا جاتا ہے آسمان بالائے سر
اپنے عریانون کا پردہ رکھیگا وہ عیب پوش / روز محشر ہون گی چشم مردمان بالائے سر

قتل جب چاہے کرے آتش وہ ترک جنگجو
نے گلے مین ہے زرہ نے خود یان بالائے سر

خون دل کے ساتھ ہے لخت جگر کا انتظار / موے مژگان کو ہے شاخ آسا ثمر کا انتظار

سرو قد یار کے مضمون کا رہتا ہے خیال
خشک کرتا ہی ہو مصراع تر کا انتظار

تارے گنتے گنتے شب کو صبح کر دیتا ہون مین
نیند اڑا دیتا ہے اک رشک قمر کا انتظار

شب جو تمنے صبح وعدہ باغ چلنے کا کیا
ہر گھڑی دل کو زیادہ تھا گجر کا انتظار

راہ سے آنکھون کے نکلے جان مضطر چاہیے
شام سے فرقت کی شب مین ہی سحر کا انتظار

ٹکٹکی بندھوائے رکھتا ہے ہمیشہ سوئے در
مردم دیدہ کو اس نور نظر کا انتظار

قطع کر رکھیو کفن اپنے لیئے اے آسمان
ہو نہ ہنگام سفر رخت سفر کا انتظار

کود پڑنے کا زبس ہے یار کے گھر مین خیال
ہے اندھیری رات مین پچھلی پہر کا انتظار

عشق پیدا کر کمی کچھ حسن و خوبی کی نہین
سودۂ صندل ہی تیری درد سر کا انتظار

خود چلون گا یار سے لینے جواب خط شوق
اور مین کرتا ہون دو دن نامہ بر کا انتظار

ناتوان ہو جاتا ہی فکر سخن سے آدمی
رشتہ کر دیتا ہے آتش اس کمر کا انتظار

ردیف رائے ہندی

حیرت ہے ہو نہ زلف و رخ یار سے بگاڑ
رہتا ہے ورنہ کافر و دیندار سے بگاڑ

مثل نسیم ہون چمن روزگار مین
گل سے بناؤ ہے نہ مجھے خار سے بگاڑ

رنجیدہ جب سے ہم سے وہ خانہ خراب ہی
گھر سے بگاڑ ہے در و دیوار سے بگاڑ

پاتا ہون مین مزاج عناصر مین اختلاف
آپس مین ہو گا ایکدن ان چار سے بگاڑ

بوسہ طلب کرون تو مجھے گالیان ملین
بیوجہ ہو نہ عاشق رخسار سے بگاڑ

اس مہ کی مہربانی تک اپنی تھی زندگی
غیرت سے مر گئے جو ہوا یار سے بگاڑ

آزردہ ہین وہ بوسۂ لب کے سوال پر
شیرینی کے لیئے ہی نمک خوار سے بگاڑ

تیرے سوا کسی سے علاقہ نہین مجھے
لازم نہین ہے خادم سرکار سے بگاڑ

اے بحر حسن لہر یہ کیا آئی ہے تجھے
رکھتا ہے اپنے تشنۂ دیدار سے بگاڑ

دیوانے آجکل کے کچھ آتش نہین ہین ہم
مدت ہوئی کہ ہے سر و دستار سے بگاڑ

ردیف زائے معجمہ

ساتھ ہے بعد فنا حسرت فتراک ہنوز
دامن زین سے لپٹتی ہے مری خاک ہنوز

کپڑے پھٹتے ہین مری خانہ زنجیر مین بھی
پاؤن تو سست ہوئے ہاتھ ہین چالاک ہنوز

کون کہتا ہے بسر ہو گئے ایام جنون
اک گریبان نظر آتا نہین بے چاک ہنوز

آنکھ بھر کر نہ کبھی چاند سی صورت دیکھی
نہین آلودہ ہماری نگہ پاک ہنوز

عشق نے نقش بٹھایا جو نگین دل پر
مین نے جانا کہ زمانے مین ہین حکاک ہنوز

باغبان کیسی بہار آئی ہے کیا عالم ہے
نظر آتے ہین چمن مین خس و خاشاک ہنوز

کیا کرون اس کو جو نکلے نہ بخار اک دل کا
رو سمندر نہین مرے دیدۂ نمناک ہنوز

اسقدر قحط ہے کس واسطے مے کا ساقی
زیر دیوار چمن اینڈتے ہین تاک ہنوز

استخوان خاک ہوئے خاک بھی برباد ہوئی
صاف ہوتا نہین اس پر بھی وہ سفاک ہنوز

وہی پستی و بلندی ہے زمین کی آتش
وہی گردش مین شب و روز ہین افلاک ہنوز

جوش و خروش پر ہے بہار چمن ہنوز
پیتے ہین نوجوان شراب کہن ہنوز

پاتا نہین ہون یار کو میل سخن ہنوز
معدوم ہے کمر کی طرح سے دہن ہنوز

برسون سے رو رہا ہون شب درد متصل
ہنستے ہین مدتون سے مرے زخم تن ہنوز

رخسار یار پر نہین آغاز خط ابھی
دیکھا نہین ان آنکھون نے سورج گہن ہنوز

انجام کار کا نہین آتا خیال کچھ
غربت مین بھولے بیٹھے ہین یاد وطن ہنوز

عالم ان ابروون کی کجی کا جو ہے سو ہے
بل کھا رہی ہے زلف شکن در شکن ہنوز

خلعت کی کیا امید رکھین آسمان سے ہم
اس نے تو داب رکھا ہے اپنا کفن ہنوز

عالم حجاب یار کا تا حال ہے وہی
خلوت نشین ہے روشنی انجمن ہنوز

اپنے صفائے سینہ کا حیران کار ہے
دیکھا نہین ہے آئینہ نے وہ بدن ہنوز

ہر چند باغ دہر مین مدت سے ہون مقیم

آتش نظر پڑا نہ وہ سیب ذقن ہنوز

فیض سے ابر بہاری کے ہوئے گلزار سبز
ساقی میخانہ کو ہندو ہوا دیے دستار سبز

شدت درد جدائی سے دگرگون حال ہے
زرد ہوجاتا ہون سو سو بار سو سو بار سبز

آپ سا دیکھا نہین جاتا غرور حسن سے
آئینہ کے آگے ہوجاتا ہے روئے یار سبز

فیض نیکون سے نہو اُن کو وہ جو ہین بدسرشت
کیا کرے باران زمین شور مین اشجار سبز

ہون مین وہ بلبل جواہر خانہ جس کا باغ ہو
سرخ مثل لعل گل شکل زمرد خار سبز

زخم پہلو مین نے دکھلایا تھا اک دن کھول کر
ہو گیا ہیبت سے رنگ مرہم زنگار سبز

سوزش دل مین اثر ہے تابش خورشید کا
تاک کو کرتی ہے اپنے آہ آتشبار سبز

انقلاب دہر سے ایمن نہین ہے حسن بھی
سبزہ خط سے ہوئے ہین لالہ گون رخسار سبز

چار دن جوش جوانی کے غنیمت جانیے
خشک ہو کر نخل پھر ہوتا نہین زنہار سبز

میکدہ مین سیر نیرنگ جہان دیکھین گے ہم
جام ہون تیار ہر بادۂ گلنار سبز

سیل اشکون سے نمی ہے میرے گھر مین روز و شب
مہندی کی مٹی سے رہتی ہے ہر اک دیوار سبز

دیکھیے کس کس کو وہ زرین قبا کرتا ہے قتل
سرخ اک پیجاما غضب ہے تھری شلوار سبز

کون کہتا ہے نہین عناب لب سے اس کو عشق
چہرۂ آتش ہے مثل چہرۂ بیمار سبز

ردیف سین مہملہ

کرتے ہین عبث یار سراغ پر طاؤس
زخمی کو نہین اُس کے دماغ پر طاؤس

صیاد بھی زخمی بھی اسے باندھین گے دونون
جو دم ہے غنیمت ہے فراغ پر طاؤس

محتاج نہین روشنی عاریتی کا
داغ اپنا ہی ہے شمع و چراغ پر طاؤس

اے ابر ترے عشق مین یہ رنگ دکھایا
ہر داغ ہے اک لالۂ باغ پر طاؤس

دھویا کرے باران بہاری اسے آتش
چھٹنے کے پرون سے نہین داغ پر طاؤس

ذرہ خورشید ہو پہنچے جو در یار کے پاس
سایہ بن جائے ہما لوٹ کے دیوار کے پاس

طرۂ زلف سے زیبا نہین رخسار کے پاس | خوشنما کتنے ہین گیسوے کمر یار کے پاس
کوچۂ یار مین سایہ کی طرح رہتا ہون | در کے نزدیک کبھی ہون کبھی دیوار کے پاس
سیکڑون تشنۂ دیدار ہین معلوم نہین | کس کی قسمت کا ہی پانی ترے تلوار کے پاس
مجکو دربانی کی خدمت ہو تو اے خانۂ یار | سایہ کو آنے نہ دون مین تری دیوار کے پاس
فکر مرغان چمن کی ہے بہار آئی ہے | جھونپڑا آڈالا ہے صیاد نے گلزار کے پاس
کب جواب آئے خط شوق کا دانستہ دیکھون | روز ہوتا ہون ہرکارۂ اخبار کے پاس
کار زنجیر جو ان گیسوے پیچان سے ہوا | رہین گے بیٹھ کے آزاد گرفتار کے پاس
پھر گیا منھ تری ابرو کی طرف سے ان کا | سینہ کو کھول کے جاتے تھے جو تلوار کے پاس
ایڑیان شوق شہادت مین کہان تک رگڑو | اب تو جلاد کو بھیجو او گنہگار کے پاس
حالت نزع ہے صورت کوئی بچنے کی نہین | اٹھ گیا رو کے جو آیا ترے بیمار کے پاس
باغ عالم مین جو رکھا ہے قدم اے آتش | خندہ زن گل کی طرح بیٹھیے ہر خار کے پاس

ردیف شین معجمہ

جلا مین شمع کے مانند عمر بھر خاموش | تمام عمر کٹی قصہ مختصر خاموش
جبین کے نور سے اسلام یان ہویدا ہی | رہین گے مجکو نکیرین دیکھکر خاموش
نہین قرار زمانہ کو ایک حالت پہ | جو دو پہر ہون مین نالان تو دو پہر خاموش
جنون مین بھی ہوئی زائل نہ مجھسے دانائی | رہا مین عالم وحشت مین بیشتر خاموش
نہ کعبہ مین نظر آیا نہ بتکدے مین تو | اٹھا مین بیٹھ کے اکثر ادھر ادھر خاموش
چمن ز[illegible]ا غنچہ نہین شگفتہ ہوا | ہمارا غنچۂ دہن کیون ہی اس قدر خاموش
بتون کے دل نہ دکھاؤن مین ایزد کی طرح | خدا کے قہر کا رکھتا ہے مجکو ڈر خاموش
ہوئی ہے قائل عالم صباحت رخ یار | چراغ زیست کو بھی کرتی ہے سحر خاموش
زبان کھلنے کا نقش منھ بھر آئی ہے | دہان غنچہ کو رکھتا ہے حسرت زر خاموش
نہ راہ ہی مجھے سوجھی نہ پھاندنے کی گھات | پھر آگیا پس دیوار و پیش در خاموش

روانہ ہوتا ہے پہلو سے چھلبلے پھر یار
کمند زلف کا ٹوٹے نہ تار اسے پیشانے
نہ چھیڑ قصہ موسے میاں یار آتش

چراغ صبح سے کرتا ہون پیشتر خاموش
رہا ہبت مین گلا گھونٹ گھونٹ کر خاموش
کسی نے دیکھی ہے معشوق کی کمر خاموش

ردیف صاد

آفت جان ہے ترا اے سرو گل اندام رقص
طبع عالی باز رکھتی ہے تماشے سے مجھے
کس طرح کرتا ہے ذلت گوارا آدمی
چہرۂ محبوب پر گیسو نہین لہرا رہے
اے دل پروانہ بیتابی سے کچھ حاصل نہین
دم فنا ہوتا ہے دامن کی ہر اک ٹھوکر کیساتھ
حرص دنیا حسن غارتگر کو رکھتی ہے خراب
سینہ کوبی کی صدا ہے یہ کہ گھنگرو کی صدا
الکین لایا تھا جام مے ترے نوشن لبان
چشم راحت کار ذلت مین خیال خام ہے
اپنی صورت سامنے اپنے تماشاہ گاہ ہو
میکدے مین چلکے سیر عالم نیرنگ کر
دل اسی پہلو مین آتش پیش ازین بیتاب تھا

ساتھ ہر ٹھوکر کے کرتا ہے ہمارا کام رقص
بام پر گویا کہ مین ہون اور زیر بام رقص
فی الحقیقت کچھ نہین غیر خیال خام رقص
بت کے آگے کرتے ہین کفار نافرجام رقص
ہو سکا طاؤس سے کب قابل انعام رقص
خرمن اُمید کو ہے برق کا پیغام رقص
بہر زر کرتے ہین محبوبان سیم اندام رقص
بیقراری ہے تری یا ایدل ناکام رقص
آج تک کرتا ہے یہ گردون مینافام رقص
عمر بھر رقاص کو رکھتا ہے بے آرام رقص
کیا سمجھکر یہ روا رکھتے ہین خاص و عام رقص
قلقل مینا ہے نغمہ اور دور جام رقص
یہ وہی جا ہے جہان ہوتا ہے صبح و شام رقص

ردیف ضاد معجمہ

کام ہے شیشے سے ہمکو اور ساغر سے غرض
عشق صورت سے خیال آیا ہے معنی کی طرف
آشنا ہوتے ہین مفلس کے کہان یہ لالچی

مست رہتے ہین شراب روح پرور سے غرض
حب صدف سے مدعا تھا اب ہے گوہر سے غرض
زر کی خواہش ان حسینون کو ہے زیور سے غرض

اپنے فعلوں سے تعجب ہے نہ دی جو فساد
زن سے مطلب ہے زمین سے مدعا و سے غرض

بوسۂ لب مانگنے پر گالیاں دیتا ہے یار
زہر ملتا ہے اُسے جس کو ہو شکر سے غرض

آنکھ گل پر والۂ رخسار کی پڑتی نہیں
عاشق قامت نہیں رکھتے صنوبر سے غرض

ناز بیجا بھی نہ اے دل ناگوار طبع ہو
اب تو اٹکی ہے تری اُس ماہ پیکر سے غرض

صاف ہو کر گلستان حسن کی لوٹی بہار
یہ مراد آئینہ کی تھی یہ سکندر سے غرض

عاشق بیتاب کو بوسہ عنایت کیجیے
مرد مفلس کی نکلتی ہے تونگر سے غرض

شکوہ اُس کا بھی زبان زد ہو نہ اے دل چاہیے
گر اُٹھا دی ہے جہان سفلہ پرور سے غرض

فرش قالین و نمد کا آشنا ہوتا نہیں
آتش درویش کو ہے اپنے بستر سے غرض

ردیف طا

سبزے سے خط یار کے ہوتا ہے غم غلط
کیونکر کہیں نوشتۂ قسمت کو ہم غلط

ایسے فریب اُس نے حریفوں کے کھائے ہیں
حق حق کہو جو میں تو کہے وہ صنم غلط

معشوق سے امید وفا ہے خیال خام
وعدہ دروغ یار کا قول و قسم غلط

مایوس ہو نہ مرغ دل اکدن شکار ہے
تیر نگہ نشانہ کو کرتا ہے کم غلط

ہوتی ہے وصل میں نشہ کے دونی ہے او وصل
کیا ہجر میں شراب پیے سے ہو غم غلط

اے شوق راہ یار میں لے تو چلا ہے تو
جادے سے پڑنے پائے نہ نقش قدم غلط

کعبہ سنا ہے نام جو کوچہ کو یار کے
کرتے ہیں برہمن رہ بیت الصنم غلط

شاعر نہیں ہے ہمہ دان ہے کہے جو سچ
ہستی کو اُس کمر کی ہے کہتا عدم غلط

پھل پائے گا نہ عشق سے ابروئے یار کے
اے دل ہے ابر تیغ سے چشم کرم غلط

تحریر یار کے لئے کرتا ہوں خط شوق
مطلب کو لکھنے پائے نہ آتش قلم غلط

نشۂ عشق کا اثر ہے شرط
لب خشک اور چشم تر ہے شرط

بے خبر ایکدن سفر ہے شرط
کہے رکھتے ہیں ہم خبر ہے شرط

مست تیرے مئے محبت کا — دین و دنیا سے بے خبر ہے شرط
صندلی رنگ سیکڑوں معشوق — عشق بازی کا درد سر ہے شرط
قول پر قول مجھسے یار سے ہے — شرط پر شرط شرط پر ہے شرط
کہوں کیونکر میان یار کو ہیچ — جسم کے واسطے کمر ہے شرط
زلف خوبان دراز لازم ہے — خال کوتاہ و مختصر ہے شرط
قابل گوش سیکڑوں گوہر — گوش بھی قابل گہر ہے شرط
یہ تمنا ہے بندگی تیری — اُس قدر ہو کہ جسقدر ہے شرط
گلشن عیش کے نظارے کو — مثل غنچہ گرہ مین زر ہے شرط
توبۂ مے کے توڑنے کے لیئے — ساقی غیرت قمر ہے شرط
لب شیرین سے میٹھی باتین کر — زہر مین زہر کا اثر ہے شرط
چھوٹے سچّون کا دیتے ہین دھوکا — جوہری کے لیئے نظر ہے شرط
عشق مین صبر کار مشکل ہے — دل کے خون کرنے کو جگر ہے شرط
طور سے کہا کیا تجلی نے — حسن بے پردہ سے حذر ہے شرط
عہد پیری مین روئے رنگین دیکھ — سیر گلزار کو سحر ہے شرط
معرکہ عشق کا ہے یان آتش — پاؤن پر تیغ زن کے سر ہے شرط

ردیف ظاء معجمہ

سخت گوئی سے تجھے چاہیئے ای یار لحاظ — بات بڑھجاتی ہے کھودیتی ہے تکرار لحاظ
جام توڑے سے نہ مانون گا تجھے زور آور — توڑنا یار کا اے چرخ ستمگار لحاظ
نہ تو ہندو ہی مین ٹھہرا نہ مسلمان نکلا — مجھسے رکھتے ہین بجا کافر و دیندار لحاظ
اُٹھ گیا پردہ بھی روح سے آلائش تن — نرہا میرے ترے عاقبت کار لحاظ
یار ہے باغ ہے سبزہ ہے مے گلگون ہے — مجکو رہتا نظر آتا نہین زنہار لحاظ
مثل عنقا ہے مجھے مردم دنیا سے گریز — صحبت بد سے ہے انسان کو سزاوار لحاظ

آبگینے سے ہی نازک دل بیمار آتش
بدمزاجی سے مرے رکھتے ہین غنچہ احتیاط

ردیف عین مہملہ

قدر کیا رکھتی ہے پیش چہرۂ پر نور شمع
نام کو چربی کا پتلہ گو ہوئی مشہور شمع

صاف آتا ہے نظر پوشاک سے نور بدن
پیرہن فانوس ہے جسم بت مغرور شمع

اُڑ گئے اغیار سنتے ہی مری آواز پا
رہ گئی محلس مین عذر لنگ سے مجبور شمع

تیش زن کو اپنی دولت سے نہین ممکن فروغ
کب ہوئی روشن میان خانۂ زنبور شمع

شب کی شب اُس شعلہ رو سے گرم صحبت ہو تو کیا
صبح کو پیدا کرے گی سردی کافور شمع

ای فلک اتنا تو محفل مین فروغ اپنا بھی ہو
یار کے نزدیک بیٹھین ہم کھڑی ہو دور شمع

بام پر تو نے جو بھجوایا پلنگ اے شعلہ رُو
رات بھر روشن رہی بالاے کوہ طور شمع

یہ بھی عاشق ہی مگر رکھتی ہے جو میری طرح
اشک گرم و سینۂ سوزان تن محرور شمع

جستجوے یار مین نکلون اندھیرے مین اگر
راہ بتلا دے پری جگنو دکھا دے حور شمع

دیدۂ بینا دل روشن نظر آتا نہین
اُڑ گئی بزم جہان سے صورت کافور شمع

صورت پروانہ جلتے ہین رقیب رو سیاہ
سوز غم سے ہو گیا ہے آتش رنجور شمع

خاک ہو جاتی ہے جل کر ہمرۂ پروانہ شمع
ہی تو زن رکھتی ہے لیکن غیرت مردانہ شمع

شام کو آتی ہے وقت صبح کر جاتی ہی کوچ
منزل ہستی کو سمجھے ہے مسافر خانہ شمع

تیری محفل مین اگر دیکھے مری گستاخیان
شوخی پروانہ سمجھے بازی طفلانہ شمع

سوزش دل کا بیان کچھ کچھ کیا تھا رات کو
موم ہو کر بہ گئی سُن کر مرا افسانہ شمع

گریۂ مستانہ کرتے کرتے آخر ہو گئی
کرچکی معمور اپنی عمر کا پیمانہ شمع

اور کچھ مطلب نہین پروانہ کا سمجھے رہی
آشنا کو آشنا بیگانہ کو بیگانہ شمع

آشنائے حال بھی بیگانہ بعد مرگ ہے
گور پر دیوانہ کے لاتا نہین دیوانہ شمع

جنبش شعلہ نجان اُس کو اشارے سے یہ یار
کرتی ہے محفل مین تیری سجدۂ شکرانہ شمع

روے روشن سا ترے رکھتی رخ روشن اگر
جان قیمت مانگتی گاہک سے دل بیعانہ شمع

لائی ہے ایمان یہ کس کا مصحف رو دیکھکر
رکھتی ہے اشکون سے اپنے سبحۂ صد دانہ شمع

دل مین رہتا ہے خیال چہرۂ پرنور یار
پرتو مہتاب سے رکھتا ہے یہ کاشانہ شمع

چشم غول آنکھون مین پھر جاتی ہے اس کے شعلہ سے
یاد دلواتی ہے مجھ دیوانہ کو پروانہ شمع

عکس روے آتشین سے تیرے اے گل پیرہن
زلف شبگون مین ہوا ہر ایک خار شانہ شمع

سر کو کٹواتی اگر مجھ سخت جان کی طرح سے
ڈال دیتی آہن گلگیر مین دندانہ شمع

روشنی دیکھیگا یارب کونسا رشک پری
ڈھالتا ہے اپنی چربی سے ہر اک دیوانہ شمع

عزت مہمان ہے لازم چاہیئے پروانہ کو
در تلک لینے کو آوے لیکے صاحب خانہ شمع

حسن ناقص ہے کوئی عاشق نہ ہو آتش اگر
ہے یقین بے پر پری سے ہے جو بے پروانہ شمع

روشنی بزم ہے یان چہرۂ گلرنگ و شمع
جمع ہین پروانہ و مرغان خوش آہنگ و شمع

اٹھتے ہی اس رونق محفل کے سب بیکار تھے
جام و مینا ساقی و مطرب رباب و چنگ و شمع

کنج مرقد مین یہ داغ دل سے میرا حال ہے
گرمیون کی رات مین جیسے مکان تنگ و شمع

آتش فرقت رہی بعد فنا بھی مشتعل
موم ہو کر بہہ گئے میری لحد پر سنگ و شمع

ساعد سیمین سے نسبت دی کوئی ناقص اسے
اپنے آگے ایک سی ہے ساق پاے لنگ و شمع

فکر رنگین کو جو ہو انگشت و فندق کا خیال
دست بستہ آئین مضمون گل اورنگ و شمع

راہ بھولون گر شب تاریک مین مین تیرہ روز
منزل ہستی سے عنقا ہو صداے زنگ و شمع

بزم ماتم ہے ہر اک محفل فراق یار مین
رات بھر جلتے ہین آتش عاشق بے ننگ و شمع

ردیف غین معجم

بزم مین رنگین خیالون کے جو ہو سرو چراغ
سنبلستان ہو شبستان لالۂ گلشن چراغ

چاند سے مکھڑے کو دیکھا آنکھین روشن ہو گئین
پرتو مہتاب سے بن جاتے ہین روشن چراغ

روشنی طور ہو بار دگر ممکن نہین
تیرے صدقے کا کہان سے لائیگا روغن چراغ

دن کو بیداری مین رہتا ہی خیال روے یار
رات بھر مین دیکھتا ہون خواب مین معشوق چراغ

سیکڑون پروانون کو اس نے کیا خاک سیاہ
موم کر سکتا نہین اپنا دل آہن چراغ

دل ہمارا مردہ ہے سینہ ہمارا گور ہے
داغ سینہ کا ہو گویا گور پر روشن چراغ

یار کو بھڑکا کے مجھسے کوئی پاتا ہی فروغ
آتش افروزی سے ہو یگا نہین دشمن چراغ

صبح تک جلتی ہے آہون سے ہمارے باد تند
شام سے فانوس رکھتی ہی تہ دامن چراغ

دھیان آجاوے جو مضمون چراغ کشتہ کا
واسطے تشبیہ کے ہووین گل سوسن چراغ

گنج زر رنگ طلائی نے کیا منھ یار کا
لعل لب کو مین نے سمجھا مال پر روشن چراغ

منزل ہستی مین دشمن کو بھی اپنا دوست کر
رات ہو جاوے تو دکھلا دی تجھے رہزن چراغ

داغ دل کی روشنی کافی ہی آتش گور مین
غم نہین اس کا نہو اپنے سر مدفن چراغ

بتیان اس کی بنا کر مین کرون روشن چراغ
باد سے اڑ کر بجھا دے گر مرا دامن چراغ

رات بھر جلتا ہی آٹھون پہر جلتا ہی وہ
دل کو دیکھے اور اپنا سینۂ آہن چراغ

قلب ماہیت گداز عشق سے ہووے اگر
موم ہو کر کیا عجب روشن کرے آہن چراغ

تازہ ہو جاتا ہی یاد رفتگان سے داغ دل
کاروان کرتا ہی اس ویرانہ مین روشن چراغ

بسکہ جلتے ہین حسد سے دیکھ کر میرا فروغ
روز اڑ جایا کرتے ہین بندوق سے دشمن چراغ

امن مین رکھتی ہے شر سے فتنہ کی روشن دلی
چور پھر جاتا ہی گھر مین دیکھ کر روشن چراغ

تیل کا مقدور تو اس کو نہین باقی رہا
گھر جلا کر اب مگر روشن کرے دشمن چراغ

روز فرقت کچھ شب دیجور سے بھی ہی سیاہ
دن کو ہووے گا ہمارے گھر مین اب روشن چراغ

کون کہتا ہی ستارے اپنی برق آہ سے
بن گیا ہی اس سیہ خانہ کا ہر روزن چراغ

جا نہین داغ محبت کی دل بے عشق مین
خانۂ خالی مین دیکھا ہے کہین روشن چراغ

دوستداری کے مزے سے آشنا ہووے اگر
اپنی چربی سے جلا دے راہ مین دشمن چراغ

یک دلی سے دو سیہ رویون کے ہو ہنگامہ گرم
آتش افروزی کرین باہم ہون جب روغن چراغ

سامنا کرتا ہی کیا اُس کا شبستان مین چراغ | مرد میدان ہی تو نکلے دن کو میدان مین چراغ
جب نہ بجھا شمع رویون کے زنخدان مین چراغ | رکھدیا ہم نے بجھا کر طاق نسیان مین چراغ
شمع مینا سے ہو ساقی شہر مین بھی روشنی | لالہ نے روشن کیا کوہ و بیابان مین چراغ
روشنی کی اُس کے حلقون مین جو روے یار نے | ہوگئے روشن شب زلف پریشان مین چراغ
کونسا بلبل پھنسا ہے دام مین صیاد کے | باغبان گھی کے جلاتا ہی گلستان مین چراغ
کیا کہون کتنے مرے تن پر ہین داغ آتشین | اس قدر ہون گے نہ اک سرو چراغان مین چراغ
روے روشن کا خیال آنکھون کو رونے مین ہے | رات بھر رکھتے ہین روشن فصل باران مین چراغ
داغ دل کی روشنی ہے بوریاے فقر پر | شیر کی چربی سے جلتا ہے نیستان مین چراغ
نور شمع طور ہے سینہ کے ہر اک داغ مین | دیکھ لے منھ ڈال کر میرے گریبان مین چراغ
ہوگیا اُس پر زلیخا کو یقین فانوس کا | حسن یوسف نے کیا روشن جو زندان مین چراغ
چہرۂ روشن دکھا دو تم جو شب کو بے نقاب | دیدۂ بے نور ہووے چشم انسان مین چراغ
عشق کی تاثیر سے بعد فنا ہوگا فروغ | میری مٹی کے جلین گے کوے جانان مین چراغ
کون سا دل ہے نہین کشتہ جو حسن گرم کا | بزم عالم مین ہی تو گنج شہیدان مین چراغ
خاک کا پیوند ہون گا جب مین تیرہ روزگار | پھر نہ دیکھے گا کوئی گور غریبان مین چراغ
رتبۂ اعلی و اسفل مین رہی فرق اے فلک | شمع روشن بام پر ہووے تو ایوان مین چراغ

واسطے اپنے نہین منظور مجکو روشنی
مین جلاتا ہون تو آتش راہ مہمان مین چراغ

حسن دیکھے شام ہوتی ہے میرا سخن چراغ | اس شمع رو کے آگے ہو خندہ زن چراغ
یاد آگئی جو رات کو زلف رساے یار | آنکھون مین اپنے ہوگیا کالے کا من چراغ
چاہے جو روشنی ترے رخسار کی کہان | پیدا تو کرلے پہلے یہ لب یہ دہن چراغ
دکھلایا چاہے داغ جنون کو جو روشنی | لے مبیون کو اپنا پھٹا پیرہن چراغ
ممکن خزان نہ ہووے بہار شباب کو | گل ہو نہ تیرے حسن کا اے گلبدن چراغ
ہوگا نہ روشنی مین رخ یار سے فروغ | رکھتا ہی ناحق آرزوے خارزن چراغ

عالم میں جلوہ گر ہے مرا یار اس طرح
ہوتا ہے جیسے روشنی انجمن چراغ

لیجا میں کوے یار میں مجکو جو پائے شوق
روشن کرون میں جا کے میان چمن چراغ

مجبور ہیں نہین تو اندھیرے میں گور کے
مردے جلائیں بیچ کے اپنا کفن چراغ

جلتا ہے خود بھی قبر میں روشن کیا کرین
غربت زدون نے نام کے اہل وطن چراغ

دیکھا جو بت کے حسن خدا داد کی طرف
مسجد میں تو جلائے گا اے برہمن چراغ

ٹھڈی کے گرد یار کے خال سیہ نہین
بجھکر ہیں رہ گئے لب چاہ ذقن چراغ

اے خاک آتش اپنا جو منظور ہو فروغ
چڑھ چاک پر کمہار کے تو اور بن چراغ

ردیف فا

اللہ ہوے بلبل ناشاد کی طرف
گلچین جو بولتا ہے تو صیاد کی طرف

برسون سے قد یار کا مضمون نہین بندھا
مدت ہوئی گئے نہین شمشاد کی طرف

مستی سے اُن لبون کو تعلق جھبون کو ہے
ٹھوکین کبھی نہ سوسن آزاد کی طرف

چلنے میں کی جو شوق شہادت نے رہبری
گردن جھکائی کوچۂ جلاد کی طرف

اے جذب دل بغل میں سمجھتا ہون یار کو
جاتا ہے دھیان جب تری امداد کی طرف

آئینہ کی طرف نہ خیال آیا آپ کا
دیکھا نہ تم نے جوہر فولاد کی طرف

لایا ہے عشق حسن کا تیرے کشان کشان
آتا تھا کون عالم ایجاد کی طرف

عاشق ہی داد خواہ نہین ورنہ روز و شب
فریاد رس کے کان ہین فریاد کی طرف

نکلا ہے تیری زلف کا جب سے کہ سلسلہ
آواز ہے ہین اسیرون کے آزاد کی طرف

سمجھے نہ معصیت کوئی اپنا بتون سے عشق
مد نظر ہے حسن خدا داد کی طرف

گردون سے جاتے ہین یہی ہم گناہگار
منھ سوئے قبلہ آنکھین ہون جلاد کی طرف

طاقت ہے کس کی دیکھے جو غربت کی آنکھ سے
اُس فتنہ و فساد کی بنیاد کی طرف

عاشق ہین محو حسن جو چاہو ستم کرو
کس کا خیال جاتا ہے بیداد کی طرف

بیت الحزن میں میرے وہ یوسف کرم کرے
شادی کا بھی گذر ہو غم آباد کی طرف

جوش جنون ہے موسم گل کا ہے زور شور
سودائی کھنچے جاتے ہین فساد کی طرف

دھوکا دیا ہے دام نے کس گل کی زلف کا
بلبل اشارے کرتے ہین صیاد کی طرف

شیرین بھی چاہتی جو اُسے بیزن تو کیا
خسرو نہ دیکھ سکتا تھا فرہاد کی طرف

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین شفیق من
سودا ہوا ہے میرے اُستاد کی طرف

رجوع بندہ کی ہے اس طرح خدا کی طرف
پھرے ضمیر خبر جیسے مبتدا کی طرف

بعید کیا ہے مروت سے تیری اے شہ حسن
نگاہ لطف سے دیکھے جو تو گدا کی طرف

کہان وہ زلف کہان خون نافۂ آہو
جو مشک سمجھے ہین وہ لوگ ہین خطا کی طرف

الجھ کے شانے سے کھاتا ہے سیکڑون جھٹکے
قصور سے یہ ترے گیسوئے رسا کی طرف

خدا نے درد محبت عطا کیا ہے جسے
اُسے توجہ حاذق نہین دوا کی طرف

ملا جو تم نے لہو دست و پا مین عاشق کا
نہو گا میل طبیعت کو پھر حنا کی طرف

کرے گا یار مری جنگ غیر مین امداد
جو آشنا ہین وہ ہوتے ہین آشنا کی طرف

فراق یار مین رہتا ہے یون تصور گور
خیال جیسے مسافر کا ہو سرا کی طرف

نہو گا سفر روح پیکر خاکی
یہ سوئے ارض روان ہو گا وہ سما کی طرف

بہت خراب رہا بتکدے مین اے آتش
خدا پرست ہے چل خانۂ خدا کی طرف

یہ دل ہے جیسے تمھارے خیال سے واقف
کہ چار خاطر نہ تھے اعتدال سے واقف

کمال ہو جو ہو اپنے کمال سے واقف
کرے تو وجد جو ہو جائے حال سے واقف

خدا کرے نہ تمھین میرے حال سے واقف
نہو مزاج مبارک ملال سے واقف

نہین جو روز و شب و ماہ و سال سے واقف
وہی ہے خوب زمانے کے حال سے واقف

نہون گی آنکھین تمھارے جمال سے واقف
جلا کے طور کرے گی جلال سے واقف

زبان سے کس کی سہ چار دہ نہین سنتے
زمانہ ہے ترے فضل و کمال سے واقف

خبر ہے کیا مجھے اُن گیسوون کی مشاطہ
ہنوز شانہ نہین بال بال سے واقف

دعائے خیر یہی ہے مری حسینون کو
نہو کمال تمھارا زوال سے واقف

مراد پر نہین آیا ہنوز حسن شباب
گل و ثمر نہین اُس نونہال سے واقف

فسانہ طور تجلی کا سُن کے کان کھلے
نہ تھے کرشمۂ حسن و جمال سے واقف

وہ کام کرتے ہین جو دل اشارہ کرتا ہے
شگون سے ہین نہ توہم گوش فال سے واقف

کہا یہ اُس نے یہ سودا کسی کو زلف کا ہو
ہوا جو مجھسے پریشان حال سے واقف

فنا کے بعد کھلا دل کو عشق کا پردہ
تمام ہو کے ہوئے ہم کمال سے واقف

بہت سے لطف ترے چہرے مین ہین آئینے سے
نگاہ اپنی بھی ہے خال خال سے واقف

شراب دے مجھے ساقی نہین رند مشرب ہین
فقیہ ہون گے حرام و حلال سے واقف

کھلے گا ساقی دیر و مغان کو حال اپنا
یہ مشت خاک بھی ہوگی کلال سے واقف

قلم نے چہرے حسینون کے لوح پر لکھکر
کہیرون کو کیا خط و خال سے واقف

پڑا ہے ابروئے ساقی کا عکس ساغر مین
پڑھے وہ ہو جو دعائے ہلال سے واقف

چمن کی سیر کو وہ شوخ طبع آ نکلے
گلون کے کان بھی ہون گوشمال سے واقف

ہوا سے آئی ہے لہرا کے آنکھ پردۂ زلف
کمند مشکی ہوئی ہے غزال سے واقف

ازل سے محرم رازِ پری ہون مین مجنون
مرے فرشتے نہین میرے حال سے واقف

بہار آئی ہے لطف و کرم نے ساقی کے
کیا ہے دردکشون کو زلال سے واقف

نہو تامل ترے رخ پر نہ ای صنم ہوتا
ہلال کعبہ سے کعبہ بلال سے واقف

بہے بہے پھرین دریائے اشک مین افلاک
بلون کو کیجئے کشتی کی چال سے واقف

پری ہے حور ہے یا روح قصر جسم مین ہے
بشر ہون مین نہین پردیکے حال سے واقف

در کریم نہین سیرگاہ مغروران
نہ آئے یان وہ نہو جو سوال سے واقف

نہ چند روز جدائی بھی مقتضی ہون گے
کہان فراق ہوئے جب وصال سے واقف

زہے وہ عہد جوانی زہے وہ دن کہ نہ تھے
یہ مو خضاب سے دندان خلال سے واقف

رقیب متبذل اُس گلعذار کے ہون گرد
یہ خار خس نہین آتش کے حال سے واقف

ردیف قاف

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق | سیر اپنی جان سے ہوجاتے ہین مہمان عشق
نعمت دنیا کو کر دیتا ہے تلخ اُس کا مزا | شیرۂ جان سے ہے شیرین حلوۂ دکان عشق
زلف لیلی سے سوا ہر سطر سودا خیز تھی | ہوگیا دیوانہ مجنون پڑھتے ہی دیوان عشق
حق یہی مذہب ہے باطل ہے جو ہے اس کے خلاف | ہر: مومن ہے وہی لایا ہے جو ایمان عشق
نام زو مشہور ہین شہر حسینان مین مرے | بندۂ احسان عشق و تابع فرمان عشق
ہو مبارک تم کو مصحف کی تلاوت زاہدو | دو جہان بھولے ہوئے ہین حافظ قرآن عشق
دل جگر داغون سے دونون ہین دکان صراف کی | کشور تن مین ہے جاری سکۂ سلطان عشق
تولتے ہین موتیون مین اشک حسن یار کو | دونون آنکھین اپنی ہین دو پلۂ میزان عشق
سیر ہوجاتے ہین ایسے بھوک پھر لگتی نہین | زہر دیتا ہے نمکخوارون کو اپنے خوان عشق
ایکدن تیری کمر کا طوق ہون گے اپنے ہاتھ | الصنم تائید غیبی رکھتے ہین مردان عشق
زعفرانی اشک ہین تو زعفرانی رنگ ہے | اپنے خاطر سے مہیا آجکل سامان عشق
قطع ہوجاتے ہین دنیا کے تعلق یک قلم | چھوٹ گیا وہ ہوگیا جو قیدی زندان عشق
دو جہان مین آتش اس سے کوئی شے بہتر نہین | وصف جو کچھ کیجیے اعلیٰ ہے اُس سے شان عشق

ردیف کاف تازی

کسی حسین کی ہو کیا قدر یار کے نزدیک | وہ گلعذار ہے یکتا ہزار کے نزدیک
خدا نے کی ہے عطا اُس صنم کو دولت حسن | طلا و نقرہ ہین کیا مال یار کے نزدیک
قفس تک آئے جو لے کر چمن سے نکہت گل | یہ فاصلہ ہے نسیم بہار کے نزدیک
شراب پینے کی کرتی ہے فصل گل تکلیف | دل آتے ہین لب تیغ کے شکار کے نزدیک
کروڑ کوس سے میخانہ دور ہو ہر چند | کرم کرے تو ہے ابر بہار کے نزدیک
ہوا یہ دیدۂ بیدار سے مجھے روشن | ہمیشہ روز ہے شب زندہ دار کے نزدیک

جو نسب چلے تو کردن منفعل سر محفل / پری و حور کو جھٹلا کے یار کے نزدیک
بلا سے ایک اگر کشتہ ہوگیا مجھ سا / تری نمود تو قاتل ہے چار کے نزدیک
نہ ٹالیں آج کے وعدے کو کل کے اوپر آپ / یہ جبر ہے دل بے اختیار کے نزدیک
پس از فنا تری درگاہ کی جو مٹی ہو / وہ خاکسار ہے مجھ خاکسار کے نزدیک
یہ عاشقی کی وہ منزل ہے راہ میں جس کی / پیادہ پائی ہے بہتر سوار کے نزدیک
طلسم تازہ دکھاتی ہے ہوشیاری بھی / جہان مردہ ہے شب زندار کے نزدیک
وہ زرد خلق ہوں غالب ہے بعد مردن بھی / بنے مزار نہ میرے مزار کے نزدیک
سمجھتے ہم کمر یار کو نہیں بے ہیچ / اگرچہ ہیچ ہو وہ روزگار کے نزدیک
وہ لوگ کرتے ہیں تعریف خلد ممبر پر / گئے نہیں جو کبھی کوئے یار کے نزدیک
سپر کی طرح چڑھے منہ وہ تیغ ابرو کے / سزا جو اپنی سمجھ لے کنار کے نزدیک
خلش کرے نہ مرے دل سے وہ مژہ کیونکر / شکست آبلہ ہے فتح خار کے نزدیک
عجیب شہر غم آباد عشق بھی ہے کوئی / خوشی بھٹکتی نہیں اس دیار کے نزدیک

ہزار پست کیا ہے فلک نے ای آتش
بلند قدر ہیں ہم اعتبار کے نزدیک

ہر قبر پر اڑا کے علی الاتصال خاک / سمجھے جو آدمی کہ ہے میرا مآل خاک
آنکھوں کا عاشقوں کی رہ یار میں ہے فرش / دامن پر اس کے اڑ کے پڑے کیا مجال خاک
بجا ہے فروغ آتش گل تو جو کچھ دنوں / ای عندلیب دیدۂ گلچیں میں ڈال خاک
تا حال وہ غبار دل یار سے ہے سو ہے / خاطر سے اپنی دور ہو گرد ملال خاک
روشن ہے جس سے منزل دل تو وہ شمع ہے / دم سے ہے تیرے مظہر حسن و جمال خاک
نقش قدم کو تاج سر اس کا ہوں دیکھتا / افتادگی میں رکھتی ہے ایسا حال خاک
سودا رہے گا سر کو بہت روئے یار کا / مدت کے بعد ہوتے ہیں مٹی میں بال خاک
اس سیم بر کا جب سے زمیں پر پڑا ہے پاؤں / آنکھوں میں نیاریوں کے ہے اس دن سے مال خاک
پیدا کریگا خم سے زیادہ پیالہ ظرف / مجھ مست کی ملے جو تجھے ای کلال خاک

اُس رُوے آتشین کی ہوا مین یہ رنگ ہے | گاہے عبیر بنتی ہے گاہے گلال خاک
غنچہ نہ ہو شگفتہ نہ چھڑکین جو باغبان | تیرے قدم کے نیچے کی اے نونہال خاک

صورت بگڑتی بنتی ہے اے ماہ چاردہ
بہروپیون کا رکھتی ہے آتش کمال خاک

بہار مین جو ہوا ہے مرا گریبان چاک | ہوئے ہین لالہ و گل کی طرح سے خندان چاک
صدا یہ غنچۂ گل کے ہے کھلنے سے آتی | کرے جو تنگ گریبان ہو اُسکے شایان چاک
بنائے سائز نے جو کھار تیرے سئے | سِپارے ہون مہ و خورشید و چرخ گردان چاک
کھلے چمن مین جو گیندے کے پھول تو یہ کھلا | کئے بہار نے ظاہر خزان کے پنہان چاک
نکلکے تن سے دکھاوے گی اپنے جوہر رُوح | کھلے کا مطلب، خط جیب کہ ہوگا عنوان چاک
جنون کا جوش اُتارے گا پھاڑ کر کپڑے | بہار مین بدن اپنا کرین گے عریان چاک
کرون گا زلف کے سودے مین تار تار لباس | دکھائی دینگے مری جیب کے پریشان چاک
ملا دون پیرہن گل سے کیا لباس اپنا | ہوا نہین ابھی دست جنون سے چندان چاک
دکھائے عالم صبح بہار اگر رکھوا سُئے | نقاب مین وہ رُخ غیرت گلستان چاک
کیا ہے عشق نے اک ہر روش کا دیوانہ | سحر کی طرح سے رہتا ہون مین گریبان چاک
یقین ہوا ہمین سودا ہوا زلیخا کو | کیا جو کھینچ کے یوسف کا اُس نے دامان چاک
اثر جنون کا رکھتی ہے دل کی بیتابی | قبائے صبر کو کرتا ہو آتش انسان چاک

ردیف کاف فارسی

لاتی ہے ہر نگہ مین نیا چشم یار رنگ | دکھلا رہی ہے گردش لیل و نہار رنگ
مستی عشق کیف مے لالہ گون نہین | اس رنگ پر چڑھا نہین سکتا خمار رنگ
ہر ایک صفحہ ہے مرے دیوان کا اک چمن | مسطر وہ دام ہے کہ ہے جس کا شکار رنگ
کلھا سے باغ ہوتے ہین تیرے حضور زرد | اُڑتا ہے تجھکو دیکھ کے بے اختیار رنگ
گلشن چراغ ناخن غم سے بنے گا رُخ | بدل دکھائے گا یہ ترا خار خار رنگ

چیرا امر اطلسم ہے حکمت سے عشق ہی
اک حال پر کبھی نہین پاتا قرار رنگ

بعد فنا سمائینگے ہم چشم یار مین
پیدا کرے گا سرمئی اپنا غبار رنگ

رخسار زرد پر مرے بہتے ہین اشک خون
یکجا دکھا رہی ہے خزان و بہار رنگ

خون مین نہا نہا کے شہیدون کے لائیگا
نقرا ترا کمیت کا اے شہسوار رنگ

بھڑکا رہی ہے آتش فرقت ہوائے وصل
سیماب کی طرح سے ہے کرتا فرار رنگ

نیرنگی فنا ہے لگی اُس کی فکر مین
ہستی مستعار ہے بے اعتبار رنگ

مضمون بندھے ہین بو قلمون روئے یار کے
رنگین زمین کے فکر رنگے گی ہزار رنگ

بلبل کی طرح ہم کو بھی ہوتا چمن سے عشق
آتش جو چار فصل مین ہوتے نہ چار رنگ

نہ کر زیادہ لباس اے فراق جانان تنگ
گلے کو کاٹتا ہے اپنے ہو کے انسان تنگ

طلسم تازہ دکھاتا ہے دیدۂ دل کو
کشادہ چہرہ کے اوپر دہان جانان تنگ

رہی نہ لالہ و گل سے کوئی جگہ خالی
بہار باغ سے ہو عرصۂ گلستان تنگ

پہنائی زخمون کی بدھی جو تیغ نے تیری
خوشی سے ہو گئے پیراہن شہیدان تنگ

نصیب شانے کے پیار کرے دل صد چاک
بغل مین لین اسے وہ گیسوئے پریشان تنگ

وہ دل ہے جس مین تصور ہو خوش نجالون کا
وہ گھر ہے جس کو کہ رکھے ہجوم مہمان تنگ

نکل کے خانۂ زندان سے مین کدھر جاؤن
جنون کے جوش مین ہو دو جہان کا میدان تنگ

یہ گوش ہی ہین کہ باتین زبان کی سنتے ہین
نکل گئے ہین دہن مین سے ہو کے دندان تنگ

بہار گل مین جو دل کو ہوائے صحرا ہے
ہوا ہے روح کو قالب سے اپنے زندان تنگ

شکار مومن و کافر کا کھیلتا ہے وہ ترک
کمند زلف سے ہین ہندو و مسلمان تنگ

نقاب رخ سے جو دن کو وہ شمع رو اُٹھے
یقین ہے کثرت پروانہ سے ہو ایوان تنگ

بہار گل مین جو مین دھجیان نہ لون اسکی
گلا دبانے کو پھانسی سے ہو گریبان تنگ

نہ کھینچو آتش سے اپنا سایہ ہما
فقیر کے ہو بدلے مین تمہارے سلطان تنگ

ردیف لام

مومن کا مددگار ہے شاہ نجف ایدل
حامی ہے ترا شیر خدا لاتخف ایدل

بت توڑنے کو دوش نبی پر وہ چڑھا ہے
کعبہ کو تولد سے ہے اُس کے شرف ایدل

بیواسطہ ہے احمد مرسل کا خلیفہ
دنیا کے طلبگار کرین حق تلف ایدل

معصوم ہے عیبون سے زمانے کے بری ہے
وہ لالۂ بیداغ و مہ بیکلف ایدل

خاک نجف اکسیر ہے مومن کی نظر مین
شفاف ہے الماس سے در نجف ایدل

حاصلٔ ہے تو قلزم قدرت کا سمجھ لے
گوہر ہے علیؑ کون و مکان ہین صدف ایدل

آئینۂ تحقیق کا رہتا ہے مشاہد
حق اُس کی طرف ہے وہ حق کی طرف ایدل

لاریب اماموں مین سرآمد وہ ولی ہے
سمجھے نہ مقدم یہ جماعت کی صف ایدل

مدح اسد اللہ مین تقریر نہو بند
دریا کی طرح تاکہ نہ آجائے کف ایدل

دشمن ہو جو ایسے کا کہے رکھتا ہے آتش
شیطان کے نطفے سے ہے وہ ناخلف ایدل

عمر دوروزہ ہی مین ہزارون دکھائے گل
بعد فنا بھی خاک نے میری کھلائے گل

سیر چمن نے اور بھی دل کو کیا اداس
بے یار شور زاغ ہوئے خندہ ہائے گل

میرے ہی داغ دل کی نہ تدبیر کر سکا
ورنہ اس آسمان نے نہ کیا کیا مٹائے گل

سنتا ہے کون نالہ و فریاد عندلیب
مدہوش ہے چمن مین پیالہ چڑھائے گل

وعدہ وصال کا ہے اندھیرے مین گور کے
شمع حیات جلد کہین ہو بجھائے گل

چھڑکی ہے باغبان نے مگر خاک پائے یار
رکھتی ہے بوئے حور کا عالم صفائے گل

بیوجہ یہ جگر مین نہین اس کے چار داغ
دل پر ہین تیری کفش کے لالہ لگائے گل

رفع حجاب یار کیا آہ سرد نے
کھولے نسیم صبح نے بند قبائے گل

ملتا ہے کس طرح لب نان فقیر کو
آکر تنور چرخ سے بننے تو کھائے گل

صیاد نالہ سنکے جو رُویا تو لطف کیا
کنج قفس مین باغ سے اُڑ اُڑ کے آئے گل

وان لب ملے رقیب سے یان دم نکل گیا — مقراض تار عمر ہوئے برگ ہائے گل
اے عندلیب تجکو مبارک ترا چمن — کس کے مزاج سے ہے موافق ہوائے گل
آتش بقول مصرع سودا غرض نہین
یکدست اگر زمانہ جہان کے لٹائے گل

درد دل کا جو کہا مین نے فسانہ شب وصل — نیند آنے کا ہوا اُس کو بہانہ شب وصل
نہین کوتاہ کسی حال مین ہمت میری — خشک ہو ہاتھ تو ہو زلف کا شانہ شب وصل
حسرت جلوۂ دیدار بہت ہے مجکو — چاہیئے میرے لئے آئینہ خانہ شب وصل
صبح ہوتے ہوئے اُس بت نے قدم رنجہ کیا — نہ رہا شکر و شکایت کا زمانہ شب وصل
مین نے صندل کی طرح ماتھے کو رگڑا تا صبح — درد سر کا جو کیا اُس نے بہانہ شب وصل
مرتے ہین رشک کے مارے پس دیوار رقیب — شور کرتا ہے جو پازیب کا دانہ شب وصل
یار کیا مجکو ملا دولت پایندہ ملی — ہاتھ آیا مرے قارون کا خزانہ شب وصل
چاندنی آئینہ مین مین نے اُسے دکھلائی — سیر دریا کا جو لایا وہ بہانہ شب وصل
خط سے پیغام زبانی نے ترقی کی ہے — آجکل تیر دعا کا ہے نشانہ شب وصل
دونون مہمان دم چند ہین دیکھون پہلے — جان جاتی ہے کہ ہوتی ہے روانہ شب وصل
عاشقون کی کشش دل ہے کہ لائی ہے اُسے — چاہتا ورنہ خدا سے ہے زمانہ شب وصل
آتش اُس گل کو ہے لیجا کے چمن مین رکھنا
ہو مبارک تجھے بلبل کا ترانہ شب وصل

وہم ہے یار کا آغوش مین آنا شب وصل — پیرہن مین مجھے مشکل ہے سمانا شب وصل
سجدۂ شکر خدایا مین کئے رکھتا ہون — پاؤن پر یار کے سر کو ہے جھکانا شب وصل
جس قدر سوئے غنیمت مین سمجھتا ہون اُسے — بخت خفتہ کو ہے تا صبح جگانا شب وصل
وقت کو ہاتھ سے کھونا ہے غضب غفلت مین — موت سے کم نہین کچھ نیند کا آنا شب وصل
عشق ہے آنکھون کو تلوون سے مجھے ملنے کا — پائنتی یار کی ہے میرا سرہانا شب وصل
رخصت یار کے اوپر مین گلا کاٹون گا — آب شمشیر سے ہے مجھکو نہانا شب وصل

یار وحشی کو یہ لائی ہے بغل مین آتش
دام عنقا ہے جسے کہتے ہین دانا شب وصل

ملک الموت سے کچھ کم نہین خونخوار کی شکل
مر گیا جس کو نظر آئی مرے یار کی شکل

ورد دل پوچھنے والا کوئی میرا نہ رہا
ہو گئی صورت عنقا مرے غمخوار کی شکل

باغبان آنے دے صیاد کو آزردہ نہ ہو
نظر آوے گی نہ پھر بلبل گلزار کی شکل

آنکھ بجلی کے چمکنے سے جھپک جاتی ہے
دیکھین ہم بھی تو ترے طالب دیدار کی شکل

یار نے عاشق رنجور کو کب پہچانا
ناتوانی سے بدل جاتی ہے بیمار کی شکل

ڈھونڈھے اور مجرد کوئی زال دنیا
میری پاپوش کے قابل نہین مردار کی شکل

دل کے گاہک تو ہزارون ہی پری رو دیکھے
دیکھیے جان حزین کے بھی خریدار کی شکل

زرد ہوتا تھا مرے سامنے رو رو کے ستم
اب ڈراتی ہے مجھے مردہ بیمار کی شکل

یار نے غیر کے بدلے جو دیا مجکو جواب
پھر گئی آنکھون مین دشمن کے طرفدار کی شکل

یار جو ناز کرے سبزۂ خط پر کم ہے
کچھ تو کچھ ہو گئی اُس آئینہ رخسار کی شکل

کوچۂ یار مین کرتے ہین اندھیرے مین جو غل
خوب پہچانی ہوئی ہے مری دو چار کی شکل

ہو گئین چار نگاہین جو دم قتل آتش
آنکھین جلاد کی ڈھونڈھین گی گنہگار کی شکل

ردیف میم

آئینہ خانہ کرین گے دل ناکام کو ہم
پھیرین گے اپنی طرف روے دل آرام کو ہم

شام سے صبح تلک دور شراب آخر ہے
روتے ہین دیکھ کے خندان دہن جام کو ہم

یاد رکھنے کی جگہ ہے یہ طلسم حیرت
صبح کو دیکھتے ہی بھول گئے شام کو ہم

آنکھ وہ فتنۂ دوران کسے دکھلاتا ہے
شعبدہ جانتے ہین گردش ایام کو ہم

فتنہ انگیزی بھی چھپتی ہے کہین پردے مین
سنتے ہین گبرو مسلمان سے ترے نام کو ہم

خون قاصد تو وہ سفاک سمجھتا ہے حلال
کسی غماز سے بھجوائین گے پیغام کو ہم

پاؤن بکڑے ہین زمین نے یہ ترے کوچہ کی
رہ صد سالہ سمجھتے ہین اب اک گام کو ہم

دیدہ یار کہین کیا اسے کیف مے مین
سبزۂ خط سے ہوئی اس کی کدورت وہ چند
دی تحصیل محبت کا ہے عالم تا حال
لطف حاصل ہو جو زلفون مین گرفتاری کا
کوچۂ یار مین اپنا جو گذر ہوتا ہے

بھون کر سوز گزک کرتے ہین بادام کو ہم
اب صفائی کے لئے ڈھونڈین گے حجام کو ہم
پختہ کرتے ہین ہنوز آرزوئے خام کو ہم
مول لین دل کی اسیری کے لئے دام کو ہم
نگران رہتے ہین حسرت سے در و بام کو ہم

حسن سے عشق کی خاطر ہے خدا نے بھیجا
کرتے ہین آتش اُسے آئے ہین جس کام کو ہم

غیرت مہر رشک ماہ ہو تم
جس نے دیکھا تھین وہ مر ہی گیا
کیونکر آنکھین نہ ہم کو دکھلاؤ
حسن مین آپ کے ہے شان خدا
ہر لباس آپ کو ہے زیبندہ
فوق ہے سارے خوش جمالون پر
ہم سے پردہ وہی حجاب کا ہے
کیون محبت بڑھائی تھی تم سے
جو کہ حق وفا بجا لائے
ہے تمھارا خیال پیش نظر

خوب صورت ہو بادشاہ ہو تم
حسن سے تیغ بے پناہ ہو تم
کیسے خوش چشم خوش نگاہ ہو تم
عشق بازون کے سجدہ گاہ ہو تم
جامہ زیبون کے بادشاہ ہو تم
وہ ستارے جو ہین تو ماہ ہو تم
کوچہ گردون سے رو براہ ہو تم
ہم گناہگار بے گناہ ہو تم
شاہد اللہ ہے گواہ ہو تم
جس طرف جائین سد راہ ہو تم

دونون بندے اسی کے ہین آتش
خواہ ہم اس مین ہو وین خواہ ہو تم

وحشی تھے بوئے گل کی طرح سے جہان مین ہم
ساکن ہین جوش اشک سے آب روان مین ہم
شیدا سے روئے گل نہ تو شیدائے قد سرو
نکلی لبون سے آہ کہ گردون نشانہ تھا

نکلے تو پھر کے آئے نہ اپنے مکان مین ہم
رہتے ہین مثل مردم آبی جہان مین ہم
صیاد کے شکار ہین اس بوستان مین ہم
گویا کہ تیر جوڑے ہوئے تھے کمان مین ہم

آلودہ گناہ ہے اپنا ریاض بھی
شب کاٹتے ہین جاگ کے مے کی دکان مین ہم

ہمت پس از فنا سبب ذکر خیر ہے
مردون کا نام سنتے ہین ہر داستان مین ہم

ساقی ہے یار ماہ لقا ہے شراب ہے
اب بادشاہ وقت ہین اپنے مکان مین ہم

نیرنگ روزگار سے ایمن ہین شکل سرو
رکھتے ہین ایک حال بہار و خزان مین ہم

دنیا و آخرت مین طلبگار ہین ترے
حاصل تجھے سمجھتے ہین دونون جہان مین ہم

پیدا ہوا ہے اپنے لئے بوریاے فقر
یہ نیستان ہین شیر ہین اس نیستان مین ہم

خواہان کوئی نہین تو کچھ اس کا عجب نہین
جنس گران بہا ہین فلک کی دکان مین ہم

لکھا ہے کس کے خنجر مژگان کا اس نے وصف
اک زخم دیکھتے ہین قلم کی زبان مین ہم

کیا حال ہے کسی نے نہ پوچھا ہزار حیف
نالان رہے جرس کی طرح کاروان مین ہم

آیا ہے یار فاتحہ پڑھنے کو قبر پر
بیدار بخت خفتہ ہے خواب گران مین ہم

شاگرد طرز خندہ زنی مین ہے گل ترا
استاد عندلیب ہین شور و فغان مین ہم

باغ جہان کو یاد کرین گے عدم مین کیا
کنج قفس سے تنگ رہے آشیان مین ہم

اللہ ری بیقراری دل ہجر یار مین
گاہے زمین مین تھے تو گہے آسمان مین ہم

دروازہ بند رکھتے ہین مثل حباب بحر
قفل درون خانہ ہین اپنے مکان مین ہم

آتش سخن کی قدر زمانہ سے اٹھ گئی
مقدور ہو تو قفل لگا دین دہان مین ہم

آخر کار چلے تیر کی رفتار قدم
غیر منزل نہ پڑے راہ مین زنہار قدم

اٹھ گئے وصل کی شب بیشتر از یار قدم
آگے ہم عمر روان سے بھی چلے چار قدم

کوئے مقصود سے یون رکھتی ہے غفلت مجھے دور
جیسے سو جانے سے ہو جاتے ہین بیکار قدم

اہل عالم مین ہون مین زندون مین مرگ کی طرح
بڑھ چلین لاکھ مگر ساتھ ہین دو چار قدم

ایک مدت سے رہ کعبہ مین آوارہ ہین
کیا خدا تک مجھے دکھلائین گے دیدار قدم

جوش وحشت مین بھی مین چل نہ سکے سر دوڑا
لے گئے حسرت خار سر دیوار قدم

صورت برگ خزان جھڑتے ہین ہر گام گناہ
جب اٹھاتے ہین تری راہ مین زوار قدم

اے جنون کوہ و بیابان کبھی دکھلا مجکو
رہین پستی و بلندی سے خبردار قدم

کوچہ گردی یہ شب و روز کی ہو جبہ نہین
ایڑیان رگڑین گے کس کے پس دیوار قدم

جادۂ راہ محبت کو خط مسطر جان
سر کے بل مثل قلم چل جو ہون بیکار قدم

خاک بھی ہون تو ہون خاک در اُس کا آتش
جس کے تھے دوش پیمبر کے سزاوار قدم

میل کی طرح سے ہلتے نہین زنہار قدم
بھول جاتے ہین رہ عشق مین رفتار قدم

جوش وحشت مین جو ہون مائل رفتار قدم
شہر ہستی سے ہے صحراے عدم چار قدم

بخت خفتہ کو جگا دین جو یہ پشت پا سے
ایسے رکھتے ہین کہان طالع بیدار قدم

عرصۂ جنگ سے خون ریز مین ہی یہان کی
بیشۂ عشق مین مردون کی طرح چار قدم

جوش وحشت مین نہ زنجیر کو توڑا اک دن
گور مین جائین گے ان ہاتھون سے بیزار قدم

چال وہ چل کہ ہو جان سے دل عالم کو عزیز
آنکھون پر رکھے ترے کافر دیندار قدم

ہاتھ بندھوائین نہ مجھسے یہ حضور دربان
یار کے گھر مین چلین پھاند کے دیوار قدم

چاہیے عاشق شیدا کو لحاظ معشوق
شاخ گل پر نہ رکھے بلبل گلزار قدم

کوچۂ زلف کے سودے سے گل آخر پھولا
ہوے زنجیر کے پھندے مین گرفتار قدم

دوڑتے دوڑتے کسدن نہین عاشق مرتے
جانتا ہی نہین اُس ترک کا رہوار قدم

سبقت اُس ابرو کو جنبش مین ہے اُن مژگان سے
تیر سے چلتی ہے آگے یہ کمان چار قدم

بیڑیان اُن کو جو پہنائین قصور اُن کا کیا
مین گنہگار جنون ہون کہ گنہگار قدم

ثابت معرکۂ عشق بنایا ہے مجھے
کوچے کاٹون جو ہون لغزش کے سزاوار قدم

حیف ہر راہ خدا مین نہوا اُن سے ہمکو کشش
دست قدرت نے بنائے نہین بیکار قدم

عاشقون سے جو مسیحا اُسے سن پایا ہے
چومنے آتے ہین ہر صبح کو بیمار قدم

یہ صدا آتی ہے زنجیر سے مجھ مجنون کی
آج مجبور ہین وہ کل جو تھے مختار قدم

آپ ہمت کرے گا آگے آتش جھٹکا تو
خاک پر رکھین گے مجھ رند کی ابرار قدم

چمن میں رہنے دے کون آشیاں نہیں معلوم
نہال کسکو کرے باغباں نہیں معلوم

مرے صنم کا کسی کو مکان نہیں معلوم
خدا کا نام سنا ہے نشان نہیں معلوم

اخیر ہو گئے غفلت میں دن جوانی کے
بہار عمر ہوئی کب خزاں نہیں معلوم

یہ اشتیاق شہادت میں محو تھا دم قتل
لگے ہیں زخم بدن پر کہاں نہیں معلوم

سنا جو ذکر الٰہی تو اس صنم نے کہا
عیاں کو جانتے ہیں ہم نہاں نہیں معلوم

کیا ہے کس نے طریق سلوک سے آگاہ
مرید کس کا ہے پیر مغاں نہیں معلوم

مری طرح تو نہیں اس کو عشق کا آزار
یہ زرد رہتی ہے کیوں زعفران نہیں معلوم

جہان و کار جہاں سے ہوں بے خبر میں مست
زمین کدھر ہے کہاں آسمان نہیں معلوم

سپرد کس کے مرے بعد ہو امانت عشق
اٹھائے کون یہ بار گراں نہیں معلوم

خموش ایسا ہوا ہوں میں کم دماغی سے
دہن میں ہے کہ نہیں ہے زبان نہیں معلوم

مری تمھاری محبت ہے شہرۂ آفاق
کسے حقیقت ماہ و کتان نہیں معلوم

کس آئینہ میں نہیں جلوہ گر تری تمثال
تجھے سمجھتے ہیں ہم این و آن نہیں معلوم

ملا تھا خضر کو کس طرح چشمۂ حیوان
ہمیں تو یار کا اپنے دہان نہیں معلوم

کھلی ہے خانۂ صیاد میں ہماری آنکھ
قفس کو جانتے ہیں آشیان نہیں معلوم

طریق عشق میں دیوانہ وار پھرتا ہوں
خبر گڑھے کی نہیں ہے کنواں نہیں معلوم

جو ہو تو شوق ہی ہو کوئے یار کا ہادی
کسی کو ورنہ سبیل جناں نہیں معلوم

دہن میں آپ کے البتہ ہم کو حجت ہے
کمر کا بھید جو پوچھوں میاں نہیں معلوم

نسیم صبح نے کیسا یہ اس کو بھڑکایا
ہنوز آتش گل کا دھواں نہیں معلوم

سنیں گے واقعہ اس کا زبان سوسن سے
شہید کس کا ہے یہ ارغوان نہیں معلوم

کنار آب چلے دور جام یا لب کشت
شکار ہوئے بطے کہاں نہیں معلوم

رسائی جس کی نہیں اے صنم ورود دل تک
یقیں ہے اس کو ترا آستان نہیں معلوم

عجب نہیں ہے جو اہل سخن ہوں گوشہ نشین
کسی دہن میں زبان کا مکان نہیں معلوم

پھنسیں گے زیست کے پھندے میں کسدن آتش
جنازہ ہوگا کب اپنا رواں نہیں معلوم

ردیف نون

اس قدر آنکھیں مری محو تماشا ہو گئیں
پتلیاں پتھرا کے آخر سنگ موسیٰ ہو گئیں

روے رنگیں سے بھی وہ گیسو خط ہی دلفریب
بوٹیاں بھی اس گلستان کی تماشا ہو گئیں

باغ کو سرسبز باران بہاری نے کیا
شاعرون کیواسطے تشبیہیں پیدا ہو گئیں

تشنۂ دیدار ہین کس آتشیں رخسار کے
آنکھیں ہین مثل آئینہ مصفا ہو گئیں

صورت کافور بوندین اسکی اب اڑتی تو ہین
چشمہ خورشید تک پہونچیں تو دریا ہو گئیں

جس طرف سودا ہین ان زلفون کے مین وحشی کیا
دو بلائین دو طرف سے میری پیدا ہو گئیں

شب نہونے سے ترے اندھیر تھا اک صبح تک
کیا کہون کیا حالتین اے ماہ سیما ہو گئیں

کنج عزلت مین قناعت کی جو نان خشک تک
نعمتیں دنیا کی جو کچھ تھیں مہیا ہو گئیں

قاف مین بھی سکہ بیٹھا حسن عالمگیر کا
آتش اپنے یار کی پریان بھی شیدا ہو گئیں

پہونچا سزا کو اپنی ہے بیداد گر کہان
دزد حنا چڑھایا گیا دار پر کہان

عشق کمر کا قصہ ہوا مختصر کہان
ہستی سے کر چکا ہون عدم کو سفر کہان

داغ جگر مٹا نہ سکی آہ صبح گاہ
گل کرتی ہے چراغ نسیم سحر کہان

لون بوسہ کس کا ہے دہن یار ناپدید
کس کے ہون ہاتھ طوق وہ نازک کمر کہان

تا حال آنکھون نے نہیں سیر بہشت کی
پیش آیا کوئی یار کا ہم کو سفر کہان

داغ شب فراق جو جیتا نہ چھوڑتا
کھاتا ہمارا مغز خروس سحر کہان

آہن دلون سے چشم کرم ہے خیال خام
کرتا ہے سبز نخل کو آب تبر کہان

حیران کار رہتے ہین آئینہ کی طرح
آنکھون سے پوچھیے کہ پڑی ہے نظر کہان

دندان کا اپنے نقش لب یار پر جو ہے
پیدا کیا عقیق نے ایسا شجر کہان

آئینہ دیکھنے کا گذرتا نہیں خیال
اپنی خبر نہیں انھیں میری خبر کہان

اندھیرا آنکھوں میں ہو اجالا ہو نا پدید
سودا نہین ہے گیسوون کا یار کے کسے
خرمائے لب کے بوسہ کا چکھا نہین مزہ
دھوکا نہ دیکھیگا مجھے زلف یار کا
دم کیا بھرے گا کوئی محبت کا یار کے

پر دیکھین شب کے چھپر ہی ایسی سحر کہان
ان دو بلاؤن سے ہو کسی کو مفر کہان
توڑا ہے نخل حسن کا ہم نے ثمر کہان
سنبل کے پاس طرہ ہو ہرچند سر کہان
میرا سا دل کہان ہو مرا سا جگر کہان

فیند خودی سے چھوٹ کے جاگی ہو گور مین
آتش ملا ہے گنبد گردان کا در کہان

نہانے کو لگا جانے جو وہ محبوب دریا مین
غریق فکر رکھا بہر دن ہی مضمون دندان نے
مے یوسف کو لہر آئی اگر اس مین نہانیکی
لگا کر غوطہ بوسہ لون گا اس طفل شناور کا
وہ بحر حسن جو فرقت کی شب مین یاد آیا ہو
خفا ہم جا نہنے والون کے ہونگے غوطے کھا کھا
عشق آیا دیکھکر حسن و جمال یار کا جلوہ

عریضون کی جگہ بہنے لگے مکتوب دریا مین
گہر کے واسطے غوطے لگائے خوب دریا مین
حباب ایک ایک ہوگا دیدۂ یعقوب دریا مین
گہر اسے گوہر مقصود ہو مطلوب دریا مین
یہی لہر آتی ہے دلکو کہ چل کر ڈوب دریا مین
بہت کف لائیگا وہ طفل خوش اسلوب دریا مین
نہایت شاہد آبی ہوئے محجوب دریا مین

دیا دھوکا جو آتش محو اس دست نگارین کا
مروڑا پنجۂ مرجان کو مین نے خوب دریا مین

خشمگین آنکھین تمھاری آفت جان ہوگئین
تم جو جا نکلے نسیم نو بہاری کی طرح
اے صبا دامن ہی تیرا او مجھ مجنون کا ہاتھ
سامنے رہنے لگا رخسارۂ زیبائے یار
منہدی ہاتھوں مین ملی تو نے جو اے دریائے حسن
راستی سے نیزۂ ترکان بنا بالائے یار
خانۂ دل مین تصور خوش جمالون کا رہا

برچھیان عاشق کشی کرنے کو مژگان ہوگئین
پھول کھل کھلکر گل و لالہ کی کلیان ہوگئین
اس پری رو کی اگر زلفین پریشان ہوگئین
صورت آئینہ آنکھین اپنی حیران ہوگئین
انگلیان رنگ حنا سے شاخ مرجان ہوگئین
وہ بھوین اپنی کجی سے تیغ عریان ہوگئین
گاہ حورین گاہ پریان اپنی مہمان ہوگئین

کوچہ گردی میں دکھائی تیغ قاتل نے بہار | بسملوں سے شہر کی گلیاں گلستاں ہو گئیں
دیدۂ عاشق سے جس نے دیکھا دیوانہ ہوا | حسن سے پریاں بلائے جان انساں ہو گئیں
اے مراد دل ترے کوچہ میں رکھتے ہی قدم | حسرتیں جو چھپ کے بیٹھیں گرد پریشاں ہو گئیں

یہ کھلا آتش عناصر سے دل دیوانہ کو
چار دیواریں اکٹھی ہو کے زنداں ہو گئیں

قید ہستی سے ہنوز آزادگی حاصل کہاں | روح سے چھوٹا ہے یہ زندان آب و گل کہاں
ہچکیاں لیتے تھے کوچہ میں ترے بسمل کہاں | زخم ہنستے تھے کسی کے منہ پر اے قاتل کہاں
قدرت اللہ ہے نیرنگ سازی حسن کی | گورے گورے عارضوں پر کالے کالے تل کہاں
دسترس کس دن ہوا بند قبائے یار پر | وا ہوئے ناخن سے اپنے عقدۂ مشکل کہاں
طوف کوئے یار کی حسرت نہیں نکلی ابھی | طے ہوئی ہے کعبۂ مقصود کی منزل کہاں
صورت ریگ رواں گرم سفر ہوں روز و شب | کچھ نہیں معلوم جاتا ہوں کدھر منزل کہاں
جو ندے ایذا کوئی ایذا نہیں دیتا اُسے | سایۂ دیوار کو اندیشۂ عاقل کہاں
بھیک کس کے حسن کی مقصود مہر و ماہ ہے | دربدر پھرتے ہیں مثل کاسۂ سائل کہاں
بحر ہستی سا کوئی دریا سے بے پایاں نہیں | آسمان نیلگوں سا سبزۂ ساحل کہاں
وقت بد میں کون ہوتا ہے مصیبت کا شریک | ہجر کی شب کے اندھیرے میں مہ کامل کہاں
کونسا ایسا کیا ہے مجھ سے یاروں نے سلوک | یاد آتی ہے عدم میں جا کے یہ محفل کہاں
خندہ زن دیکھا نہ اک مرد کو زندہ کی طرح | ہوشیاری کے مزے سے آشنا غافل کہاں
جنبش ابروئے قاتل میں نہ ٹھہرے گا رقیب | تیرہ نامرد زخم تیغ کے قابل کہاں

عشق کے صدمے اٹھانے کو جگر بھی چاہیے
خون ہوا میری طرح آتش کسی کا دل کہاں

فریب کو دل اہل صفا میں راہ نہیں | وہ دشت ہے یہ جہاں آب زیر کاہ نہیں
بدن سا شہر نہیں دل سا بادشاہ نہیں | حواس خمسہ سے بہتر کوئی سپاہ نہیں
وہ آب و رنگ کہاں روئے یار کا گل پر | ہزار آنکھ ہو نرگس کی وہ نگاہ نہیں

صدا یہ قبر سے بیدار دل کو آتی ہے
عمل جو نیک ہون تو ایسی خوابگاہ نہین

خیال اس مین ہے لازم سیاہ چشمون کا
لباس کعبۂ دل کا مرے سیاہ نہین

تمھارے سبزۂ خط کی طرح سے دل لہرائے
چمن مین دہر کے ایسی کوئی گیاہ نہین

نہ پاک ہوگا کبھی حسن و عشق کا جھگڑا
وہ قصہ ہے یہ کہ جس کا کوئی گواہ نہین

بتون کے ناز سے دکھ دکھ کے پک گئے ہین دل
وہ کون ہے کہ خدا سے جو دادخواہ نہین

غریب کو نہ کرین قتل خط وہ پڑھ کے کرین
مرا گناہ ہے قاصد کا کچھ گناہ نہین

خراب ظلم سے ہین حسن یار کے عاشق
غضب خدا کا ہے عادل جو بادشاہ نہین

فرشتے نے نہین پھونکا ہے کان مین کس کے
وہ سر ہے کونسا جس پر کج کلاہ نہین

چمک چمک کے نکلنے کا حال کھل جاتا
دکھاؤن کس کو وہ رخ چشم مہر و ماہ نہین

بھر آئے دیکھ کے منہ مین نہ کسطرح پانی
تمھاری ناف سا چشمہ ذقن سا چاہ نہین

کھڑے ہین کھولے ہوئے اپنے سینون کو عاشق
تمھاری تیغ کے زخمون کی بند راہ نہین

نہووے گوش زد یار تو تعجب ہے
قد بلند سے کوتاہ سد آہ نہین

غبار خط سے وہ انداز و ناز حسن کہان
نمود گرد ہے باقی مگر سپاہ نہین

عذاب گور ہے دنیا کے رنج سے بدتر
سوا خدا کے کرم کے کہین پناہ نہین

فقیر بن کے قدم مار اس مین اے آتش
طریق احمد مرسل سی شاہراہ نہین

بلبل کو خار خار دلستان ہے اندنون
ہر طفل کی بغل مین گلستان ہے اندنون

زنار عشق بت مین رگ جان ہے اندنون
ناقوس برہمن دل نالان ہے اندنون

آباد میرا خانۂ ویران ہے ان دنون
سیلاب مجھ غریب کا مہمان ہے اندنون

دامن ہے اپنے ہاتھ مین رشک ماہ کا
مثل نظر ہلال گریبان ہے اندنون

باغ جہان مین جو ہے گرفتار ہے ترا
آزاد ایک سرو گلستان ہے اندنون

کہتے ہین ہم زمین مین مجنون کی اب غزل
ہر بیت اپنی خانۂ زندان ہے اندنون

کافر ہو اے صنم جو خریدے نہ تو اسے
مہندی کے مول خون مسلمان ہے اندنون

ہنگامہ حسن و عشق کا ہے گرم آج کل
دیوانہ پری ہے جو انسان ہر اندنون

مستی کا ان لبون کے فسانہ کہان نہین
مجلس نہین وہ جو نہین حیران ہر اندنون

صدقے قمر چکور ہوتے ہین رخسار یار کے
وہ ماہ چاردہ مہ تابان ہے اندنون

آتا ہے سیر باغ کو وہ گوہر مراد
پھیلائے گل کے پاس جو دامان ہر اندنون

قد سرو چہرہ گل ہے تو سنبل ہین موے یار
گھر خانہ باغ ہے جو وہ مہمان ہر اندنون

جوہر شناس جمع ہین آتش ہر معرکہ
شمشیر ہے وہی کہ جو عریان ہے اندنون

برق کو اس پہ عبث گرنے کی ہین تیاریان
برگ گل ہی آشیان کو اپنے ہے چنگاریان

عہد طفلی مین بھی تھا مین بسکہ سودائی مزاج
بیڑیان منت کی بھی پہنین تو مین نے بھاریان

موت کے آتے ہی ہمکو خود بخود نیند آگئی
کیا اسی کی یاد مین کرتے تھے شب بیداریان

اے خطا اس کے گورے گالون پہ یہ تونے کیا کیا
چاندنی راتین بکایک ہو گئین اندھیاریان

خندۂ گل سے صدائے نالہ آتی ہے مجھے
خون بلبل سے مگر سینچی گئی ہین کیاریان

خاک کا پتلا بھی آہن سے ہے سختی مین فزون
جسم پر انسان کے تلوارین ہوئی ہین آریان

خوف خالق ہے وگرنہ محتسب کیا مال ہے
خانۂ قاضی مین جا کر کیجیے میخواریان

کچھ ہمین خالی نہین کرتے ہین یہ دیر خراب
پھر گئے ہین یار یون ہی اپنی باریان

حکم کر آتش کہ بازار محبت بند ہو
اب کرین ٹٹو بجھیے گرم اپنی دوکانداریان

ہوا تھا اس کو ایسا لطف کیا حاصل گلستان مین
قفس مین عندلیب خستہ جان ہے دل گلستان مین

ثبات اس کو نہین یہ عالم و اشہد دور ذرہ ہے
منہ اتنا بھی ہے غنچہ نہ تم کھل کھل گلستان مین

ابھی ہوا عضب پہ ناحق ان کو خار چبھین گے
نہ ہون برگ حنا کے آبلے شامل گلستان مین

بہاؤن رو کے سو دمین جو شبنم کی طرح دریا
کنارہ ایک صحرا مین ہوا ک ساحل گلستان مین

خزان مین زرد بھی ہونا چمن کا حسن رکھتا ہے
بہار زعفران ہو جاتی ہے داخل گلستان مین

چمن کی سیر کو تم گاہے گاہے جا نکلتے ہو
شہیدون کی طرح ہے ارغوان بسمل گلستان مین

نہ کیونکر قید مین بلبل کو دیکھے سے جگر خون ہو
قفس مسکن ہو اُس کا جسکی تھی منزل گلستان مین

چمن مین بلبلون کو ذبح وہ صیاد کرتا ہے
بہا دیتا ہو نہرین خون کی قاتل گلستان مین

نسیم نوبہاری کی مدد کا وقت ہے پہونچے
ہوئے ہین غنچۂ گل عقدۂ مشکل گلستان مین

بہار فتنہ کے غم نے خزان مین خون تھکوایا
ہوئی دق ہو کے آخر بلبلون کو سل گلستان مین

شراب بیخودی ایسی پلادی ساغر گل نے
رہے صیاد سے مرغ چمن غافل گلستان مین

سُنا ہو عاشق و معشوق جیسے بلبل و گل کو
اسے بسمل سمجھتا ہون اسے قاتل گلستان مین

پھرا جب باغ سے تیرے قد بالا کا دیوانہ
بہت رُویا گلے سے سرو کے مل مل گلستان مین

بہار آئی ہے دل بہلائیے پیری مین اے آتش
جوانان چمن کی دیکھیے محفل گلستان مین

پردے یہ غفلتون کے اگر دل سے دور ہون
مائل سوے سجود سر پر غرور ہون

تمیز کیجیے جو سفید و سیاہ مین
ظلمت جو زلفین ہون تو وہ رخسارے نور ہون

پہلے ہی دیکھتا ہون مین ان کو جواب صاف
سمجھائین اب جو یار بڑے بے شعور ہون

آنکھون مین تنگ چشمون کے پھرتی ہین فیل مست
ہر چند ناتوانی سے مین پاے مور ہون

بعد فنا بھی خاک رہ یار ہون گے ہم
ممکن نہین رکاب سعادت سے دور ہون

کرتا ہے کیا یہ محتسب سنگدل غضب
شیشون کے ساتھ دل نہ کہین چور چور ہون

غلغل پاے یار مین آواز صور ہے
بیدار بخت خفتۂ اہل قبور ہون

کشتے جو حسن گرم کے نالان ہون زیر خاک
سنگ مزار جلنے لگین کوہ طور ہون

مرتا ہے غیر کس لئے کٹتا ہے یار کیون
حاضر ہین جان و دل جو کسی کو ضرور ہون

ساقی چمن مین آگ لگائی بہار نے
رنگ شراب سرخ سے جام بلور ہون

ثابت جو یار کرتے ہین مجھ پر خطاے عشق
انصاف ہو تو آپ سراپا قصور ہون

دل مین ان آئینون کے سراسر بھرا ہی زنگ
ہر چند پاک صاف یہ تیرے حضور ہون

رونے کی جا ہے حالت دیوانگان عشق
ابر بہار دیدۂ وحش و طیور ہون

عزم طواف کعبہ ہے اب کچھ غرض نہین

آتش بتان ہند پری ہون کہ حور ہون

دو قدم غربت سے گر سوئے وطن جاتا ہون مین
پاؤن شل ہو جاتے ہین دیوار بنجاتا ہون مین

مثل گل باغ جہان سے خندہ زن جاتا ہون مین
لالہ رو یوے کے داغون کے چمن جاتا ہون مین

کیسی ہی آزردگی ہو آئینہ کی طرح سے
چار آنکھین ہوتے ہی اُس بت سے بنجاتا ہون مین

کوئے قاتل کا جو ہو شوق شہادت رہنما
کس خوشی سے باندھکر سر پر کفن جاتا ہون مین

سنگ آیا ہے جو دل سودائے زلف یار مین
مشک کی بو سونگھنے چین و ختن جاتا ہون مین

جان کرتی ہے بتون کی راہ سے چلنے کا قصد
گور نے کھولا مری خاطر دہن جاتا ہون مین

کچھ بھی غیرت ہو تو پانی پانی بے آبی سے ہو
تشنہ لب لے حسرت چاہ ذقن جاتا ہون مین

طرفہ سودا ہے مرا اپنا گریبان چھوڑکر
پھاڑنے اُس گلبدن کا پیرہن جاتا ہون مین

ساتھ ہوتا ہے کبھی میرے جو وہ بالا بلند
کاٹنے سرو و صنوبر کو چمن جاتا ہون مین

گور مین خاکی بدن کو چھوڑکر جاتی ہے رُوح
جھاڑکر گوشہ مین گرد پیرہن جاتا ہون مین

خوش سلوکی کی زمین و آسمان نے میرے ساتھ
آیا تھا بے پیرہن پہنے کفن جاتا ہون مین

ہستی فانی سے قصد روح ہے سُوئے عدم
دل کو خوشوقتی ہے غربت سے وطن جاتا ہون مین

تاب داغ برہمی مانند بوئے گل نہین
چھوڑکر آباد آتش انجمن جاتا ہون مین

پسے دل اُس کی چتون پر ہزارون
موے بے ساختہ پن پر ہزارون

مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست
مرے احسان ہین دشمن پر ہزارون

برائے شکر قاتل رو نگٹون سے
زبانین ہین مرے تن پر ہزارون

نہ اٹھکھیلی سے چل ہوتے ہین صدمے
دلِ شیخ و برہمن پر ہزارون

ہوا سر خم نہ زیر تیغ جلاد
رہے بوجھ اپنی گردن پر ہزارون

ترے کشتہ ہین ہم آنکھین ملین گے
ہمارے سنگ مدفن پر ہزارون

نہ مل اے لعبت چین عطر گلزار
گلا کاٹین گے گلشن پر ہزارون

نہین اک مرد کو دنیا سے مطلب
مرین نامرد اس زن پر ہزارون

عجب کیا ہے اگر پروانے بے شمع
جلین آتش کے مدفن پر ہزارون

واشد دل کیلیے جاتے ہین نادان باغ مین
گل گریبان چاک ہین بلبل ہین نالان باغ مین

مر گیا جب خوش نوا بلبل غزلخوان باغ مین
اُس کے پھولون مین پڑھی مین نے گلستان باغ مین

ابر نے ناحق مجھے گلگشت کی تکلیف دی
تیرباران ہو گیا بے یار باران باغ مین

غیر ممکن ہے اسیری مین شگفتہ خاطری
دل نہ قیدی کا لگے ہو گو کہ زندان باغ مین

شیشہ کے منہ کی طرح رکھتا ہے دروازہ کو بند
باغبان کیا سیر کو آئی ہین پریان باغ مین

چشم بلبل مین جو پیدا ہو سواد اہل علم
برگ گل ہو جائین اوراق گلستان باغ مین

یاد زلف یار آئی دل کو سودا سا ہوا
بوے سنبل نے طبیعت کی پریشان باغ مین

روے زیبا تم نے دکھلایا ہے جا کر بے نقاب
آج جو ہے صورت آئینہ حیران باغ مین

شوق کوے یار مین روتا جو ہون دل کھول کر
اشک شبنم کی طرح جاتے ہین پنہان باغ مین

قتل کرتا ہے محبت کی نظر سے دیکھنا
سرو قمری کے لیے ہے سیف عریان باغ مین

ٹٹیون مین مہندی کی تو نے بنائے کیا ہرن
آگئین اے باغبان شاخ غزالان باغ مین

مہندی ملکر دھوے ہاتھ اُن مین جو تو اے سیمبرن
پھوٹ کر نہرون سے نکلین نخل مرجان باغ مین

کوچ کرتی ہے بہار آتا ہے ہنگام خزان
ڈر سے بلبل کے جھکے منہ پہ گل کلداماں باغ مین

سیر کرتا ہون مین جبتک رہتی ہے حسرت یہی
توڑتا ہوتا اگر سیب زنخدان باغ مین

چلتی ہے وحشت جنون کی طرح سے باد بہار
چاک تا دامن ہوا گل کا گریبان باغ مین

بوسے اُس رخسارہ رنگین کے مین کیونکر نہ لون
پھول بے توڑے نہین رہتا ہے انسان باغ مین

جوش نے مستی کے دکھلائی مجھے سیر بہار
نشہ کی دھن لیگئی افتان و خیزان باغ مین

بے حیائی سے نہ ہوئے تو نہوے انفعال
لالہ نافرمان کے روبرو ہے خندان باغ مین

ہے یہی اللہ سے اپنی مراد آتش رہین
مست کوے یار مین طاؤس رقصان باغ مین

آشنا معنی سے صورت آشنا ہوتا نہین
آئینہ دل کیطرح سے حق نما ہوتا نہین

دردمند عشق جو یا سے دوا ہوتا نہین
خار غار دہر سے دل آشنا ہوتا نہین
کس کو پیوند زمین کرتی نہین رفتار ناز
کھینچ لیتا ہے دل عاشق کو خط سبز یار
جس قدر چاہین اگا لین باغ مین شمشاد و سرو
دیکھیے کب تک نہین ہوتی قیامت آشکار
سنبل و ریحان باغ حسن کا عالم نہ پوچھ
اک قلندر کی پسند آئی مجھے کتنی یہ بات
کیا مری آنکھون کو دھوکا دیگا زلف یار کا
ہے ہر اک دندان دہان یار مین دُرِّ یتیم
بڑھ نہین چلتا ہے کوئی حد سے اپنی پیش یار
گو ہر شبنم بہم پہونچائین گلہائے چمن
دلربائی کے طریقہ مین نہین کامل سنوز
اے صنم پارس گے تیرے پاؤن مین ترشے ہوے
کون ملتا ہے نہین ملتا اگر وہ نازنین
نشہ کی گرمی سے پھاڑے کھائے لگتی ہی لباس
کون سی شب کو وہ بت رہتا نہین آغوش مین

تندرستی سے یہ بیمار آشنا ہوتا نہین
مثل آب و رنگ گل ملکر جدا ہوتا نہین
کونسا سرکش تمھاری خاک پا ہوتا نہین
کاہ سے ہر چند جذب کہربا ہوتا نہین
خیر ہے جب تک کہ وہ بالا بلا ہوتا نہین
تا بجا دیدار کا وعدہ وفا ہوتا نہین
خط سا پیرو گیسوون سا پیشوا ہوتا نہین
چار ابرو کی صفا سے دل صفا ہوتا نہین
موئے زنگی کی طرح سنبل رسا ہوتا نہین
ان لب لعلین سا لعل بے بہا ہوتا نہین
اُس کے پاؤن مین سیہ رنگ حنا ہوتا نہین
یار کا سا خندۂ دندان نما ہوتا نہین
حق ناز اے طفل ابھی تجھسے ادا ہوتا نہین
ٹھوکرین کھا کھا کے کب آہن طلا ہوتا نہین
مین بھی اُس نا آشنا کا آشنا ہوتا نہین
اپنے جامے مین تو اے گلگون قبا ہوتا نہین
شامل حال اپنے کب فضل خدا ہوتا نہین

استخوان آتش کے ہین رزق سگان کوی یار
اس سعادت کا شرف بہر ہما ہوتا نہین

غبار راہ ہین گو آج ہم ان نے سوارون مین
گئے بتخانہ پوجا گہ کیا طوف حرم ہم نے
ازل ہی سے مری قسمت مین تھی آشفتگی لکھی
اجل آ ورنہ اب یہ رشک مجکو قتل کرتا ہے

سمند عمر منزل طے کریگا دو طرارون مین
اڑائی تیری خاطر خاک کن کن رہگزارون مین
گیا طفلی مین بھی ہر روز مین اک دو کنارون مین
عزیزان پاؤن کو پھیلائے سوتے ہین مزارون مین

ہوا سے کوئی قاتل کا کبھی عالم نہین پایا
چمن کو بارہا دیکھا ہے جا جا کر بہارون مین

نہ وو آنسو گرے یاد آہی مین ان آنکھون سے
اُڑا کی خاک ہی میرے چمن کے آبشارون مین

امانت رُوح کی چھینوا کے عزرائیل سے تو نے
ہمارے نام کو لکھوا دیا بے اعتبارون مین

نہایت عید کی نوسنہ کی اُس گل کو شادی ہے
لڑائے جائین گے کیا بیضۂ بلبل قطارون مین

کبھی کچھ کام نکلی تو آ نے تیری ہمت عالی
مگر چہرہ ہی لکھوایا ہے اے آتش سوارون مین

یہ چرچا اپنی رسوائی کا پھیلا ہے دیارون مین
کہ مردم نام لکھتے ہین سرے پر اشتہارون مین

ہوا ہے قحط کیون عالم مین موسی و تجلی کا
وہی پتھر نظر آتے ہین اب تک کوہسارون مین

مین وہ غمدوست ہون جب کوئی تازہ غم ہوا پیدا
نہ نکلا ایک بھی میرے سوا امیدوارون مین

نہ کر شبدیز و گلگون پر غرور اتنا بھی ای خسرو
پیادے رووین گے کل آج ہی تو شہسوارون مین

جو آتا ہے تو آ جیتے جی ورنہ لطف پھر کیا ہے
جگہ جب منہ دکھانے کی رہی مجکو نہ یارون مین

بہانہ دردسر کا آپ کو کیا سہے کرنا تھا
تپ غم نے ہماری جان کھو دی دوچارون مین

رہا مثل خس شعلہ مجھے ربط اہل عالم سے
وہی دشمن ہوا جس کے بنا مین دوستدارون مین

ہراسان ہوتے ہین کب مرد یکہ تاز کثرت سے
کوئی دوچار ہی جانباز ہوتے ہین ہزارون مین

سمجھتا اہل عالم مین زبان کوئی تو میری بھی
خدایا کاش مین پیدا ہوا ہوتا گنوارون مین

بدن مین جان تازہ آئی ہے سونگھے سے ای آتش
عجب خوشبو ہے اُس گل پیرہن کے باسی ہارون مین

وہ بزم ہے یہ کہ لاخیر کا مقام نہین
ہمارے گنجفے مین بازی غلام نہین

حریف اپنی تنک مشربون کا کام نہین
خم فلک سے کم اس میکدہ کا جام نہین

سیاہ قلب کا کوئی صنم مین کام نہین
بہشت کا فیر بدکیش کا مقام نہین

بتون کے گیسوئے و مژگان سے مجکو کام نہین
شکار تیر نہین مین اسیر دام نہین

چمن سے بلبل و قمری کا عشق حیرت ہے
ثبات گل کو نہین سرو کو قیام نہین

مطیع عشق نہ جس حسن دلفریب کا ہو
وہ خواجہ ہے وہ کہ جس کا کوئی غلام نہین

وفائے وعدہ کا کس کو یقین یار سے ہے
کلام بت ہے کچھ اللہ کا کلام نہین

رفیق حال برے وقت مین نہین کوئی
شریک جنگ مین شمشیر کا نیام نہین

وہ سوزہ حسن نہ کر رائیگان غرور سے یار
حلال مال ہے یہ دولت حرام نہین

گدا او شاہ برابر ہے خاک کے نیچے
لحد مین ساتھ یہ قصر بلند بام نہین

ملایا خاک مین کس کس جوان رعنا کو
خدا کا قہر ہے اے بت ترا خرام نہین

جفاؤ جور سے عالم وہ حسن کا نہ رہا
بنائے زلف کو سچ کہتے ہین قیام نہین

نظارۂ کمر یار کا نہ ہو مشتاق
طلب محال کی غیر خیال خام نہین

بتون کے قہر و غضب کا کسے ہے اندیشہ
خدا نہین یہ پیمبر نہین امام نہین

بلند و پست سبکدوش کو برابر ہے
نسیم بے سر و پا کا کہان مقام نہین

بلند ہو نہ زمین سے مرا مزار آتش
نشان قبر سے منظور مجھکو نام نہین

برگشتہ طالعی کا تماشا دکھاؤن مین
گھر کو لگے جو آگ تو پانی بجھاؤن مین

جنس گران بہا کا خریدار کون ہے
بکتا نہین الہی جو چوری ہی جاؤن مین

لالہ رخون کے حسن کا بھوکا ہون اس قدر
دل ہو نہ سیر لاکھ اگر داغ کھاؤن مین

آنکھین مری کرے جو منور جمال یار
گھی کے چراغ طور کے اوپر جلاؤن مین

مردے کی طرح سوتے ہین کیسے مرے نصیب
ٹھوکر سے پائے یار کے ان کو جگاؤن مین

بوسہ ملے کمان کا جو ابروے یار کی
محراب بیت کعبہ مین چلہ چڑھاؤن مین

جی چاہتا ہے شوق شہادت مین قبل مرگ
بنوا کے قبر لالہ کو اس پر لگاؤن مین

گھر مین جو مجھ فقیر کے وہ شاہ حسن آئے
مژگان کے بوریے جو کھڑے ہین بچھاؤن مین

کانٹا سکھا کے ہجر نے ہر چند کر دیا
وہ گلبدن ملے تو نہ پھولا سماؤن مین

تم تو غریب خانہ مین آئے نہ ایک روز
فرمایئے تو شب کو کسی وقت آؤن مین

باریک بین ہون شاعر نازک خیال ہون
مضمون جہان کمر کا ملے باندھ لاؤن مین

آتش غلام ساقی کوثر ہون چاہیئے

فردوس کا کھلا ہوا دروازہ پاؤن مین

دیوانگی نے کیا کیا عالم دکھا دیے ہین
پریون نے کھڑکیون کے پردے اٹھا دیے ہین

اللہ رے فروغ اس رخسار آتشین کا
شمعون کے رنگ مثل کافور اڑا دیے ہین

آتش بنفس ہوا ہے گلزار کی ہمارے
بجلی گری ہے غنچے جب مسکرا دیے ہین

سو بار گل کو اس نے تلوون تلے ملا ہے
کٹوا کے سرو شمشاد اکثر جلا دیے ہین

انسان خوبرو سے باقی رہے تفاوت
اس واسطے پری کو دو پر لگا دیے ہین

ابروے کج سے خون عشاق کیا عجب ہی
تلوار نے نشان لشکر مٹا دیے ہین

کس کس کو خوب کیئے اللہ نے بتون کو
کیا گوش و چشم کیا لب کیا دست و پا دیے ہین

بے یار بام پر جو وحشت مین چڑھ گیا ہون
پرنالے روتے روتے مین نے بہا دیے ہین

وصف کمان ابرو جو کیجئے سو کم ہے
بے تیر بسملون کے تودے لگا دیے ہین

رویا ہون یاد کر کے مین تیری تند خوئی
صرصر نے جب چراغ روشن بجھا دیے ہین

سوز دل و جگر کی شدت پھر آجکل ہے
پھر پہلوون کے تکیے مشعل بنا دیے ہین

شمعون کو تو نے دل سے پروانون کے اتارا
آنکھون سے بلبلون کی گلشن گرا دیے ہین

وہ بادہ کش ہون میری آواز پا کو سن کر
شیشون نے سر حضور ساغر جھکا دیے ہین

اشکون سے خانۂ تن آتش خراب ہو گا
قصر سپہر رفعت باران نے ڈھا دیے ہین

خار مطلوب جو ہووے تو گلستان مانگون
بجلی گرنے کو جو جی چاہے تو باران مانگون

شمع گل ہووے جو صبح شب ہجران مانگون
اوس پڑنی بھی ہو موقوف جو باران مانگون

خاک مین بھی جو ملون مین تو کسی صحرا مین
تم سے مٹی بھی نہ اے گبر و مسلمان مانگون

بخت واژون نے زبان کو یہ اثر بخشا ہی
تلخی مرگ مزا دے جو نمکدان مانگون

خانۂ دل مین کرون داغ محبت کو طلب
روشنی کے لئے اس گھر کے جو مہمان مانگون

پادشاہی سے فقیری کا ہے پایا بالا
بوریا چھوڑ کے کیا تخت سلیمان مانگون

رنج سے عشق کے ہے راحت دنیا بدتر
زخم خندان ہون اگر مین گل خندان مانگون

دے دیا کیجیے سودائی تمھارا ہون میان
سونگھنے کو جو کبھی زلف پریشان مانگون

عاشق دست نگارین ہون عجب کیا اس کا
بھیک دریا سے اگر غنچۂ مرجان مانگون

میوے پر باغ جہان مین ہو جو دلکو غیرت
شجر حسن سے مین سیب زنخدان مانگون

جامۂ جسم بھی رکھنے کا نہین دست جنون
پیرہن خاک مین دیوانۂ عریان مانگون

یاس و حرمان ہون جو لوہے کے چنے بھی تو چباؤن
نعمت عشق کے قابل لب و دندان مانگون

ملتی ہو مانگنے سے باغ جہان مین جو مراد
گل سے بلبل کے کفن کیلیئے دامان مانگون

تو تو کیا ایسی بلا ہے وہ ٹلے ہو جو پہاڑ
وصل کا روز جو مین ای شب ہجران مانگون

کب سے در پر ترے سائل ہو مین آتش کیطرح
وہ ملے مجکو جو کچھ اے شہ خوبان مانگون

جلاد کی نہ پہونچے تلوار تا بہ گردن
آب ندامت آیا سو بار تا بہ گردن

کھینچ اے ہوائے صحرا ور نہ اٹھا چکے ہین
لڑکون کے سنگریزے دیوار تا بگردن

شمشیر کھینچنی اے مانی تجھے پڑے گی
تصویر کر نہ میری تیار تا بگردن

تھی گو بلند یارب دیوار خانۂ یار
روزن ہی کاش ہوتے دوچار تا بگردن

تن سے جدا نہو جو تلوار سے تمھاری
وہ سر سمجھتے ہین ہم بیکار تا بگردن

اے محتسب سنبھل کر میخانہ مین قدم رکھ
رستم کی آتی ہے یان دستار تا بگردن

تنتا ہے کیون تو اتنا مانند سرو باغی
کب پہونچے دست آتش اے یار تا بگردن

اسکی رسوائی بھلا مد نظر کیونکر کرین
میرے ماتم مین عزیزان چشم تر کیونکر کرین

شام سے سویا ہے بالون سے چھپا کر منہ کو ماہ
یہ شب غم دیکھیے عاشق سحر کیونکر کرین

اپنے خون کی بو ہمین آتی ہے بانکی خاک سے
زندگی مین کوئے قاتل سے سفر کیونکر کرین

حاصل اہل محبت غیر محرومی نہین
بید مجنون ہو کے امید ثمر کیونکر کرین

وہ بھی مانند چراغ صبحدم مہمان ہے
مرگ کی لیلی کے مجنون کو خبر کیونکر کرین

شاعرون سے سنتے ہین ہم ہیچ اسے معدوم اسے
یار کا پیدا دہن ثابت کمر کیونکر کرین

آجتک اپنی جگہ دل مین نہین اپنے ہوئی
یار کے دل مین بھلا پوچھو تو گھر کیونکر کرین
ہر نگہ دارو بے بیہوشی کا رکھتی ہے اثر
جام اُن آنکھون کے دیکھین بیخبر کیونکر کرین
روے روشن پر رکھے تو جواے یوسف نقاب
شعبدہ رخ کا ترے شمس و قمر کیونکر کرین
سنگ خارا سے نہین سختی مین کم دل یار کا
سامنا پتھر کا ہے نالے اثر کیونکر کرین

دردِ سر کے واسطے صندل نہ رگڑا جائیگا
ہو سکے آتش نہ جو وہ دردِ سر کیونکر کرین

بلا اپنے لئے دانستہ نادان مول لیتے ہین
عبث جی بیچ کر الفت کو انسان مول لیتے ہین
پنوچھا احوال بیدرد اپنے بیمار محبت کا
زمین اُس کے لئے اتبو عزیزان مول لیتے ہین
مین اُس گلشن کا بلبل ہون بہار آئے نہین پاتی
کہ صیاد آنکر سیر گلستان مول لیتے ہین
مگر جاتا نہین شاید کہ یان سے اہل عالم کو
یہ دو دن کے لئے کیا قصر و ایوان مول لیتے ہین
کیا گو نقش پاے مور ہمکو خاکساری نے
جواب بھی چاہین تو تخت سلیمان مول لیتے ہین
عزیز خلق اتنا تو کیا ہے مجکو داغون نے
کہ مردم جانکے سر و چراغان مول لیتے ہین
ہمارا شعر ہر اک عالم تصویر رکھتا ہے
مرقع جان کر ذی فہم دیوان مول لیتے ہین
ترے ابرو کے سودائی نہایت تنگ ہین قاتل
گلے کے کاٹنے کو تیغ عریان مول لیتے ہین

یہ آتش نالۂ عشاق معشوقون کو بھایا ہے
کہ صیادون سے مرغان خوش الحان مول لیتے ہین

چاہتا ہون جو وفا طینت دلبر مین نہین
ہے وہ مطلوب مجھے جو کہ مقدر مین نہین
آتش افزونی گردون ہے تماشا مجکو
حجرہ جز سایۂ دیوار مرے گھر مین نہین
گرد پھرتا قد موزون کے ترے ای محبوب
کیا کرے طاقت رفتار صنوبر مین نہین
بال پرواز خط شوق ہے اپنا ورنہ
طاقت اُس بام تک اُڑنے کی کبوتر مین نہین
بیچلی ہے جو قضا مجھسے قدح کش کو بہشت
ظرف گنجائش مئے چشمۂ کوثر مین نہین
کندہ کرنا یہ مرے سنگ لحد پر پس مرگ
رحم اصلا دل خوبان ستمگر مین نہین
غیر خواہان ہو ترے وصل کا ای یار تو کیا
حصۂ خضر جو ہے بخت سکندر مین نہین

بارہا اس کو بھی سونگھا ہے اُسے بھی ہم نے
زلف محبوب مین جو بو ہے وہ عنبر مین نہین

تیرے دانتون کی چمک یار نہین ہیرے مین
جو صفا ان کی سفیدی مین ہے گوہر مین نہین

بت پرستی کو نہ آتش کے سمجھ لاحاصل
شیخ اللہ بھی تو کعبہ کے پتھر مین نہین

دھیان آیا ہے جو اُس خورشید رُو کا خواب مین
ترمرا ہون مین پسینے سے شب مہتاب مین

آسمان جو کچھ کہ ایذا دے اُسے کم جانیے
کھال کھنچتی ہے ہمیشہ خانۂ قصاب مین

عکس جو اس مین پڑا ہے شست زلف یار کا
مچھلیان جوہر نہی ہین آئینہ کی آب مین

تیرہ روزان ازل کو نور سے بہرہ نہین
شور اکثر کرتے ہین کوئے شب مہتاب مین

یار کے ہمراہ اگر دریا نہانے جاؤن مین
مردم آبی جلین میرے حسد سے آب مین

زندگانی سے دل محزون عبث ہوتا ہے تنگ
دیکھنے کا پھر نہین عمر روان کو خواب مین

چہرۂ محبوب سے کیونکر اُسے تشبیہ دون
نقص ظاہر ہے جبین کے داغ کا مہتاب مین

آج تک حال دل بیتاب سے واقف نہین
یار کو جھکواؤن گا اک دن چہ سیماب مین

طاق ابروے صنم سے ہے اسے تشبیہ تام
برہمن سجدہ کرین گے کعبہ کی محراب مین

گردش دوران سے مردان خدا بیباک ہین
نوح کی کشتی کو اندیشہ نہین گرداب مین

سامنا اپنا کسی جنگل مین ہوگا موت سے
یان کفن کے چور کا حصہ نہین اسباب مین

دن کو بیداری مین زندون سے نہین پاتا فراغ
رات بھر مُردے نظر آتے ہین مجھکو خواب مین

آئنہ مین عکس چشم یار کا عالم نہ پوچھ
دیکھ لے آتش کنول پھولے ہوئے تالاب مین

یار قابو پر چڑھا میرے اندھیری رات مین
آب حیوان خضر کو ہاتھ آ گیا ظلمات مین

خال کا مجھکو تصور زلف کو میرا خیال
دانہ کی تدبیر مین مین دام میری گھات مین

اور مجھ عریان سے کیا ہاتھ آئے گا قزاق کو
جامۂ خاکی کو لے آسمان خیرات مین

جوش گریہ سے نشان سبزۂ مژگان مٹا
سچ ہے جل جاتی ہین اکثر بوٹیان برسات مین

مین سمجھتا ہون تجھے موجود اے جان جہان
دہریون کو شبہہ ہووےگا خدا کی ذات مین

روے گل پر دیکھکر شبنم کو کہتا ہے وہ گل
کیا ہی پھبتی ہی یہ کپڑا لگ گیا بانات مین

کس جگہ سودائی تیری چشم فتان کے نہین
سرمہ آتا ہے صفاہان سے تجھے سوغات مین

ہونٹھ چٹواتی ہی اُس شیرین دہن کی گفتگو
سُن لیا مصری کی ڈلیون کا مزہ ہر بات مین

پیسنے کو آتش رشید اسکے گاتی باندھکر
دلربائی ختم کی اُس جان جان نے گات مین

مرے دلکو شوق فغان نہین مرے لب تک آتی فغان نہین
وہ دہن ہون جسمین زبان نہین وہ جرس ہون جسمین صدا نہین

نہ مجھے دماغ نگاہ ہے نہ کسی کو تاب جمال ہے
انھین کسطرح سے دکھا دون مین وہ جو کہتے ہین کہ خدا نہین

کسے نیند آتی ہے اے صنم ترے طاق ابرو کی یاد مین
کبھی آشنائے تہ بغل سر مرغ قبلہ نما نہین

عجب اسکا کیا نہ سماؤن مین جو خیال دشمن و دوست ہے
وہ مقام ہون کہ گذر نہین وہ مکان ہون کہ پتا نہین

یہ خلاف ہوگیا آسمان یہ ہوا زمانہ کی پھر گئی
کہین گل کھلے بھی تو بو نہے کہین حسن ہے تو وفا نہین

مرض جدائی یار نے یہ بگاڑ دی ہے ہماری خو
کہ موافق اپنے مزاج کے نظر آتی کوئی دوا نہین

مجھے زعفران سے زرد تر غم ہجر یار نے کر دیا
نہین ایسا کوئی زمانہ مین مرے حال پر جو ہنسا نہین

مرے آگے اُس کو فروغ ہو یہ مجال کیا ہے رقیب کی
یہ ہجوم جلوہ یار ہے کہ چراغ خانہ کو جا نہین

چلین گو کہ سات طوفان آندھیان چلین اگرچہ اُٹھکے گھٹا فلک
بھڑک اُٹھے آتش طور پھر کوئی اس طرح کی ہوا نہین

تصور سے کسی کے مین نے کی ہے گفتگو برسون
رہی ہے ایک تصویر خیالی رو برو برسون

ہوا مہمان اگر رات بھر وہ شمعرو برسون
رہا روشن مرے گھر کا چراغ آرزو برسون

چمن مین جاکے ہوے سے مین خستہ دل کراہا
کیا کی گل سے بلبل حیلۂ درد گلو برسون

برا ہو جان کے رکھا ہے اُسکو مرتے مرتے تک
ہماری قبر پر رویا کرے گی آرزو برسون

تلاش مشک مین چمن و دشت کی خاک چھانی ہے
پھرے ہین زلف کے سودے مین ہم آشفتہ مو برسون

ملی ہے ہمکو بھی خمخانہ افلاک مین راحت
سر اپنے ہاتھ رکھکر سوئے ہین زیر سبو برسون

بطے کا شکار ابر و ہوا مین جاکے کھیلا ہے
کیا ہے غم غلط ہم نے کنار آبجو برسون

شراب وصل سے اپنے چھکا اک جلسہ اے ساقی
پیا ہے جونک بنکر ہجر نے تیرے لہو برسون

بسر کی مدت العمر اپنی سیر باغ و بستان میں
سنگھائی گل نے اس گل پیرہن کی بو برسوں

دیا ہے حکم تب پیر مغان نے سجدۂ خم کا
کیا ہے جب شراب ناب سے تجنے وضو برسوں

نما ہو جائیگی جان اپنی وہ نازک طبیعت ہوں
دکھا کر دل مرا چھپائے گا وہ تند خو برسوں

بہار گل گئی پر بھی نہ سودا جائے گا اپنا
ہمارا پیرہن پھٹ پھٹ کے ہوویگا رفو برسوں

نظر آیا نہ اک دن راہ میں وہ نور کا بکا
اڑائی جس کی خاطر خاک ہم نے کو بکو برسوں

ملا ہے باوفا بھی کوئی ان لوگوں سے سچ کہنا
خراب و بیدل رہا ہے کشور خوبان میں تو برسوں

یہی اب عزم ہے بالجزم دل میں یار کو ڈھونڈھیئے
تلاش اس شمع صحبت میں کرچکے ہم چار سو برسوں

اگر میں خاک بھی ہوں گا تو آتش گرد باد آسا
رکھے گی مجکو سرگشتہ کسی کی جستجو برسوں

چاند سے منہ کو ترے یاد کیا کرتے ہیں
شب مہتاب میں فریاد کیا کرتے ہیں

صورت خواب فراموش ہے یاران عشق ستم
اپنے اللہ کو ہم یاد کیا کرتے ہیں

شہر مسکن کبھی اپنا کبھی جنگل ہوا
سیر ویرانہ و آباد کیا کرتے ہیں

ایک سا ظاہر و باطن نہیں معشوقوں کا
پردۂ ناز میں بیداد کیا کرتے ہیں

شاعروں نے قد موزوں کو ترے دیکھ کر
مصرع سرو پر ایراد کیا کرتے ہیں

صاحب حسن وہ صانع نے بنایا ہے تجھے
حسرت بندگی آزاد کیا کرتے ہیں

حال دیکھا ہے جنھوں نے کہ وہ میرا تجھسے
ختم اے ظلم کی بنیاد کیا کرتے ہیں

لالہ و گل کا نشان رکھتی نہیں گلچینی
باغبان باغ کو برباد کیا کرتے ہیں

کیا کہوں یار سے کہتے ہوئے شرم آتی ہے
حضرت دل جو کچھ ارشاد کیا کرتے ہیں

دیکھیے کٹ چکے کب زیست کلا اپنے پہاڑ
دو سر صورت فرہاد کیا کرتے ہیں

بلبلوں کے جو گلے گھونٹے ہیں لے کے تہ دام
پہچے باغ میں صیاد کیا کرتے ہیں

غم شب ہجر میں اپنے نہیں درپیش آتا
ذکر سے وصل کے دلشاد کیا کرتے ہیں

ذکر عاشق سے نہیں ایک دم ان کو فرصت
ناز و انداز وہ ایجاد کیا کرتے ہیں

آتشیں نالوں کی اللہ رے گرمی شب ہجر
نرم تر موم سے فولاد کیا کرتے ہیں

سنتے ہین شوق شہادت کا جو میرے شہرہ
یاد آتش مجھے جلاد کیا کرتے ہین

اُلجھا ہے دل بتون کے گیسوے پُرشکن مین
اُگتی ہے جائے سبزہ کنگھی مرے چمن مین

دلگین لگے ڈوبنے کر دل زلف کی رسن مین
دکھلائے گا پسینا پانی چہ ذقن مین

شیرین زبان ہوئی ہے فرہاد کے دہن مین
لیلی پکارتی ہے مجنون کے پیرہن مین

عطر گلاب مل کر حلقہ مین یار بیٹھا
بلبل پکڑنے آیا صیاد انجمن مین

ذکرِ فقیر آگے اُس بت کے بھولتا ہے
اب کی گرہ مین دون گا زنار برہمن مین

حاصل کیا ہے تو نے صدقے سے اسقدر زر
سونے کے بت بندھے ہین بانوے برہمن مین

آیا تھا بلبلون کی تدبیر مین گلون نے
ہنس ہنس کے مار ڈالا صیاد کو چمن مین

اک تختۂ صفت کشور دہلی کا ہے ہمارے
نو آسمان ہین اپنے اکبر کے نورتن مین

دو روز ہے یہ لطف عیش و نشاط دنیا
بوے شب عروسی مہمان ہے پیرہن مین

قاتل کا میرے سنکر میدان مین آکے سن کے
آواز الامان ہے اتبک بلند رن مین

میدان کیا گرا کر اشکون نے گھر ہمارا
دکھلائی سیر غربت سیلاب نے وطن مین

چشم سیہ سے تیرے پردے مین تو نیا کے
تعلیم ہو نے آیا فتنہ فریب فن مین

ترک فلک سے نہان ظاہر ہے ترک اپنا
عاقل جو ہو تو کر لے تمیز مرد و زن مین

چشم و کمر سے تیری چشم و کمر ملا دین
چیتے مین کیا تکلف کیا شاخ ہے ہرن مین

بازار مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھل جائیگا چلن مین

بعد فنا رہے گا علم اپنا اپنے تہ رہ
مضمون مردہ ہم کو ہاتھ آئیگا کفن مین

اُس کو دکھا کے تم نے اُس پر جو تیر جوڑا
پہر دن رہی لڑائی شیر اور کرگدن مین

دنیائی زیب و زینت کفار کو مبارک
ہندو کے مردے لپٹین کمخواب و گلبدن مین

سنبل سے بال اُس نے حسب روز سے منڈا
کنگھی دوا کی خاطر ملنے لگی چمن مین

آنکھون کے سامنے سے دل کو مرے چرایا
خال سیہ ہے طرۂ اُس سارقی کے فن مین

دل مین خیال حسنِ محبوب روز و شب ہے
اُترا ہوا ہے یوسف مہمان سرائے تن مین

معمورۂ حلاوت دادی ہے دو اصلون کا
شکر بھرے ہوئے ہین مور و مگس دہن مین

بوسے مین لب کے ہنس کر دندان دکھائے اُس نے
بجلی گرائی مجھ پر تقدیر نے مین مین

صحرا کو بھی نہ پایا بغض و حسد سے خالی
ساکھو جلا ہے کیا کیا پھولا جو ڈھاک بن مین

کوئی نہین ہے تیرا مقدور ہو تو آتش
دے رکھ اجورہ دست غسال و گورکن مین

مضمون آہ کیا مرے دیوان سے دور ہون
ممکن نہین کہ سرو گلستان سے دور ہون

قاتل سے اپنے مرتبہ عشق ہے مجھے
میرے لہو کے داغ نہ داماں سے دور ہون

صاف اس قدر ہے چہرا ترا دیکھ کر جسے
رنج و ملال خاطر انسان سے دور ہون

یارب برا ہوا اختر بخت سیاہ کا
اس چاندنی مین ہم مہ تابان سے دور ہون

پاتا ہون اس قدر دل عالم سیاہ مین
شمع و چراغ گور غریبان سے دور ہون

اے خضر ناگوار ہے پانی کا بھی سلوک
ہم تو کھڑے بھی چشمہ حیوان سے دور ہون

روباہ بازیون سے فلک کے قریب ہی
شیرون کے نام دفتر سلطان سے دور ہون

پست و بلند شعر ہزارون ہی ڈھل گئے
کیونکر یہ آسمان و زمین یان سے دور ہون

آتش غم حسین مین رو ہنس رہا ہے کیا
سطرین کی اسطرین نامہ عصیان سے دور ہون

دل کی کدورتین اگر انسان سے دور ہون
سارے نفاق گبر و مسلمان سے دور ہون

نزدیک آچکی ہے سواری بہار کی
برگ خزان رسیدہ گلستان سے دور ہون

دل اس قدر گداز ہے برسون ہی غم رہے
آنسو جو اپنے دیدۂ گریان سے دور ہون

مٹتا نہین نوشتۂ قسمت کسی طرح
جوہر کبھی نہ خنجر بران سے دور ہون

فصل بہار آئی ہے کپڑون کو پھاڑیے
دل کے بخار دست و گریبان سے دور ہون

چھڑکاؤ کا ارادہ ہے چشم پر آب کا
گرد و غبار کوچۂ جانان سے دور ہون

یہ تنگ کر رہا ہے تو اجھار ہے مین وہ
دامن کے پاٹ پہلے گریبان سے دور ہون

وحشی و طیور کو مری آہین کرین ہلاک
آب و گیاہ کوہ و بیابان سے دور ہون

ممکن نہین نجات اسیران عشق کو
یہ قیدی وہ نہین کہ جو زندان سے دور ہون

مدت کے بعد آئے ہین صحرا مین اے جنون
دو آبلے تو خار مغیلان سے دور ہون

گردش سے چشم یار کے آتش عجب نہین
جو جو عمل کہ گردش دوران سے دور ہون

تجھسا کوئی زمانے مین معجز بیان نہین
آگے ترے مسیح کے منہ مین زبان نہین

اُس غیرت پری کا فسانہ کہان نہین
وہ بزم کونسی ہے کہ یہ داستان نہین

پروانون کو جلائین گے کھا کر سگ و ہما
شمعین ہین سوز غم سے مرے استخوان نہین

عاشق کو دُور جان نہ اے ماہ پشت بام
موجود ہے کمند اگر نردبان نہین

کٹ جائے وہ زبان جو کہے شمع یار کو
ہرگز دہان یار سے باہر زبان نہین

نیچی نگاہ اُن کی ہے صیاد کی کمین
ٹٹی شکار کی ہے حجاب بتان نہین

دو گوہر اک صدف مین ہزارون جو ڈھونڈھیے
دو دل کا ایک سینہ کے اندر مکان نہین

معلوم کچھ نہین کہ چلے جاتے ہین کہان
ریگ روان سے کم مری عمر روان نہین

بوسہ عزیز ہم سے کرے تو ہزار حیف
کتّے سے تیر سے ہم کو عزیز استخوان نہین

طاق بلند پر اُسے رکھتا ہے آسمان
کلگی تو تاج یار کی یہ کہکشان نہین

دو چار زخمیون کا بھی ہونا ضرور ہے
گرچہ ترا چمن ہے مگر ارغوان نہین

بعد فنا کھلے گی تجھے قدر زندگی
کوڑی کے مول بکنے کے یہ استخوان نہین

زانو وہ آئنے مین نہین جس مین جائے رنگ
ساقین تری وہ شمعین ہین جسمین دھوان نہین

بخت بلند رکھتے ہین گردن بلند لوگ
کب پشت فیل اسپ کے اوپر نشان نہین

رنگین رہے گا خون شہیدان سے کوئے دوست
فردوس کی بہار کو بیم خزان نہین

مطلب کی میرے یار نہ سمجھے تو کیا عجب
سب جانتے ہین ترک کی ہندی زبان نہین

نزدیک ناف تو ہے ذقن ہو اگرچہ دور
گر پڑ جا گڑھے ہی مین جو میسر کنوان نہین

اے دل نہ بیقرار ہو موقوف وقت ہے
مفلس نہین مین قیمت یوسف گران نہین

کس شرت مین گیا ہے قضا نے مرا گذار
گرد غبار ہے اثر کاروان نہین

ہر مہ جبین کا عرش کے اوپر دماغ ہے
کس کا بلند بام سے یان آستان نہین

رکھا ہے جب سے ہمنے تری راہ مین قدم
ان بعتیون کو رتبہ سنگ نشان نہین

مشق خرام ناز تو کرتا ہے جس جگہ
ملتا زمین کے پایہ مین وان آسمان نہین

آزاد ہو کے یاد گرفتاری آئے گی
کنج قفس مین خار و خس آشیان نہین

آتش ہی بہرہ مند نہین فیض سے ترے
اس خوان پر وہ کون ہے جو میہمان نہین

خاک مین مل کے بھی ہون گا نہ غبار دامن
کمر یار سے اُٹھتا نہین بار دامن

نہ تو دشمن کوئی میرا نہ کوئی میرا دوست
بار خاطر نہ کسی کا نہ غبار دامن

بسکہ رہتا ہے مرے دیدۂ تر پر شب و روز
ابر دامن ہے رگ ابر ہے تار دامن

تیرے دیوانہ ہین ہم چاک گریبان تیرے
جبکہ رہتا تھا تو اے طفل سوار دامن

خون کے اپنے جو چھینٹے پڑے اُس پر قاتل
سیر گلزار دکھائے گی بہار دامن

چاک ہوگا نہ گریبان سے جبتک وہ جیتا
موسم گل مین نہ نکلے گا بخار دامن

فرقت یار مین اشکون کو مرے روک سکے
آستین کا ہے نہ یہ کام نہ کار دامن

موسم گل کی ہوا چلتے ہی پاؤن کو مرے
خار کی طرح کھٹک جاتے ہین تار دامن

وہ قبا پوش چمن مین جو کبھی جاتا ہے
گل گریبان کو کرتے ہین نثار دامن

داغ خون اپنے چھڑا سکا نہین وہ خونریز
بوٹی بن جائے گی قاتل کی کنار دامن

رشتۂ دام سے تار اس کا نہین کم کوئی
خار صحرا کو سمجھتا ہون شکار دامن

پائی جاتی ہے محبت مجھے ان سے آتش
کھینچتے ہین مرے دامن کو جو خار دامن

طفلی سے اور قہر ہوا وہ شباب مین
تابش ہو دو پہر کو فزون آفتاب مین

گو عاشقون مین نام سر فرد ہے رقم
بھولا ہے مجھکو صاحب دفتر حساب مین

جلوے سے تیرے نور جو بالائے بام ہے
یہ روشنی نہین فلک آفتاب مین

ٹٹی کے اوٹ مین وہ کیا کرتے ہین شکار
منھ کو چھپائے رکھتے ہین اپنے نقاب مین

ایسا اٹھنا ہے آتش فرقت مین دل مرا | سونگھو تو بوے گوشت نہین اس کباب مین
آنکھ اپنی پڑنے کی نہین اُس رُخ کو دیکھکر | ذرّے رہین مشاہدۂ آفتاب مین
ابرو کا تیرے دیدۂ تر مین رہا خیال | دیکھا کیے ہلال کو ہم طشت آب مین
جب اشتیاق لکھا ہے خونخوار یار کو | قاصد کا کشتہ آیا ہے خط کے جواب مین
کس کس کے دل مین نقش ہوا روے یار کا | کیا کیا نگین کھدے شرف آفتاب مین
ہوتے مین قتل طالب دیدار بے گناہ | عریانی تیغ کی ہے تمھارے حجاب مین
اُس لالہ رُو کے رُخ کے پسینے کو سونگھیے | ایسی لطیف بو نہین داغی گلاب مین
خط کے یہ رونگٹے نہین رخسار یار پر | بال آ گئے ہین آئینۂ آفتاب مین
گلگون یار چال ہے چلتا بہار کی | گلہاے باغ رہتے ہین اُسکی رکاب مین
جان عزیز کرتے ہین تم پر نثار ہم | دل کس شمار مین ہے جگر کس حساب مین
آنکھون کو گور مین بھی رہے گا خیال یار | مشتاق ہون زیارت یوسف کا خواب مین
نافہم شاعرون نے کہا ہے جو پیچ اُسے | زلفون سے وہ کمر ہے سوا پیچ وتاب مین
بے یار گھر نہین لحد تنگ ہے مجھے | روز و شب فراق سے ہون کس عذاب مین
مجھ مست کو بہار مین ہے آرزو یہی | دریا دلی سے ساقی کی تیر دون شراب مین
دریا سے کیا نہا کے پھرا ہے وہ بحر حسن | عالم سیہ ہے چشم سفید حباب مین
اے شہسوار گور غریبان مین آ نکل | اپنی بھی مشت خاک ہو تیری رکاب مین
دنیا سے رسم و راہ محبت کی اُٹھ گئی | ملتے ہین اب تو عاشق و معشوق ڈاب مین
وہ مست ہون خمار سے جب درد سر ہوا | صندل لگایا مین نے رگڑ کر شراب مین
رخسار سے رہا دہن یار ناپدید | مطلب دقیق تھا نہ سمایا کتاب مین
سرخ و سفید رنگ کیا جسم یار کا | پیدا خمیر کرکے قضا نے شہاب مین
آجاے شام سے تو نجانے دون صبح تک | اُس ماہ چاردہ کو شب ماہتاب مین
اپنی وچشم ولب و رخ رنگین یار پر | گلہاے چیدہ ہین چمن انتخاب مین
آتش صنم بھی کرنے لگے بے نیاز یان | ہین لاکھ لاکھ شکر خدا کی جناب مین

خدا بخشے صنم یہ کہکے مجکو یاد کرتے ہین
دعاے مغفرت میرے لئے جلاد کرتے ہین

بہار رنگ گلبرگ خزانی یاد کرتے ہین
جرس کی طرح سے واماندگان فریاد کرتے ہین

نوازش مجرمان عشق کی جلاد کرتے ہین
خدا جزا دے کو اس کا اسیر آزاد کرتے ہین

بلاے جان ہین پتلے خاک کے بیداد کرتے ہین
پری کو بند شیشے مین یہ آدم زاد کرتے ہین

خدا محفوظ رکھے دل کو اُن زلفون کے سودے سے
گرفتار بلا یہ سلسلے آزاد کرتے ہین

قفس مین جسم کے مرغ دل اپنا سر ٹپکتا ہے
کسی پازیب کے دانے کہین فریاد کرتے ہین

نگین ہر معنی روشن مکان ہر بیت موزون ہے
غزل کہتے نہین ہم چند گھر آباد کرتے ہین

قد موزون رخ رنگین دکھا قمری و بلبل پر
قیامت سرو گلہاے چمن بیداد کرتے ہین

اکڑتا ہے بجا جو یہ سمجھکر سرو اکڑتا ہے
جسے بندہ سمجھتے ہین اُسے آزاد کرتے ہین

عجب کیا ہے جو بوسے لون مین پیشانی مجنون کے
توجہ کس قدر شاگرد پر اُستاد کرتے ہین

خدا جانے یہ آرائش کریگی قتل کس کس کو
طلب ہوتا ہے شانہ آئینہ کو یاد کرتے ہین

یہ شاعر ہین الٰہی یا مصور پیشہ ہین کوئی
نئے نقشے نرالی صورتین ایجاد کرتے ہین

شراب کہنہ سے آلودہ یون ہوتے ہین ہم سرکش
عروس نو سے قربت جس طرح داماد کرتے ہین

خیال خط وصال بوسۂ لب مین نہین رہتا
عبارت بھول جاتی ہے جو مطلب یاد کرتے ہین

بتون کے عشق نے آخر دکھایا دلکو اُن کے بھی
برہمن پردۂ ناقوس مین فریاد کرتے ہین

گنہگارون کو گردن مارتے ہین حکم شارع سے
خیال اپنے گناہون کا نہین جلاد کرتے ہین

بنرد عشق مین اللہ حامی ہے غریبون کا
پیادون کی سوار غیب یان امداد کرتے ہین

قدم رہتا ہے ثابت جن کا اس سختی دوران مین
بہادر ہین وہی سر قلعۂ فولاد کرتے ہین

قد موزون دلبر کیونکر ان اندھون کو دکھلاؤن
ارادہ تاڑ سے بڑھ چلنے کا شمشاد کرتے ہین

کٹے ہین کو ہمارے خاکساری نے کیا زائل
وہ جوہر ہے یہ جس سے کشتہ فولاد کرتے ہین

زبان سے اپنی دیوانہ نہ کہہ اے ماہرو مجکو
وہی ہوتا ہے جو صاحب کمال ارشاد کرتے ہین

وہ کافر ہے جو منکر ہے قد بالا کے کشتون کا
یہ کن کی خاک سے نشو و نما شمشاد کرتے ہین

کوئی ذرہ تو اس کا تا بداماں اُڑ کے پہونچیگا
یہ مشت خاک تیری راہ مین برباد کرتے ہین

عجب نعمت عطا کی ہے خدا نے اہل غیرت کو
عجب یہ لوگ ہین غم کھا کے دل کو شاد کرتے ہین

کمر باندھی ہے گلچینون نے غارت پر گلستان کے
اجارہ بلبلون کے خون کا صیاد کرتے ہین

پہننے مین کفن میلا ہوا جاتا ہے اے آتش
سرائے گور ویران ہے اُسے آباد کرتے ہین

لالۂ بے داغ تجھسا کوئی گلشن مین نہین
ایک بت اس حسن کا دیر برہمن مین نہین

یاسمین مین عالم اُس رُخ کی صباحت کا کہان
جو ملاحت خال مشکین مین ہے سوسن مین نہین

باغ ہے بے یار اپنی آنکھ مین ماتم سرا
اشک ہین شبنم کے قطرے گل کے دامن مین نہین

فصل گل مین سامنا چاک گریبان سے نہو
ہے نگہ بدبین کی رشتہ چشم سوزن مین نہین

خط کو رکھوا کر نہ کر اندھیر اے خورشید رو
تیرہ شب ہے روشنی جب روز روشن مین نہین

شہر سے جاتا ہون مین دیوانہ صحرا کی طرف
سنگریزے اب کسی لڑکے کے دامن مین نہین

تیرے دیوانون کو نفرت ظاہر آرائی سے ہے
پانون مین بیڑی نہین ہے طوق گردن مین نہین

ہڈیان کھدوا کے پھکوا دین ہے اُس سفاک نے
عاشقون کے مردے لیتے اپنے مدفن مین نہین

جلوۂ خورشید کر جاویگا اس پہ کار برق
قطرۂ شبنم ہین دانے اپنے خرمن مین نہین

ٹھگ کی پھانسی سے بلا حلقے ہین زلف یار کے
ابروون کی کج ادائی تیغ رہزن مین نہین

چشم بدبین کا نہین اندیشہ حُسن یار کو
کونسا ہے حرز جو بازو کے جوشن مین نہین

گھر مین اُس خورشید رو کے رہتی ہے حاضر صبا
ذرہ کو پروانگی آنے کی روزن مین نہین

بے چھری کرتے ہین کافر عاشقون کو اپنے ذبح
جوہر قصاب کس طفل برہمن مین نہین

آب کے بدلے شراب سرخ نہرون مین بہا
باغبان جو پھول ہے وہ تیرے گلشن مین نہین

شکر کے سجدے کا میرے سر کو سودا چاہیے
محو یاد دوست مین ہون فکر دشمن مین نہین

موم کے مانند ہے ہر چند جسم اُن کا گداز
سینے کی سختی جو ڈھونڈھو سنگ و آہن مین نہین

اشتیاق تیغ قاتل کا نہ آتش حال پوچھ
جان کو دل بھیجتا کس روز گردن مین نہین

ممکن نہین ہے دوسرا تجھسا ہزار مین
ہوتا ہے اک بہشت کا دانہ انار مین

بلبل نہ ہاتھ آئے الٰہی شکار مین
صیاد باغ باغ نہ ہووے بہار مین

اے ترک مست بہر خدا صیدگاہ چل
آہو کباب ہوتے ہین شوق شکار مین

افیونی کی نگاہ سے کی ہے کبھی جو سیر
باہر ہوئے ہین پوست سے ہم لالہ زار مین

خون جگر سے اپنے غم دل ہون پالتا
رکھتے ہین طفل اشک کو مژگان کنار مین

دکھلاتی ہے بہار خزان مین بھی سیر باغ
پاتا ہون تندخوئی کو اُس گل کے خار مین

سودا نہ سر سے جائے گا گیسوئے یار کا
عامل کو پھانسی دیتا ہے یہ جن حصار مین

کیا کیا گلون نے کان ہین اپنے کھڑے کیے
آمد کو سُن کے یار کی فصل بہار مین

تشبیہ دون جو مین اُسے دندان یار سے
ہیرے کی ہو چمک گہر آبدار مین

اے طفل تب سے شوق ہم آغوشی ہے ہمین
گہوارہ جیب کے رکھتا تھا تجھکو کنار مین

صحرائے تن کی سیر تو مجنون ذرا کرے
محمل سوار ہے اسی گرد و غبار مین

کہدے کوئی یہ میرے تغافل شعار سے
وعدہ خلافی لاتی ہے فرق اعتبار مین

سودائے زلف و رُخ مین نہین الجھا قرار
گاہے حلب مین ہوتے ہین ہم گہ تتار مین

آیا وہ مہروش جو شب جمعہ قبر پر
دن کی سی روشنی ہوئی گنج مزار مین

جپتے ہین اُس کے نام کو ہم سے ہزارہا
تسبیح اپنے یار کی ہے کس شمار مین

جام شراب عشق سے دونون ہین بیخبر
بلبل چمن مین مست ہے ہم کوئے یار مین

پھرتا ہون پھیرتا ہے وہ پردہ نشین جدھر
پتلی کی طرح سے نہین مین اختیار مین

گیسو و روئے یار ہین دونون بلائے جان
ایک ایک سے زیادہ ہے ان گنج و مار مین

اک آفتاب خانہ زمین کا ہے اشتیاق
مانند گرد راہ ہون فکر سوار مین

برباد ہو رہے ہو کچھ آتش تمھین نہین
مٹی خراب اپنی بھی ہے اس دیار مین

پانی پانی نہو خجلت سے تو انصاف نہین
صاف ہے آئینہ اُس رُخ سے مگر صاف نہین

شب یلدا مین ہے مریخ ستارہ نکلا
اے پری سرخ تری چوٹی مین موباف نہین

جوہری دیکھ کے سینہ کو ترے کہتے ہین
تختی الماس کی اس سے کبھی شفاف نہین

دلفریبی کا نہین کون سا انداز آتا | چھوڑتا جان کو عاشق کی وہ حراف نہین
قامت یار کو دیکھے تو زمین مین گڑ جائے | قد ہوا سرو کے ہو وہ کمر و ناف نہین
بند ہے سحر زبانی سے تری نطق مسیح | جو کہے تو ہے سزاوار تجھے لاف نہین
وہ نگاہین نہین اگلی سی تمھاری ہم سے | حال پر اپنے وہ اشفاق وہ الطاف نہین
مصحف رو کی ترے کی ہے جو خط نے تفسیر | کس کو دکھلاؤن مین اس عہد مین کشاف نہین
دولت وصل سے ہووے ہی گی اک روز فتوح | کونسی شب کو مرا ورد ہیل کاف نہین
داغ سودا کو لئے پھرتا ہون بازار و مین | پرکھے اس سکے کو ایسا کوئی صراف نہین

دیکھکر یار کو کہتا ہے یہ دل اے آتش
جان صدقے نہ ہوا ایسے کی تو انصاف نہین

صدقے ہوتے ہین ہمارے بازوون پر سیکڑون | گم ہوئے ہین اپنے یوسف سے برادر سیکڑون
بے نیازی کے ہون کشتے ناز پرور سیکڑون | سو مین شمشیر تغافل سے برابر سیکڑون
عاشق مفلس تو ترے حسن کی دولت کیسے | سیر ہون اس خوان نعمت سے قلندر سیکڑون
چشم مستانہ کی گردش سے تہ و بالا ہون دل | عشقبازون کی صفین الٹین یہ ساغر سیکڑون
یہ سعادت لکھی ہے قسمت مین کس کے دیکھئے | خون گرفتہ ایک مین ہون اور خنجر سیکڑون
جستجو اس شوخ کی بدلے گی رنگ آسمان | سبع سیارے سے پیدا ہون گے اختر سیکڑون
کون بھتا بادشاہ وقت ہی آج اے صنم | کس کے کوچہ مین فقیرون کے ہین بستر سیکڑون
کوئی جاتا ان کی زمین ہموار ہوا ہی آسمان | پا برہنہ پھرتے ہین یا خاک بسر سیکڑون
وہ رگ سودا ہون مین فرقت جنون کے درمیان | ٹوٹکر رہ گئے ہین جس مین نشتر سیکڑون
عید کی آمد ہی آرائش کی نکلا اس بت کو ہی | ہر طرح کے ہوتے ہین تیار زیور سیکڑون
پھر گئے ہین معرکون مین جسکے تلوارون کے منھ | سخت جانی نے مری توڑے ہین خنجر سیکڑون
فقر کے کوچہ مین قدر دولت دنیا نہین | ٹھوکرین کھاتے ہین یان پارس سے پتھر سیکڑون
ڈھونڈتا ہون سبزۂ رہ کی طرح وہ بوٹیان | ڈھونڈھتے پھرتے ہین جنکو کیمیاگر سیکڑون
مین ہی اپنے شوق کا نامہ اسے لکھتا نہین | اڑ کے لیجانے کو حاضر ہین کبوتر سیکڑون

عاشق بے صبر کے دل کو نہ کیجئے ناپسند
مال مفلس مول لیتے ہین تونگر سیکڑون

جلوہ گر ہے حسن ہر جا عاشقون کیواسطے
خوبصورت رکھتے ہین یہ ہفت کشور سیکڑون

اُمتی ہے نعمت دنیا ملے تو شکر کر
مر گئے الجوع کہہ کہہ کر پیمبر سیکڑون

شعر گوئی عشق مین اک چہرہ زیبا کے کی
وصف خال خط مین لکھے ہمنے دفتر سیکڑون

صاف آئینہ نہ بن سکتا ترے رخسار سا
اک سکندر کیا اگر ہوتے سکندر سیکڑون

اُس نشان سے قد کے ہونگے مرید اُن شگفتہ
جان نثاری پر کمر باندھین گے لشکر سیکڑون

انجمن تک تو بھی آ نکلے ہے ای خوش قد پسر
باغ مین پہونچے ذخیرہ سے صنوبر سیکڑون

کھیلنا آسان نہین ہے کھیتین عشق کا
نقش سے اس کے ہین مثل مہرہ ششدر سیکڑون

فکر سنجیدہ نے دکھلائے ہین کیا کیا آب و رنگ
اس ترازو مین تلے ہین لعل و گوہر سیکڑون

مرغ دل حاضر ہے وہ چشم سیہ مائل تو ہو
صدقے اس شاہین کے اوپر سے کبوتر سیکڑون

گل کی خوشبو پر ہو جامہ سے باہر عندلیب
سونگھے ہین ہمنے بھی پیراہن معطر سیکڑون

بارہا برپا قیامت کی خرام یار نے
جاگ اُٹھے فتنۂ خوابیدہ اکثر سیکڑون

ہجر کی شب سے نڈر اے طالب روز وصال
گنتے گنتے صبح کر دینے کو اختر سیکڑون

چشم معنی آشنا مین ہے مقام اُن کا وہی
سہو کاتب سے مقدم ہون موخر سیکڑون

بحر ہستی مین مین وہ کشتی ہون جس نے بشر
شوق مین گرداب کے توڑے ہین لنگر سیکڑون

شوق ہو افشان چھڑکنے کا تمہین رخسار پر
تیغ مین ابرو کی پیدا ہو دین جوہر سیکڑون

دل دیا چاہے تو آتش دلربا موجود ہین
خوبتر سے خوبتر بہتر سے بہتر سیکڑون

تری خوش چشمی کا افسانہ سناتا ہون مین
خواب خرگوش سے آہو کو جگاتا ہون مین

سند سے دور جو کعبہ کو سنا ہے مین نے
پھیر کھا کھا کے ترے کوچہ کو جاتا ہون مین

سینہ صافی سے ہے آئینہ کو رتبہ حاصل
جیسا ہووے کوئی ویسا نظر آتا ہون مین

سرخ پوشاک پہنتا ہے تو کہتا ہے وہ ترک
آنکھ مریخ لڑاوے تو لڑاتا ہون مین

نعمت عشق بھی ممکن نہین بے فضل خدا
شکر کرتا ہون اگر داغ بھی کھاتا ہون مین

ساقیا جام کو اللہ سلامت رکھے
یہ قدح میرا ہی خیر اس کی مناتا ہون مین

بے نقاب آتا ہے گلگشت کو وہ رشک بہار
بلبلون کو چمنستان سے اُڑاتا ہون مین

ساقی میکدہ نے مجکو یہ خدمت دی ہے
نشہ مین مست جو گرتا ہے اُٹھاتا ہون مین

شمع کی طرح سے جلنے لگے شعلہ ہو بلند
سوزش دل کو زبان پر نہین لاتا ہون مین

کوئی مقصود کے سودے مین شب و روز آتش
جادہ کی طرح مجھے راہ مین پاتا ہون مین

دسترس شانہ کے مانند جو پا جاتے ہین
کوچہ زلف مین جو پائے بلا جاتے ہین

عاشقون کی ترے کوچہ کو نہ کیونکر ہو رجوع
باغ فردوس مین مردان خدا جاتے ہین

اختیاری حرکت جان نہ مجبورون کی
لئے جاتی ہے جدہر ہمکو قضا جاتے ہین

اے صنم ان کو کمر تک بھی خدا پہنچاوے
دوش تک تو ترے گیسوئے رسا جاتے ہین

واہ ری بے بصری واہ ری نابینائی
صورت آباد سے مشتاق لقا جاتے ہین

صبح نزدیک ہے بیدار ہو مل لے غافل
زہرہ و مشتری و ماہ و سہا جاتے ہین

زہر کھاتے ہین طلبگار شہادت قاتل
ہاتھ سے تیر ترے ببیسر دبا جاتے ہین

کنج زندان سے ہوئی تنگ مری وحشت سے
وہ زمین ہفت فلک جس مین سما جاتے ہین

رنج یاران حزین کو ہے آتش انھین وان راحت ہے
اے خوشا حال جو دنیا سے خفا جاتے ہین

تیرا نیاز مند جو اسے نازنین نہین
دونون جہان مین اس کا ٹھکانا کہین نہین

ہم بوسہ مانگین اور کرے تو نہین نہین
انصاف چاہتا ہے یہ ای نازنین نہین

تیغ برہنہ کب نہین قاتل کے ہاتھ مین
کس وقت کہنیون سے چڑھی آستین نہین

فعلون سے کچھ غرض نہین مطلب ہے یار سے
نظارہ باز حسن ہون مین قبح مین نہین

سودا زدون سے اپنے نہین بیخبر وہ زلف
کب بند دست سلسلۂ عنبرین نہین

فرمان قدرتی مین ہے طغرائے قدرتی
رخسار شاہ حسن مین چین جبین نہین

آنکھین دکھاؤ تم تو شیاطین بھاگ جائین
تیر شہاب ہے نگہ خشمگین نہین

رخسار بادشاہ ہے دل مجھ فقیر کا
عمر گذشتہ کا کہین لگتا نہین پتا
پہنا کے تجھکو دیکھتے اے جامہ زیب حیف
کوئی مرے کوئی جئے مطلق نہین خیال
گل ہوتے ہین بہار چمن سے چراغ عقل
ہمکو سُنا کے کہتا ہے دل بھر کے جام عشق
اللہ بے خبر نہین بندون سے بے خبر
آنکھون کے سامنے سے نہ ہٹ اے خیال یار
دیتے ہو سیدھی بات کا اُلٹا ہمین جواب
دیکھا مساس کرکے صبا کی طرح بہت

اتنا تفاوت اس مین ہے چین جبین نہین
بالائے آسمان نہین زیر زمین نہین
کلیان قبائے گل مین نہین آستین نہین
مستا بھی بے نیاز کوئی ناز نین نہین
کام آستین کا کرتی ہے گو آستین نہین
جو چاہے پی لے زہر ہے یہ انگبین نہین
عالم سے غافل اپنے جہان آفرین نہین
مجھسے کوئی عزیز دم واپسین نہین
کیا دلپسند ہو سخن دلنشین نہین
نازک ترے بدن سے میان یاسمین نہین

سوز فراق سے نہ کچھ آتش کا حال پوچھ
دم اُڑ دیے کا ہے نفس آتشین نہین

رہتے ہین ہم روز و شب کوچۂ دلدار مین
دل نہ جہان مین کسی چیز کا خواہان ہوا
قیمت مال مزید سمجھے ہین جنس دل
نور کا بکّا نہین کوئی حسین پارسا
راستی آئی پسند دل کو قد یار کی
سیر ریاض جہان رکھتی ہے دلکو اُداس
کبک کی ہے یہ روش اور نہ طاؤس کی
کشور دل مین مرے یار ہے فرمان روا
سرو سبکبار مین پیچش سنبل کہان
عالم پیری مین شغل اس کا کرے آدمی
کافر و دیندار ہین فہم سے اپنے خلاف

عمر بسر ہوتی ہے سایۂ دیوار مین
سیر ہی کو ہم مگر آئے تھے بازار مین
کچھ بھی جو انصاف ہو چشم خریدار مین
روشنی مہر ہے چاند سے رخسار مین
لطف کجی کا ملا ابروے خمدار مین
بوے محبت نہین اک گل رخسار مین
اور ہی انداز ہے یار کی رفتار مین
سکۂ یوسف چلے مصر کے بازار مین
فرق ہے آزاد مین اور گرفتار مین
نشۂ جوانی کا ہے بادۂ گلنار مین
رشتہ وہی ایک ہے سبحہ و زنار مین

سرو کو لگا نہین قامت دلچسپ سے — گل نہین رخسار سا یار کے گلزار مین
یار کے اک پیچے کا اس مین تکلف نہین — طرۂ زرین کہان لالہ کی دستار مین
ہجر کی طاقت نہین دل کو مرے بعد وصل — زہر ملا لیجیے شربت دیدار مین

دیکھیے آتش قدم رکھتے ہین ان پردہ کب
آنکھین بچھائین تو ہین ہم نے رہ یار مین

گیسوؤن کا ترے سودا شعرا رکھتے ہین — یہی باعث ہے جو یہ فکر رسا رکھتے ہین
تاب دیدار نہین رکھتے ہین یار رکھتے ہین — چشم بینا ترے مشتاق لقا رکھتے ہین
تیرے خونی کفنون کی یہ ادا رکھتے ہین — پھول لالے کے لباس شہدا رکھتے ہین
دست و پا مین جو حسین رنگ حنا رکھتے ہین — خون ہفتاد و دو ملت کا روا رکھتے ہین
سچ تو یہ ہے کہ نہین دوسرا اچھا کوئی — اے صنم جھوٹ نہ بولین گے خدا رکھتے ہین
کون سے پارۂ دل پر نہین اک عشق کا داغ — یہ نگین وہ ہین کہ جو نقش وفا رکھتے ہین
نرم کر دین گے دل سخت صنم کو دم سرد — شرط الفت کی بھی اعمال جزا رکھتے ہین
قلزم عشق مین تنکے کا سہارا بھی نہ ڈھونڈھ — آسرا وہ نہین لیتے جو خدا رکھتے ہین
رو سے خورشید پر افشان کا جو عالم دکھلائین — یہ شرف ذرۂ خاک شہدا رکھتے ہین
پانؤن کو منزل مقصود مین مضطر سمجھے — طاقت اُٹھنے کی اگر دست دعا رکھتے ہین
حال دل کہتا ہی یوسف نہین سنتا کوئی — گوش کر قافلے والون کے درا رکھتے ہین
محتسب عقل جو رکھتا ہے تو مخانے نہ جا — شیشہ و جام مے ہوش ربا رکھتے ہین
لامکان دیر و حرم مین نہین ہاتھ آنے کا — پانؤن توڑین وہ جو یہ سر مین ہوا رکھتے ہین
جامہ زیبون سے لین تشبیہ گلون کو کیا دون — جس مین اک بند نہین وہ یہ قبا رکھتے ہین
تیرے صدقے کا سمجھتے ہین مگر چہرا ہا — چار ابرو کو یہ آزاد صفا رکھتے ہین
بحر الفت مین تباہی کا ہے اندیشہ کسے — ناخدا جو نہین رکھتے وہ خدا رکھتے ہین
عارضی حسن دو روزہ ہی یہ منڈھ جاوین گے — عمر کوتہ ترے گیسوے رسا رکھتے ہین
دہن یار کو ہم تو نہ کہین جوہر فرد — منطقی اس مین جو حجت کرین جا رکھتے ہین

جسم خاکی کے تلے جسم مثالی بھی ہے — اک قبا اور بھی ہم زیر قبا رکھتے ہین
خون جگر ہوتا ہے جو سنتا ہے رو دیتا ہے — درد آمیز فقیر اُس کے صدا رکھتے ہین

اپنے ہر شعر مین ہے معنی تہ دار آتش
وہ سمجھتے ہین جو کچھ فہم و ذکا رکھتے ہین

خانہ خراب نالون کی بل بے شرارتین — بہتی ہین پانی ہو ہو کے سنگین عمارتین
سر کون سا ہے جس مین کہ سودا نہین ترا — ہوتی ہین تیرے نقش قدم کی زیارتین
خانہ ہے گنجفے کا ہر اک قصر عشق — گھر گھر ہین بادشاہیان گھر گھر وزارتین
دیدار یار برق تجلی سے کم نہین — نیلی آنکھین ہون گی دیکھی دعائین بصارتین
آنکھون مین اپنے دولت بیدار ہین وہ خواب — ہوتی ہین تیرے وصل کی جنمین بشارتین
کہتے ہین مادر و پدر مہربان کو بد — کرتے ہین وہ جو ارض و سما کی حقارتین
گویا زبان ہو تو کرے شکر آدمی — سمجھے جو تو تو کرتے ہین یہ گنگ اشارتین
زیر زمین بھی یاد ہین ہفت آسمان کے ظلم — بھولا نہین ہین سنگدلون کی شرارتین
خضر و مسیح کاٹتے ہین رشک سے گلا — تو بھی تو کر شہیدون کی اپنے زیارتین
عالم کو لوٹ کھایا ہے اس پیٹ کے لئے — اس غار مین گئین ہین ہزارون ہی غارتین
باقی رہے گا نام ہمارا نشان کے ساتھ — اپنی بھی چند بیتین ہین اپنی عمارتین
اہل جہان کا حال ہے کیا تم سے کیا کہین — بدگوئیان ہین پیچھے تو منہ پر اشارتین
نقش و نگار حسن بتان کا نہ کھا فریب — مطلب سے خالی جان لے تو یہ عبارتین
عاشق ہین ہمکو مد نظر کوئے یار ہے — کعبہ کے حاجیون کو مبارک زیارتین
ایسی خلاف ہم سے ہوئی ہے ہوائے دہر — کافور کھائیے تو ہون پیدا حرارتین

آتش یہ شش جہت ہے مگر کوچہ یار کا
چارون طرف سے ہوتی ہین ہم پر اشارتین

اس شش جہت مین خوب تری جستجو کرین — کعبہ مین چل کے سجدہ تجھے چار سو کرین
عاشق جو حسن پاک ہین کچھ گفتگو کرین — دامن کا پیچھے نام لین پہلے وضو کرین

شرمندہ ہون زمین مین گڑین سرخرو کرین
استادگی جو سرو ترے روبرو کرین

پیدا کرین جو مجھکو اُنھین کو ہے دسترس
یامرو ہین وہی جو تری جستجو کرین

بیجا چکی چمن مین صبا بوے زلف یار
سنبل کے سلسلے کو بھی برہم وہ مو کرین

افسانہ گوئی اُنکی گیسوے یار مین
خاموش ہون چراغ جو ہم گفتگو کرین

دیوانگی کا سلسلہ جاوے نہ ہاتھ سے
دامن کو پھاڑلین جو گریبان رفو کرین

اے بادشاہ حسن فقیرون کی طرح سے
عاشق دعائے خیر تجھے کو بکو کرین

دیدار عام کیجئے پردہ اُٹھائیے
تا چند بندہاے خدا آرزو کرین

مستی مین تجھسے بے ادبی ہوگی یار سے
مجھکو گناہگار نہ جام و سبو کرین

دیوان حسن مین سے ہوئی ہے یہ انتخاب
عاشق مزاج سیر بیاض گلو کرین

ورد زبان ہے روز و شب اُنکی ثنائے حسن
شایان ہے جس قدر کہ یہ شاعر غلو کرین

لکھدیتے ہین حسینون کو ہم خط بندگی
مشق ستم کو ترک جو یہ تندخو کرین

حیران کار ہون ترے رخسار صاف کا
سکتہ ہو آئینہ جو ترے روبرو کرین

مرغ چمن ہون زمزمہ پیرا بہار آئے
ہنگامہ گرم شگفتہ رنگ و بو کرین

تاثیر دار لوگ ہین اللہ کے فقیر
سنگ صنم ہون آب جو ہم ذکر ہو کرین

موجود گو کہ تو ہے مگر چاہتا ہے شوق
آوارہ ہون تلاش تری چارسو کرین

آتش یہ وہ زمین ہے کہ جس مین ہے قول درد
دل ہی نہین رہا ہے جو کچھ آرزو کرین

عاجز نہ ہو تصور حسن و جمال مین
سُھدی بندھی ہین ترے پائے خیال مین

نسبت نہین حسین کو تجھسے جمال مین
بو مشک کی ہے زلف مین عنبر کے خال مین

آتی ہے کوہ سوختہ طور سے صدا
نظارۂ جمال غضب ہے جلال مین

لوث گناہ کا جو کبھی آگیا دھیان
غوطے لگائے ہین عرق انفعال مین

حسرت ہی آئینے کو رہی اُس سبزہ رنگ کی
ریحان ہرا ہوا نہ کبھی اس سفال مین

تسبیح تو نے ڈال کے گردن مین اے صنم
کھینچا ہما کو مرغ مصلے کے جال مین

جور و جفائے یار سے ترک وفا نہ کر
لطف اس معاملے کا نہیں انفصال مین

اُن ابروون سے بڑھ چلین وہ مسین کہ ہم
ان چار خلط کا ہے مزا اعتدال مین

دور شراب حلقۂ بیرون در ہے یان
اس بزم مین ہے مست ہر اک اپنے حال مین

پیدا کرے جو تیرے سگ کو کی منزلت
طوق طلائی ہووے گلوئے غزال مین

آتی ہے باغ سے تو صبا سے ہون پوچھتا
کتنے شگوفے آئے ہین کس کس نہال مین

دکھلاؤ اپنی آنکھون کے انداز دنا و بھی
برسون رہے مشاہدہ خط و خال مین

زندان سے چھوٹ کے چاہیئے ہونا عزیز مصر
تعبیر خواب کی رہے یوسف خیال مین

پہنے بہار مین ہو گریبان تو شکر کر
ہوتی ہے خیر جان کی نقصان مال مین

مثل صبا اُڑا دے اسے اے جمال دوست
تا چند ہم دبے رہین گرد ملال مین

ایسی پلا کہ بیخبری ہووے ساقیا
اتنک نہ امتیاز ہے درد و زلال مین

رخسار مین ہے چودھوین کے چاند کی چمک
کافر ہو جس کو شک ہو تمھارے کمال مین

موجود سمجھے صبر کو کیا عشق بد بلا
یہ دیو و جن کبھی نہین لاتا خیال مین

پوچھین جو کچھ کہ پوچھنا ہو منکر و نکیر
عاجز نہین ہون مین بھی جواب سوال مین

بھولین گے عیش مین بھی نہ آتش غم و الم
یاد آئین گے فراق کے صدمے وصال مین

گل کو نظر سے اشک خونی اُتارتے ہین
گلچین ہمارے آگے دامن پسارتے ہین

شانے سے جب وہ اپنی زلفین سنوارتے ہین
سنبل کو اور مشک و عنبر کو وارتے ہین

یہ کہہ کے گشت گل پر اُن کو اُبھارتے ہین
سیر چمن کو چلیئے بلبل پکارتے ہین

مردے وہ زندہ کرتے زندون کو مارتے ہین
اس کو بگاڑتے ہین اُس کو سنوارتے ہین

ہستی سے تنگ حلقہ اُس نان کا ہے کرتا
سوئے عدم کمر کے جو پا سدھارتے ہین

مشتاق ہمکناری ملتے ہین ہاتھ کیا کیا
تن تن کے جب وہ اپنا سینہ ابھارتے ہین

وہ دلپسند ہے تو جب دیکھتے ہین مجھ کو
کرتے ہین گنگ اشارے گویا پکارتے ہین

بیتاب دل کو تسکین ہوتی ہے دید خط سے
وہ بوٹی ہے یہ جس سے پارہ کو مارتے ہین

قائل ہون مین تو اپنی نالون کی گرمیون کا | داغون کو میرے دل کے کیا کیا ابھارتے ہین
دریاے رحمت اُس کا غالب کہ موجزن ہو | تقصیروار توبہ توبہ پکارتے ہین
دن رات کھیلتے ہین باہم قمار الفت | وہ ہم سے جیتتے ہین ہم اُن سے ہارتے ہین
شیرین لبون کے اوپر رال اپنی ہے ٹپکتی | بوسہ کا نام سُن کر ہم منہ پسارتے ہین
سینہ کے اوپر اپنے گل کھائین گے تمھارے | پھلون سے اس پری کے یہ قول ہارتے ہین
اس گل سے رخ کے اوپر کرتے ہین گل کو صدقے | اُس زلف سنبلین پر سنبل کو وارتے ہین
رو رو کے دل کو خالی کرتے ہین جسجگہ ہم | دریا کی طرح چشمے وہان موج مارتے ہین
رہتی ہے اک پریشان حالی و بد دماغی | سودے مین گیسوون کے سر دے دے مارتے ہین
پوشاک ہر طرح کی حاضر ہے کشتیون مین | اس کو پہنتے ہین وہ اُس کو اُتارتے ہین
جاتے ہین عاشق اس کے کوچہ کے گرد پھرنے | بہر طواف کعبہ حاجی سدھارتے ہین
دم دے انھین بھی وہ بت انکا بھی اپنا کام | زاہد کمال اپنی شیخی بگھارتے ہین

ہر دم فقیر حق حق کرتے ہین بوریے پر
شیر اپنے نیستان مین آتش ہنکارتے ہین

خم فلک سے بھرون وہ شراب شیشے مین | یقین ہو ذرون کو ہو آفتاب شیشے مین
ہنوز ہے کئی ساغر شراب شیشے مین | ہنوز باقی ہے اپنا حساب شیشے مین
وہ میرزا منش آ نکلے شاید اے ساقی | شراب چیدہ رہے انتخاب شیشے مین
ہماری گھر مین ہے شب کو بھی روشنی دل پر | کرم سے ساقی کے ہے آفتاب شیشے مین
خزان مین مرغ چمن میکدے کے ساکن ہو | بہار رکھتی ہے گلگون شراب شیشے مین
زلال نوش ہون مین مست دور مین میرے | رہے گی درد کی مٹی خراب شیشے مین
وہ پیرہن مین ترے رنگ سرخ کو دیکھے | بھرا ندیکھا ہو جس نے شہاب شیشے مین
کھلی ہے چاندنی مے بیچیے تو موقع ہے | طلوع ماہ ہے اور آفتاب شیشے مین
ہر ایک مست کی ہو حق ہے نالۂ بلبل | شراب شیشے مین ہے یا گلاب شیشے مین
بتائے رکھتے ہین ساقی اگر دیا چاہے | سوال کا ہے ہمارے جواب شیشے مین

سفید ہو ہوئے ترک فتح کشتی کبھی — عوض شراب کے رکھیے خضاب شیشے مین
یہ ہم سے نشہ مین ہوویگی بے محل حرکت — شراب پی کے بھرینگے کباب شیشے مین

وہ ترک آئے تو دورے مین اپنے حاضر ہے
کباب سیخ پہ آتش شراب شیشے مین

شرف بخشا گہر کو صرف کرکے تونے زیور مین — نگین کو نام نے تیرے بٹھایا خانہ زر مین
یہ کیفیت اسے ملتی ہے جو حسن کے مقدر مین — مے الفت نہ خم مین ہی نہ شیشے مین نہ ساغر مین
رہا کرتا ہے نظم شعر کا سودا مرے سر مین — عروس فکر ان روز دن لدی رہتی ہی زیور مین
تکلف برطرف الہی نازنین موقوف آرائش — نزاکت سے دبا جاتا ہی کیون پھولونکے زیور مین
کرینگے سیر شب کو کیمیا گر تیرے کوچے کی — بھگووینگے فتیلے روغن گوگرد احمر مین
قیامت تک یہی گردش رہیگی روز و شب انکو — مہ و خورشید حسن یار سے آئے ہین چکر مین
مرے ویرانے کی حد مین کبھی اڑ کر جو آنکلے — پلاؤن جغد کو پانی ہما کے کاسۂ سر مین
تفنگ یار کے جوہر دن کی عالم کو سناسے — یہ لوہے کے چنے ہین دیکھیے کس کے مقدر مین
نکل کر کنج عزلت سے نہ کرنگا مہ افروزی — شرر یاقوت کا ممنگ ہی جبتک ہے پتھر مین
کرے بوٹا سا قد ہر چند پیدا اس کی موزونی — ترے کانون کے بتون سے کہان تیتے صنوبر مین
شرف اللہ نے بخشا ہی آدم پر محمد کو — فضیلت ہی مقدم سے زیادہ یان موخر مین
جہان چاہے بسر اوقات کرلے چار دن بلبل — چمن مین آشیانہ ہی قفس صیاد کے گھر مین
خدا جانے تو نالون سے مرے نکلے دل آتش کا — یہ شان اسکی ہی نرمی موم کی پیدا ہو پتھر مین
نہ جبتک ہم پیالہ ہو کوئی مین نے نہین پیتا — نہین مہمان تو فاقہ ہی خلیل اللہ کے گھر مین
الہی بازوے قاتل مین زور دست قدرت دے — روانی ہی اسی کے دم سے آب خشک خنجر مین
لب لعلین کو تیرے وصل کی شب ہمنے چوسا ہی — نہون گے تشنگی سے ہونٹھ اپنے خشک محشر مین
دگر گون عشق حسن یار سے ہی رنگ عالم کا — کوئی چہرہ بحال اب ہم جو سنتے ہین تو دفتر مین
کیا شمشیر کی صورت نہ اک عاشق کو دو ٹکڑے — بنا ہے جوہر انصاف قاتل تیرے خنجر مین
دہن اسکے حور ہے تیر العینہ چشمہ جنت کا — تبسم سے ترے لیتی ہین لہرین موج کوثر مین

خیال بام سودا ہے ترے دروازہ تک پہونچے
پر جبرئیل پیدا ہون جو بازوئے کبوتر مین

تری تلوار دکھلا دے بہار باغ اے قاتل
لہو سے ہیرے گل بوٹے چمن بندیکے جوہر مین

رہا منظور خاطر خاستہ بالیخر عاشق کا
کوئی چینوٹی موئی تو اُس کو گاڑا ہمنے شکر مین

وہ ترک چشم دیکھیں ملک دل غارت کرے کس کا
رہا کرتی ہے صف بندی بہت مژگان کے لشکر مین

وہی تاثیر دے گا آتشین نالون مین بھی آ کے
لیاقت دی ہے جس نے شیشے کے بننے کی پتھر مین

ڈراتا ہے بہت رندون کو ذکر نار دوزخ سے
تماشا ہو جلے واعظ لگے اُٹھے آگ منبر مین

یہ راہ و رسم خود بینی حسینون مین ہے مدت سے
کھلے تھے جوہر اس آئینہ کے عہد سکندر مین

خیال آتا ہے جنت کا تو آنکھون مین ہین پھر جاتین
وہ شہد و شیر کی نہرین زمین مشک و عنبر مین

نہ اٹھنے دین گے جب تک بت جواہر کا نہ دلینگے
برہمن کو بٹھایا ہمنے جب قصابکے گھر مین

مآل کار کی صورت بھی آنکھون کو نظر آتی
لگا دیتا تھا اک آئینہ بھی قبر سکندر مین

نہایت حرص مے ہے زندگی مین مجھ قدح کش کو
یقین ہے نشہ رہ جائے مرے مٹی کے ساغر مین

ترے دانتون کا دھوکا دیکھا تھا میری آنکھون کو
صفا تو تھی چمک ہیرے کی بھی ہوتی جو گوہر مین

قناعت دی ہے مثل قبر مجکو خاکساری نے
رہون گا باغ باغ آتش مین اک چھوٹی سی چادر مین

عجب چشم سیہ کا ہے رُخ رنگین جانان مین
تماشا ہے عوض بلبل کے شاہین ہے گلستان مین

وہ چشم سرمگین ہے فتنہ پردازی کے سامان مین
کھنچی رہتی ہے تیغ ابرو کی صف بندی مژگان مین

یہ مجھ دیوانے کو راحت ملی ہے سنگ باران مین
کہین ہون جمعہ کو ہونگا مین بازیگاہ طفلان مین

پری پیکر نہین اس دلربا سا قوم انسان مین
فلاطون کو کرے دیوانہ جا نکلے جو یونان مین

ہمیشہ تلوے کھجلایا کئے شوق بیابان مین
رہی نالان ہمارے پاؤن سے زنجیر زندان مین

جنون پر وہ در دکھلا رہا ہے داغ سینے سے
تماشائے چمن ہے کوچہ چاک گریبان مین

یہ مجھ دیوانے کی زنجیر سے آواز آتی ہے
وہ کیچڑ مین پھنسا ہے جو ہے آب و گل کے زندان مین

جب آیا سامنے غم نوش بے صرفہ کیا اُس کو
نہ فرق آیا ہماری اشتہائے زیر دندان مین

گرفتاری مین آزادی کی کیفیت رہی حاصل
رہا جامہ سے باہر اپنے مین دیوانہ زندان مین

جہان کے کارخانے مین نہین مد نظر کھیسا
لگے ہین پردہ ہائے چشم عاشق نیرے ایوانمین

اسیری مین بخار دل جو نالون سے نکالا ہے
بہا ہے موم ہو کر آہن زنجیر زندان مین

جو ہو گا دسترس اپنا کبھی شانے کی صورت سے
ملین گے عطر مجموعہ کا اس زلف پریشانمین

شب آئینہ دینہ جلائے اپنے کشتون کے مزارون پر
چراغ حسن روشن کیجئے گنج شہیدان مین

گلون کا حسن بلبل بے چھری کے ذبح کرتا ہے
ہوا اس ترک کے کو جہ کی چلتی ہے گلستانمین

ہوئی ہے روح ناطاقت نہایت سونگھ کر جسکو
سنی ہے سیب کی بو مینے اس گل کے زنخدانمین

بہار گل کی جو دیوانگی یاد آئی آنکھون کو
بہت رویا مین منھ کو ڈال کر اپنے گریبان مین

در دندان و لعل لب کے مضمون لکھتے ہین آتش
جواہر خانہ ہے ہر بیت موزون اپنے دیوان مین

لپٹ کر سوئیے اس آتشین رُخ سے زمستان مین
نکل کر سنبلہ سے آفتاب آیا ہے میزان مین

عجب کیا مار بہرہ ہو جو گوش یار کا موتی
اُلجھ جاتا ہے اکثر حلقہ گیسوئے پیچان مین

نقاب یار سے کہدے کوئی اندھیر سے باز آ
چھپائے رکھے گا کبتک چراغ مہر دامان مین

کرم کا جوش جو آجاتا ہے ابر بہاری کو
ڈبو دیتا ہے طاؤس چمن دریائے بارانمین

نہین مشتاق دل کب اُس عزیز جان کے آنیکا
ہمیشہ سوئے در رہتی ہین آنکھین شوق مہمانمین

گیا ہون جوش وحشت مین جو اڑ کر مثل پروانہ
دکھائے ہین چراغ چشم غولون نے بیابانمین

نزاکت برگ گل کی رکھتے ہین لب لعل کی سُرخی
صفا موتی کی ہیرے کی چمک ہے تیرے دندانمین

کھنچے کیونکر نہ یار اپنی طرف جذب محبت سے
پری کو بہ عمل کر دیتا ہے قابوئے انسانمین

ہمارے اشک کے قطرے ہین حاضر آب گوہر سے
بھر آجاتا ہے جو پانی وہ صنم چاہ زنخدان مین

کبھی تو دور ہوگا گھونگھٹ اس رخسار رنگین سے
کہان تک غنچہ رکھے گا بہار گل گریبان مین

ہر اک عضو بدن بے مثل ہے اُس حور پیکر کا
جواب اپنا نہین رکھتا ہے جو سورہ ہے قرآنمین

صدا یہ سرزمین کوچۂ قاتل سے آتی ہے
شگوفہ پھولتا ہے اک نیا روز اس گلستانمین

تباہی مین ہے لازم یاد حق اہل توکل کو
خدا پر چھوڑتا ہے ناخدا کشتی کو طوفانمین

تماشا ہے جو چشم بلبل دیوانہ سے دیکھے
عجب ہمچشمین ہین محفل مین عجائب گل گلستانمین

گہر سے آبدار آتش ہو منہ سے بات جو نکلے
تکلف شرط ہے آویزۂ گوش سخندان مین

توڑیے توبہ کو کیجے بادہ خواری اندنون
موسم گل ہے کہان پرہیزگاری اندنون

تیغ ابرو سے ہے شوق زخم کاری اندنون
نیم بسمل کی طرح ہے بیقراری اندنون

جان بلب رکھتا ہے اک رشک مسیحا کا فراق
دم نکل جاوے یہ حالت ہی ہماری اندنون

شوق آرایش ہے اس جان جہان کو آجکل
لپٹی ہی رہتی ہی دامن سے کناری اندنون

دوڑتے ہین ہم جلو مین ایک شاہ حسن کے
توتیاے چشم ہے گرد سواری اندنون

لوگی ہی تیغ قاتل سے شہادت کا ہے شوق
خون ہی زخمون کی طرح آنکھون سے جاری اندنون

روز و شب کرتا ہی وہ محبوب گل اندام رقص
اڑتی ہی ٹھوکر سے دامن کی کناری اندنون

کاہشون سے عشق کے ایسا ہوا ہون ناتوان
رات سے بیمار نے بھی دن ہی بھاری اندنون

فصل گل ہی یاد آتی ہے مجھے رفتار یار
چلتی ہی دن بن کے کیا باد بہاری اندنون

سامنا رہتا ہے اشک سرخ و رنگ زرد کا
آشنائی درد سے ہی غم سے یاری اندنون

دوستدار اس کا جو سمجھا اٹھ گیا دنیا سے ہی
بیکسی پھرتی ہی کیسی ماری ماری اندنون

بستر غم پر پڑا رہتی ہے مردے کی طرح
بیخودی بے طاقتی بے اختیاری اندنون

یار آزردہ ہے آتش آسمان ہے برخلاف
کون سنتا ہے ہماری آہ و زاری اندنون

سالک راہ محبت کو پس و پیش نہین
مصلحت بین نہین مین عاقبت اندیش نہین

مصحف رو کی تلاوت ہے نہایت مشکل
اس مین اے قاری یوز پرود پس و پیش نہین

ناخن غم سے ترے ہجر مین ای رشک بہار
دل نہین وہ جو رخ گل کی طرح ریش نہین

خون کو مومن و کافر کے ہی جائز رکھنا
نیک اعمال ترا غمزۂ بدکیش نہین

شہد کے واسطے زنبور نے کاٹا تو کھلا
نوش چاہے جو زمانہ مین تو بے نیش نہین

شہر مین پھرتے ہین وہ سیل حوادث کیطرح
کونسا گھر ہے خرابی جسے درپیش نہین

قید مذہب کی نہین حسن پرستون کیلئے
کافر عشق ہو مین کوئی مرا کیش نہین

عشق مین سرو سے قد کے ترے اے خسرو حسن
ذکر قمری سے مبرا کوئی درویش نہین

غیر کے ہاتھ نہ بیچین گے ہم آئینۂ دل
یار جو چاہے سو دے قید کم و بیش نہین

نکہت گل ہی نہین جامے سے اپنے باہر
کون دیوانہ وہ تیرا ہے جو بےخویش نہین

خط نکلنے کی تمنا نہین آتش کو ترے
رُوے سادہ کا یہ عاشق ہے بد اندیش نہین

رُخ انور کو دکھا کر خاک کا پیوند کرتے ہین
حسین ہو نیسے طوفان نوح کے فرزند کرتے ہین

وہ شاہ حسن ہے تو گیسوے عنبرفشان تیرے
ہما کو اپنے سایہ سے سعادتمند کرتے ہین

ہمین سے ہے جو ناز حسن کو دیدار کا پردہ
نقاب آپ اُلٹتے ہم اپنی آنکھین بند کرتے ہین

منت اُس صنم سے کیون نہو ہمین وصل کا سائل
دعا اللہ سے رُو رُو کے حاجتمند کرتے ہین

کہون کیونکر نہ اُن کو نور کے مکھڑے وہ رخسارے
اندھیرے مین اُجالا چاند سے وہ چند کرتے ہین

ہمیشہ رہتی ہے اصلاح یان رنگین خیالون کی
پھٹے کپڑے گل و لالہ کے ہم پیوند کرتے ہین

ارادہ ہے گریبان پھاڑ کر لون راہ صحرا کی
نصیحت سے مجھے دیوانہ دانشمند کرتے ہین

کھڑے رہتے ہین در پر اُن کے مشتاق اُنکی صورت کے
توجہ سے دل درویش وہ خرسند کرتے ہین

دل بیتاب کو عاشق کے رکھتے ہین شکنجے مین
ستم اے کج کلہ تیری قبا کے بند کرتے ہین

تمھارے شربت دیدار کی لذت نہین پاتے
ہزار آپس مین آمیزش گلاب اور قند کرتے ہین

کھُلا بے مایہ کے مضمون بستہ باندھ لینے سے
پسر کو غیر کے بھی لاولد فرزند کرتے ہین

زبان سے جو کہ بے تصدیق کی کھائی نہین جاتی
تصور اُس قسم کو ہم تری سوگند کرتے ہین

بھرون گا پنبۂ مینا کو مین زندان مین اے ساقی
بہت واعظ مرے گوش آشناے پند کرتے ہین

محبت مین کمی آئی نہین فضل الٰہی سے
نیاز اپنا وہی ہے ناز وہ ہر چند کرتے ہین

نہا کر معرکہ مین آتش آب تیغ قاتل سے
خدا چاہے تو پاک اس زندگی کا گند کرتے ہین

دکھا کر آنکھ بیہوشون کو وہ ہشیار کرتے ہین
ترش روئی سے اُنکی نشئے مستونکے اترتے ہین

گرفتارون نے تیرے لطف اسیری مین اُٹھایا ہے
چلے منقار قینچی کی طرح تو پر کترتے ہین

لہو ہے گاہ گاہے اشک اپنے دیدۂ تر مین
کبھی پانی کبھی اس طشت مین ہم رنگ بھرتے ہین

خیال آیا ہی شانے کا انھین آئینہ دیکھا ہے
بلا نازل ہوئی بکھرے ہوئے گیسو سنورتے ہین

حسینون کا تکلف اُنکی آرائش نہین رکھتی
نظر آتی ہی میلی چاندنی جب وہ نکھرتے ہین

تمھارے خط نورس کی طرح ہے جبکہ لہراتا
عجب رغبت سے آہو سبزۂ صحرا کو چرتے ہین

لب جان بخش کا بوسہ نہین دیتے وہ عاشق کو
مسیحا ہین مگر بیمار سے پرہیز کرتے ہین

لگے سو جاتے ہین گہ سنسناتے گاہ تھراتے
ترے کوچہ مین پائے رہروان کیا کیا پسرتے ہین

بل اُنکی زلف پیچان کسطرح کیا کھائیگا سنبل
وہ ایسے بد بلا بھتنے کی چوٹی کو کترتے ہین

حیا و شرم آنکھین سامنا کرنے نہین دیتین
لڑکپن ہی ابھی وہ صورت عاشق سے ڈرتے ہین

خوش آبی ہو زیادہ تیری تیغ تیز مین قاتل
سر احباب کیا کٹتے ہین اس سے بوجھ اترتے ہین

ہمیشہ منھ کے اوپر مردنی سی چھائی رہتی ہے
نہین زندون مین ہم اُس دن سے تم پر جب سے مرتے ہین

تصور سے ترے موجین رہا کرتی ہین لہو مین
ہوا بھر کر ترے سر مین حباب بحر ابھرتے ہین

لگا کر عیب دو دن مین لسے تم پھیر بھیجوگے
جو خط کش ہو تو ہم قیمت کا دل کی نام دھرتے ہین

کہان تک پردہ اے آتش کہو اس لاابالی سے
محبت کا تری ہم بھی دم اے محبوب بھرتے ہین

ردیف واو

فکر مین مضمون عالی کے جو دل آمادہ ہو
دست بستہ بام پر ہر سرو قد استادہ ہو

پھر بھی وقت فکر ہم باندھین حنائے دست یار
لاکھ یہ مضمون رنگین پیش پا افتادہ ہو

عشق پیدا کر کسی مستانہ آنکھون کا ولا
خانۂ تاریک مین روشن چراغ بادہ ہو

آستان دیر تک جاوے تو اے کعبہ نشین
پردۂ باب صنم خانہ ترا سجادہ ہو

عشق ہونے مین نہین ادنی و اعلی کی تمیز
خوبصورت ہو گدا زادہ ہو یا شہزادہ ہو

آشنا چشم سخندان سے رہے میرا کلام
منزل مقصود کی ہر سطر دیوان جادہ ہو

سبز پیراہن مین رنگ سرخ یون ہے یار کا
جیسے مینائے زمرد گون مین گلگون بادہ ہو

حسن کے آغاز کا انجام ہو یارب بخیر
نقش جب کا خط نورس سے وہ روئے سادہ ہو

خشت رکھکر زیر سر سوتا ہی خاک گور پر
صاحب مسند ہو تو یا صاحب سجادہ ہو

خار پیدا ہون نہ جس جا گل شگفتہ ہون مین
آسمان اُس کو بنا دون جو زمین افتادہ ہو

فرش سبزہ پر لب جو مجکو پینی ہے شراب
خیمۂ ابر سیہ اے آسمان استادہ ہو

بے ادب وادی مین اپنے پاوٴن رکھ سکتے نہین
خار رہ نقش قلم ہو مار رہزن جادہ ہو

چھین کر شمشیر قاتل سے رگڑتا ہون گلو
جان سے اپنی نہ تنگ اتنا کوئی دلدادہ ہو

روسیہ دشمن عبث کرتا ہے میری پیروی
بندۂ زنگی بناوٹ سے نہ صاحبزادہ ہو

پاٴون رکھتا ہے جو آتش کوچۂ جلاد مین
زندگی سے ہاتھ دھو کر مرگ کا آمادہ ہوا

برنگ آئینہ یان رہ نہین عشق مجازی کو
صفائے قلب نے حاصل کیا ہی پاکبازی کو

ہماری خاک کو اے شہسوار و عرش دکھلایا
خدا ہمت زیادہ دے تمھاری ترک تازی کو

مآل کار ہے دعوائی باطل کا پشیمانی
خدا سے اے بتو سیکھو طریق کارسازی کو

جلا کرتی ہے گھُل گھُل کر ہمیشہ شمع کافوری
یہ کس گو سے بدنگی اسنے دیکھا ہی گدازی کو

نہین غم تیغ ابروے صنم سے قتل ہونے کا
شہادت بھی بمنزل فتح کے ہی مرد غازی کو

فزون کعبہ سے بھی سجدہ طلب محراب ابرو ہی
جھکانی پڑتی ہی گردن نمازی بے نمازی کو

بتون نے کج ادائی کی تو کی شکوہ نہین اُسکا
خدا بھی کام فرماتا ہی ہم سے بے نیازی کو

خیال زلف مشکین روح کو قالب مین آفت ہے
مکان تنگ مین کوڑا غضب ہے اسپ تازی کو

دلاوین یاد خورشید قیامت کو وہ رخسارے
بھلا دے سر زلف شبگون روز محشر کی درازی کو

کفن خلعت ہی مین دولہ جنازہ تخت دامادی
براتی نوحہ گر ہمراہ ہین شہنا نوازی کو

زبان کو بند کر آتش بس اب اس یادہ گوئی سے
گوارہ کیجیے تا کے تری بے امتیازی کو

سرمہ منظور نظر ٹھہرا ہے چشم یار کو
نیلگون گنڈا اچھا یا مردم بیمار کو

حال پر میرے توجہ کیا ہو چشم یار کو
جبر تکلیف نگہ ہے مردم بیمار کو

حسن بے پردہ کا عالم جلوہ گر پاتا ہون مین
دم پھڑک جاتا ہے عریان دیکھکر تلوار کو

زلف کو دیکھے اگر دیکھا نہ ہو ابر سیہ / برق دیکھی ہو نہ جس نے دیکھے اس رخسار کو
مطلع ہو کچھ تو حال زار سے وہ بیوفا / زعفران سے لکھ کے خط بھیجا ہی مین نے یار کو
روے روشن سے مشابہ ہی نہایت آفتاب / دھوپ مین ٹہلائے گا مجھ تشنۂ دیدار کو
میری آہون کے دھوین نے گھر بنایا خانۂ باغ / نرگس شہلا کیا ہر روزن دیوار کو
رات بھر آنکھون کو اس امید پہ رکھتا ہون بند / خواب مین شاید کہ دیکھون طالع بیدار کو
بھول جاوے عالم اپنی چال کا طاؤس مست / نشۂ مے مین اگر دیکھے تری رفتار کو
غنچۂ گل کو یہ نسبت ہے دہان تنگ سے / جس طرح تشبیہ غنچہ کی دہن سے غار کو
وصف قامت مین ہر اک مصرع ہی دو پہلو کا شعر / سرو بھی کہتے ہین بوٹا بھی قد دلدار کو
صبر کو کھو کر نہ ہو گا تو بھی اے دل باغ باغ / پھولتے پھلتے نہ دیکھا ہی غریب آزار کو
لکھ کے خط حسرت مین قاصد کے لہو رویا ہین / کر دیا چشم کبوتر روزن دیوار کو

بوٹیان اپنے کف پا کی جو صحرا مین اڑین
رتبۂ سیخ کباب آتش ملا ہر خار کو

نالۂ جانسوز نے پھونکا دل بیتاب کو / عشق کی آتش نے کشتہ ہی کیا سیماب کو
ہجر پیغام اجل ہے عاشق بیتاب کو / زندہ دیکھا ہی نہین ہے ماہی بے آب کو
عالم حسن جوانی قدرت اللہ سے ہے / چودھوین شب کوئی دیکھے صورت مہتاب کو
سبزۂ خط نے کیا پژمردہ دل کو بیقرار / زندہ کرتی ہے یہ بوٹی کشتۂ سیماب کو
نیمجانون کے تڑپنے نے بڑا دھوکا دیا / کوچۂ قاتل مین سمجھا مسلخ قصاب کو
جان کھوئی حسرت آب دم شمشیر مین / طے کیا ہمت نے میری منزل بے آب کو
ہجر کی شب کی مصیبت کس طرح تحریر ہو / جمع کر سکتا نہین کوئی پریشان خواب کو
تشنۂ خون دل بیتاب ہین چشمان تر / بیشتر مرطوب خلقت کھاتے ہین سیماب کو
گور پر بھی آسمان اس گل کو لائیگا نہین / خون بہا دیتے کبھی دیکھا نہین قصاب کو
پہن کر پوشاک سرخ آیا جو تو بالاے بام / راہ رو سمجھے شفق مین مہر عالمتاب کو
پست فطرت کو ہمیشہ سر بلندون سے ہی لاگ / زلزلہ ڈھاتا ہی دیوار و در محراب کو

اسی مین رکھتی ہے جو ہر چرخ سے وارفتگی
کیا نفاق انگیز ہجنبان ہوائے دہر ہے

منزل رہزن مین اندیشہ نہین سیلاب کو
نیند اڑ جاتی ہے سننے سے نفیر خواب کو

روز و شب رویا مین آتش رفتگان کی یاد مین
عمر بھر آنکھین نہ بھولین صورت احباب کو

دوست ہی جب دشمن جان ہو تو کیا معلوم ہو
آدمی کو کس طرح اپنی قضا معلوم ہو

پھر گیا ہے اس قدر رنگ زمانہ چاہیئے
آئینہ مین بھی نہ صورت آشنا معلوم ہو

آنکھ پاتے ہی خیال یار نے کی دل مین راہ
مل ہی رہتا ہے مکان جس کا پتا معلوم ہو

عاشقون سے پوچھیئے خوبی لب جان بخش کی
جوہری کو قدر لعل بے بہا معلوم ہو

خط تو ام مین لکھا ہے یار کو مکتوب شوق
آرزوئے وصل کا تا مدعا معلوم ہو

کانپتا ہے آہ سے میری رقیب رو سیاہ
اژدہا فرعون کو موسیٰ کا عصا معلوم ہو

اس لئے مارا ان آنکھون نے مجھے تا خلد مین
چشم حوران بہشتی سے دغا معلوم ہو

دام مین لایا ہے آتش سبزہ خط بتان
سچ ہے کیا انسان کو قسمت کا لکھا معلوم ہو

بید مجنون دور سے خم ہو گیا تسلیم کو
ہر نگولا سر و قد اٹھا مری تعظیم کو

کون کہتا ہے الف بوٹا سے قد کو بار کے
لام کو زلفون سے کیا نسبت دہن سے میم کو

گورے گالون پر ترے زیبا ہی خال عنبرین
تھا یہی مینا سزا وار ایسے لوح سیم کو

شانۂ گیسوئے جانان مین صفا حاصل ہوئی
آئینہ حاضر ہے ناز و غمزہ کی تعلیم کو

مہربان ہو دوست کچھ دشمن کا چلپکتا نہین
آتش نمرود ہے گلزار ابراہیم کو

خواب و بیداری یہ مرگ و زیست ہے بے نقش
لوح دل پر سے مٹا نقش امید و بیم کو

ہمت مردانہ نے آتش کیا ہے بے نیاز
جانتا ہون مین گدا سلطان ہفت اقلیم کو

شفا مریض محبت کو زینہار نہو
برنگ شمع نہون ہم اگر بخار نہو

کمال شہرۂ حسن حبیب سنتا ہون
ڈھلا ہوا کوئی مضمون آبدار نہو

ہوا تو پھر اسے جاتے ہوئے نہیں دیکھا
غبار چشم دل یار کا غبار نہ ہو

در حرم کو ہے تشبیہ طاق ابرو سے
سواد کعبہ مقصود زلف یار نہ ہو

فقیر کو نہیں درکار طاق کسریٰ کا
بلند نقش قدم سے مرا مزار نہ ہو

پیادہ پا ہوں پر اڑتا ہوں باد کے مانند
ہلاک نقش قدم پر مرے سوار نہ ہو

صنم پرستی کو زاہد روا رکھے نہ رکھے
گلہ نہیں ہے جو صوفی شراب خوار نہو

کبھی کبھی جو دکھا آئے روئے رنگین تو
خزاں میں مرغ چمن کو غم بہار نہو

فراق یار میں احوال کیا کہوں اپنا
دل دو نیم نہو جان بیقرار نہ ہو

کمال موت کا مشتاق ہے دل بیمار
خزاں کا باغ میں نرگس کا انتظار نہو

بہت اسے دل ہمت بلند رکھتا ہے
غم فراق کہیں شیر کا شکار نہو

برنگ ہمایہ گذر شاہ راہ ہستی سے
کسی کے دوش کا آتش جنازہ بار نہو

دھیان اس کاکل مشکین کا جو آیا مجکو
خواب میں آکے سیاہی نے دبایا مجکو

نہ سنا تھا سو وہ کانوں نے سنایا مجکو
جو نہ دیکھا تھا ان آنکھوں نے دکھایا مجکو

شکر صد شکر تعلق نہ ہوا دل کو کہیں
یار و اغیار کے جھگڑے سے چھڑایا مجکو

واشد دل کے لئے باغ میں آنکلا تھا
یار بن غنچوں نے ہنس ہنس کے رلایا مجکو

طور پر حضرت موسیٰ نے تجلی دیکھی
بام پر یار نے دیدار دکھایا مجکو

اس پری رو کے جو گیسو کا ہوا سودائی
میں نے جانا کہ یہ دل پیچ میں لایا مجکو

جان بھی نکلی دم نزع تو آسانی سے
کار مشکل کوئی درپیش نہ آیا مجکو

فکر اشعار میں کاٹی شب تاریک فراق
رات بھر صبح کے مضمون نے جگایا مجکو

بعد مردن بھی دکھائے گی شجاعت جوہر
شیر مارے گا جو روباہ نے کھایا مجکو

جوش وحشت میں جو اکتا کے کبھی اٹھ بھاگا
سیکڑوں کوس غزالوں نے بنایا مجکو

شام سے پہلوئے خالی نے اک آفت ڈھائی
صبح تک طالع خفتہ نے جگایا مجکو

حشر کے روز ملیں آشنا تو کہوں گا آتش
ان پری رویوں نے دیوانہ بنایا مجکو

چاند کہتا ہے غلط یار کے رخسارون کو
نسبت ذرۂ خورشید نہین تارون کو

اے صنم ہووے نہ خورشید قیامت طالع
دھوپ مین تو نہ بٹھا اپنے گنہگارون کو

حسن یوسف کو ترے حسن سے نسبت کیا ہے
پھونکدے گرمی بازار خریدارون کو

داغ چیچک کے ترے چاند سے منہ پر دیکھے
ہالۂ ماہ مین دیکھا جو نہو تارون کو

ہون وہ مردود خلائق کہ یقین ہے پس مرگ
نہو ہو فاتحۂ خیر مرے یارون کو

اے بتو دل مین تمھارے جو اثر ہو تو نہو
زلزلے آئے ہین ان نالون سے کہسارونکو

یار بن مجکو چمن ہو گیا آتش خانہ
برگ گل سے نرہا مرتبہ انگارون کو

عید قربان ہے ہزارون ہی گلے کٹتے ہین
تو بھی آزاد کر اب اپنے گرفتارون کو

اے اجل جسم سے چھوٹ بھی چکے جان شیرین
زندگی تلخ ہوئی ہے مرے غمخوارون کو

اپنی بیماری کی حالت کو وہ صحت سمجھے
دیکھے نرگس جو تری چشم کے بیمارون کو

منہ نہین پھرنے کا قاتل کی طرف سے میرا
چہرہ پر کھاؤنگا مین یار کی تلوارون کو

جان گھبراتی ہے سینہ مین تو دل کہتا ہے
توڑ دے قلعۂ فولاد کی دیوارون کو

کوئی انسان سے سوا سخت نہ پایا ہم نے
موت آئی نہ شب ہجر کے بیدارون کو

اپنے ہاتھون سے کیا جب مجھے بیدردنے قتل
غیر تو مر بھی گئے داغ رہا یارون کو

جاکے اس باغ سے کیا یاد کرینگے آتش
چشم تر ہم کو ملی خشک زبان خارون کو

چشم بیمار کا یارب کوئی بیمار نہ ہو
زلف کے پھندے مین دشمن بھی گرفتار نہو

حسن تکلیف لب بام اُسے کرتا ہے
شرم سمجھاتی ہے سایہ پس دیوار نہ ہو

برہمن آنکھون کو ملتا ہے جو پائے بت پر
رشک آتا ہے مجھے سنگ در یار نہ ہو

ٹھوکرین کھائینگے دل جائین نکلجاوینگی
یار کی چال ہے یہ کبک کی رفتار نہ ہو

غیر سے یار سوا تشنۂ خون ہے میرا
دشمن و دوست کی آنکھون مین کوئی خار نہو

متصل نالون کی آواز چلی آتی ہے
جسم خاکی قفس مرغ گرفتار نہ ہو

کر دیا ہے یہ حوادث نے دل عالم سرد
آتش حسن سے بھی گرمی بازار نہ ہو

نام سنتا ہون جو مین گور کی اندھیاری کا
دل دھڑکتا ہی جدائی کی شب تار نہ ہو

گور مین ساتھ لئے جائین گے اپنے ہم اسے
نہین ہوتا جو کوئی دل کا خریدار نہ ہو

بے طرح جوش ہین سیلاب سرشک آیا ہے
چار دیوار عناصر کہین مسمار نہ ہو

چمن دہر مین وہ سبزۂ خوابیدہ ہون
باغ جنت کی ہوا سے بھی جو بیدار نہ ہو

باغبان خاطر بلبل نہ شکستہ ہووے
دل بیمار ہے یہ نرگس بیمار نہ ہو

ترک الفت کا ارادہ نہ کر آتش زنہار
دل سے بیزار تو ہے جان سے بیزار نہ ہو

سرو بستان تجھسے گو اے باد صرصر خشک ہو
غیر ممکن ہے ہمارا مصرع تر خشک ہو

خون ہوا جاتا ہی دل کیا دیدۂ تر خشک ہو
روز ٹانکے ٹوٹتے ہین زخم کیونکر خشک ہو

ٹھنڈی سانسون مین اثر ہی یان ہوائے برف کا
سرد ہون آتشکدہ خون سمندر خشک ہو

بھیک سے بدتر دعا بھی مانگنا انسان کو ہے
ہاتھ آئے بے طلب نان جوین گر خشک ہو

باغ ویران مین جو روؤن یاد قد یار مین
سبز ہو جاوے جو برسون کا صنوبر خشک ہو

اس قدر کاہیدہ ہون پس جاے زیر آبلہ
سوکھ کر کانٹا اگر میرے برابر خشک ہو

تند خو پہونچا سکین عالی دماغون کو نہ رنج
ارغوان زار شفق صرصر سے کیونکر خشک ہو

داخل فردوس ہو آتش نفس مجھسا اگر
گلشن جنت خزان ہو حوض کوثر خشک ہو

چشمۂ حیوان دہن ہے تو ذقن چاہ عمیق
کس طرح سے سبزۂ رخسار دلبر خشک ہو

کس توقع پر بھلا اس میکدے مین ہم رہین
لب نہ تر ہو دین اگر سارا سمندر خشک ہو

چار دن مین اس نے سارا باغ ویران کر دیا
یا الٰہی دست گلچین ستمگر خشک ہو

وہ شجر ہون مین جو تابستان مین جلنے سے بچے
موسم سرما مین پانی سے مقرر خشک ہو

حسرت آب بقا کا نقش دل پر سے مٹا
گور مین ایسا نہو حلق اے سکندر خشک ہو

سوز غم سے کیا کہون مین حال دل اے ہمنشین
آگ لگ جائے جو اکدم دیدۂ تر خشک ہو

میری قسمت سے جو ہوا انگور پیدا تاک مین
آب اسمین اس کا مثل آب گوہر خشک ہو

غیر خالق کون کرتا ہی کسی کی پرورش
دایہ پیدا ہو جو آتش شیر مادر خشک ہو

مجھ سراپا داغ کو کیا گو گلستان سبز ہو
یہ خیال خام ہے سرو چراغان سبز ہو

حسرت پابوس میں کھوئی ہے میں نے جان آہ
خاک سے میرے حنا بے ابر باران سبز ہو

وہ جو کامل ہیں فضیلت ہے انہیں ہر حال میں
سرخ ہووے یا سیہ یا خط قرآن سبز ہو

یاد دواتی ہے فصل گل مئے انگور کو
تاک خشک سے پرتو خورشید تابان سبز ہو

حسن خاکی سے بہار باغ کو نسبت ہے کیا
زرد پھر ہوتا نہیں جب رنگ انسان سبز ہو

سیر گلشن میں اگر ٹوٹے ترا بند نقاب
رنگ اُڑے رخسار گل سے سرو بستان سبز ہو

جام دے ساقی مئے گلگون سے بھر کر حیف ہے
خشک ہو نخل تمنا کشت دہقان سبز ہو

جوش وحشت میں جو روتا ہوں کبھی دل کھول کر
زرد ہو جاتا ہے کیسا ہی بیابان سبز ہو

شیر کی آواز پیدا ہووے نے کے نالے میں
میرے مدفن کی جو مٹی سے نیستان سبز ہو

حسن سبز یار سے ممکن نہیں آتش فروغ
رنگ پیدا کرے گو شمع شبستان سبز ہو

ترے سوا کوئی ترکیب دل پسند نہ ہو
جو برق طور بھی چمکے تو آنکھ بند نہ ہو

نکلتی ہی نہیں آئینہ خانہ سے باہر
غرور حسن سے اتنا بھی خود پسند نہ ہو

گلے میں یار کے پڑنے کا ہاتھ ہے مشتاق
کسی غزال کی گردن کی یہ کمند نہ ہو

غرور کھوتی ہے تعلیم خاکساروں کی
اُگے جو سرو مری خاک سے بلند نہ ہو

گوارا یاں دل دشمن کی بھی شکست نہیں
ہماری نعش سے موذی کو بھی گزند نہ ہو

زیادہ بوسے سے دشنام میں حلاوت ہے
وہ زہر ہے یہ کہ جس سے لذیذ قند نہ ہو

لبوں سے جان نکلنے دے ٹھہر جا قاتل
ہماری روح سے آگے ترا سمند نہ ہو

جو دو سے حال برا اپنے وہ کیا کسی کو سنائے
وہ دل دکھائے کسی کا جو دردمند نہ ہو

ہزاروں دیدۂ بد ہیں تو اک نگاہ ہے پاک
غضب ہی ہو جو تری بزم میں سپند نہ ہو

برابر اس کے کھڑا ہو کے سرو اکڑتا ہے
الٰہی قد بھی کسی کا بہت بلند نہ ہو

زبان وہ گنگ ہو جس سے نہ آفریں نکلے
وہ گوش کر ہو جو آتش سخن پسند نہ ہو

کیجیے ثابت دہان روے رشک ماہ کو
کان مدت سے سنا کرتے ہین اس افواہ کو

کوچۂ محبوب مین آنکھون نے اپنی بارہا
سرمہ کی قیمت لیا ہی مول گرد راہ کو

ہم فقیرون کو تمنا ہی اے شاہ حسن
جھاڑیے جاروب مژگان سے تری درگاہ کو

باہر اُس سے ہم نہین جو کچھ ہماری ہی بساط
جان حاضر ہی جو ہو مطلوب اس دلخواہ کو

اس قدر ہے سر کو سودا اے زنخدان حبیب
تشنہ لب کی آنکھ سے مین دیکھتا ہون چاہ کو

برہمن حاصل ہے مجکو جس طرح بت کا حضور
اس طرح پاؤن تو پھر چھوڑون نہ مین اللہ کو

بھاگتا ہی اپنی آنکھون سے خیال روے یار
کس طرح آغوش مین رکھتا ہی ہالہ ماہ کو

روپ دکھلا کوئی تو ہمکو نیا اے آسمان
یاد کیا آنکھین کرینگی اس تماشہ گاہ کو

کوتہی کی ایکدن پہونچی نہ گوش یار تک
دور ہم سمجھے ہوئے تھے نصف شب کی آہ کو

موسم گل مین ہی ساقی سے کہتا ہون مین مست
جام مالا مال دلوا اپنے دولت خواہ کو

دیکھیے دونون مین کس کا ہو بخیر انجام کار
بت کو سجدہ برہمن کرتے ہین ہم اللہ کو

سبزۂ خط نے کیا ہے جب سے اُس رخ پر ابھار
کوہ پر بھاری سمجھتا ہون مین برگ کاہ کو

زلف حائل ہی نگہ رخسار جانان پر نڈھال
ہی شگون بد دلا جب سانپ کاٹے راہ کو

پست کیجیے سرو کو اے طفل بڑھکر قد ترا
طول دے جوش جوانی جامہ کوتاہ کو

پھر گئی صورت نہ دیکھے آنکھ اُٹھا کر دیکھتے
دلفریبی یار کے رخ کی جو ملتی ماہ کو

فکر رنگین نے ہمین مفلس کیا تو کیا عجب
یہ عروس آتش گدا کر دیتی ہے نوشاہ کو

طول شب فراق کا قصہ بیان نہ ہو
خط یار کو لکھون تو سیاہی روان نہ ہو

مارا ہے ضبط نے مجھے عشق حبیب مین
مُردا مرا جلائین تو اُس مین دھوان نہو

صورت کوئی صفائی کی اب اے صنم نہین
جبتک ہمارے تیرے خدا درمیان نہ ہو

یار آنکھ بھی چرائے تو ثابت نہ کر سکین
چوری کا بادشاہ کے اوپر گمان نہ ہو

اے آسمان نمود نہین ہم کو چاہیے
بعد فنا مزار کا اپنے نشان نہ ہو

بلبل ہزار فتح ہون ٹوٹے نہ ایک گل
صیاد ہو چمن مین مگر باغبان نہ ہو

گلزار لطف و خلق شگفتہ رہے مدام
اس باغ کی بہار الٰہی خزان نہ ہو

عاشق تری گلی مین بہت خاک اُڑاتے ہین
اس سرزمین کے گرد کہین آسمان نہ ہو

دیر و حرم مین شیخ و برہمن رہین خراب
ملتا ہے وہ کہان کہین جس کا مکان نہ ہو

سبزہ پر اس ذقن کے نگہ جاکے رہ گئی
سچ کہتے ہین کہ گھاس کے نیچے کنوان نہ ہو

نالون کی بحث کا کسے آتش دماغ ہے
یا ہم نہوویں یا جرس کاروان نہ ہو

حلقۂ دام مین وہ نرگس فتان مجکو
چار دیوار قفس مین صف مژگان مجکو

دُور کر چہرۂ روشن سے نقاب اے محبوب
داغ دیتا ہے چراغ تہ دامان مجکو

شادی وصل مین جامہ سے ہون باہر دونو
مین برہنہ اُسے دیکھون تو وہ عریان مجکو

دیکھ لون پھاڑ کے آئینہ مین اے دست جنون
رہنے دو زیب جو دے چاک گریبان مجکو

خاک مین ملکے بھی لپٹون گا ترے دامن سے
اپنے کوچہ کی سمجھ گرد پریشان مجکو

یاد رخسار کتابی جو رہا کرتی ہے
دل سمجھتا ہے مرا حافظ قرآن مجکو

پھر نہ نکلون مین چمن سے جو صبا تیری طرح
غنچۂ گل ہون کبھی دیکھ کے خندان مجکو

لب محبوب کی سُرخی ہو نہین اسمین سنتا
لعل کو دیکھنے جانا ہے بدخشان مجکو

فکر اشعار کو لازم ہے دماغی قوت
سونگھنا چاہیے وہ سیب زنخدان مجکو

دل مرا نعرۂ تکبیر ہلا دیتا ہے
جتنے کافر ہین سمجھتے ہین مسلمان مجکو

موسم گل نہین آتا ہے اجل آتی ہے
گور سے تنگ ہوا جاتا ہے زندان مجکو

دست رنگین کی تری بیعت اسے کرواتا
ہاتھ آتا جو کوئی پنجۂ مرجان مجکو

کم ہے جتنا کہ ہون ممنون ترا بندہ نواز
صورت انسان کی دی جوہر انسان مجکو

ہمہ تن ہو کے جو دل اس مین گرون اے آتش
رکھے یوسف کی طرح چاہ زنخدان مجکو

صاف ہو ہر چند بد باطن عزیز دل نہ ہو
کج نما آئینہ ہرگز دید کے قابل نہ ہو

روے زیبا کا کسی محبوب کے مائل نہ ہو
دل تو دینا سہل ہے پر جان کی مشکل نہ ہو

یار تو بھولا کرے غمازی اے آتش یاد
دوست تو غافل ہوا دشمن کہین غافل نہو

نیم بسمل کی طرح سے زندگانی ہے خراب
اس قدر بھی آدمی کو حسرت قاتل نہو

اے صنم کوئی نہین محبوب تجھسا دوسرا
سخت کافر ہے جو وحدت کا ترے قائل نہو

عشق طفلان سے زیادہ روز ہوتا ہے سیاہ
نامۂ عصیان ہمارا کاغذ باطل نہو

اے بت بے رحم عزرائیل عاشق کا نہین
سینۂ بیمار الفت کے لئے تو سل نہو

ہے غرور حسن دوروزہ سے از خود رفتہ یار
اس قدر بھی نشۂ معجون آب و گل نہو

اٹھے گا روز قیامت روئے قاتل سے نقاب
عرصۂ محشر نگہ کے تیر کی منزل نہو

حرمت کعبہ طریق صاحب اسلام ہے
چاہیے رنجیدہ کافر کا بھی تجھسے دل نہو

ہے ہر اک مصرع مرا خط بتان کے وصف مین
مدعا ہے عشق کو اس سے کبھی حاصل نہو

ڈوب جانا یار اترنا ہے محیط عشق سے
یہ تو ہے بحر محبت کی نہین ساحل نہو

اپنے اشکون کی جو غلطانی دکھاؤن مین اسے
گوہر غلطان کی نیسان سے صدف سائل نہو

کنج تنہائی مین مین نے زندگی کی ہو بسر
گور بھی میری کسی کے گور کے شامل نہو

دام مین صیاد نے کھینچا انھین اچھا کیا
باغ ہی کچھ بلبل و قمری کی یہ محفل نہو

حشر تک زیر زمین تڑپا کرے گا گور مین
کشتۂ ابروے آتش تیغ کا بسمل نہو

کیا بادہ گلگون سے مسرور کیا دل کو
آباد رکھے داتا ساقی تری محفل کو

مشتاق جو ہوتا ہون کعبہ کی زیارت کا
آنکھین پھری جاتی ہین طوف حرم دل کو

توڑے دل عاشق کو وہ بت تو عجب کیا ہے
کافر ہے سمجھتا ہے کیا کعبہ کی منزل کو

نظارۂ صورت سے معنی کا خیال آیا
لیلی کے ہوئے مجنون ہم دیکھکے محمل کو

آب دم تیغ آب انگور ہے اے قاتل
مستون کی طرح پاتا ہون رقص مین بسمل کو

رخ سے جو نقاب اٹھے وہ آئینہ رو اٹھے
حیران ہو بیخود ہو سکتا سا ہو محفل کو

سودائیون کی تیرے روح آتی ہے قالب مین
اے زلف سیہ سنکر آواز سلاسل کو

بیوجہ نہین اپنے مڑنے کو یہ بھولا ہے
رخ کا ترے تل سمجھا کافور نے فلفل کو

کشتہ ہو دل کیونکہ اللہ نے بھیجا ہے — شمشیر سے دو ابرو دیکھ مرے قاتل کو
تاخیر نہ کر کوئے محبوب کے چلنے مین — کھوتی نہین کرتے ہین فردوس کی منزل کو
بے طرح پھنسا ہے تو اُس زلف کے پھندے مین — اللہ کرے آسان اے دل تری مشکل کو

جو چاہے سو مانگ آتش درگاہ الٰہی سے
محروم کبھی پھرتے دیکھا نہین سائل کو

کھائے گا خنجر جلاد کا جس پر کا پہلو — زخم پہلو کو مبارک ہو جگر کا پہلو
ہدف تیر نگہ ہین جگر و دل دونون — دیکھیے ہووے کب آباد کدھر کا پہلو
شب تنہائی جہنم مین مجھے رکھتی ہے — داغ پہلو سے نہ ہو گرم بشر کا پہلو
نالۂ صبح شب وصل دلاتا ہے یاد — خالی ہوتا ہے مگر مرغ سحر کا پہلو
بڑھ چلا لاکھ قد یار کی موزونی سے — مصرع سرو مین نکلا نہ کمر کا پہلو
بیقراری مری رکھتی ہے مرے پہلو سرد — نہ تو ڈھکتا ہے ادھر کا نہ اُدھر کا پہلو
دور سے کوچہ دلبر کو کھڑا تکتا ہون — نہ تو دیوار کا تکیہ نہ تو در کا پہلو
زخم کاری ہے مری جان جدائی تیری — دم نکل جائیگا پہلو سے جو سر کا پہلو
یاد آتا ہے تل اُس سیب زنخدان کا مجھے — نظر آجاتا ہے داغی جو ثمر کا پہلو
صاف دل خاک ہوا اُس کا فر کینہ جو سے — نکلے جب صلح کی باتون مین بھی شر کا پہلو
کوئی صورت نہین کمبخت کی آبادی کی — روز ویرانہ ہے مجھ خاک بسر کا پہلو
شور واعظ سے نہین کام قدح خوارونکو — پھر بگڑ جائے گی پایا جو ادھر کا پہلو
زخم پہلو کا خدا حافظ و ناصر ہووے — چاند سے صاف ہے اُس رشک قمر کا پہلو
غلل انداز کا کیا ڈر جو موافق ہو مزاج — کہین ہوتا ہے جدا سکہ سے قند کا پہلو

خاکساری نے فضیلت مجھے دی ہے آتش
شملۂ شیخ دیا ہے دُم خر کا پہلو

دلایا یاد شب اُس نے جو تیری ساق سیمین کو — رلایا صبح تک ہنس ہنس کے بیٹھے شمع بالین کو
خزان نے بیشتر کار گل و بلبل کیا آخر — جزا اے خیر دے اللہ صیاد و گلچین کو

ہزار افسوس ہے اے بیمروت تو نہین آتا
غش آجاتا ہے اکثر تیرے بیتابون کی تسکین کو

تماشہ دیکھتا ہون گھر مین بیٹھے ہفت کشور کا
بنایا ہے مرا دل توڑ کر جام جہان بین کو

تکلف سے بری ہے مزاج عاشق شیدا
نہ دیکھا قمریون کی گردنون مین طوق زرین کو

نئے ہر سال سر کار جنون سے داغ ملتے ہین
بہار گل کیا کرتی ہے جاری تازہ آئین کو

نہ گھبرا اسقدر شام شب فرقت سحر ہوگی
دعا تو مانگ غافل مستعد اختر ہے آمین کو

عدم پہونچا ئے گا شوق اُس کمر کا مجکو ہستی سے
سمجھتا ہون گڑھے مین گور کے گام نخستین کو

سوار اسپ اے گلگون قبا تجکو اگر دیکھین
منجم منزل مریخ سمجھین خانۂ زین کو

پری سے چہرے پر لہرا کے سو سو بار آتی ہے
ہوا ہے آج کل سودا تمھاری زلف مشکین کو

ہنین دیکھے تو مجنون سے سوا لیلی ہو دیوانی
تمھاری دلفریبی چھین لے خسرو سے شیرین کو

سواری مین دکھائی دینگے میرے خاک کے ذرے
ہوا ہون دیکھکر اک آفتاب خانۂ زین کو

حسینون کو ہے لازم رحم اپنے عشقبازون پر
رعیت پر رعایت چاہئیے کرنی سلاطین کو

ہماری قبر ہو مشق خرام ناز کی تختی
قلم کی چال اداچلوائے اُن پائے نگارین کو

بشر کو بعد نعمت کے ہے ہوتی قدر نعمت کی
غنیمت جانتا ہے لنگ اپنے پائے چوبین کو

ہمارے یار کی رہتی ہے جنگ زرگری آتش
نہین کچھ دخل اس قصہ مین عقل مصلحت بین کو

لپٹ کر یار سے چوما نہایت روئے رنگین کو
چمن مین توڑتے دیکھا جو مین نے پھول گلچین کو

ہمارا کاسۂ سر راہ افتادہ ہے مدت سے
خدا توفیق دے ٹھوکر کی اُن پائے نگارین کو

تمھاری زلف کے سر ہو کو ہین ناک اژدہا کہتے
سزا دلوائیے ان شاعران ناتوان بین کو

یہ گستاخی شب وصل اپنے ہاتھون نے عجب کیا ہے
کرین طوق کمر جو یار کی ساق بلورین کو

خرام ناز کی مشق آج کل اُنکو نہایت ہے
رہا کرتا ہے گھڑیون زلزلہ سا کوہ تمکین کو

ہنین مین کافران عشق کے منھ سے جو تحریفین
مسلمان ڈھونڈھتے پھرتے ہین اُس غارتگر دین کو

نظر پڑجائے جو تیرے صفائے رخ کا آئینہ
نگہ بدبین کی پھر کر کور کر دے چشم بدبین کو

فراق یار مین جب سامنے آیا تو آنکھون نے
نگاہ زہر آلودہ سے دیکھا خواب شیرین کو

کہان پیچ و خم گیسوئے مشکین زلف سنبل مین
تمہاری نازک اندامی سے کیا نسبت ہے نسرین کو

فراق یار مین سودائے آسائش نہین تمہیں
نہ آئی نیند تو توڑون گا سر سے خشت بالین کو

گل رخسار اپنا تمنے جس شاعر کو دکھلایا
ہوا وہ ڈھونڈھتے ہی ڈھونڈھتے مضمون رنگین کو

خیال آتا ہے دلکو جانکنی کی جبکہ مشکل کا
زبان سے گوش پر پڑھوا کر سنا کرتے ہین یٰسین کو

رسائی دار بست تاک تک جنکی نہین ہوتی
وہ مفلس جانتے ہین خوشۂ انگور پروین کو

جمال یار سے روشن ہین آنکھین گھر منور ہے
نہین پھولا سماتا دل خوشی ہے جان غمگین کو

فقیری کا ترے کوچہ کی جنکے سر کو سودا ہے
پر پرن کا تکیہ وہ سمجھے ہوئے ہین خشت بالین کو

جھکائے رکھے گی کب تک حیائے حسن وہ آنکھین
کوئی دن چشم پوشی طائر دل سے ہے شاہین کو

بشر کیا کر سکین گے کام دست قدرت حق کا
بنایا خوبصورت یار سا اک لعبت چین کو

وہ طفلی کا بھی عالم یاد ہے آج اے شکار افگن
لپٹ جاتا تھا ہمسے دیکھکر تو شیر قالین کو

تمنا دولت دنیا کی اے آتش نہین رہتی
قناعت سے غنی اللہ کر دیتا ہے مسکین کو

دل بیتاب کو فریاد و فغان کرنے دو
پہلے غمازی کو قصہ بیان کرنے دو

جانب دشت عدم خیمہ روان کرنے دو
وحشت دل کو علاج خفقان کرنے دو

سوز دل میری طرح سے نہ بیان ہوویگا
شمع کافوری کو بھی چرب زبان کرنے دو

کوہ غم ٹوٹنے پر آہ ہے یہان کم ظرفی
ٹھیس سے کاسۂ چینی کو فغان کرنے دو

سامنے آہی گیا لشکر اندوہ و ملال
اب تو سیدھے مری آنکھونکو نشان کرنے دو

آخر کار تہ خاک ہے مسکن سب کا
اہل دولت کو بلند آج مکان کرنے دو

مین تو شاعر نہین عاشق ہون مجھے کیا ذہن ہے
کاکل یار پہ افعی کا گمان کرنے دو

رنگ اڑ جائے گا رخسارۂ نافرمان سے
باغ مین تم مری آہون کو دھوان کرنے دو

اُس کا افسانہ دکھاوے گا مجھے خواب عدم
کمر یار نزاکت کو نہان کرنے دو

انتظار ملک الموت مین بیدار رہون مین
بخت خفتہ کو مرے خواب گران کرنے دو

آج تک آہ کے کوڑون سے بدن نیلا ہے
آسمان کو مجھے رسوائے جہان کرنے دو

کمر یار کا مضمون نہیں بند ہو سکنے کا — موشگافون کو رگ گل کا گمان کرنے دو
اہل اسلام ہون غیبت نہیں شیوا میرا — میرے دشمن کو مرے عیب عیان کرنے دو
پھوٹ بہنے دو آنکھین یار کے آگے آتش — دل کا احوال بھی آنکھون کو بیان کرنے دو

جور و جفائے یار سے رنج و محن نہ ہو — دل پہ ہجوم غم ہو جبین پر شکن نہ ہو
شادی نہین قبول مجھے غم قبول ہے — میری خوشی سے تنگ مرا پیرہن نہ ہو
دیکھون تو تا کجا نہین ہوتا ہے رام تو — انسان ہے آخر اے بت وحشی ہرن نہ ہو
رو اس قدر کہ آبروئے ابر تر رہے — اتنا نہ ہنس کہ برق کبھی خندہ زن نہ ہو
پہونچے نہ راستی مین ترے قد کو سرو قد — ہم پلہ نازکی مین گل یاسمن نہ ہو
وہ کم نصیب ہون کہ میسر کبھی جسے — معشوق نوجوان و شراب کہن نہ ہو
آئینہ سے حجاب نہ ٹوٹے طبیب کا — شانہ سے صاف زلف شکن در شکن نہ ہو
شرمندہ پیش یار ہین گلبرگ و آئینہ — ایسا لطیف و صاف کسی کا بدن نہ ہو
بیمار مدتون سے ہے میرا دل حزین — اس کا علاج بوسۂ سیب ذقن نہ ہو
بوسون سے عارضون ہی کے لب لطف اٹھائینگے — رخسار یار مین جو نہین ہے دہن نہ ہو
ہستی مین یاد آئے نہ کیونکر عدم مجھے — وہ آدمی نہین جسے حب الوطن نہ ہو
ہم تشنہ لب موے تو سزا چاہنے کی تھی — غیرت سے پانی پانی وہ چاہ ذقن نہ ہو
عاشق ہو تم مین معاف ہون میرے سوا تجھے — عریان جو چاہے اس کو میسر کفن نہ ہو
یہ رعب حسن یار سے محفل ہے دم بخود — ڈھونڈھو تو عرض حال کو پیدا دہن نہ ہو
کس گھر مین روشنی نہین اندھیر ہے دلا — روشن چراغ عشق سے قصر بدن نہ ہو
وہم و خیال سے بھی نہ ہاتھ آئے وہ کمر — حجت کا اس دہن کی کسی کو دہن نہ ہو
عالم پسند صورت زیبائے یار ہے — یہ سکہ وہ نہین ہے کہ جس کا چلن نہ ہو
کھلکر ہر ایک عضو سے یہ روح چل بسی — اس طرح بے چراغ کوئی انجمن نہ ہو
سینگون کو اپنے دیکھے گر وہ نظر کرے — ہم چشم یار چشم سیہ سے ہرن نہ ہو

رنگینیِ سخن رہے گی روزِ حشر تک
اُڑ جائے چار دن میں یہ رنگ چمن نہو

آتش جو بوسہ لیلے تو اُس کا بُرا نہ مان
عاشق ہے اے صنم یہ ترا برہمن نہ ہو

سامنے آنکھوں کے پہروں ہی بٹھایا یار کو
مال مارا ہمنے لوٹا دولت دیدار کو

غش سے آنکھیں کھولکر دیکھے جو زلف یار کو
روزِ صحت کا شبِ تاریک ہو بیمار کو

آسمان پر حسن نے پہونچا دیا دلدار کو
دھوپ سایہ کو کیا سورج کیا رخسار کو

چیر کر پہلو کیا قاتل کے خنجر نے کرم
اپنے گھر میں آیا مہمان توڑ کر دیوار کو

سلسلہ اپنا رخِ محبوب تک پہونچا دیا
زلف نے شیرازۂ مصحف کیا زنار کو

مشہدِ پروانہ میں اکثر جلائی ہمنے شمع
نام بلبل پر لٹایا بارہا گلزار کو

کسکے چار ابرو کے نظارہ نے دم بخود کا دیا
درمیاں پاتا ہوں دل کو چار سو تلوار کو

پر زنے اُڑتا ہے دل صیاد ہر نالہ کے ساتھ
باغبان قینچی سمجھتا ہے مری منقار کو

ڈالتا ہے عاشقوں پر آپ کے رغبت کی آنکھ
آنکھ دکھلاؤ تم اپنے روزنِ دیوار کو

درد دل نے پردہ اپنی لاغری کا رکھ لیا
تارِ قانون کر دیا نالوں نے جسم زار کو

چار ہی دن میں نہ رکھا بلبل و گل کا نشان
کھا گئی صیاد و گلچیں کی نظر گلزار کو

خواب میں بھی دیکھنے سے یار کے رکھتا ہے باز
فتنۂ بیدار کہیئے دیدۂ بیدار کو

حلقہ اپنے بزم کا انصاف سے خالی نہیں
شمع روشن کی تو ہوتا مرغ آتش خوار کو

دشمنوں کو جان سے دل کی طرح رکھا عزیز
گرگ کو پالا بغل میں آستین میں مار کو

سرکشی نے پائی آتش خاکساری سے شکست
فضل سے اللہ کے توڑا بتِ پندار کو

دوست رکھتے ہیں جوانمرد اہلِ جوہر یار کو
تول کر زر سے سپاہی لیتے ہیں تلوار کو

صاف یوں کرتا ہے شانہ موئے جعدِ یار کو
جنتری میں کھینچتے ہیں خط جسے تار کو

کر دیا نوعِ دگر سرمہ نے چشم یار کو
نرگس شہلا بنایا نرگس بیمار کو

خوشنویسی میں بھی کی اُس طفل نے آتش ستم
خون سے بلبل کے لکھا قطعہ گلزار کو

ابروؤن سے وہ حسین کیونکر نہووین خونریز
خوبصورت ہمنے دیکھا راست خم تلوار کو

شمع کے شعلہ کو جب گلگیر نے منہ مین لیا
برنجا آنکھون نے دیکھا مرغِ آتشخوار کو

سنگریزے کیا خدا اسکو نہ دیتا باغ مین
کبک نے رزاق سمجھا ہے کُہسار کو

جب سے دیکھا ہے گذرگاہِ نگاہِ یار اُسے
نائے ناوک جانتا ہون روزنِ دیوار کو

پیچھے رکھنا میرے داغون پر لیے اے دوستو
آپ رکھ دیکھو پہلے مرہمِ زنگار کو

پردۂ دل سے نکلنا نالے کا یاد آگیا
خوب رویا سُن کے مین آوازِ موسیقار کو

دستِ قدرت نے بنایا حسن کا مجکو گدا
آنکھون کے کاسہ دیے دریوزۂ دیدار کو

سبز خط سے حسن نے گورے زنخدانین ترے
چشمۂ کافور کی کائی کیا زنگار کو

یادِ صحرا نے یہ زندان مین رلایا مجکو خون
گل سے رنگین کردیا زنجیر کے ہر خار کو

خونِ جگر ہوتا ہے یہ گفتار کیسی جان جان
پیستے ہو دل کو کیا کہتے ہین اس رفتار کو

دل کو بہلاتا ہے وہ ترک آتش اپنی تیغ سے
رقصِ بسمل کا دکھایا کرتی ہے وہ یار کو

اکیا ہوا نادم دکھا کر آئینہ مین یار کو
تپ چڑھ آئی دیکھ اپنی نرگسِ بیمار کو

سمجھے ہم دیکھا جو قد و ابروے دلدار کو
راستی ہے تیر کو زیبندہ خم تلوار کو

چلکے دکھلادے جو اندازِ خرامِ یار کو
ہنس کی گردن مین ڈالون [illegible]

طاقِ ابرو مین یہ چشمِ یار سے ظاہر ہوا
بہرِ صحت لاتے ہین مسجد مین بھی بیمار کو

شربتِ عناب آبِ تیغِ زہر آلودہ ہے
سیب انارِ آتشین ہے عشق کے بیمار کو

وہ تنک مشرب ہین ہم خمخانۂ افلاک مین
نشۂ زر ہو یقین گر شربتِ دینار کو

خاک سے روشن ضمیرونکی بنی ہے یہ مگر
سیر بیرون و درون ہے روزنِ دیوار کو

چہرۂ رنگین کی دکھلائی تصویر نے بہار
بند آنکھون کو کیا کھولا درِ گلزار کو

جوشِ وحشت مین کیا مین نے گریبان چاک چاک
دھجیان زخمون کی پہنائین گلے کے ہار کو

یارین سمجھا گلو نکو مین گنہگارون کی بھیڑ
سرد و سنبل نے دکھایا ریسمان و دار کو

وقتِ آخر عشقِ پنہان یار پر ظاہر ہوا
نزع مین عیسیٰ نے پہچانا مرے آزار کو

لب لب فرہاد کو شیرین سے ہونا ہے محال — لعل قسمت مین نہین کاٹا کرے کہسار کو
حسن کے جلوہ سے روشن ہونگے آنکھون کے چراغ — کور مادر زاد دیکھین گے ترے دیدار کو

پھر گیا آنکھون مین آتش گور تیرہ کا گڑھا
خاک اڑائی مینے جب سوئے چاہ مآل کار کو

جو نعمت عشق کی چاہے تو راحت جان ایذا کو — عصا پیچھے دیا پہلے جلایا دست موسیٰ کو
وہ منصف ہون اگر مینے کیا ختم کلام اللہ — ثواب سورۂ یوسف دیا روح زلیخا کو
خدا جانے کہ ہوگا حال کیا ہم بادہ نوشون کا — لڑا کر جام سے توڑا ہے بدمستی مین مینا کو
حنا اے بحر خوبی تیرے دست و پا مین لازم ہے — نہین دیکھا ہے خالی پنجۂ مرجان سے دریا کو
شب و روز اس کو رقص شادمانی مین پاتا ہون — حصار عافیت گرداب نے سمجھا ہے دریا کو
دل پژمردہ ہوتا ہے شگفتہ کوے جانان مین — ہواے باغ جنت زندہ کر دیتی ہے موتا کو
کیا استاد کو شاگرد اُس طفل پریرو نے — پڑھایا روز بسم اللہ علم عشق مُلّا کو
نہین جس کا کوئی اُس کا خدا ہے پوچھنے والا — اٹھاتے ہین ملائک آ کے بے وارث کے موتا کو
مری میراث ہے خلد برین فرزند آدم ہون — حوّا — سرہانے جانتا ہون اپنے مین زلفوئے حوران کو
شب تاریک مین آنکھون کو وہ دلبر نظر آیا — سیہ خیمہ مین مجھ مجنون نے دیکھا روئے لیلا کو
تراشا تجھکو جس بت ساز نے اے بت قیامت کی — بنایا شیشہ سے نازک مزاج سنگ خارا کو
دکھایا کس پری پیکر نے خال چہرۂ رنگین — غنیمت جانتا ہے لالہ اپنے داغ سودا کو
چمن مین یار مہرو بن جو رو دیا مین تو اشکون نے — گلون کے کان کا جھمکا بنایا ہے ثریا کو
قریبون سے نہ رکھ امداد کی امید مشکل مین — نکالا ناخن پا نے کہان خار کف پا کو
وہ محبوب جہان ہے تو ہوا نے تیرے کوچے کی — چھوڑایا شیخ سے کعبہ کو راہب سے کلیسا کو

ید بیضا سا روشن یار کا رخسار ہے آتش
لب جان بخش رکھتے ہین دم پاک مسیحا کو

یا رب آغاز محبت کا بخیر انجام ہو — شیشہ مین اترے پری تسخیر جنون عام ہو
دل کو عشق آتش گل سے جلا مثل سپند — نالہ آ دل مین اے بلبل تجھے آرام ہو

دفن ہوں دولت سرائے یار کی دہلیز میں
اُس صنم کا آستانہ میرے گھر کا بام ہو

مرغ دل کو کنج لب میں زلف پیچاں لے گئی
اُسطرح سے جسطرح رہبر قفس کا دام ہو

اس قدر شوق قبائے تنگ چست اچھا نہیں
جامہ سے باہر نہ وہ محبوب گل اندام ہو

کیسی کیسی راحتیں پائی ہیں کوئے یار میں
صبح جنت سے منور اُس گلی کی شام ہو

مے سے تلوار اپنی کھنچوائی ہے اُس سفاک نے
دیکھیے لبریز کس بیگنہ کا جام ہو

دست انصاف ترازوے کمر موجود ہے
وہ تُلے اُس چشم سے بیمغز جو بادام ہو

ابر دریا بار آ پہونچا قریب میکدہ
ناخدائے کشتی مے ساقی گلفام ہو

ہے یہی اپنی دعا زلف سیاہ یار کو
ہو نہ جس سر کو ترا سودا اُسے سرسام ہو

حسن کا شہرہ ہو ہمکو خاک اُتنی ملوائے عشق
کار مردانہ کرے کوئی کسی کا نام ہو

چال وہ چلتے ہو دل پستے ہیں جس پر ہر قدم
کام وہ کرتے ہو تم جسمیں کسی کا کام ہو

کچھ تکلف چاہیے دولت سرائے یار میں
نقرئی دیوار و در ہوویں طلائی بام ہو

راز ہے سُن لو اسے تم سے کہے رکھتے ہیں ہم
انجمن میں بات خلوت کی نہ آتش عام ہو

بے یار ساری رات جلایا شراب کو
تا صبح میں نے منہ نہ لگایا کباب کو

کھلجائے پردہ آپ کے حسن و جمال کا
عاشق نگاہ بد سے جو دیکھیں نقاب کو

امیدوار ہیں نگہ لطف کے کھڑے
آنکھوں کے سامنے سے ہٹاؤ حجاب کو

ترک فراق یار ہے وہ ترک بدمذاق
کھا جائے بے نمک کے مجھ سے کباب کو

دندان یار کھلتے ہیں ہنسنے میں بیشتر
بے آبرو کریں گے یہ دُرِ خوشاب کو

سنتے ہیں روز حشر کو ہم ہوگا اشرف
ذرے بھی دیکھ لیں گے رخ آفتاب کو

کچھ کچھ اثر تو ہونے لگا جذب عشق کا
غش سُن کے ہمکو یار نے بھیجا گلاب کو

اُس کا جواب ہے نہ تو اُس کا جواب ہے
رخ یار کو ملا ہے نہ پشت آفتاب کو

قاصد کے ہاتھ آنے سے رشک آئیگا مجھے
لکھا ہے میں نے خط میں نہ لکھنا جواب کو

دلکو رہیں گے جوش محبت سے ولولے
ہوگا وہ مست جو کہ پئے گا شراب کو

فرقت مین یار کے ہے بھرا پیکر نمک
آنکھون مین اپنی مین نمک دیکھا ہے خواب کو

بیکر شراب فتنہ سے اُس نونہال نے
شمشیر آبدار کیا ہے شباب کو

بے گنتی بوسہ لین گے رخ دلپسند کے
عاشق ترے پڑھے نہین علم حساب کو

رکھتے ہین اہل مدرسہ بھی عشق یار سے
سمجھے ہوے ہین روئے کتابی کتاب کو

سودائے زلف یار کی سیر مین ہو نہ رکھ
اے دل لگا نہ جان کے پیچھے عذاب کو

اے شہسوار خانہ زین کا ہے تو چراغ
ہمین قدم سے تیرے شرف ہے رکاب کو

اترے ہو تم جو غسل کو عالم ہے وجد کا
دریا اچھالتا ہے کلاہ حباب کو

نعمات بیحساب کو تیرے کمی نہین
پایا طعام خوان مین کوزہ مین آب کو

آتش جو شوق کعبہ ہے دل سے کرو رجوع
دیکھو اُس آستانہ عالی جناب کو

بیقراری مین مری یار اثر پیدا ہو
سر کو دیوار سے ٹکراؤن تو در پیدا ہو

جوہر پاک سے پاکیزہ گہر پیدا ہو
صلب یعقوب سے یوسف سا پسر پیدا ہو

خوش جمالون سے زمانہ نہین رہتا خالی
مہر پنہان ہو نظر سے تو قمر پیدا ہو

ابر نیسان کے کرم سے دُر یکتا لاکھون
گوش تو کوئی سزاوار گہر پیدا ہو

شعر گوئی مین مری طبع کو دقت ہے پیدا
خشک و دلبستہ ہون تو اک مصرع تر پیدا ہو

بے نمودون کو بھی ہو شوق نموداری کا
ناف کیطرح وہ معدوم کمر پیدا ہو

مجھ مسافر کی تو صورت نہ کسی نے دیکھی
مین تو پوشیدہ رہا گرد سفر پیدا ہو

ایک دم مین مین لٹا دون ابھی نشہ مین آئے
مجکو دولت سے اگر نشہ زر پیدا ہو

باغ عالم مین ہوا چلتی ہے وہ وحشت خیز
صورت بید ہو مجنون جو شجر پیدا ہو

عہد پیری مین طبیعت کو جوان ہم بھی کرین
خوبصورت جو وفادار بشر پیدا ہو

حلقہ زلف سے وہ چہرہ روشن نظر آئے
ظلمت شام مین بھی نور سحر پیدا ہو

میرے اشعار گل اندام ہین رنگین اے آتش
فکر رنگین مین مرے رنگ اثر پیدا ہو

ٹھوکرین مارکے مُردون کو جلاتے نہ چلو
رشک سے خاک مین زندون کو ملاتے نہ چلو

اُن کی پازیب کی جھنکار سے آتی ہے صدا
فتنہ حشر کو بدخواب جگاتے نہ چلو

باغ مین آئے ہو ساتھ اُن کے بھی پھرلو دوگام
کبک و طاؤس کا جھگڑا ہی چکاتے نہ چلو

برق شمشیر کی اچھی نہین چالین چلنین
راہ کو کاٹتے جادہ کو جلاتے نہ چلو

سائل بوسہ کو مُنھ پھیر کے کہتا ہے وہ شوخ
نیک طینت ہو تو بدذاتی پر آتے نہ چلو

گرے پڑتے ہین کنوین اور گڑھون مین رہگیر
ذقن و ناف کے عالم کو دکھاتے نہ چلو

دو قدم ساتھ جو چلتا ہون مین گریان اُنکے
یہی فرماتے ہین ہنس ہنس کے ہنساتے نہ چلو

گوش مالی دو نہ گلگشت مین گل کو پیارے
طفل غنچہ ہے غریب اُس کو ڈراتے نہ چلو

پُرمشقت ہے رہ عشق نہ ٹلے ہو دوگام
کوسون دریا جو پسینے سے بہاتے نہ چلو

مُنھ چھپا کر یہ نکلنا ہے تمھارا اندھیر
رہ نشین عاشقون کو راہ بتاتے نہ چلو

شوق رفتار کر دگرم روی کی نہ سہی
کون سی چال ہے یہ آگ لگاتے نہ چلو

بھاگ کر عاشق شیدا سے کہان جاؤگے
قدم آہستہ رکھو ٹھوکرین کھاتے نہ چلو

اپنے ہاتھون سے نہ اندھون کا گلا کٹواؤ
یون چلو پاؤن کی آواز سُناتے نہ چلو

کوئے معشوق مین لے عاشقون جاتے ہو تو جاؤ
یہ شگون نیک نہین خاک اڑاتے نہ چلو

اُن سے کہدے کوئی آتے ہین جو یہ لکۂ ابر
چشم آتش کیطرح آنسو بہاتے نہ چلو

محبت سے بنا لیتے ہین اپنا دوست دشمن کو
جھکائی ہے ہماری عاجزی نے سرکشی کی گردن کو

بیان کچھ تو کرے آگے تمھارے حال گلشن کو
خدانے دس زبانین ایک منھ مین دین ہین سوسن کو

دل بیتاب بسمل کیطرح سے رقص کرتا ہے
چھری سے ایک کمر کی ہوگئی ہے لاگ گردن کو

نقاب اُس آفتاب حسن کا اندھیر رکھتا ہے
رُخ روشن چھپا کر شب کیا ہے روز روشن کو

اُڑاتے دولت دنیا کو ہین ہم عشق بازی مین
طلائی رنگ پر صدقہ کیا کرتے ہین کندن کو

ملاحت کا تمھاری دور دور افسانہ پہونچا ہے
چمن سے باغبان نے کھود کر پھینکا ہے سوسن کو

یہی سودا رہا شمشیر قاتل کی تمنا مین
پیا پانی بجھایا لال کرکے جسکے آہن کو

قبائے سرخ وہ اندام نازک دوست رکھتا ہے
ملانا خاک مین عاشق کا ہے شغل انکے دامن کو

تجھے لوا کے مسی بازغ لے محبوب لیجلتے
گھڑی بھر کو جو ملتی چشم نرگس رد کرے سوسن کو

کوئی شمشیر جوہن جو نظر آئی ہے میلے مین
کیا ہے یاد ہمنے اپنے قاتل کے لڑکپن کو

نہایت زخم کے سینے مین کرتی ہے یہ بیدردی
کسی مژگان سے تو کچھ رشتہ داری ہو نہ سوزن کو

تصور لالہ و گل کا رہا کرتا ہے آنکھون مین
قفس مین بھی سلام شوق کر لیتے ہین گلشن کو

سوار اُس تیغ زن کو دیکھتا ہے جو وہ کہتا ہے
ہمارا خون حاضر ہے اگر رنگواؤ توسن کو

کمی ہوگی نہ بعد مرگ بھی بیتابی دل مین
قیامت تک رہے گا زلزلہ سا میرے مدفن کو

قدم مردانگی کے ساتھ مارا دوستداری مین
کیا ہشیار غافل پا کے اکثر ہم نے دشمن کو

دگرگون رنگ رہتا ہے مرا شوق شہادت مین
گران ہے دوش کو گردن تمہاری سر ہے گردن کو

تبسم مین نظر آنا ترے دندان کا آفت ہے
چمکنے سے لگاتی ہے یہ بجلی آگ خرمن کو

حقیقت ہم سے پوچھے کوئی اس عشق مجازی کی
بہت دیکھا ہے تصویر گلی کے رنگ و روغن کو

یہ قصر یار کو پیغام دینا اے صبا میرا
نگاہین ڈھونڈھتی ہین تیرے دیوانونکے روزن کو

پڑے ہو عشق مین کیا مردے سے آتش آنکھ کو کھولو
خبر کے واسطے اُس بت نے بھیجا ہے برہمن کو

حاضر ہین ہم جو معرکہ کارزار ہو
مریخ فیل مست کے اوپر سوار ہو

رسوا نہ نالے کرکے دل بیقرار ہو
بدتر ہے عشق عیب سے جب آشکار ہو

رنگ حنا سے سرخ کف دست یار ہو
خون شہید مہر و وفا سازوار ہو

یارب اسیر زلف دل داغدار ہو
طاؤس دام ابر سیہ کا شکار ہو

زاہد فریب نرگس جادوے یار ہو
بیمار ہو وہی کہ جو پرہیزگار ہو

کج رکھ کے وہ کلاہ جو چڑھتے ہین اسپ پے
گردن پر اُن کی خون ہمارا سوار ہو

مست شراب عشق کب آتے ہین ہوش مین
یہ نشہ وہ نہین ہے کہ جسکو خمار ہو

اُلٹی ہوا زمانہ مین چلتی ہے چاہیے
اُس گلبدن کو میری طرح خار خار ہو

پنہان دہن جو ہے تو رہے کچھ غرض نہین
بوسہ کے واسطے لب یار آشکار ہو

اے آفتاب حشر یہ حسرت ہے بعد مرگ
ہر ذرہ میری خاک کا تجھ پر نثار ہو

بلبل کو مول لیکے حوالہ کرون چمن
کوچہ مین یار کے جو مرا اختیار ہو

دست جنون سے زلف کے سودے مین چاہیے
پیراہن حیات مرا تار تار ہو

کب سے دل و جگر ہین نشانہ بنے ہوے
دیکھون کدھر سے تیر نگہ کا گذار ہو

چنگاریان جھڑین عوض قطرہ ہاے آب
برسائے آگ ابر جو دل کا بخار ہو

ورد زبان ہو نام ترا جس کو اے حبیب
حاصل اُسے نگین سے سوا اعتبار ہو

دھوکا جو تیرے آتش رخسار کا کھاے
سیماب آگ مین نہ کبھی بیقرار ہو

اُس رشک گل کی عین جبین مین نہو کبھی
شبنم کی طرح سے کوئی گریان ہزار ہو

گلگشت کا خیال جو آجاے آپ کو
ہم آگے پیچھے پیچھے تمھارے بہار ہو

سرمہ نہ سمجھے جو کہ تری گرد راہ کو
آشوب ہو اُس آنکھ کے اندر غبار ہو

بیزار زندگی سے ہون یہ شوق مرگ مین
ڈھونڈھون چراغ لیکے جو بیمار مرا ہو

لازم نہین ہے وصل کی شب مین نہین نہین
ایسا نہ غمزہ کیجیے جو ناگوار ہو

آتش ہو دل دونیم سخن چین اگر سنے
اپنا کلام معجزۂ ذوالفقار ہو

ہوس نعمت کی بعد مرگ بھی رہتی ہے انسانکو
لحد مین پاس رکھدیتے ہین دو در افتادہ دندانکو

جلادیتی ہے اپنی گرم رفتاری بیابان کو
کھٹکتے ہین ہمارے آبلے خار مغیلان کو

بہار آئی ہے دیوانو چلو سیر بیابان کو
گریبان پھاڑنے پر باندھوا پنے اپنے دامانکو

نہ اٹھکر در بدر پھر کنج عزلت مین جو بیٹھا ہے
دہن سے چھوٹ کر بیقدر دیکھا ہمنے دندان کو

روا ہے عاشقون کی اپنے معشوقون کو دلداری
محبت سے محبت ہوتی ہے انسانسے انسانکو

مٹھائی کھائی تو شکر لب شیرین کیا پہرون
پیا پانی تو دی ہمنے دعا چاہ زنخدان کو

فراق دوست کا صدمہ نہو دشمن کے دلکو بھی
محبت ہو اُسے بھی جس سے الفت ہووے انسانکو

کبھی جو ہاتھ اُس محبوب کی ٹھوڑی مین ڈالا ہے
کہا ہے توڑ تو لوگے نہ تم سیب زنخدان کو

ترا منھ دیکھ کر پڑھتا ہون سورہ قل ہو اللہ کا
مسلمان ہون بجا لاتا ہون مین تعظیم قرآن کو

ہر ایک حلقہ میں ہو سو سو دل عاشق کی گنجائش — خدا جمعیت خاطر دے اُس زلف پریشان کو
نہیں تیرے کرم کو قید کچھ اعلیٰ و ادنیٰ کی — سکندر تشنہ رہ جائے پیے خضر آب حیوان کو
تری درگاہ کے ذرون سے ہے جب سامنا ہوتا — حقارت کی نظر سے دیکھتے ہیں مہر تابان کو
دل دیوانہ کو میرے پھنسا کر تم نے زلفون مین — دکھایا خانۂ زنجیر مین مجنون سے مہمان کو
نگاہونکا اُن آنکھون کے سبب ہے ترچھا پن وہی ٹھنکا — وہی کاوش وہی دل سے خلش رہتا ہے مژگانکو
فغان کرتا ہون جب زندان مین رعشہ سا ہوتا ہے — دل دیوانہ کا نالہ ہلا دیتا ہے زندان کو

فراق یار مین گریہ کا ضبط آتش نہین بہتر
بخار دل نکلنے دو برس لینے دو باران کو

کرین گے جمع معنی فہم اجزا اسکے پریشانکو — شکنجے مین بہت کھینچین گے صحاف اپنے دیوانکو
فقیری سلطنت ہے خاکسار کوے جانان کو — مبارک جام ہو جمشید کو خاتم سلیمان کو
مذاق اُسکو ہے جو بوسے لب شیرین جانانکو — دماغ اُسکا ہے جو سونگھے کسی سیب زنخدان کو
خم ابرو نے قاتل پھیر گیا ہے اپنی آنکھون مین — لیا ہے بوسہ دیکھا ہے جو ہم نے تیغ عریان کو
ہمارے چہرۂ پُر نور کے بے داغ ہونے نے — نظر سے اپنی آنکھون کے گرایا ماہ تابان کو
ہوا ہے یار جو سیر چمن مین ساتھ اپنے — کبھی گل کی طرف دیکھا ہے گاہے روے خندانکو
غم اُلفت کو کتنا ہی نگلیے دل نہین بھرتا — یہ وہ نعمت ہے بھوکا رکھتی ہے جو اپنے مہمانکو
انگلین سے جوہری فریاد کرنے انکی آتے ہین — ہیرے پسے جاتے ہین موتی پیٹتے ہین جب وہ دندانکو
محبت کی نگہ سے لطف ہر اک رنگ مین پایا — تماشہ تھا جو دیکھا چشم بلبل سے گلستان کو
جنون کے جوش مین کرتا ہون کار سیل مین مجنون — نکل جاتا ہون صحرا کو توڑ کر دیوار زندان کو
کیے ہین کافر و دیندار اُن زلفون نے سودائی — ہوے ہین جان کا جنجال ہندو مسلمان کو
کبھی دل کھول کر رویا جو ہون شوق شہادت مین — کیا ہے ملک بسمل خون دل سے چشم گریان کو
جنون کے جوش مین ایسا گلے کو اپنے گھونٹا ہے — حکومت ہو تو دلوا دیجیے پھانسی گریبان کو
شب وصلت مین بوسے لیکے اُس روے کتابی کے — جبین سے تا زنخدان ختم کر دیتا ہون قرآن کو
خیال آتا ہے صحرا کا جو شب کو جوش وحشت مین — بناتا ہون فتیلہ پھاڑ کر مین جیب و دامان کو

دو روزہ نوجوانی ہے دو روزہ تاجداری ہے
مروت حسن کو اللہ دے انصاف سلطان کو

سنور کر جمال و حسن کے نظارہ سے آنکھین
الٰہی بھیجدے گھر مین مرے یوسف سے مہمانکو

ترا مجروح مثل ارغوان ہوتا جو گلشن مین
گل خندان کو شرماتا دکھا کر زخم خندان کو

تمھارا حسن اپنے جوہر حکمت کرے ظاہر
شفا بیمار پائین سونگھکر سیب زنخدان کو

رہے اقبال سیم و زر رہے عز و شرف آتش
تمام آرائشون مین سے چنا اس رخ نے افشانکو

ہنسنا ہی خوش آیا نہ تو رونا مرے دلکو
میٹھا ہی نہ بھایا نہ سلونا مرے دلکو

اکسیر سے بہتر ہے در یار کی مٹی
منظور نہ چاندی ہے نہ سونا مرے دلکو

تا صبح تجھے یاد کیا مجھکو جگا کر
بھولا نہ ترے ساتھ کا سونا مرے دلکو

بیوجہ رلاتا نہین دکھلا کے رخ یار
آنکھونکو ہے ساتھ اپنے ڈبونا مرے دلکو

بس ہو تو ابھی چیر کے پہلو نکالجائے
رکھتا ہے بہت تنگ یہ کونا مرے دلکو

یوسف سے حسین ہووے کوئی طفل تو بچا ہون
کچھ کھیل نہین جان کا کھونا مرے دلکو

بازیچہ ہستی مین وہ مجنون پری ہون
اطفال سمجھتے ہین کھلونا مرے دلکو

پہلو مین نہین جب سے کہ وہ غیرت لیلی
داغ اوڑھنا ہے داغ بچھونا مرے دلکو

نالون سے نہ اظہار ہو بیتابی جان کا
رسوائی ہے اس دکھڑے کا رونا مرے دلکو

نظارہ کیا کین وہ یہ دیدار کو ترسا
دن رات رہا آنکھونکا رونا مرے دلکو

کانٹا سا کھٹک جاتا ہے جب یاد ہے آتا
بالے مین ترا پھول پرونا مرے دلکو

خال سیہ یار کا نقش آفت جان ہے
اچھا نہین اس تخم کا بونا مرے دل کو

انکار ترے قد کی قیامت کا نہ ہوگا
مومن ہون مین کافر نہین ہونا مرے دلکو

تر گریہ شادی سے رہونگا مین شب وصل
بے فصل کے منہ مین ہے بھگونا مرے دلکو

گل سے جو شجر قطرۂ شبنم ہین ٹپکتے
یاد آتا ہے منہ کا ترے دھونا مرے دلکو

کچھ خاک اڑا لے سے نہین ملنے کا آتش
بیکار یہ مٹی کا ہے ڈھونا مرے دل کو

نکلتی کس طرح ہے جان مضطر دیکھتے جاؤ
ہمارے پاس سے جاؤ تو پھر کر دیکھتے جاؤ

نسیم نوبہاری کی طرح آئے ہو گلشن میں
تماشائے گل و سرو و صنوبر دیکھتے جاؤ

جدھر جاتے ہو ہر گھر میں سے یہ آواز آتی ہے
مسیحا ہو جو بیماروں کو دم بھر دیکھتے جاؤ

قدم انداز سے باہر پڑے جاتے ہیں صاحب کے
ستم رفتار میں کرتی ہے ٹھوکر دیکھتے جاؤ

ملیں وہ راہ میں بالکل تو کہتا ہوں جو ہو سو ہو
دکھا دو گھر مجھے اپنا مرا گھر دیکھتے جاؤ

خرام ناز میں عاشق سے ہو اسکا اشارہ بھی
کچھ اپنی تیغ ابرو کے بھی جوہر دیکھتے جاؤ

روش مستانہ چلتے ہو قدم مستانہ پڑتے ہیں
خدا کے واسطے پھر پھیر کر دیکھتے جاؤ

کوئی اُن سے کہے مُنھ پھیر کر جو قتل کرتے ہو
تڑپتا ہے تمھارا کشتہ کیونکر دیکھتے جاؤ

نگاہِ لطف کا شائق ہے تحت و فوق کا عالم
کبھی نیچی نظر ہو گاہ اوپر دیکھتے جاؤ

کبھی بلجاتے ہیں ابرو کبھی جنبش ہے مژگاں کو
دکھاتے تو ہو ہمیں شمشیر و خنجر دیکھتے جاؤ

نقاب اکدن اُلٹ کر تم نے یہ مُنھ سے فرمایا
جمال آفتاب ذرہ پرور دیکھتے جاؤ

نہ پھیرو اس سے مُنھ آتش جو کچھ درپیش آجائے
دکھاتا ہے جو آنکھوں کو مقدر دیکھتے جاؤ

ردیف ہائے ہوز

ہے نرالی کشش عشق جفاکار کی راہ
چاہِ کنعان میں ملی مصر کے بازار کی راہ

رہنما یاد الٰہی کا ہوا عشق صنم
پہونچے ہم کعبۂ مقصود کو کہسار کی راہ

کثرت شوق نے ازبسکہ کیا عرصہ تنگ
مر دہ نکلا نہ مرا کوچۂ دلدار کی راہ

شہرۂ حسن نے دیدار کا مشتاق کیا
نکہتِ گل نے بتائی مجھے گلزار کی راہ

پیشتر سب سے کیا طالع بد نے بیدار
حشر کے روز بھی دکھلائی مجھے یار کی راہ

تنگدستی نے زمانہ میں یہ پایا ہے رواج
یوسف اس عہد میں تکتا ہے خریدار کی راہ

نہیں مجھ سا کوئی دنیا میں سکندر طالع
آئینہ رو نے مجھے قتل کیا پیار کی راہ

لب بام آکے جو دیدار کرے عام وہ شوخ
ایک ہو جائے ابھی کافر و دیندار کی راہ

پیار سے کہتے ہین اُن کو جو مسیحا عاشق
تار نے سے چلتے نہین خانۂ بیمار کی راہ

دیکھکر صورت احباب کو پھر جاتا ہے
کج ادائی سے ہے اُلٹی ترے رخسار کی راہ

زلف مشکین کے جو سودے مین ہے دل اُلجھا
پوچھتا پھرتا ہون ایک ایک سے تاتار کی راہ

حسن کے عشق نے ہستی مین عدم سے کھینچا
شوق یوسف نے دکھائی ہمین بازار کی راہ

کھینچی ہے تو لگائیمن تامل نہ کرو
کھوئی ہوتی ہے میان آپ کی تلوار کی راہ

عید ہوگی رمضان جائیگا اے بادہ کشو
بند رہنے کی نہین خانۂ خمار کی راہ

غیر حق کو مین سمجھتا ہون خیال باطل
آتش پاک دل مین نہین ہوتی ہے دو چار کی راہ

دیکھا ہے سبو کو جو دھرے سر کے تلے ہاتھ
یاد آیا ہے ساقی کا وہ ساغر کے تلے ہاتھ

دامن کا خیال آتا ہے جب جیب دری مین
دیوانون کے ہو جاتے ہین ادبر کے تلے ہاتھ

دل دوستی بت کا نہ پابند ہو یارب
دشمن کا بھی دب جائے نہ پتھر کے تلے ہاتھ

گرمی نہ ہماری سی ہوئی آتش گل سے
گلچین کا نہ رکھا کبھی اخگر کے تلے ہاتھ

یاد آتا ہے وہ قد کشیدہ جو چمن مین
ملتا ہون مین جا جا کے صنوبر کے تلے ہاتھ

تبدیل شب وصل سے ہو روز جدائی
بالش کے عوض ہو سر دلبر کے تلے ہاتھ

عاشق سے نگاہون مین یہ کہتی ہین وہ آنکھین
مژگان جو چبھوئین رکھدیا خنجر کے تلے ہاتھ

مستی مین طلب گار تو ساقی سے ہے مے کا
کاٹون گا مین کانپے کا جو ساغر کے تلے ہاتھ

صحرا پہ چلو چاک گریبان کرو آتش
لنگر مین نہ ہین پانون نہ پتھر کے تلے ہاتھ

اس قدر دل کو نکرا سے بت سفاک سیاہ
زیب دیتی نہین اس کعبہ کو پوشاک سیاہ

میل تزئین جو تری نرگس فتان کو ہوا
طور کو واسطے سرمہ کے کیا خاک سیاہ

پانی مانگے نہ کبھی ترچھی نگہ کا مارا
دل کافر سے ہے چشم بت بیباک سیاہ

یار سے وعدۂ فردا ہے عجب کیا اس کا
روز روشن کو کرے گردش افلاک سیاہ

کسی حالت مین نہ ظاہر ہو جو ہو اصل نجیب
سرخ ہو یا کہ ہو رنگ سگ ناپاک سیاہ

نہ ہوا شانۂ گیسو نہ تو دستار کا گل
بخت رکھتا ہے ہمارا دل صد چاک سیاہ

نظر آیا ادھر آنکھوں سے اودھر غائب تھا
اسپ مشکین ہے ترا آہوئے چالاک سیاہ

کون سے باغ مین لاتی ہے مجھے شامت بخت
گل سیہ بوٹے سیہ سرو سیہ تاک سیاہ

نگہ بد سے بچے دیکھے تو اے عالم نور
کوئلے سے ہو سوا روئے ہوسناک سیاہ

کون سا صید زبون صید فگن نے باندھا
خون فاسد نے کیا کسکے یہ فتراک سیاہ

جس بیابان مین لگی نالۂ آتش سے لون
کوسون تک ہوگئے جل کر خس و خاشاک سیاہ

سرخ مہندی سے نہین اُس بت خونخوار کے ہاتھ
دست آویز مرے خون کی لگی یار کے ہاتھ

بندگی کی یہ تمنا ہے کوئی لے جو ہمین
بکتے ہین کوڑیون کے مول خریدار کے ہاتھ

نیم جان دل ہے طلبگار سلوک شمشیر
آبرو اپنی ہے اب ابروئے خمدار کے ہاتھ

حق خدمت مین نہین کوئی کمی کی ہمنے
جانفشانی کا اب انصاف ہے سرکار کے ہاتھ

پاؤن کو اُنکے نہ چھوا مین نے تو ہنسکر بولے
کاٹے جاتے ہین تو ایسے ہی گنہگار کے ہاتھ

نہین بیوجہ یہ ابرو سے اشارے اُن کے
عشقبازونکو بتاتے ہین یہ تلوار کے ہاتھ

زر سا محبوب ستمگار نہین اُس کے لئے
بیچے سر کو جوانمرد ہین سردار کے ہاتھ

روئے زیبا نہ دکھایا کرین ہر ایک کو آپ
قدر اُس شے کی نہین جو گئی دو چار کے ہاتھ

توڑ لے اے شجر حسن لبون کے عُناب
ضعف رکھے جو نہ باندھے ترے بیمار کے ہاتھ

کام جس کا ہے اُسی سے ہے تعلق رکھتا
پاؤن کی طرح سے زیبا نہین رفتار کے ہاتھ

وعدۂ وصل کی شادی سے فنا دم ہوگا
قتل کر ہاتھ پڑا اپنے نہ صنم مار کے ہاتھ

نہ جلا سکتے تو گاڑے کوئی ہم کو آتش
مردہ اپنا نہ پڑے کافر و دیندار کے ہاتھ

پاس دل رکھتا ہے منظور نظر ہر آئینہ
نیک و بد سے پیش آتا ہے برابر آئینہ

جب نہ تب چہرا دکھاتا ہے اُس قاتل کے ستم گر آئینہ
ٹکڑے ٹکڑے ہوئیگا اک دن مقرر آئینہ

چاند سے مکھڑے کو دکھلا کر چھپانا قہر ہے
اُس خدا ناترس کو دکھلاؤن کیونکر آئینہ

چاند کے اوپر نہین پڑتی کسی صورت سے نگاہ
منہ تو دیکھین لیکے یوسف کے برادر آئینہ

دیکھکر حال بزبون کو میرے حیران رہگیا
یار کے دل سے بھی تھا ہر چند بدتر آئینہ

ہو کے اُس شمشیر ابرو کے مقابل بچ چکا
ایسا کیا پہنے ہوے ہے خود و بکتر آئینہ

آنکھ بھر کر ایک دن دیکھا نہ روئے صاف یار
مین وہ مفلس ہون نہین جسکو میسر آئینہ

مورد نفرت کوئی مجسا نہین حیران ہون
مجھسے صورت آشنا ہوتا ہے کیونکر آئینہ

روبروئے یار ہوتے ہی زبان ہوتی ہے بند
کس طرح طوطی کو کرتا ہے سخنور آئینہ

اب زمین پر پانون بھی رکھکر نہین چلتا ہے یار
کر چکا آراستہ اُس کو مقرر آئینہ

یہ نہین بیوجہ اسے قمری اکڑتا سرو کا
آب جو اُس کو دکھاتی ہے مقرر آئینہ

ہرزہ گوئی سے تری حیرت ہوئی آتش خموش
خودپسندی تا کجا اب طاق پر دھر آئینہ

معشوق نہین کوئی حسین تمسے زیادہ
مشتاق ہین کس ماہ کے انجم سے زیادہ

کیا کہئے ترے عاشق بیتاب ہین کتنے
ذرون سے زیادہ ہین یہ انجم سے زیادہ

کملی مری پشمینہ سے رکھتی ہے مجھے گرم
سنجاب سے افزون ہے یہ قاقم سے زیادہ

سیلاب کا کام اشک کرین خانۂ تن مین
ان چشمون مین بھی جوش ہے قلزم سے زیادہ

لنگ ابلق ایام نہ ہو مار کے ٹھوکر
ہے سخت مرا کاسۂ سر سُم سے زیادہ

اندھیر ہے دل لیتے ہین سرمہ لگا کے
آنکھین نہ لڑا یا کرو مردم سے زیادہ

پیمانۂ الفت مین نہین جائے تنک ظرف
کس جام مین یان نشہ نہین خم سے زیادہ

منظور نظر ہے دل بلبل کا دُکھانا
شوق اندلون اُس گل کو ہے گلدم سے زیادہ

صوفی جو سُنے نالۂ موزون کو ہمارے
حالت ہو مغنی کے ترنم سے زیادہ

ٹھوکر ہے تری صاحب اعجاز مسیحا
نالہ تری خلخال کا ہے قم سے زیادہ

آئینہ مین دیکھا ہے جو منہ چاند سا اپنا
خود گم ہے وہ بت عاشق خود گم سے زیادہ

فائق ہو غضب پر کرم اُس بت کا الٰہی
مجلس ہو وہ دلارام کہے قم سے زیادہ

دشمن ہین مرے خورد و کلان عشق مین کیسے
موذی ہوئے ہین فنی و کژدم سے زیادہ

حسرت کی نگاہوں سے عیاں حال ہے میرا
گویا ہون خموشی مین تکلم سے زیادہ

بجلی کو جلا دینگے وہ لب دانت دکھا کر
شغل آج کل اُن کو ہے تبسم سے زیادہ

کہتا ہے وہ شوخ آئینہ مین عکس سے آتش
تم ہم سے زیادہ ہو تو ہم تم سے زیادہ

مرد آلودہ نہ ہون دنیائے بازیگر کیساتھ
کب وفاداری زنِ قحبہ نے کی شوہر کیساتھ

منزل مقصود کا سودا ہے اپنے سر کے ساتھ
گرد رہ کی طرح لپٹے جاتے ہین رہبر کیساتھ

چل سکینگے کبک کیا اُس فتنۂ محشر کے ساتھ
کوہ مثلِ کاہ اُڑتے پھرتے ہین ٹھوکر کیساتھ

حلقۂ دیوانگان ہے اُس پری پیکر کیساتھ
اسطرح اصحاب ہون جسطرح پیغمبر کیساتھ

دیکھتا ہون حُسن کے عالم کو مین زیور کیساتھ
مجکو بھاتی ہے بنا گوش صنم گوہر کیساتھ

میکش عاشق مزاج اے ساقی دہر ہون مین
بوسۂ لب کی گزک بھی دے مجھے ساغر کیساتھ

سبزۂ خط کو دکھا کر تو نے مارا ہے جنھین
حشر اُن لوگوں کا ہوگا خضر پیغمبر کیساتھ

پر کترتا ہے مرے صیاد تو کاٹ اس طرح
حسرت پرواز بھی اُڑ جائے بال و پر کیساتھ

جوہر اُس کے اکدن اے سفاک اسیر کھولدے
لاگ رکھتی ہے مری گردن ترے خنجر کیساتھ

مومن و کافر کا قاتل ہے ترا حُسنِ شباب
آتش افروختہ یکسان ہے خشک و تر کیساتھ

اسقدر شیرین دہن اے دلربا ہوتا نہین
شیر دایہ نے پلایا ہے مجھے شکر کیساتھ

جسقدر نفرت ہے اُس سے مجھکو کج بیشہ کو
اسقدر ہوگی نہ قارون کو محبت زر کیساتھ

یہ اشارہ جنبش مژگان سے اُس گلرو کی ہے
دم نکلجاتا ہے سودائی کا اس نشتر کیساتھ

قدر دیوانہ کی بے ہنگامۂ طفلان نہین
چاہیئے سالار لشکر کو رہے لشکر کے ساتھ

صورت آباد جہان کے حُسن کا شیدا ہو
صندل اس بت خانہ مین ملتا ہے در در کیساتھ

جب رُلاتا ہے تصور تیرے دانتوں کا مجھے
تولتا ہون اشک کے قطرون کو مین گوہر کیساتھ

ہمرہی کا جو کبھی ہوتا ہے آتش اتفاق
خضر صحرا گرد دیتا ہے مرا سر کیساتھ

اونچا ہو لاکھ تاڑ سے بھی سر دچار ہاتھ
رتبہ بلند ہے ترے قد کا ہزار ہاتھ

کھاتے ہین غوطے رہ گذر گریۂ یار مین
رہتا ہے میرے اشکون سے تیراک وار ہاتھ

دامن چھڑا کے جیب سے گیا ہے وہ بیوفا
دانتون سے کاٹتا ہون مین بے اختیار ہاتھ

دو کو کمر مین دو تری گردن مین ڈالتا
دیتا جو اے صنم مجھے اللہ چار ہاتھ

دونگا سزا مین تار گریبان سے باندھکر
راز جنون کرینگے اگر آشکار ہاتھ

دیوانے منتظر ہین نسیم بہار کے
کپڑونکے پھاڑنے سے کہین امیدوار ہاتھ

رخسارۂ صنم سے الٹ کر نقاب کو
دکھلا رہی ہے قدرت پروردگار ہاتھ

چپی شب وصال سحر تک کیا کئے
پائے حبیب کے رہے خدمتگار ہاتھ

صید افگنی کا لطف دکھاتا ہے دام فکر
مضمون کو جانتے ہین ہم آیا شکار ہاتھ

چھلّے چڑھا کے رکھتے ہین وہ پور پور مین
دکھلا رہے ہین ہمکو جواہر نگار ہاتھ

کہتا ہون دست قاتل بیرحم چوم کر
وقت عطائے رحمت پروردگار ہاتھ

نعمت وہ تیرے خوان کرم کی ہے بیحساب
خالی نکر سکین جسے ہژدہ ہزار ہاتھ

کھجلائی پیٹھ اسکی تو بولا وہ گلبدن
ہو جائے خشک ہوکے ترا پشت خار ہاتھ

کیفیت حیات ہے پیری مین میہمان
لبریز جام روح ہے تن رعشہ دار ہاتھ

زنجیر کو بہار مین توڑا نہ طوق کو
گردن سے اور پانوسے ہے شرمسار ہاتھ

منہ ہی لگا کے قتل جو مجکو نہین کیا
غیرت کے مارے ملتا ہے حسرت سے یار ہاتھ

چاہیے جو ہمنشینی کے حق کو ادا کرے
آتش ہو یار تو دکھے گلچین کا خار ہاتھ

ردیف یائے تحتانی

خدا یاد آگیا مجکو بتون کی بے نیازی سے
ملا بام حقیقت زینۂ عشق مجازی سے

رسائی مصر تک اس کی تو اسکی عرش تک حد ہے
مہ کنعان کو کیا نسبت ہے خورشید حجازی سے

طرحداری کریگی عاشقو تکو جامہ سے باہر
گریبان چاک ہونگے یار کی دامن درازی سے

برنگ سبزہ روندتا ہون رہ محبوب گلرو مین
یہ پامالی ہے بہتر دو جہان کی سرفرازی سے

صفائے قلب سے زیر نگین ہین بحر و بر دونون
ملا رتبہ سکندر کا مجھے آئینہ سازی سے

جبین سائون سے اے بت تیرے کوچہ کو بھرا رکھے
نہ کھلائے خدا اُس کعبہ کو خالی نمازی سے

بھلایا اسم اعظم کو فسونِ حسن لونی نے
فرشتون کی حقیقت کھل گئی عشق مجازی سے

پناہ اے پُر فریبو قہر سے اللہ کے مانگو
سزا دیتا ہے حاکم آدمی کو قلب سازی سے

ہزارون کشتیِ تن پار اُترے گھاٹ سے اُسکے
رہے دریائے خون جاری تری تیغ جہازی سے

تنِ مہرو درکا میرے پڑے اُس پر جو پرچھانوان
یقین ہے موم شرما جائے آہن کی گدازی سے

رہی ہین بند اک کانِ ملاحت کے تصور مین
مزا لوٹا ہے آنکھون نے مری نظّارہ بازی سے

شب آدینہ بھی آتا نہین گورِ غریبان پر
ہنوز آگہ نہین وہ شمع و مسکین نوازی سے

کمیت خامہ خوش رفتار ہے کس مرتبہ آتش
قدم مین آ گئے ترکی سے رہا سرپٹ مین تازی سے

گیسوئے مشکین رخ محبوب تک آنے لگے
چشمۂ خورشید مین بھی سانپ لہرانے لگے

دور کروایا پسینے نے نقاب گلعذار
قطرۂ شبنم بھی دیوار چمن ڈھانے لگے

چال لیلی کی کنارِ جو جو وہ خوش قد چلا
بید مجنون کی طرح سے سرو تھرّانے لگے

نیلے دل کو چار بوسون پر دیا اک یار نے
ہم نے یہ سمجھا روپے کے ہاتھ چار آنے لگے

رنگ لائی چہرۂ گل پر نسیم نوبہار
اپنی اپنی زمزمہ سنج چمن گانے لگے

ظلم مردون پر کیا مشق خرام یار نے
ہر قدم پر کاسۂ سر ٹھوکرین کھانے لگے

تو بھی تو اے شعلہ رو اک شب اُلٹ منھ سے نقاب
گرد شمعون کے بہت سے ہین پتنگے آنے لگے

کم نہین کالی گھٹا سے یار کی زلف سیاہ
دیکھ لے طاؤس کافر کو تو چلانے لگے

کاہ مستی کی دھڑی ہے کہ لکھوٹا پان کا
رنگ عاشق سے تمھارے لعل لب لانے لگے

نام جس نے عشق کا روئے کتابی سے لیا
اُس کو زلفون کے شکنجے مین وہ کھنچوانے لگے

آنکھ پھیری تم نے جس سے دم فنا اُسکا ہوا
مردے سے آثار زندے مین نظر آنے لگے

مشک کی بو سونگھ کر اک بد دماغی سی ہوئی
یاد زلف یار آئی سر کو ٹکرانے لگے

دم فنا کرنے لگی تیری کمر کی جستجو
عاشق جانباز ہستی سے عدم جانے لگے

مر بھی جاؤن تو نہ آتش گور پر آئے وہ گل
کام تمکین کو غرور حسن فرمانے لگے

صبر ہر چند ہو سینہ کیلئے سل بھاری
نہ سبک ہو نہ ہو جو سمجھے اسے غافل بھاری

بوسۂ خال سے کھوٹے مین بہا ہون بیزار
تو لیے مجھ سے ترازو مین تو ہو تل بھاری

بار ہستی نہین اب مجھسے سنبھالا جاتا
یا الٰہی مجھے سمجھے کوئی بیقاتل بھاری

حامل جسم ہوئی روح ہی کا حوصلہ تھا
کوہ ناقہ ہو تو اٹھے پر ہے یہ محمل بھاری

نہ پھرا در بدر اے دیدۂ معشوق طلب
دست ہمت کو ہے اب کاسۂ سائل بھاری

صورتین سدِّ رہِ معنی ہین باز آ ان سے
پھیر کھا کھا کے نہ کر پاؤن سے منزل بھاری

اسکے بھی کوچۂ جلاد سے الفت مجھکو
ہو گیا کوہ گران سے تن بسمل بھاری

فوق مجنون سے رہی عشق و جنون مین مجھکو
اسکی زنجیرونسے ہون میری سلاسل بھاری

زور کر توڑ کے جان دل کو اٹھا دنیا سے
یہ وہ پتھر ہے نہین جس سے کوئی سل بھاری

نہ اٹھا پھر خدا ناز حسینان اے دل
نہین اٹھ سکنے کا یہ بوجھ ہے غافل بھاری

خاک کے پتلے نے وہ بوجھ لیا گردن پر
کہ سمجھتے تھے جسے عرش کے حامل بھاری

شمع رو نے مرے الٹا سر محفل جو نقاب
ایک پر ایک ہوا ساکن محفل بھاری

ناتوانی سے کہان ہرزہ دری کی طاقت
گھر سے دروازہ تلک ہے مجھے منزل بھاری

بار خاطر ہو نہ عالم کا سبک باتون سے
زندگانی مین نہ ہو مردہ سے غافل بھاری

مجھسے ہر بات مین قرآن وہ اٹھواتا ہے
گردن یار مین شاید ہے حمائل بھاری

ہمرہ غیر گیا چاندنی کی سیر کو یار
ہو گیا مجکو ستارہ مہ کامل بھاری

آتش ان سے نہین نظارہ کا لپکا چھٹا
میری آنکھون کو ہے شاید کہ مرا دل بھاری

واقعہ دل کا جو موزون ہے تو مضمون غم ہے
صفحہ ہر اک مرے دیوانکا صف ماتم ہے

خاکساری سے جھکا ہے سر شوریدہ مرا
وائے بر حال ندامت سے جو گردن خم ہے

دل مین آتا ہے کہ اب اپنے گلے کو کاٹون
نیم جان چھوڑ کے قاتل کو ندامت کم ہے

دل کہین جان کہین چشم کہین گوش کہین
اپنے مجموعہ کا ہر اک ورق برہم ہے

کس نے دیکھا ہے محبت کی نظر سے اُن کو
صف مژگان ہے تلے زلف سیہ برہم ہے

دل کو آنکھون نے کیا کشتۂ رخسار ملیح
نہ سمجھتے تھے ہم اُس کو کہ نمک بھی سم ہے

کیا کہون مین کمر یار ہے کیسی نازک
عالم الغیب سوا کوئی نہین محرم ہے

زندگانی سے جو تنگ آکے ہے دل گھبراتا
پوچھنے جاتا ہون مردون سے کہ کیا عالم ہے

کھینچ لاتا ہے جو جل جاتی ہے جذب دل کی
منتظر یار کا ہون آنکھون مین جب تک دم ہے

زلف و رخ کو ہین حیا سے وہ چھپائے رکھتے
شانۂ و آئینہ ناواقف و نامحرم ہے

بام پر جب سے ہے اک رشک پری کو دیکھا
روح دیوانۂ سیر فلک اعظم ہے

وعدۂ شربت دیدار ہے بیمارون سے
دم کو دینے کو مسیحا بھی مرا حاتم ہے

دردمندان محبت کا ہے تو تسکین بخش
زخم فرقت کے لیے وصل ترا مرہم ہے

دل عاشق کو نگینہ کے عوض جڑوا دے
دست معشوق کو زیبا ہے تو یہ خاتم ہے

کوچۂ یار کی حسرت مین ہون رویا کرتا
شوق گلزار مین آنسو نہین ہے شبنم ہے

عاشقون سے یہ اشارہ ہے تری مژگان کا
اس صف جنگ مین جو کھیت رہا رستم ہے

وصلت حور کی حسرت نہ رہیگی آتش
خلد میراث سمجھ اپنی بنی آدم ہے

خوشا وہ دل کہ ہو جس دل مین آرزو تیری
خوشا دماغ جسے تازہ رکھے بو تیری

یقین ہے اٹکے گی جان اپنی آکے گردن مین
سنا ہے جا ہے قریب رگ گلو تیری

وہ گل ہون مین کہ ترا رنگ جس سے ظاہر ہے
وہ غنچہ ہون کہ بغل مین ہے جسکی بو تیری

پھرے ہین مشرق و مغرب سے تا جنوب و شمال
تلاش کی ہے صنم ہمنے چار سو تیری

شب فراق مین اک دم نہین قرار آیا
خدا گواہ ہے شاہد ہے آرزو تیری

دماغ اپنا بھی اے گلبدن معطر ہے
صبا ہی کے نہین حصہ مین آئی بو تیری

پڑھا ہے ہمنے بھی قرآن قسم ہے قرآن کی
جواب ہی نہین رکھتی ہے گفتگو تیری

مری طرف سے صبا کہیو میرے یوسف سے
نکل چلی ہے بہت پیرہن سے بو تیری

فرشتے بھی تجھے کہتے ہین بلبشر شاعر
یقین ہوا ملک الموت مین ہے خو تیری

یہ گردشِ فلکِ پیر سے ہوا ثابت
قوی ضعیف کو کرتی ہے جستجو تیری

شراب شرم و حیا و حجاب کھووے گی
دکھائے گا ہمین کیفیتین سبو تیری

رہا نہ شبہ دہن اُس کے حلقہ ہونے سے
یہ عقدہ ناف نے کھولا کمر ہے مو تیری

ہوا جو دست رس اسکا بھی پائے قاتل تک
حنا بھولائے گا شوخی مرا لہو تیری

شب فراق مین لے روز وصل تا دمِ صبح
چراغ ہاتھ مین ہے اور جستجو تیری

جو ابر گریہ زنان ہے تو برق خندان زنان
کسی مین خو ہے ہماری کسی مین خو تیری

یہ چاک جیب کے حق مین دعائے مجنون ہے
نہ ہو وہ دن کہ درستی کرے رفو تیری

کسی طرف سے تو نکلے گا آخر اے شہ حسن
فقیر دیکھتے ہین راہ کو بکو تیری

چمن مین صبح کو جا کر نہ منہ دکھانا تھا
برنگ آئینہ حیران ہے آبجو تیری

زمانہ مین کوئی سمجھا نہین ہے سیف زبان
رہے گی معرکہ مین آتش آبرو تیری

کوچۂ دلبر مین مین بلبل چمن مین مست ہے
ہر کوئی یان اپنے اپنے پیرہن مین مست ہے

نشۂ دولت سے منعم پیرہن مین مست ہے
مرد مفلس حالتِ رنج و محن مین مست ہے

دورِ گردون ہے خداوندا کہ یہ دورِ شراب
دیکھتا ہون جسکو مین اس انجمن مین مست ہے

آج تک دیکھا نہیں یان آنکھوں نے روزِ خمار
کون سمجھا گنبدِ چرخِ کہن مین مست ہے

گردشِ چشمِ غزالان گردشِ ساغر ہے یان
خوش رہین اہل وطن دیوانہ بن مین مست ہے

ہے جو حیران صفائے رُخ حلب مین آئینہ
بوئے زلفِ یار سے آہو ختن مین مست ہے

غافل و ہشیار ہین اُس چشمِ میگون سے خراب
زندہ زیرِ پیرہن مردہ کفن مین مست ہے

ایک ساغر دو جہان کے غم کو کرتا ہے غلط
اے خوشا طالع جو شیخ و برہمن مین مست ہے

وحشتِ مجنون و آتش مین ہے بس اتنا ہی فرق
کوئی بن مین مست ہے کوئی وطن مین مست ہے

شوقِ وصلت مین ہے شغلِ اشک افشانی مجھے
ہجر مین کرنا پڑا آخر لہو پانی مجھے

یاد میں آئینہ رُخ کے ہے حیرانی مجھے ۔ زلف کے سودے میں رہتی ہے پریشانی مجھے
فی الحقیقت قبلہ ہے اے دلبر سزاوار سجود ۔ کوئی دکھلائی نہیں دیتا ترا ثانی مجھے
تنگ کرتا ہے گریبان کٹنے لگتا ہے گلا ۔ موسم گل کی جو یاد آتی ہے عریانی مجھے
ہوں وہ دیوانہ کہ اپنا نام رٹنے کیلئے ۔ اک پری نے دی ہے تسبیح سلیمانی مجھے
ایک حرف اُس کی عبارت کا پڑھا جاتا نہیں ۔ لکھدیا کس خط میں ہے یہ خط پیشانی مجھے
چشمہائے چشم میں گریہ سے ہے دریا کا جوش ۔ غوطے کھلواتا ہے سیل اشک کا پانی مجھے
خواب سے بیدار وہ خورشید رو آکر کرے ۔ ایسی اے آنکھوں دکھاؤ صبح نورانی مجھے
ذبح ہی کرتے گلے لگنے جو دیتی تھی نہ شرم ۔ عید قربان تھی سمجھتے آپ قربانی مجھے
عشق میرا مہربان ہے حسن بندہ یار کا ۔ آئینہ سا رُخ ملا ہے اُنکو حیرانی مجھے
بوسہ لیتا ہوں دہان ناپدید یار کے ۔ آشکارا ہو گیا ہے گنج پنہانی مجھے
گوشے گلشن میں بلبل چھپے کرتا نہیں ۔ یار کے کوچہ میں زیبا ہے غزلخوانی مجھے
ساقیان ماہ پیکر کیا کرتا ہوں حکم ۔ میکدہ میں عالم مستی ہے سلطانی مجھے
خشک رہتا ہے بہت شوق شہادت سے گلا ۔ ہو سکے تو ہمدمو خنجر کا دو پانی مجھے
خاک میں ملوا رہا سودائے زلف یار ہے ۔ مثل گرد راہ رہتی ہے پریشانی مجھے
اے خیال یار کرتا ہوں ریاضت سے صفا ۔ خانہ دل میں ہے کرنی تیری مہمانی مجھے
حسن کے جلوہ سے اُس رخ کا اشارہ ہے یہی ۔ کافری زلفوں کو زیبا ہے مسلمانی مجھے

شہر خوبان میں نہیں آتش مروت کا رواج
تشنہ لب مر جاؤں تو ممکن نہ ہو پانی مجھے

عشق اُسکا جان کھوتا ہے برناؤ پیر کی ۔ اُس شاہ حسن کو یہ دعا ہے فقیر کی
بیہودہ گفتگو نہیں مرد فقیر کی ۔ سیدھی ہے سمجھے تو اگر الٹی کبیر کی
صحرا سے لیچلا ہے نہیں شہر کیطرف ۔ گم ہو گئی ہے عقل جنون سے مشیر کی
بے مانگے بوسہ عاشق مسکین کو دیجئے ۔ موسے لے مرے سوال ہے صورت فقیر کی
بیدار کرے گا یوسف گم گشتہ جذب عشق ۔ تاثیر ایکدن بھی ہے دعائے اسیر کی

غافل نہ شکل برق ہو شادی سے خندہ زن
باران غم سے ہے گل آدم خمیر کی

زنجیر ہو گئیں ہیں بدن کو مری رگیں
کھینچی ہے ناتوانی نے تصویر اسیر کی

دیوانہ کس کریم کے دروازے کا ہے دل
زنجیر میں ہماری صدا ہے فقیر کی

اللہ رے اُس صنم کے بدن کی ملائمت
جامہ ہے جسم کا کہ قبا ہے حریر کی

خاک شہید ناز سے بھی ہولی کھیلئے
رنگ اس میں ہے گلال کا بو ہے عبیر کی

دم بند اُسکا زمزموں نے میرے کر دیا
آواز بیٹھ بیٹھ گئی ہم صفیر کی

وہ لعل لعل لب ہے مرے شاہ حسن کا
سودے میں جس کے بکتی ہے گدڑی فقیر کی

دیکھا مشیر کار نہ دیوانہ کا کوئی
اُس بادشاہ کو نہیں حاجت وزیر کی

چھیڑا ہے میں نے جا کے برہمن کو دیر میں
لی ہے قسم بتوں سے خدائے کبیر کی

جس تودے میں شریک ہوئی اپنی خاک آہ
حسرت ہی رہ گئی لب معشوق تیر کی

جیسا کہ شادماں ہوں میں روز دما لین
شیعہ کو یہ خوشی نہ ہو عید غدیر کی

اُس طفل شوخ کا جو لیا ہے زبان نے نام
بو آتی ہے ہمارے دہن میں سے شیر کی

آ نکلے تھے کدھر سے کہاں یاں سے جائینگے
اوّل کی ہے خبر ہے نہ ہمکو اخیر کی

تیری زیادتی میں نہ ہوگی کبھی کمی
اے عشق خیر چاہیئے حسن شریر کی

اُس ماہ پارہ کو ہے حاصل کمال حسن
رُخ میں صفا ہے سینۂ روشن ضمیر کی

تعریف تیرے حسن جوانی کی کیا کروں
طفلی میں تجھ پہ رال ٹپکتی تھی پیر کی

دیکھے اگر مرا دلِ سودا زدہ وہ زلف
ہر مو سے ہو بلند صدا دار و گیر کی

اپنی شرارتوں سے نہ باز آئے آسمان
کودک مزاجی مجکو خوش آتی ہے پیر کی

سودائے راہِ یار کا اللہ رے اثر
جادہ بنی جو ہم نے زمین پر لکیر کی

اُس گوش و چشم سا نہ تو دیکھا ہے نے سنا
آتش قسم ہے ذات سمیع و بصیر کی

کب تک وہ زلف دیتی ہے آزار دیکھئے
کٹتی ہے کس طرح سے شب تار دیکھئے

بیمار عشق مرتے ہیں اس اشتیاق میں
پی جائیے جو شربت دیدار دیکھئے

رغبت کی آنکھ ڈالیے ذرّون کی طرح سے
روشن جو آفتاب سا رخسار دیکھیے

دل کو بغل مین مار کے لے تو چلین بیچ کر
کہتی ہے کیا نگاہِ خریدار دیکھیے

بے موت روز مرتے ہین عاشق خبر نہین
اے شاہِ حُسن پرچۂ اخبار دیکھیے

جاتے ہین کوئے یار سے ہم ایسے ہو کے تنگ
کعبہ بھی ہو تو پھر کے نہ زنہار دیکھیے

آہستہ پاؤن رکھیے قیامت نہ کیجیے
ٹھوکر سے فتنے ہوتے ہین بیدار دیکھیے

طاؤس و کبک کو ہے نکل ملنے کا خیال
چلتا ہے یار کونسی رفتار دیکھیے

بلبل کی طرح عشق جو ہم کو چمن سے ہو
سو جائیے تو خواب مین گلزار دیکھیے

قزاق کی نگہ سے کم اپنی نگہ نہین
کیا لوٹیے جو دولتِ دیدار دیکھیے

جُن جُن کے قتل کیجیے انصاف شرط ہے
حاضر ہین بیگناہ و گنہگار دیکھیے

عاشق مسیح بھی ہمین کہتے ہین مہربان
حال اُس کا پوچھیے جسے بیمار دیکھیے

مشتاق دل ہے جنبشِ ابروئے یار کا
چلتی ہے کس طرح سے یہ تلوار دیکھیے

دروازے مین سے چلئے سرائے حبیب مین
حسرت سے تا کجا پسِ دیوار دیکھیے

سودے مین ابروون کے ہون وہ ماہ طلعتان
جس مین کہ چاند دیکھ کے تلوار دیکھیے

عالم کی سیر کیجیے آتش ملیگا یار
یوسف جو چاہین آپ تو بازار دیکھیے

کون سے دل مین محبت نہین جانی تیری
جس کو سنتا ہون وہ کہتا ہے کہانی تیری

کچھ دہن ہی نہین وہم شعرا کے نزدیک
مو سے باریک کمر بھی ہے گمانی تیری

جس کے آگے سے گذرتا ہے وہ کہتا ہے یہی
دیکھی اے روحِ روان ہمنے روانی تیری

شنیتہ ہے کوئی میری زبانی کہدے
خوش نہین آتی ہے یہ ہیچمدانی تیری

کیا تری شان ہے قربان ہون اے عفو کریم
آس رکھتا ہے ہر اک فاسق و زانی تیری

اس خرابی مین ترے واسطے پھرتے ہین خراب
جستجو ہمکو ہے اے گنجِ نہانی تیری

عین احسان ہے مرے صفحۂ دل پر مجکو
ایک تصویر اگر کھینچدے مانی تیری

صبح تک شام سے کرتی ہے زبان ذکر جمال
نیند آتی ہے کسے سُنکے کہانی تیری

مثل گل ہنسکے کسی روز تو دل کو خوش کر
خون رولاتی ہے ہمیں غنچہ دہانی تیری

ناز و انداز و ادا میں ہے ترقی دہ چند
فتنہ طفلی بھی قیامت ہے جوانی تیری

کون سے غلہ کا دانہ ہے تو اے دانۂ خال
ہمنے ارزانی میں بھی پائی گرانی تیری

گرم جوشی سے جلایا کرے کشت و خرمن
برق ہو سکتی نہیں شوخی میں ثانی تیری

جان کی طرح سے رکھتا ہے عزیز اے گلرو
داغ دل لالہ نے سمجھا ہے نشانی تیری

مصرع تیغ ہے ہر مصرع موزون آتش
دیکھ لی بار مری سیف زبانی تیری

مہندی سے تیرے ہاتھ کی گل ضرب دست کھائے
چوٹی کے فتح پیچ سے سنبل شکست کھائے

لبریز کر پیالہ کو ساقی اس ابر میں
افیون نہ تنگ ہو کے کوئی مے پرست کھائے

شیر و پلنگ و گرگ سے باہر نہیں ہیں مست
جو چاہے ران کھائے جو چاہے سو دست کھائے

دل کو برشتگی سے ہو حاصل شگفتگی
دھوکا کباب مرغ کا وہ چشم مست کھائے

ظالم کو بھی سے نہیں بحر جہان میں نفع
ممکن نہیں کباب جو مچھلی کا شست کھائے

پھر خوشے اتریں پھر کھنچے انگور کی شراب
پھر شاخ تاک پیچ سر دار بست کھائے

طے کرچکوں کہیں میں نشیب و فراز دہر
تا چند ٹھوکریں یہ بلند اور پست کھائے

اس بند و بست جسم سے جان کو نجات ہو
چھوٹے پری طلسم عناصر شکست کھائے

دھوکا نہ دے مجھے تری شوخی کی چال کا
بل تو کمر نہ چیتے کی ہنگام جست کھائے

برخاست ہو ہماری جو جب بیٹھتے ہیں آپ
غم کون دیکھکر یہ ہماری نشست کھائے

جڑ سے اکھیڑ کر میں جلاؤں تمام تاک
میرے چمن میں دھوپ اگر دار بست کھائے

اس لالہ رو کے حسن کا جیسے ہوا ہے عشق
کھاتا ہوں داغ یوں میں گزک جیسے مست کھائے

کہنا لیے وہ چھوٹے نہ اے ساقی ازل
لغزش نہ پائے آتش مست الست کھائے

ہمیسر میں نہیں عاشق ہوں جانی
رہے ہے مستی ہی سے یہ لن ترانی

سلیمان ہم ہیں اے محبوب جانی
سمجھتے ہیں تجھے بلقیس ثانی

کھلا سودے ہیں اُن زلفوں کے مر کر
پریشاں خواب تھی یہ زندگانی

یہ کیوں آتا ہے اُن سے قد کشی کو
گڑی جاتی ہے سرو بوستانی

وہی دے گا کباب نرگسی بھی
جو دیتا ہے شراب ارغوانی

رنگا ہے عشق نے کس درد سر سے
ہمارا جامۂ تن زعفرانی

مسافر کی طرح رہ خانہ بردوش
نہیں جائے اقامت دار فانی

ترے کوچہ کے مشتاقوں کے آگے
جہنم ہے بہشت آسمانی

وہ میکش ہوں دیا ہے قابلہ نے
مجھے غسل شراب ارغوانی

یقیں ہے دیدۂ باریک بیں کو
کرے عینک طلب یہ ناتوانی

وہ خط ہے یادگار حسن رفتہ
وہ سبزہ ہے گلستاں کی نشانی

نکلتی منہ سے قاصد کے نہیں بات
مگر لایا ہے پیغام زبانی

یہ مشت خاک ہو مقبول درگاہ
صبا کی چاہتا ہوں مہربانی

لئے ہیں بوسۂ رخسارۂ صاف
پیا ہے ہمنے آئینہ کا پانی

سفیدی مو کی ہو کافور ہر چند
کوئی مٹتا ہے یہ داغ جوانی

نہ خوش ہو فربہی تن سے غافل
سبک کرتی ہے مردے کو گرانی

سوئے جو پیشتر مرنے سے وہ لوگ
کفن سمجھے قبائے زندگانی

جلاتی ہے دل آتش طور کی طرح
کسی پردہ نشیں کی لن ترانی

وہ افسوں ہے ہماری شعر خوانی
جو سنتا گنگ ہو جاتا فغانی

مبارک ابر کو دریا کا پانی
ہمیں ورد شراب ارغوانی دور

لہو سے اپنے لکھوں گر خط شوق
قلم بھولے سیاہی کی روانی

دل عالم ہو عشق حسن سے داغ
رہے ہر فرد پر تیری نشانی

فراق یار کو دل نوش جاں ہو
یہ یوسف گرگ کی ہے میہمانی

وہ ترک آیا لگا اے آتش گل
کباب طائران بوستانی

گرین گے یار کو عریان شب وصل — عیان ہوجائے گا راز نہانی
ہوا کوئی نہ حال دل سے آگاہ — رہی مشتاق گوش اپنی کہانی
بہین گے مثل دریا دیدۂ تر — پئین گے ابر ان چشمون کا پانی
اڑا دے گی صبا مثل پرکاہ — سلامت ہے جو اپنی ناتوانی
ہماری قبر پر وہ شمع رو آئے — رہے روشن چراغ مہربانی
رلاتا ہے وصال یار کا شوق — فراق اپنا لہو کرتا ہے پانی
خدا کے حکم سے ہے قوت نطق — کلام اپنا ہے خالق کی زبانی
کہون ہرجائی تو بولے وہ کافر — نہین مومن کو لازم بدگمانی
بڑھی ایڑی سے چوٹی اس پری کی — زمین پکڑے بلائے آسمانی
نہین دیتا وہ دلبر بوسۂ خال — نگہ کانے تلونکی ہے گرانی
نہین واقف ہم اس بت کی کمر سے — خدا کے واسطے ہے غیب دانی
رلائی ہے مثال ابر پیری — دکھا کر داغ طاؤس جوانی

مرا دیوان ہے اے آتش خزانہ
ہر اک بیت اس مین ہے گنج معانی

صدمہ سہے دوش پر سر و گردنکے بوجھ سے — ہر ایک بوجھ بھاری ہے سو من کے بوجھ سے
ہوش و خرد ہے باعث تکلیف آدمی — دیوانہ آشنا نہین دامن کے بوجھ سے
راحت طلب کو رنج کشون کی خبر کہان — آگاہ کیا سوار ہے توسن کے بوجھ سے
سار معز کبھی نہ ہوا بار دوش یان — سمجھا مین مال و جنس کو رہزن کے بوجھ سے
سختی بخت و عشق بتان دونون ٹھہرین — کم بوجھ سنگ کا نہین آہن کے بوجھ سے
رندون کو قید سبحہ و زنار کی نہین — واقف نہین مین شیخ و برہمن کے بوجھ سے
غماز اپنا ذکر نہ لا دے حضور دوست — گردن جھکے نہ منت دشمن کے بوجھ سے
عاشق ملال خاطر اہل جہان نہون — خم ہو نہ شاخ بلبل گلشن کے بوجھ سے
آتش یہ سانسے رنج ہین اب زندگی کیساتھ — مردے کو کیا خبر گل مدفن کے بوجھ سے

رنگ جو کچھ کہ چاہین لائین بن مین آبلے
پائے بوسی کرتے تھے وطن مین آبلے

چشم زخم خار سے یارب بچانا تو انھین
اک رفیق حال ہین رنج و محن مین آبلے

بدگمانی سے عبث پھرتا ہے گلچین میرے ساتھ
ڈھونڈھتے آئے ہین کانٹون کو چمن مین آبلے

کون سرگردان نہین ہے جستجوئے یار مین
پڑ گئے ہین پائے شیخ و برہمن مین آبلے

آدمی کی بے شعوری ہے طلب راحت کی یان
داغ ہین یہ خانۂ چرخ کہن مین آبلے

پاؤن کے چھالے تو نذر خار صحرا کر چکے
پھوڑیے اب چلکے دل کے انجمن مین آبلے

تیغ شعلہ سے کیا تھا قتل قاتل نے مگر
دیکھتا ہون اپنے زخمون کے دہن مین آبلے

خار بھی میرے نصیبون کا بیابان مین نہین
کیا شریک حال ہووین گے کفن مین آبلے

اس قدر مجھ سے زمانہ کی ہوا ہے برخلاف
کیا عجب بوئے حنا ڈالے بدن مین آبلے

حالت بد کا نہین کوئی زمانہ مین شریک
جسم سان ممکن نہین ہین پیرہن مین آبلے

ایڑیان رگڑین نہ آتش چھوڑ کر سر مر گیا
مثل مجنون تھے نہ پائے کوہکن مین آبلے

رہ گیا چاک سے وحشت مین گریبان خالی
لیچلے خار سے ہم گوشۂ دامان خالی

ایک بوسہ دہن یار سے حاصل نہ ہوا
اپنی تقدیر کا تھا چشمۂ حیوان خالی

وقت فرصت کو غنیمت سمجھ آتا ہے تو آ
اے اجل عالم تنہائی ہے میدان خالی

کوچۂ یار مین مشتاق رخ و قد آئے
ہو گئے بلبل و قمری سے گلستان خالی

دل عاشق سے اشارہ ہے یہ اُن ترکانکا
قلعہ کر لیتے ہین یہ دستۂ ترکان خالی

چشم پروانہ سے دیکھا تو ہوا یہ روشن
جا تری دل مین ہے اے شمع شبستان خالی

مرغ دل سینہ کو کھوتے ہین نشانے کیطرح
ترک چشم اُن کے کرین ترکش مژگان خالی

باغ عالم مین نہین کوئی کسی کی سنتا
نہ دماغ اپنا کر اے مرغ خوش الحان خالی

قید مذہب کی گرفتاری سے چھٹ جاتا ہے
ہو نہ دیوانہ تو ہے عقل سے انسان خالی

عہد پیری مین کہان اب وہ جوانی کے رفیق
صاف پہلوئے زبان کر گئے دندان خالی

تیری درگاہ کے فقیرون کے لئے اے محبوب
تخت پر اپنی جگہ کرتے ہین سلطان خالی

خالِ مشکین سے شکار اہلِ قلم کو کیجئے
گل چلے تیر سے کرتے ہین نیستان خالی

بتِ کافر نہین ہوتے جو ہم آغوش نہ ہون
بغل گور مین ہے جائے مسلمان خالی

ہنستے ہنستے تو کیا قتل گنہگارون کو
رو دیا دیکھ کے جلاد نے زندان خالی

دل بے کینہ کدورت نہین رکھتا آتش
خس و خاشاک سے ہے اپنا بیابان خالی

بندِ نقاب عارضِ دلدار توڑیے
باغِ مرادِ عشق کی دیوار توڑیے

وہ درد دوست ہین جو خدا ہمکو زخم دے
سو بار ٹانکے کھائیے سو بار توڑیے

دیکھے ترا جو مصحفِ رو برہمن کہے
بت کو سلام کیجے زنار توڑیے

بے پر مجھے فلک نے کیا تو بجا کیا
لازم ہے بال مرغِ گرفتار توڑیے

مرغِ ترانہ سنج ہون اس بوستان کا مین
خون بہار ٹپکے اگر خار توڑیے

اپنا کچھ اختیار شفا مین نہین طبیب
کیا بس ہے نہ خاطرِ بیمار توڑیے

فتراک صیدِ زندہ ہے زلفِ سیاہِ یار
ٹوٹین ہزار دل اگر اک تار توڑیے

گردن ہی اپنی دوش پہ اپنے وبال ہے
کیا چھین کر حریف کی تلوار توڑیے

عاشق کی بیقراری سے اے بت پناہ مانگ
ٹکرائیے جو سر کو تو کہسار توڑیے

بوسے کسی کے چہرۂ رنگین کے لیجیے
اک دن تو پھول باغ سے دو چار توڑیے

انسان کو پاسِ خاطرِ نازک ضرور ہے
شیشہ شراب کا بھی نہ زنہار توڑیے

یوسف کے دیکھنے کا ہے آنکھونکو اشتیاق
بندِ نقاب کو سرِ بازار توڑیے

سودائے دل نہ کیجیے گو لاکھ سر کا ہو
جب تک نہ خوب پائے خریدار توڑیے

نامرد آسمان سے گوارا ہے کسکو جنگ
آتش سپر کو چیریے تلوار توڑیے

حسرتِ جلوۂ دیدار لئے پھرتی ہے
پیش روزن پس دیوار لئے پھرتی ہے

اس مشقت سے اسے خاک نہ ہو گا حاصل
جان عبث جسم کی بیکار لئے پھرتی ہے

دیکھنے دیتی نہین اسکو مجھے بیہوشی
ساتھ کیا اپنے یہ دیوار لئے پھرتی ہے

کسی فاسق کے تو منھ کو نکرے گی کالا
کیون سیاہی یہ شب تار لیے پھرتی ہے

تو نکلتا نہین شمشیر بکف اے قاتل
موت میرے لئے تلوار لیے پھرتی ہے

نال مفلس مجھے سمجھا ہے جنون نے شاید
وحشت دل سر بازار لیے پھرتی ہے

کعبہ و دیر مین وہ خانہ بر انداز کہان
گردش کافر و دیندار لیے پھرتی ہے

رنج لکھا ہے نصیبون مین مرے راحت سے
خواب مین بھی ہوس یار لیے پھرتی ہے

چال مین اس کی سراپا ہے کسی کی تقلید
کبک کو یار کی رفتار لیے پھرتی ہے

در یار آئے ٹھکانے لگے مٹی میری
دوش پر اپنے صبا بار لیے پھرتی ہے

ہنستے ہین دیکھ کے مجنون کو گل صحرائی
پا برہنہ طلب خار لیے پھرتی ہے

سایہ سا حسن کے ہمراہ ہے عشق بیباک
ساتھ یہ جنس خریدار لیے پھرتی ہے

کسی صورت سے نہین جان کو قرار اے آتش
طپش دل مجھے لاچار لیے پھرتی ہے

رفتگان کا بھی خیال اے اہل عالم کیجئے
عالم ارواح سے صحبت کوئی دم کیجئے

حالت غم کو نہ بھولا چاہئے شادی مین بھی
خندۂ گل دیکھکر یاد اشک شبنم کیجئے

عیب لعنت روز ازل سے مری طینت مین ہے
داغ لالہ کے لئے کیا فکر مرہم کیجئے

اپنی راحت کے لئے کسکو گوارا ہے یہ رنج
گھر بنا کر گردن محراب کو خم کیجئے

عشق کہتا ہے مجھے رام اس بت وحشی کو کر
حسن کی غیرت اسے سمجھاتی ہے رم کیجئے

رات صحبت گل سے دن کو ہم بغل خورشید سے
رشک اگر کیجئے تو رشک بخت شبنم کیجئے

دیدۂ دل کو دکھانا چاہئے دیدار یار
حسن کے عالم سے آئینون کو محرم کیجئے

شکل گل ہنس ہنس کے روز وصل کاٹے ہین بہت
ہجر کی شب صبح رو رو کر مثل شبنم کیجئے

تھی سزا اپنی جو شادی مرگ قسمت نے کیا
ہجر مین کس نے کہا تھا وصل کا غم کیجئے

آپکی نازک کمر پر بوجھ پڑتا ہے بہت
بڑھ چلے ہین حد سے گیسو کچھ انھین کم کیجئے

اٹھ گئی ہین سامنے سے کیسی کیسی صورتین
روئیے کسکے لئے کس کس کا ماتم کیجئے

روز مردم شب کئے دیتا ہے سرمہ پونچھئے
خون ہوتے ہین بہت شوق حنا کم کیجئے

آئینہ کو روبرو آنے نہ دیجئے یار کے
شانہ سے آتش مزاج زلف برہم کیجئے

اثر رکھتی ہے گلگونہ کی کیفیت کا ہستی ہے
دکھائی دیتے ہیں ہندو ہی ہندو مجکو خالون سے
پسند طبع محبوبان دل عاشق نہیں ہوتا
وہ دہقان غریب سرزمین عشقبازی ہون
خمیدہ مایہ کی گردن خم فلک سے بھی نہیں ہوتی
غم و شادی کی حالت دیکھ عالم کے مرقع مین
نہین معلوم لذت کون سی رکھتا ہے خم ایسی
غنیمت جان یار آوے بحد پر جان کھونے سے
نہین رہتا مزاج سفلہ ہرگز ایک حالت پہ
نہین منظور بعد از مرگ سیتھر اُس کی چھاتی پہ

ابھرنے مین حباب بحر کے اک جوش مستی ہے
رخ محبوب ہے یا نا مسلمانون کی بستی ہے
نظر مین کب کسی کے چڑھتی ہے جو چیز سستی ہے
عوض باران کے میری کشت پر آتش برستی ہے
بھلا تیغ گلی کو بھی کہین دیکھا کہ کستی ہے
کوئی تصویر روتی ہے کوئی تصویر ہنستی ہے
نہایت روح آب تیغ کے خاطر ترستی ہے
مراد دل ملے کونین تک دیکر تو سستی ہے
بلندی کا بگولے کی مآل کار پستی ہے
برہمن اس لئے مصروف کار بت پرستی ہے

ستارہ اپنا گردش مین ہے آتش اس کی گردش سے
فلک کی تنگ چشمی سے ہماری تنگ دستی ہے

کام ہمت سے جوان مرد اگر لیتا ہے
ناگوارا کو جو کرتا ہے گوارا انسان
ہالہ مین ماہ کا ہوتا ہے یہ جلوہ دنکو یقین
وہ زبون بخت شجر ہوں مین کہ دہقان میرا
منزل فقر و فنا جائے ادب ہے غافل
گنج پنہان سے تصرف مین بنی آدم کے
ضبط کرتا ہے جو نالہ کا شب فرقت مین
نظر آجاتا ہے لے گل جسے رخسار ترا
رہ پُر خوف محبت مین جو رکھتا ہے قدم

سانپ کو مار کے گنجینۂ زر لیتا ہے
زہر پیکر مزۂ شیر و شکر لیتا ہے
کبھی انگڑائی جو وہ رشک قمر لیتا ہے
پیچھے ہوتا ہے مجھے پہلے تبر لیتا ہے
بادشاہ تخت سے یان اپنے اتر لیتا ہے
کان سے لعل یہ دریا سے گہر لیتا ہے
زخم پہلو مین نمک پیس کے بھر لیتا ہے
پھولنے دامن نظارہ وہ بھر لیتا ہے
گور مین گام نخستین کو وہ دھر لیتا ہے

پیش کش گل سے طلب کرتے ہین رنگین مضمون
سرو سے باج مرا مصرع تر لیتا ہے

عقل کر دیتی ہے انسان کی جہالت زائل
موت سے جان چھپانے کو سپر لیتا ہے

نگہ لطف کی حسرت سے ہمین وائے نصیب
کسطرح سرمہ کو ہر دن آنکھون مین کر لیتا ہے

یاد رکھتا ہے عدم مین کوئی ساغر کش سے
ہچکیان شیشہ مے شام و سحر لیتا ہے

روح و قالب کی جدائی ہے جدائی تیری
دم نکلتا ہے جو تو نام سفر لیتا ہے

ہجر مین وصل کا ملتا ہے مزا عاشق کو
شوق کا مرتبہ جب حد سے گذر لیتا ہے

عزت نالہ و فریاد نہ کھوا ے آتش
آشنا کوئی نہین کون خبر لیتا ہے

اللہ ری روشنی مرے سینہ کے داغ کی
اندھیاری رات مین نہین حاجت چراغ کی

ہستی چند روزہ نے تو تنگ ہی رکھا
خواب عدم مین دیکھینگے صورت فراغ کی

بے اعتبار نقش و نگار زمانہ ہے
اک رنگ پر ہوا نہین رہتی ہے باغ کی

نسبت سیہ نے کام کیا بعد مرگ بھی
رنگین مرے لہو سے ہے منقار زاغ کی

ظاہر ہوا مجھے یہ بلندی سرو سے
کرتی ہے کام خاک بھی عالی دماغ کی

سو تار سے بلند کرے باغبان تو کیا
ہمت کے آگے پست ہے دیوار باغ کی

اخگر کی طرح سے جو دہکتے ہین داغ عشق
سینہ مین اپنے رہتی ہے گرمی اوجاغ کی

رخ کیا ملائیگا رخ رنگین یار سے
لالہ کو کیا خبر نہین ہے چار داغ کی

ابر کرم کے فیض نے ایسا کیا ہے سبز
مہندی کی ٹٹی ہو گئی دیوار باغ کی

شاعر ہون بوے سیب زنخدان مین نکھتا
اصلاح رہتی ہے مجھے اپنے دماغ کی

گم ہونگے ایسے ڈھونڈھے بھی پا نہ جائنگے
کھو دے گی فکر تم کو تمھارے سراغ کی

جلتی ہے شوق آتش رخسار یار مین
ہے شمع سوختہ اسی چشم و چراغ کی

پاتے نہین زمانہ مین آتش خوشی کا نام
عنقا ہے اپنے دور مین گردش ایاغ کی

حسن امرد کا بہت مائل دل بیباک ہے
گرد راہ نے سواران آخر اپنی خاک ہے

خطِ روئے یار حجت بہرِ حسن پاک ہے
جانتے ہین سب کہ کعبہ کی سیہ پوشاک ہے

سُرخ شادی سے رُخِ ساغر کشِ بیباک ہے
زرد روئے محتسب ہے سبز شاخِ تاک سے

باغ کا رتبہ ہے بیس قدِ موزون سرو کو
گل کو تیرے روبرو حکم خس و خاشاک ہے

خنجرِ قاتل سے کار روح کا طالب ہون مین
روح مدت سے گرفتار طلسمِ خاک ہے

قلبِ ماہیت سے جائے نفرتِ پاکان نہو
جوش کھا کر مے ہوا انگور جب ناپاک ہے

مومن و کافر جگہ دیتے ہین آنکھون مین اُسے
طور کا سرمہ کسی نقشِ قدم کی خاک ہے

جوشِ گریہ سے روان ہوتا ہے دریا گرد پیش
آب پہونچتا ہے وہ مجھ تک جو کوئی تیراک ہے

صحبت یاور نے دیا انگور سا فرزند اسے
خاندان کا فخر اپنے سلسلہ مین تاک ہے

دستِ وحشت پنجۂ مژگان اشک افشان ہے یہان
آستین میری گریبان کی طرح سے چاک ہے

کلفت ایام سے پردہ نہین کچھ حسن کو
خوبرویون کو مزیب ململی پوشاک ہے

وہ گریبان گیر ہے تیرا مین دامن گیر یار
عشق یان گستاخ ہے وان حسن گو بیباک ہے

بہرہ ور دیدار سے یہ وصل کی حسرت اُسے
شاد ہین آنکھین ہماری دل اگر غمناک ہے

دورِ ساغر سے دگرگون رنگ ہو جاتا ہے یان
میکدہ مین لطف رکھتی گردشِ افلاک ہے

ڈھونڈھ لون گا چارہ مین قاتل اپنے واسطے
دیکھتا ہون آسمان کو کس قدر سفاک ہے

نارسائی طالعِ بد کی بیان کیا کیجئے
پاؤن شل ہو جائین قاصد کے اگر چالاک ہے

کون سے صیاد نے صید افگنی کی اختیار
حلقۂ گوشِ غزالان حلقۂ فتراک ہے

مرد سے بہتر ہے نام مرد ہیچ ہے یہ مثل
پہلوانی ہے سو ہے رستم کی آتش مشت خاک ہے

کبھی جو جذب محبت سے کام ہوتا ہے
نقاب الٹتا ہے دیدار عام ہوتا ہے

وہ صبح عید جو بالائے بام ہوتا ہے
مہ صیام مین روزہ حرام ہوتا ہے

بلائے بزم جہان ہے وہ چشم کی گردش
نگاہ پھرتی ہے دورہ تمام ہوتا ہے

اٹھاؤن کس لئے احسان یار گردون پر
مرا تو اُس کے تغافل سے کام ہوتا ہے

خدا کی یاد جوانی مین غافلو کر لو
وگرنہ وقت فضیلت تمام ہوتا ہے

الٰہی کیون نہین خواہان کوئی صنم اُسکا
یہ دل تو شرط وفا پر غلام ہوتا ہے

کسیکو کیا کوئی گھر اپنے دل مین کرنے دے
نگین سے دیکھنے پر عکس نام ہوتا ہے

فرشتے سنتے ہین آواز دورباش کا شور
کبھی ہمارا جو وان اہتمام ہوتا ہے

زیارت اُن کی جو کرتے ہین مومنین آگے
زبان حور مین اُن سے کلام ہوتا ہے

ہزار لال ہوئے اخگرون سے داغ جنون
ہنوز پختہ ہے سودائے خام ہوتا ہے

کوئی زمانہ سے جاتا ہے کوئی ہے آتا
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہے

پھنسا جو زلف مین اُس گل کے مرغ دل بولا
نہ تھی خبر یہ کہ سنبل بھی دام ہوتا ہے

ہمارے حلقہ مین کرتا ہے شیشہ دل خالی
ہمارے دور مین لبریز جام ہوتا ہے

کمند شوق ہو درگاہ عشق کی رہبر
یہ آستانہ بلندی مین بام ہوتا ہے

وہ کون ہے جو نہین اُن کو دیکھنے آتا
نظارہ باز دن سے ایک اژدحام ہوتا ہے

ملازمون مین ہین سلطان عشق کے ہم بھی
کبھی ہمارا بھی آتش سلام ہوتا ہے

جمال حور و پری پر ہے طعنہ زن مٹی
بلائے جان ہوئی سرخ و سفید بن مٹی

قدم پڑے جو ترا اُس پہ اے گل رعنا
زمین شور کی ہو قابل چمن مٹی

خدا کے واسطے اے آسمان حوالہ کر
دھرے دھرے نہ کہین ہو مر الفن مٹی

یہی جو تیشہ زنی ہے تو ایک دن سُننا
کرے گا اینٹ کا گھر اپنا کوہکن مٹی

جلا رقیب سیہ رو حسد سے مین سمجھا
ہوئی ہے گبر کے مردے کی شعلہ زن مٹی

ہمیشہ جھاڑتے ہین گرد پیرہن غافل
نہین سمجھتے کہ ہے زیر پیرہن مٹی

زمانہ مین کوئی غربت زدہ نہین ہم سا
اُڑی نہ اپنی کبھی جانب وطن مٹی

قبول خاطر مردم ہو تو تیا کی طرح
عزیز تیری کرین شیخ و برہمن مٹی

ہوائے تند سے رہتا ہے ہم برابادی
تپ درون نے کیا ہے زبس بدن مٹی

نہووے قالب خاکی غبار خاطر روح
قبول سینہ کے اوپر ہزار من مٹی

نظارہ باز یہ در پردہ کون ہے اِسکا
دکھاتی ہے کسے چشم و لب و دہن مٹی

زمین سے ہوویگا اک آسمانِ نو پیدا
پس از فنا جو ہوئی اپنی چرخ زن مٹی

کسی کا یار بُرے وقت میں نہیں کوئی
نہ دیکھا روح کو ہوتے شریک تن مٹی

گڑے ہیں اسمیں صباحت کے سیکڑوں گنجینے
عجب نہیں ہے جو دے بوئے یاسمن مٹی

مآل کار کا اپنے نہیں خیال آتا
ہلایا کرتے ہیں مٹی میں گورکن مٹی

کسی نے اُف بھی نہ کی شمع جل کے خاک ہوئی
نہ ہووے گی مگر آتش یہ انجمن مٹی

آبلوں سے خارِ صحرا ہی نہیں سر کھینچئے
بید کے پتے بھی مجنوں پر ہیں خنجر کھینچئے

کیمیا گر روغنِ گوگردِ احمر کھینچئے
ہم تری زلفوں کو دھو کر عطرِ عنبر کھینچئے

ناتوانی کا بُرا ہو گر اثر ہوتا نہ کچھ
آرزو ملنے کو تو نالے ہم مقرر کھینچئے

ٹھوکریں کھائیں ہیں جو ہم نے بتوں کے عشق میں
آب ہو جاتے جو یہ آزار پتھر کھینچئے

شاعروں نے تیرے قد سے دی ہے جو تشبیہ یار
قمریوں کو سرو ہیں سولی کے اوپر کھینچئے

دیکھکر وہ خال رخ ملتے ہیں روغن ساز ہاتھ
ان تلوں کا تیل کھنچتا تو مقرر کھینچئے

فکرِ معنی خیز صفحہ کو بناتی صید گاہ
دام ہو کر مرغِ مضمون تارِ مسطر کھینچئے

رعشہ پیری ہے وہ جوشِ جوانی کا عوض
یہی بدمستی کا خمیازہ نہ کیونکر کھینچئے

بوالہوس عاشق کے جیتے جی نہیں تنہا ان قتل
دوست تھے میرے تو دشمن پر نہ خنجر کھینچئے

جنبشِ مژگاں سے چل جاتے ہیں اے جلاد یہ
دل شکنجے میں ہیں گیسوئے معنبر کھینچئے

یاد کرتے ہیں تجھے تنہائی میں اے نازنین
معتکف رہتے ہیں ہم چلّے ہیں اکثر کھینچئے

ہجر کی شب میں ہے روزِ وصل کا آنکھوں کو شوق
دسترس ہوتا تو ہم دامانِ محشر کھینچئے

جب سے دیکھا ہے تجھے آنکھوں نے اے بالا بلند
قد کے سودے میں ہیں تصویرِ صنوبر کھینچئے

زندگی میں سیرِ جنت کا جو ہوتا دل کو شوق
ہم تجھے اپنی طرف اے حور پیکر کھینچئے

میں اڑا دیتا ہوں انکو دیکے اک اک خطِ شوق
دام میں صیاد ہیں جو جو کبوتر کھینچئے

تیرہ تھی صورت آئینہ کرتا جو اُس محبوب سے
فقر سے مردہ ترا ہم اے سکندر کھینچئے

روشنی عرض کرتے آتش اپنی گور پر
شمع و دیوں کو شبِ آدینہ مر کر کھینچئے

بے رخِ یار مجھے جان سے بیزاری تھی
چاندنی رات نہ تھی گور کی اندھیاری تھی

کام ہی ہو گیا امیدِ شفا میں آخر
دل کی بیماری تھی یا چشم کی بیماری تھی

کیا مزا کالبدِ خاک میں لے روح ملا
یا نکلتی ہی نہیں یا تو وہ بیزاری تھی

یاں مرے پاؤں میں زنجیر تھی واں گردن میں
یار سے میں نے بدی شرطِ وفاداری تھی

نہ ہوا میں تو ہے قسمت کا قصور اے قاتل
ہاتھ کمزور نہ تلوار تری بھاری تھی

نالہ کرنے سے نہ کم ظرف کہو جلاد وہ
ضبطِ فریاد بس اب آگے دل آزاری تھی

وائے قسمت کبھی پہونچے بھی جو ہم کم طالع
میلے سے میدنی کے پھرنے کی تیاری تھی

بوسۂ لعلِ لبِ یار کی حسرت ہی رہی
مردِ مفلس کو جواہر کی خریداری تھی

طور جس برقِ تجلی نے کیا خاک سیاہ
تیرے آتش کدۂ حسن کی چنگاری تھی

گاہ روتا کبھی ہنستا تھا نصیبوں پر میں
خواب بد میرے لئے حالتِ بیداری تھی

چھوٹ کر عشق کے پھندے سے ہوں تنگ اے آتش
مجھکو آزادی سے بہتر وہ گرفتاری تھی

ایڑیوں تک تری چوٹی کی رسائی ہوتی
کل جو آئی تھی بلا آج ہی آئی ہوتی

روزِ ہجراں شبِ تاریک جدائی ہوتی
مرضِ عشق و طبیعت سے لڑائی ہوتی

قدِ موزوں رخِ رنگیں جو دکھاتا تو ہمیں
سرو و قمری گل و بلبل میں جدائی ہوتی

دستِ محبوب کا مرجان نے دیا تھا دھوکا
پنجہ جیسا تھا جو ویسی ہی کلائی ہوتی

چھین کر دل کو لیا خوب کیا اے شہِ حسن
مانگ کر ہم سے جو لیتا تو گدائی ہوتی

دولت اللہ سے کرتے جو طلب دیوانے
نقرئی طوق تو زنجیر طلائی ہوتی

بزمِ رنگیں میں تری سبز قدم رہنے دیا میں
گھاس اکھڑتی جو چمن سے تو صفائی ہوتی

ذاتِ باری کو لیا ظلم بتاں نے ثابت
عدل کرتے یہ اگر ان کی خدائی ہوتی

چھوٹتے بندِ محبت سے گرفتار اگر
طوق سے گردنِ قمری کی رہائی ہوتی

عیش ہوتا مجھے اگر غم کدۂ دنیا میں
روح قالب میں خوشی سے نہ سمائی ہوتی

گھر گرایا جو مرا سیلِ حوادث نے تو کیا
چار دیوارِ عناصر کی گرائی ہوتی

توڑتے آبلے دیوانۂ دست رنگین
خار پر تہمت انگشت حنائی ہوتی

غیر گھورے نگہ بد سے تجھے حیف ہے یار
آنکھ ہم سے جو لڑاتا تو لڑائی ہوتی

اُن غدارون کی جو باقی یہ صباحت آتش
یاسمین باغ مین پھولے نہ سمائی ہوتی

پیرہن تیرے شہیدون کے گلستان ہوگئے
زخم خندان غیرت گلہائے خندان ہوگئے

آرزوئے دل رہی ناآشنائے گوش یار
حرف مطلب اپنے منہ تک آکے دندان ہوگئے

حسن وہ شے ہے کہ پتھر مین بھی کرتا ہے اثر
چشم عاشق کی طرح آئینے حیران ہوگئے

منزل دل کی خرابی کا الم کیا کیجئے
کیسے کیسے خانۂ آباد ویران ہوگئے

سیر نیرنگ جہان دیکھا کئے زندان عشق
شیعہ سنی ہوگئے ہندو مسلمان ہوگئے

عاشقون سے ٹیڑھے رہنے کی سزا آخر ملی
چشم سے برگشتہ تیرے موئے مژگان ہوگئے

کیا نفاق انگیز چلتی ہے زمانہ مین ہوا
سیکڑون مجموعۂ صحبت پریشان ہوگئے

آہ بر لب داغ بر دل بسکہ غربت نے کیا
شمع و گل ہم بر سر گور غریبان ہوگئے

موسم گل کر دیا اُن کی قبائے سرخ نے
چاک تا دامن ہزارون ہی گریبان ہوگئے

زخم کھانے کا مزا دل کو ملے گا وقت قتل
ابروِ قاتل بھی جو دو تیغ عریان ہوگئے

دل نے جب سمجھا ہمارے یادگار رفتگان
یوسف اپنی آنکھ مین داغ عزیزان ہوگئے

جو چلن چاہیں چلین آتش تلون ہو چکا
حسن جب پیدا ہوا سب عیب پنہان ہوگئے

کوئے جانان چمن سے بہتر ہے
اُس کا لتا ہرن سے بہتر ہے

گل قبا پر ہے جامہ سے باہر
کب ترے پیرہن سے بہتر ہے

گور مین بھاگ اہل دنیا سے
خلوت اس انجمن سے بہتر ہے

چمن دہر کا ہے ہر گل خوب
نسترن یاسمن سے بہتر ہے

ہنسنے والا نہین ہے روتے پر
ہمکو غربت وطن سے بہتر ہے

ترک دنیا سمجھ جوان مردی
نفرت اس پیرزن سے بہتر ہے

بازو اُس کا مکان شکم اُس کا
نہین کھلتا کسی طرح سے پھر
سیب ہے یہ تو پھر بہی ہے وہ
مانگئے کیا خدا سے چشمۂ خضر

دہ مگند کی نور تن سے بہتر ہے
عیب پوشی کفن سے بہتر ہے
غبغب اے دل وقن سے بہتر ہے
کیا صنم کے دہن سے بہتر ہے

دشمن جان اجل کو جان آتش
دوستی گورکن سے بہتر ہے

کون سی شب ہے جو رورو کے نہین کٹتی ہے
صورت شمع مین ہر چند فروغ محفل
درد دل سے کبھی نالہ جو کر اُٹھتا ہون مین
کس کی دیوار کے سایہ کا مین دیوانہ ہون
لاش پر لاش نکلتی ہے ترے کوچہ مین
بینیٔ یار سے دعوی ہے گل زنبق کو
حسن سے اپنے وہ نادان ہوا ہے آگاہ
بوسہ کا اُس لب شیرین کے زبان نام نہ لے
عشق محبوب مین غم ہے کسے مرجانے کا
طلب آرام کی بیجا ہے گرفتاری مین
شب ہجران کی درازی کا گلا کیا کیجئے
گوش وہ ہے جو سُنا کرتا ہے افسانۂ عشق

شام ہوتی ہے اُدھر چھاتی ادھر پھٹتی ہے
بات کرنے نہین پاتا کہ زبان کٹتی ہے
آسمان چرخ مین آتا ہے زمین پھٹتی ہے
میری پرچھائین سے دیوار پرے ہٹتی ہے
کیا تماشہ ہے کہ پھر بھیڑ نہین چھٹتی ہے
بے حیائی ہے مگر ناک نہین کٹتی ہے
آرسی سامنے سے اسکے نہین ہٹتی ہے
جان جاتی ہے مٹھائی نہین کچھ بٹتی ہے
جان جاتی نہین عاشق کی بلا کٹتی ہے
کب بھلا خانہ زنجیر مین چھت پٹتی ہے
خضر کی عمر بھی دو چار گھڑی گھٹتی ہے
وہ زبان ہے جو صنم نام ترا رٹتی ہے

سائل دولت دنیا ہو نہین اے آتش کیا
گنج قارون سے بھی اوقات نہین کٹتی ہے

آنکھ پڑتے ہی قرار و صبر و طاقت لیگئے
خاک چھانی ہم سبکروحون نے مثل گرد باد
زہر کھا کر اک شکر لب پہ موا ہون دیکھنا

خال مشکین دلبری مین گوئے سبقت لیگئے
وادی پرخار سے تلوے سلامت لیگئے
قبر پر دشمن گھڑے بھر بھر کے شربت لیگئے

عالمِ اسباب سے حاصل ہوا آخر کفن
چلتے چلتے آسمان سے ہم بھی خلعت لیگئے

ناتوانی سے فشارِ قبر کی طاقت نہ تھی
گور مین بھی تیرے عاشق کو امانت لیگئے

تیرہ بختی کے اثر نے شام سے گل کر دیا
صبح کو کوّے اُٹھا کر شمع تربت لیگئے

دیدۂ دل نے گھسیٹا کوچۂ محبوب مین
کھینچکے ہمکو فرشتے سوئے جنت لیگئے

باغِ عالم مین ہے نافہمو بے برگی کا غم
سبز پتے اِس چمن سے زرد صورت لیگئے

کوئی مومن ہو نہ گل ورگلِ الٰہی بعد مرگ
وائے بر حال اُنکے جو دل مین کدورت لیگئے

گردشِ چشمِ غزالان نے ستایا دشت مین
ساتھ اپنے ہر جگہ ہم اپنی قسمت لیگئے

مصحفِ رخسار کے مضمون ہوا مضمون ہمین
سب کے مضمون پر مرے مضمون فضیلت لیگئے

دیکھ سکتے تھے کہان کافر مسلمان کی نمود
کھود کر تربت سے آتش سنگ تربت لیگئے

ہے یہ اُمید قوی زلف رسائے یار سے
گنج چھینے مہرہ اُگلائے وہان مار سے

سامنا جب اُس مسیحا کا ہوا بیمار سے
بھر دیے آنکھونکے کاسے شربت دیدار سے

نازک اندامی مین کیا نسبت کسی کو یار سے
بدّھیان پڑتی ہین اُس گل کے بدن پر ہار سے

کم ہے ایذا ہو جو کچھ عاشق کو زلف یار سے
یہ بلائے بد زیادہ ہے شب بیمار سے

چاہیے لیکر جواب نامہ قاصد ہو پھرا
بالِ ہدہد کی ہوا آتی ہے کوئے یار سے

بعدِ مردن بھی رہیگا دل کو شوق قصرِ یار
سایہ بنکر روح لپٹیگی مری دیوار سے

عاشقونکے دل کو پیسا کرتی ہے شوق خرام
رہتی ہے پازیب نالان یار کی رفتار سے

وجدِ اہلِ حال سے یہ منکشف ہمکو ہوا
پردے کی آواز سُن لیتے ہین موسیقار سے

بادشاہِ حسن نے خلعت دیا ہے عشق کا
یہ علاقہ ہے ہمارے نام پر سرکار سے

مشتری حسن مجھسا دوسرا عاشق نہین
بوئے یوسف آتی ہے گھر مین مرے بازار سے

کر دیا ہے عشقِ زلفِ یار نے خوش ذائقہ
شہد کا ہمکو مزا ملتا ہے زہرِ مار سے

جان سو دین تمھارے خالِ رخ کے جائیگی
رکھتی ہے پرہیز یہ حب شفا بیمار سے

دامنِ نظارہ لبریزِ جواہر کیجئے
ہنسکے دکھلا دیجئے دندان درِ شہوار سے

شب کی شب میں ہو گئی اس مرتبہ دل بستگی ❊ صبح کو روتی ہوئی شبنم گئی گلزار سے
دم فنا ہوتے ہیں دیکھے سے تمہارا بانکپن ❊ قتل کرتی ہے یہ شملہ کی لٹک دستار سے
غیر سے احوال پرسی یار کرتا ہے مری ❊ گوش گل بلبل کی سنتا ہے زبان خار سے
دل کو داغ عشق حسن آیا زمانہ میں پسند ❊ یہ شگوفہ پھیلے آکر ہم اس گلزار سے
بے سبب مشق خرام ناز صاحب کی نہیں ❊ کبک کو سیدھا کروگے پائے کج رفتار سے
حسن سے ساقی کے حاصل ہو گی کیفیات عشق ❊ مست ہو کر جائینگے ہم خانۂ خمار سے
آرزو مند شہادت ہوں ارادہ ہے یہی ❊ بھیک مانگوں زخم لے قاتل تری تلوار سے
کی ہے جن آنکھوں نے بلبل کی نگہ سے سیر باغ ❊ ہمنے یہ جانا کہ نابینا گئیں گلزار سے
لوٹ لینے کا ارادہ مردم دیدہ کا ہے ❊ سامنا تو ہو نگہ کا دولت دیدار سے
حشر کی گرمی میں تو یاد آئیگا اے قصر یار ❊ دھوپ بچ جاتی ہے تیرے سایۂ دیوار سے
خار خار دل سے جاتی ہے ہماری جان یار ❊ دور کر یہ غنچہ سا گھونگھٹ گل رخسار سے
آنکھ رغبت کی اگر میری طرح سے ڈالتا ❊ پھانسی دلواتا برہمن کو وہ بت زنار سے

نیند آتی ہے کسے آتش فراق یار میں
خواب کو نفرت ہے اپنے دیدۂ بیدار سے

کوچہ یار میں چلیے تو غزل خوان چلیے ❊ بلبل مست کی صورت سے گلستان چلیے
دن کو ملتا نہیں وہ ماہ نہیں تو کہتا ❊ رات بھر کے لئے گھر میں مرے مہمان چلیے
پاؤں میں تار ہے رفتار کی طاقت باقی ❊ پیچھے پیچھے ترے اے عمر گریزان چلیے
زلف میں لعل لب یار کا مشتاق ہے دل ❊ ہند سے کوچ جو کیجے تو بدخشان چلیے
شوق صحرا کا جو ہوتا ہے تو کہتا ہے جنون ❊ تیغ کی طرح سے میدان میں عریان چلیے
دم فنا کیجئے اپنا نفس سرو کے ساتھ ❊ ٹھنڈے ٹھنڈے طرف گور غریبان چلیے
کافر عشق فرشتہ کی نہیں سنتے ہیں ❊ کس سے کہتا ہے وہ غارتگر ایمان چلیے
ہاتھ سے ہاتھ چھڑا کر وہ گئے ہیں جب سے ❊ ھتہ رہتا ہے یہی پاؤں کو یاں واں چلیے
رہتا جوش جنون سا ہے بہار گل میں ❊ طوق و زنجیر پہن لیجئے زندان چلیے

زلف کے سودے مین اک عمر بسر کی آتش
بس بہت دیکھ چکے خواب پریشان چلیے

برنگ آئینہ انسان کی قسمت ہے اگر سیدھی
موافق ہے زمانہ دوست دشمن کی نظر سیدھی

زمین پہ پاؤن رکھکر آسمان پہ ناز کرتا ہے
اگر ٹھوکر سے چرخ پیر کی ہوگی کمر سیدھی

سر مغرور کو جمعیت دنیا جھکاتی ہے
نہین دیکھی چمن مین ہمنے شاخ بارور سیدھی

نہ پستی و بلندی ہے نہ ایسے پھیر کے رستے
عدم کی راہ سب راہون سے ہے اے بیخبر سیدھی

نہین زور آوری مین بازوے قاتل کی شک ہرگز
کمر کی صاف دو ٹکڑے پڑی تلوار اگر سیدھی

پس از مردن بھی حسرت باقی رہتی ہے جوانی کی
لحد مین کرتے ہین پیران خم گشتہ کمر سیدھی

اثر کرتی نہین تعلیم تیرہ روزگارون کو
ادھر سیدھی ہوئی شانہ نے کی وہ زلف ادھر سیدھی

کریگی صاف چین اُن ابروؤن کی گرمی صہبا
کمان سُرخ کر لیتی جب پھر وہ ہوگی آگ پر سیدھی

محبت ہے ہمیشہ کالمو کو راست بازون سے
کمر مین رکھتے ہین تلوار زادت بشر سیدھی

غریب آزار کا انجام کار اچھا نہین ہوتا
بس اب اے آہ چرخ پیر پر بھی نہ کر سیدھی

جو منھ مین یار کی آنکھ ہے بک جاتا ہے اے آتش
نہ الٹی ہی سمجھتا ہے نہ وہ نرشک قمر سیدھی

کوچہ تیرا ایلیس باغ اے یار بے تاویل ہے
چشم اشک آلود عاشق اُس مین موتی جھیل ہے

آفت جان سامنا اُس کا ہے انسان کیلئے
خوبصورت جس کو کہتے ہین وہ عزرائیل ہے

معنی توریت موسائی سمجھتے ہین تجھے
واسطے عیسائیون کے مطلب انجیل ہے

بلبل و قمری ہین نالان راہ کوے یار مین
گل جو ہے سنگ نشان ہے سرو جو ہے میل ہے

گرد رہتے ہین ستارے رات بھر پروانہ وار
ماہ تابان کون سے دروازے کی قندیل ہے

جلوۂ قربانیان عشق کسدن وان نہین
روز اُس یوسف کی کو مین عید اسمعیل ہے

کیا سمجھ کر بلبلون کو حسن سے اُس کے ہے عشق
چار دن مین رنگ رخسار چمن تبدیل ہے

عشقبازی مین ہمین فرہاد و مجنون سے ہے فوق
لیلی و شیرین سے تمکو حسن مین تفضیل ہے

بے سرو پائی نے پایا ہے یہ عالم مین رواج
پا جو ہے بے کفش ہے سر ہے سو بے مندیل ہے

بادشاہ وقت اُس کے شیفتہ ہین اے صنم
گیسوؤن کا تیرے سودا ہند کی تحصیل ہے

شعر الہامی یہ پہونچاتی ہے وہ لاتا تھا وحی
فکر عالی منزلت بھی ہمرہ جبریل ہے

راہ پر لاتے ہین جب گمرہ ہوا ہے آسمان
بیشتر ہمنے بنایا ہے جو بگڑا نیل ہے

ہو کے دیوانہ ہے حاضر ہو وے بازیگاہ مین
لڑکون کو چھٹی ہے روز جمعہ کی تعطیل ہے

عشق کے غم سے کوئی نعمت نہین لذت شتر
نوش کیجے اس غذا کو جس قدر تحلیل ہے

منتظر ہے چشم روز وعدۂ دیدار کی
گوش مشتاق صداے صور اسرافیل ہے

بستۂ عشق و جنون کی سیر کے قابل ہو تو
شیر کے مانند آتش تجھ مین زور فیل ہے

کیف مے نے سرخ وہ رخ کر دیا عناب سے
آتش گل کس مزے کیا تھا بجلی کی آب سے

تیرے سودے مین کھلونا بن گیا ہے اے پری
کھیلنے آتے ہین طفل اپنے دل بیتاب سے

باغ عالم مین ہو تسکین خاک مجھ بیمار کو
اک زنخدان سیب سا دل بہتر عناب سے

سامنا ہوتا ہے بے تیرے جو آرام جان
مردم دیدہ چرا لیتے ہین آنکھین خواب سے

دیکھتے ہین زرد اپنے ہاتھ کا وہ داغ کل
خون عاشق ملکے بیجا کرتے ہین قصاب سے

تم اندھیری رات مین الٹو جو چہرے سے نقاب
روے رشک مہر ذرون کو جگا دے خواب سے

رعشۂ پیری بھا تن کو گریۂ طفلی سے قہر
زلزلہ سے ڈھے گیا بچ کر یہ گھر سیلاب سے

چاہتا ہون یار کو پیش نظر آٹھون پہر
مانگتا ہون رات پروانے سے دن سرخاب سے

کیمیا گر دیکھکر کہتے ہین خط سبز یار
کشتہ اس بوٹی سے ہونگے سیکڑون سیماب سے

حلقے اُن آنکھون کے ہین یون ابروؤن سے خوشنما
خوبصورت جیسے ہو جاتا ہے در محراب سے

جسم خاکی ہو گیا داخل گڑھے مین گور کے
کھنچ گئی آخر یہ کشتی جذبۂ گرداب سے

حسن اگر چلنے لگے عاشق نوازی کا چلن
کبک مردہ کا کفن ہو چادر مہتاب سے

جان بھی عشق بازی مین نظر آتی نہین
دوستی رکھتا ہے دل اک دشمن احباب سے

بوسہ دینے کا نہین ہرگز زنخدان و دہن
تشنہ لب محروم پھرتا ہے چہ بے آب سے

یار کے رخسار روشن پر ہے افشان کا عجب
کیونکر انجم پیش آئے مہر عالمتاب سے

دل نے اے آتش کیا داغ محبت کو پسند
ساتھ جاوے گی یہ شے اس عالم اسباب سے

گل سے افزون مری آنکھون مین ہین پیچو کانٹے
پھول رکھتا ہے تری بو تو تری خو کانٹے

شیفتہ سبزۂ خط کا نہ ہوا ہے دل ہرگز
بے شعور اپنے لیئے آپ نہ بو تو کانٹے

ہمنشین دل نہین اک آبلہ سا پکتا ہے
جی مین آتا ہے بھرون چیر کے پہلو کانٹے

نہ تو بلبل نظر آتا ہے چمن مین نہ تو گل
اک طرف برگ خزان ڈھیر ہین یکسو کانٹے

کام اک آبلہ کا اُن سے نہین ہوتا ہے
نہین معلوم ہین کس درد کی دارو کانٹے

بد سرشتون کو نہ نیکون کا اثر ہو ہرگز
صحبت گل سے نہ ہو وین کبھی خوشبو کانٹے

گرم رفتاری سے ہر آبلہ اک اخگر ہے
پانؤن سے میرے تہی کرتے ہین پہلو کانٹے

زاہد خشک کے ایمان کا یقین ہو کیونکر
نہ مسلمان ہین ثابت نہ تو ہندو کانٹے

پاخراشی ہے مری کوہنی سے افزون
پہلے پیدا تو کرین قوت بازو کانٹے

باغ عالم مین جو راحت ہے تو پھر رنج بھی ہے
تا کمر گل ہین تو یان تا سر زانو کانٹے

ایک دن دعوت جمازۂ لیلی ہوگی
اس لیئے بیچ مین مجنون ہے یہ ہر سو کانٹے

دیکھتے ہی اُنھین تلوے مرے کھجلاتے ہین
اے جنون جانتے ہین کیا کوئی جادو کانٹے

خار خار غم اُلفت کا اثر کیا کہیئے
نکلے آخر مرے تن پر عوض مو کانٹے

کیا سمجھ کر انھین خوش چشمون سے نسبت دیجے
پھول یہ سونگھتے ہین کھاتے ہین آہو کانٹے

جو نہ دے رنج کسی کو اُسے ہوتا نہین رنج
پانؤن پر میرے نہین پانے کے قابو کانٹے

یار و اغیار کو دوستی ہے مجھسے آتش
گل ہی یان سامنے آتا ہے نہ بررو کانٹے

وہم سا اک اے بت مغرور پیراہن مین ہے
نام کو میرا تن رنجور پیراہن مین ہے

شمع ایمن وہ سراپا نور پیراہن مین ہے
داغ سینہ یان چراغ طور پیراہن مین ہے

جسم کے جامہ کو بھی دیکھا تو ہے زندان تنگ
سخت دیوانہ ہے جو مسرور پیراہن مین ہے

موج عنبر ہے کہ سیلی ہے شکم پر یار کے
ناف ہے یا چشمۂ کافور پیراہن مین ہے

غش سی لگتی ہے ٹھنڈی سانس ہجر یار میں
روح قالب میں نہیں زنبور پیراہن میں ہے

عطر کیا ملتا ہے غافل آخر کار ملک دل
بوئے آب سدرہ کافور پیراہن میں ہے

یار کی تصویر کھنچوائی تو کہتا ہے وہ شوخ
قالب بیجان کسے منظور پیراہن میں ہے

چار دیوار چمن ہے یان لباس خستہ تن
داغ کا گل زخم کا انگور پیراہن میں ہے

شبہ ہو جاتا ہے مجکو شمع کا فانوس میں
نور کا عالم ترا اے حور پیراہن میں ہے

ناتوانی سے ہے یکسان ظاہر و باطن مرا
تار پیراہن تن رنجور پیراہن میں ہے

عالم میں تنگ ہے دنیا طبائع مختلف
تنگ ہے غنچہ تو گل مسرور پیراہن میں ہے

مصرع رقت کو پڑھیے کپڑے آتش پھاڑیے
ہے قبا میں عقرب اور زنبور پیراہن میں ہے

پیری میں آئے وہ رخ روشن نظر مجھے
دکھلائے آفتاب کی صورت سحر مجھے

خال رخ صبیح ہے مد نظر مجھے
یوسف سے بھی عزیز نظر ہے پسر مجھے

اے نونہال تو بھی دکھا چشم نرگسی
دکھلا رہے ہیں اپنے شگوفے شجر مجھے

جاتا ہوں اڑکے شہر سے صحرا بہار میں
جوش جنون پری کے لگاتا ہے پر مجھے

بے قصر یار میں گئے آیا نہیں قرار
دیوار پھاندی بند ملا ہے جو در مجھے

گم ہوں خیال میں دہن نا پدید کے
رکھتی ہے پیچ و تاب میں نازک کمر مجھے

قاصد کی طرح قتل جو کرتے تو عید تھی
ہونا تھا خط شوق کا خود نامہ بر مجھے

کانوں نے میرے یار مرے ہوش اڑا دیے
تیری خبر سنا کے کیا بے خبر مجھے

رسوا جو کر رہے ہوں سوا اسکے عشق میں
پہچانتا ہے خوب وہ رشک قمر مجھے

لب بند ہو گئے لب شیریں کے وصف میں
میرا دہن ہوا گرہ نیشکر مجھے

کس مست کا خیال ہوں حیران یاد ما
عینک کی طرح رکھتے ہیں پیش نظر مجھے

پیری میں جب سکی جو بندوں تو آگئی یاد
دانتوں سے کھولنی گرہ نیشکر مجھے

برسوں سے میں خراب ہوں دل کی تلاش میں
رکھتا ہے شوق کعبہ میاں سفر مجھے

سودے میں تیغ ابروئے خمدار یار کے
گردن وبال ہو گئی ہے بوجھ سر مجھے

دونون جہان کے کام کا رکھا نہ عشق نے / دنیا و آخرت سے کیا بے خبر مجھے
واماندگی سے میری نہ نالان ہوا ے جرس / منزل مین سب سے دیکھیو تو پیشتر مجھے
معشوق تھے غرور سزاوار تھا تمھین / شکوہ نہین ہے تم نے نہ پوچھا اگر مجھے
حلقون سے زلفِ یار کے بھرتا رہا ہون مین / پھانسی نہ دین کہین یہی رہتا ہے ڈر مجھے
ملتا نہین ہے دل سے بھی میرے مرا مزاج / صحبت کا تیری یار ہوا ہے اثر مجھے
طالب نہین ہے دولتِ دنیا کا دل مرا / اُس سیم تن کا وصل ہے تحصیلِ زر مجھے
جب دیکھتا ہے یار تو ہے دانت پیستا / ڈوبون گا مین ڈبوئے گا آب گہر مجھے

شمشیر خارجی نہین ہونیکی کارگر
حُبِّ علی کی کافی ہے آتش سپر مجھے

چمن کا رنگ تجھ بن اپنی آنکھون مین مبدل ہے / چراغ لالہ چشمِ غول ہے گلزار جنگل ہے
شبِ تاریک مرقد دیکھتے ہی یار کو دیکھے / دمِ آخر ہمارا عاشقی کا روز اول ہے
ہزارون حسرتون کے روز و شب ہوتی ہین خون اسمین / نہین معلوم دل ہے یا مرے پہلو مین مقتل ہے
بدن سے یار کے نرمی مین کچھ نسبت نہین اُسکو / جو مخمل وہ شکم تا ناف ہے تو ٹاٹ مخمل ہے
قدم رکھے تو گل در گل رقیب روسیہ ہووے / گلی مین یار کی ایسی مرے اشکون سے دلدل ہے
سوا تیرے کسی کا دھیان آتا ہو تو کافر ہون / دوئی جس دل مین ہے وہ دل نہین ہے چشم احول ہے
بنایا ہے اُسے شاید کہ دود روغن گل سے / ہزارون گل کھلاتا یار کی آنکھون کا کاجل ہے
جو عالم حُسن رکھتا ہے تو حالت عشق غلادت گر / کہین زلفِ مسلسل ہے کہین اشک مسلسل ہے
جو روتا ہون تو دو دو دن مرے آنسو نہین تھمتے / ہجوم یاس سے ابر مژہ ساون کا بادل ہے
فروغ ظاہری کرتا ہے کیا باطن کو روشن کر / طلائی گو کہ ہو مطلب سے خارج خطِ جدول ہے
پہونچتی ہے مجھے ہر صبح بے کوشش مری روزی / توکل آدمی کیواسطے گویا موکل ہے
وہی عالم ہے اتبک خاکساران محبت کا / وہی نقش قدم کی خاک پیشانی کا صندل ہے
ہوا ہے آج مجنون عشق مین لیلی کے دیوانہ / یہ زنجیر اُس کی گردن مین مری طفلی کی ہیکل ہے
اندھیری رات مین دیتی ہے دھوکا روشنی مجکو / فروغ حسن سے کس کا رُخِ پر نور مشعل ہے

بہار آئی ہے ہنگام جنون ہے کپڑے پھٹتے ہین
مسلسل ہون مین دیوانہ در زندان مقفل ہے

تفاوت ہے بڑا آئینہ و آئینہ رو مین
یہ صیقل کا نہین محتاج وہ محتاج صیقل ہے

فقیری جس نے کی گویا کہ اُس نے بادشاہی کی
جسے ظلِ ہما کہتے ہین درویشون کا کنبل ہے

کتابی چہرہ پر زلف پریشان ہے وہ مجموعہ
کہ جس کے سامنے اک مختصر نسخہ مطول ہے

لبِ نانِ جوین جنتک رکھتا ہے دہن شیرین
قناعت شہد ہے آتش ہوائے حرص حنظل ہے

ہاتھ مشتاقِ گریبان ہے جنون کا جوش ہے
پیرہن تن پہ مرے گرمی مین بالاپوش ہے

دور رہون یکجائی پر بھی صورتِ فانوس و شمع
ہے بغل مین یار پر خالی مرا آغوش ہے

کشورِ خوبان مین مرگ و زیست دونون ہین خراب
بارِ خاطر زندہ ہے مردہ وبالِ دوش ہے

جان جاتی ہے ولیکن آہ دل کرتا نہین
ناقہ لیلیٰ روان ہے پر جرس خاموش ہے

کوچہ و بازار مین رسوا نہ کر عاشق کو تو
اے صنم اللہ کو سنتے ہین پردہ پوش ہے

عاقل اتنے تو بکارِ خویش ہم دیوانے ہین
موسم گل تک گریبان پھاڑنے کا ہوش ہے

حال دل سنکر وہ چپکا ہو رہا مین خوش ہوا
نیم راضی کا نشان یعنی لب خاموش ہے

روتے روتے پانی ہو کر بہہ گیا آخر کو مین
قصر تن کے ڈھانے کو سیلاب دل کا جوش ہے

ضعف پیری سے نہین ہوتا ہے قد انسان کا خم
توڑتی آخر کمر کو حسرت آغوش ہے

دردِ دل کہنے کی خو مجکو نہ سننے کی اُسے
عہد مین میری زبان نایاب عنقا گوش ہے

ہون وہ دیوانہ گرفتاری ہے جس کو زندگی
طوق کا حلقہ پری کا حلقۂ آغوش ہے

موت کا سامان ہے بے یار سامانِ نشاط
لب تو ساغر نوش ہین پر دل مرا خون نوش ہے

گور مین کیونکر قوی ہووے نہ امیدِ وصال
رات اندھیری ہے چراغ خانہ تک خاموش ہے

ناگوار آتش ہے اپنی ہمت مردانہ کو
باندھنا مضمون غیر اُتری ہوئی پاپوش ہے

فصلِ گل ہے خون جیض دختِ رز کا جوش ہے
گردن قاضی مین دست رند ساغر نوش ہے

یار سے دست و بغل ہوتا ہے عنقا کا شکار
تنگ اُس گل کی قبا سے بھی مرا آغوش ہے

حال دل ہوتے ہین حسرت کی نگاہون سے عیان
میری اس کی گفتگو مین اب زبان خاموش ہے

پشت بر دیوار حیرت ہین ہزارون صورتین
صاحب آئینہ خانہ آج تک روپوش ہے

جامۂ ہستی جنون مین شکل گل پرزے اڑا
سنگ یان بہر شکست شیشۂ مے کا جوش ہے

موسم سرما مین رلواتا ہے پہلوے تہی
اب کت دریا بدن پر میرے بالاپوش ہے

وصل کی شب کھوئی شادی مرگ ہو کر جان زار
تنگ مردے پر ہماری گور کا آغوش ہے

غرض الفت کا مآل کار ہے عاشق کو موت
جب شرابی کو زیادہ نشہ ہو بیہوش ہے

مردہ کس بیکس کا دریا مین بہایا جائیگا
جس حباب بحر کو دیکھا سراپا دوش ہے

گفتگوے اہل غفلت کی حقیقت کچھ نہین
خواب مین چلائے ہر چند آدمی خاموش ہے

اہل دنیا حال ہم دیگر سے کیا ہون مطلع
مجلس تصویر مین کس کو کسی کا ہوش ہے

یار سر گرم خرام ناز مین محو جمال
گوہر جان گرامی صدقۂ پاپوش ہے

کنج تنہائی مین بھی چلا کے رہ سکتا نہین
لوگ کہتے ہین در و دیوار کے بھی گوش ہے

گل ہر اک باغ نکہت بلبل ہر اک نغمہ طراز
سیر باغ آتش مجھے پائے نا لغزش ہے

پاس رسوائی سے دل پر مردے کا سا جبر ہے
ضبط نالہ ہجر کی شب مین فشار قبر ہے

صاف میرے آنسوؤن کا تار ہے اسکی جھڑی
دیدۂ تر کا کسی عاشق کے دوال ابر ہے

پہلے پروانہ سے مغز شمع مین لگتی ہے آگ
بے تامل حسن بھی ہے عشق اگر بے صبر ہے

کوچہ محبوب مین مین خانۂ کعبہ مین شیخ
بتکدہ مین برہمن آتشکدہ مین گبر ہے

مصحف رخ کی تلاوت مین ہوا ہے دم فنا
نور سے ایمان کے روشن ہماری قبر ہے

کان کھولے رکھتے ہین سن رکھ اسے صیاد ہا
اختیار آ گئے تو اب ہجر ہمکو جبر ہے

شغل مے خواری چمن مین چل کے آتش کیجئے
فرش سبزے کا لب جو ہے ہوا ہے ابر ہے

خون تیغ زلفون کے دم شمشیر سے ٹپکے
کیا کیا نہ کمان دار ترے تیر سے ٹپکے

وہ حسن جوانی ہے ترا طفل کے مانند
دیکھے سے جسے رال لب پیر سے ٹپکے

دیوان مین ہمارے ہے مرقع کا سا عالم
مضمون ہے زبس چاند سی تصویر سے ٹپکے

شب باش ہون سایہ تلے جسکے مین بلاکش
شبنم سی وہ چھت شامت تقدیر سے ٹپکے

بیرنگی رہی مدِّ نظر گو سحر و شام
رنگِ شفق اس سقفِ زمین گیر سے ٹپکے

گنوائی ہے سر شمع جو ثابت قدمی سے
آنسو بھی نہ اندیشۂ گلگیر سے ٹپکے

وصف لب شیرین وہ کرے اپنی زبان سے
یون شیرۂ جان جس کی کہ تقریر سے ٹپکے

آہن کو کیا آب تپ عار جنون نے
قطرے ہوے دانے مری زنجیر سے ٹپکے

غصہ سے بھی کر لیجے سرخ آنکھونکو صاحب
خون بھی مژۂ عاشق دلگیر سے ٹپکے

پونچھے نہ بھوون پر سے جو رومال پسینہ
آب ابروِ خمدار کی شمشیر سے ٹپکے

جس نے کہ لکھا اُسکو نہایت ہی وہ رویا
آنسو مرے حالات کی تحریر سے ٹپکے

گلو ڑا سے جو بشاشی سے سر سیری طرح شاخ
نادم ہو پسینہ رخِ گلگیر سے ٹپکے

دیکھے نگہِ بد سے جو میلے نفسون کو
کوڑھی کی طرح شومی تقدیر سے ٹپکے

مے ہم سے غریبون نے پی سیکڑون چھوے
اس تابش خورشید کی تاثیر سے ٹپکے

اُس مست کے ہو تیر نگہ کا جو نشانہ
مے چشم کباب دل نخچیر سے ٹپکے

آتش شفق چرخ وہ مہر آئے لب بام
رنگ اثر اس نالۂ شبگیر سے ٹپکے

گر ابر سیہ جھومتا آتا ہے تو بہ سے
یہ فیل سیہ مستی کی تاثیر سے ٹپکے

بیرنگ زمین ہو تو اسے کیا کرے شاعر
رنگینی ہو تو رنگ رہ یہ کی تدبیر سے ٹپکے

مضمون کہو آتش انھین یا آم انھین سمجھو
ہاتھ آگئے ہین دو چار یہ تقدیر سے ٹپکے

تیرہ و تار جہان ہو دل روشن ٹوٹے
خاطر دوست نہ یان خاطر دشمن ٹوٹے

آہ کھینچون جو پیالہ کو کبھی ٹھیس لگے
سر کو پھوڑون مین صراحی کی جو گردن ٹوٹے

مصحف رو سے ترے کفر کی بنیاد مٹی
مسجدین بننے لگین دیر برہمن ٹوٹے

اثر سنگ کیا بادِ خزان نے پیدا
شیشۂ رنگِ گل و لالہ و سوسن ٹوٹے

فکر درمان جو کرون درد جگر پیدا ہو
مشفق خار سے ہو پاؤن مین سوزن ٹوٹے

ہون مین وہ کشت بچے برق سے بارانِ اگر
شکر ہو ریے غارتِ خرمن ٹوٹے

شاہد حسن کی بیدادگری سے ہے یقین
پاے بت کو جو چھوے دستِ برہمن ٹوٹے

حائلِ منزلِ مقصود سیہ بختی ہے
یا الٰہی کمرِ افعیِ رہزن ٹوٹے

اُڑ چلے پرزے جو آڑنے تھے گریبان کے بھر
بس نہ اب سلسلۂ جنبشِ دامن ٹوٹے

سایہ سان لگ چلی دیوار سے تیری جو نگاہ
بجلی بن بن کے ہر اک ذرۂ روزن ٹوٹے

پشتِ پا سنگ کو لگجائے تو پتھرا جاوے
سر پٹکیے تو درِ قلعۂ آہن ٹوٹے

جلوۂ یار سے داغِ دلِ بیتاب ہون دور
کشت پر یاس کے برقِ شرر افگن ٹوٹے

کوچۂ یار کی زینت ہے مری چشمِ پُر آب
رونقِ باغ کہان جب چہِ گلشن ٹوٹے

اہلِ دنیا کی خرابی ہوئی ظاہر مجکو
نظر آئے جو کہین گنبدِ مدفن ٹوٹے

اُس رہِ سخت مین لائی ہے پیادہ قسمت
گر سوار آئے یقین ہے سمِ توسن ٹوٹے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا سے اے دوست
تیری پاپوش سے اک دن سرِ دشمن ٹوٹے

چلی ہے ایسی زمانہ مین کچھ ہوا اُلٹی
کہ سیدھی بات سمجھتے ہین آشنا اُلٹی

بیان حالتِ دل پیشِ یار ہو نہ سکا
زبان کبھی نہ دمِ عرضِ مدعا اُلٹی

نہ روزِ ہجر ہی کچھ خوب ہے نہ شامِ فراق
گلیمِ بخت سیہ سیدھی ہووے یا اُلٹی

نگاہِ ناز ہے ترچھی کچھ اُس صنم کی نہین
خلافِ عشوہ و انداز ہے ادا اُلٹی

ہمارے خون سے ہووے دست پائے قاتل سرخ
نصیب اپنے پھرے قسمت حنا اُلٹی

کسی طرح سے نہ ٹوٹا طلسمِ حسرت و یاس
درِ قبول سے ٹکرا کے سر دعا اُلٹی

خلافِ وضع ہے انسان کیواسطے معیوب
بدن کی زیب نہ ہووے کبھی قبا اُلٹی

شبِ فراق مین مین نے جو منہ لپیٹا ہے
خیالِ وصل مین پھیرون نہین ردا اُلٹی

گلہ ہے حشر کے دن ہم کو سخت جانی سے
ہزار بار پھری آن کر قضا اُلٹی

نگاہِ یار کی پھرتے ہی ہم سے اے آتش
زمانہ پھر گیا چلنے لگی ہوا اُلٹی

سر شمع سان کٹائیے پر دم نہ ماریے
منزل ہزار سخت ہو ہمت نہ ہاریے

معشوق کا جو ہے سو وہ پہونچیگا آپ سے
پھیلائیے نہ ہاتھ نہ دامن پساریے

طالب کو اپنے رکھتی ہے دنیا ذلیل و خوار
زر کی طمع سے چھانتے ہین خاک نیاریے

برہم نہ ہو مزاج کسی وقت آپ کا
ابتر ہوئی ہین زلفین نہایت سنواریے

بیوجہ رنگ زرد نے دی تہمت طلا
اک عمر میری خاک کو چھانینگے نیاریے

نرگس کو صدقہ کیجیے بیمار چشم کے
زلف سیاہ پر تری سنبل کو واریے

تنہائی ہے غریبی ہے صحرا ہے خار ہے
کون آشنائے حال ہے کس کو پکاریے

اے ماہ ناز ہے یہی اُس شاہ حسن کو
چین جبین کو قتل جہان پر ابھاریے

تبدیل روز وصل سے فرقت کی شب ہوئی
آئی ہوئی بلا ٹلی صدقہ اُتاریے

تم فاتحہ بھی پڑھ چکے ہم دفن بھی ہوئے
بس خاک مین ملا چکے چلیے سدھاریے

دکھلائی دے جو آنکھون کو یوسف کا کاروان
چلائیے جرس کی طرح سے پکاریے

نازک دلون کو شرط ہے آتش خیال یار
شیشہ خدا جو دے تو پری کو اُتاریے

یار قاتل ہے تو کس کو موت سے پرہیز ہے
سر تصدق ہے اگر مژگان کا خنجر تیز ہے

توڑیے زنجیر ہستی مثل تار عنکبوت
آج کل جوش جنون کا اپنے لوہا تیز ہے

طول عمر خضر دے تم کو خدا اے مغبچو
چشمۂ حیوان ہمین پیمانۂ لبریز ہے

روئیے جس جا یقین ہے وان سے پیدا ہو چنار
آتش پنہان اِس آب اشک مین آمیز ہے

زندگی کی کونسی صورت فراق یار مین
فتنہ انگیز آہ ہے نالہ بلا انگیز ہے

سر کو لیکر ہاتھ پر رکھو کوچۂ قاتل مین پاؤن
آسمان سے بھی سوا یان کی زمین خونریز ہے

افعی رہزن ہے سنبل حسن کے گلزار کا
کہنہ گرگ اِس بوستان کا سبزہ نوخیز ہے

کاتب قدرت سے اپنی گفتگو ہے روز حشر
خط پیشانی ہمارے پاس دستاویز ہے

پرزے اُڑتے ہین ہمارے خط کے کوئے یار مین
خون قاصد سے در و دیوار رنگ آمیز ہے

یار بن ساقی قیامت ہے مجھے ساغر کشی
قلقل مینا نہیں ہے شور رستاخیز ہے

زہر کھانا ہے نہ پینا اب شراب شوق کا
وصل کی شب ہے پیالہ ہجر کا لبریز ہے

عذر رسوائی کبھی ان سے نہ کچھ حاصل ہوا
عشق سے نفرت ہے مجکو حسن سے پرہیز ہے

منزل مقصود تک اللہ پہونچائے ہمیں
وقت شب ہے ابر ہے صحرا ہے آفت خیز ہے

عشق کی نیرنگ سازی کا بیاں کیا کیجئے
کوہکن اس پر مرے جو کشتۂ پرویز ہے

ظلم کرتے ہیں بتان سنگدل بہر نمود
شہرۂ آفاق جوں خلق سے چنگیز ہے

فکر کی دقت سے یاں طبع رواں آگہ نہیں
توسن چالاک کو کیا حاجت مہمیز ہے

بلبل بستاں کے نالہ سے یہ آتی ہے صدا
گوش گل نا آشنائے حرف شوق آمیز ہے

اشک کے شامل ہے خوناب دل پر داغ بھی
الحذر اے آستیں یہ آب آتش بیز ہے

تختہ پارہ کی طرح ہے حال دل آتش تباہ
بیقراری لئے دریائے طوفان خیز ہے

کوچۂ یار کے نظارہ میں اغیار الجھے
سیر گلزار میں دامن سے مرے خار الجھے

پائے قاتل پر آہی سر مغرور جھکے
رگ گردن سے مری خنجر خونخوار الجھے

چین جبیں پر نہ ہو سر خیدہ ابرو کج ہوں
بھوں نہ ٹیڑھی ہو جو زلف سیہ یار الجھے

فرصت دقت ہے تدبیر کے خاطر لازم
پھر سلجھتے نہیں جب آنسو ڈھلکے تار الجھے

باغبانوں سے ترے شیفتۂ زلف لے گل
سنبل الطیب کے ہو ہو کے خریدار الجھے

جوش اشکوں کا یہی ہے تو یقیں ہے دلکو
دامن سیل سے خار سر دیوار الجھے

ناتوانی نے یہ دم بند کیا تار نفس
سینہ میں صورت موئے سر بیمار الجھے

کفر و اسلام سے آزاد ہوں بے قید ہوں میں
مجھسے کافر ہی نہ جھگڑے نہ تو دیندار الجھے

روئے رنگیں سے ترے باغ میں وا ہو جو نقاب
صحبت گل سے دل بلبل گلزار الجھے

کوچۂ یار میں ہنگامہ رہا غیروں سے
دن کو دو چار سے رات کو دو چار الجھے

حسن کو ایک طرح پر نہیں اک لحظہ قرار
صاف سو بار وہ گیسو ہوئے سو بار الجھے

شیشہ گر کرتے ہیں بند اپنی دکانیں آتش
کس کے دیوانہ سے لڑکے سر بازار الجھے

منزل گور اب مجھے اے آسمان درکار ہے
مردم بیمار کو نقل مکان درکار ہے

ہجر کی شب مین کہانی سے کوئی آتی ہے نیند
قصہ جو ان کے بدلے یان لیسین خوان درکار ہے

ساحل دریائے ہستی ہے کنارہ گور کا
کشتی تن کے لئے بھی بادبان درکار ہے

دیکھئے کس کس نظارہ باز کا دل ڈوب جائے
یار کو پیراہن آب روان درکار ہے

کچھ علاج وحشت عاشق نہین جز خواب گ
ایسے دیوانے کو زنجیر گران درکار ہے

آدمی کو واسطے کچھ اور ہو وے یا نہ ہو
ساقی دے سبزہ و آب روان درکار ہے

سیر بام عرش کی دکھلاتی ہے دل کی تڑپ
صاحب تاثیر کو کیا نردبان درکار ہے

قیمت دل ان بتون سے کیا سمجھکر مانگئے
رہزنون کو مفت مال کاروان درکار ہے

خالی ہاتھ آئے ہین خالی ہاتھ عاشق جائینگے
وان نہ کچھ منظور تھا ہمکو نہ یان درکار ہے

ابرو و مژگان معما ہے جو تو سمجھے اسے
ترک حسن یار کو تیر و کمان درکار ہے

شہر و صحرا مین پھرا کرتا ہون اس امید پر
وہ جگہ دیکھون مری مٹی جہان درکار ہے

سیری پامالی اگر مقصود ہے اے آسمان
کہہ خدا سے مجکو اک سرو روان درکار ہے

سبزہ خط کے تماشے سے مجھے ظاہر ہوا
حسن کو رشک بہار گل خزان درکار ہے

چاہے سگ کو دے اسے چاہے ہما کو دے اسے
آسمان لے لے جو مشت استخوان درکار ہے

بیشتر بندھتے ہین مضمون ہم آغوشی یار
پھر فکر شعر اک تنہا مکان درکار ہے

نالہ بلبل کو سن کر اف نہین کرتا کبھی
گوش گل کے واسطے آتش زبان درکار ہے

شب برات جو زلف سیاہ یار ہوئی
جبین سے صبح مہ عید آشکار ہوئی

یہ سرخ نشہ مین چشم سیاہ یار ہوئی
زیادہ تر شفق شام سے بہار ہوئی

تب درون نے نہ رکھا نشان تک باقی
ہمین حرارت قلب آتش چنار ہوئی

گذر ہوا جو کبھی مرقد غریبان پر
گھٹائین پھوٹ بہین برق بیقرار ہوئی

شب فراق کی ظلمت جو آئی گور مین یاد
سفیدہ صبح کا تاریکی مزار ہوئی

پیادہ پا جو چمن مین بہار کو دیکھا
ہوا کے گھوڑے کے اوپر خزان سوار ہوئی

بڑی خرابی و جانکاہی سے اسے کاٹا
شب فراق مجھے فیل کا تسکار ہوئی

زمین کو زلزلہ آئے گا چرخ کو چکر
ہماری روح لحد مین جو بیقرار ہوئی

شب فراق کے صدمون سے جان بچ جاتی
عنان مرگ نہ انسان کے اختیار ہوئی

وہ کوہ ہون مین پرکاہ ہے گران جسکو
وہ کاہ ہون کہ مرِ کوہ پہ جو بار ہوئی

بھری ہے دل مین زبس آرزو شہادت کی
تڑپ گیا مین جو تلوار آبدار ہوئی

یہ کیسا تیشہ سے فرہاد نے اسے کاٹا
بلند و پست بہت راہ کوہسار ہوئی

وفا سرشت ہون شیوہ ہے دوستی میرا
نہ کی وہ بات جو دشمن کو ناگوار ہوئی

سنا ہے قصہ مجنون و وامق و فرہاد
کسیکو عاشقی **آتش** نہ سازوار ہوئی

غم نہین کوئے بتان مین جو نہین جا خالی
باغ فردوس مین ہے پہلوے حورا خالی

اے صنم مہر و وفا سے نہین دنیا خالی
کون سا دل ہے نہین جسمین تری جا خالی

نیچی نظرون سے ہوا اُسکی زمانہ پامال
آنکھ اُٹھائی تو کیا عالم بالا خالی

شب تنہائی مین کیا گرم ہو پہلو اِس سے
ناز و انداز سے ہے صورت زیبا خالی

دیکھکر جان نکلتے ہوے بھاگے اغیار
مین نے مر کر بھی کیا یارون کا بالا خالی

گردش چشم کہان گردش ساغر بھی نہین
نظر آیا یہ مجھے گنبد مینا خالی

نکلے پہلو مین ہر اک نام کے ستر ستر
نہ ملی بعد فنا گور مین بھی جا خالی

سر بکف کوچۂ جلاد مین حاضر ہون مین
فتنہ سمجھے نہ مرے عہد مین دنیا خالی

پیاس بجھتی نہین مستسقی الفت کی ترے
سوکھ جاتے ہین کنوئین ہوتے ہین دریا خالی

گردش چشم نہین گردش افلاک سے کم
گھر کے گھر کرتی ہے وہ نرگس شہلا خالی

شکوہ کس منھ سے کرون گوشۂ تنہائی کا
مجکو دل کھول کے رونیکو ملی جا خالی

جوش کھایا جو مرے خون نے نہین رہنے کی
پائے محبوب مین جائے کف پا خالی

سمجھے **آتش** نہ کوئی آدم خاکی کو حقیر
نہین اصرار سے یہ خاک کا پتلا خالی

موت مانگون تو رہے آرزوِ خواب مجھے
ڈوبنے جاؤن تو دریا ملے پایاب مجھے

میری ایذا کیلیئے مردے مین جان آتی ہے
کاٹنے دوڑتی ہے ماہیِ بے آب مجھے

وہمِ گرگ سے جیتا جو بچون صحرا مین
ذبح کرنے کیلیئے مول لے قصاب مجھے

ہون تصور مین صفائے بدن یار کے غرق
حلقۂ ناف ہوا حلقۂ گرداب مجھے

مردمِ دیدۂ قربانی ہون مین دیوانہ
آئے دروازہ کھلے بن نہ کبھی خواب مجھے

اے فلک ہے دسِ عریان ہی بس از مرگ بھی تو
سونپتا کیا ہے کفن دزد کا اسباب مجھے

نہین رکھتے ہین اسیری کی ہوس مردِ فقیر
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

جوش سے اشکون کے پھر جائے گا سر پر پانی
کھینچ لیجائے گا دریا مین یہ سیلاب مجھے

دیر و کعبہ مین اُن آنکھون سے نہین حلقۂ در
کوئی ابرو سے دکھاتا نہین محراب مجھے

فرقتِ یار مین کرتی ہے قیامت برپا
روزِ محشر سے نہین کم شبِ مہتاب مجھے

مرضِ عشق سے بچ جاؤن جو تم دلواؤ
صدقہ اپنے لبِ جان بخش کا عناب مجھے

چین لینے نہ دیا درد جدائی نے کبھی
کب مین سویا کہ جگایا نہین بدخواب مجھے

نہین بھولا ہے جنون مین وہ حواس اُڑ جانا
یاد ہے برہمیِ صحبتِ احباب مجھے

نام کو میرے بھی احباب مین اپنے لکھے
ذرہ سمجھا رہے وہ مہرِ جہان تاب مجھے

دلِ غنی چاہیئے گو ہون مین فقیر اے آتش
شیر کی کھال ہی ہے قاقم و سنجاب مجھے

برق بے پردہ اگر چہرۂ نورانی ہے
پردہ پوشی تری تلوار کی عریانی ہے

ایک عالم ہے صنم بس کہ ترا فریادی
عرصۂ حشر جلوخانۂ سلطانی ہے

دل کے خون ہونے سے لے جان نہ اتنا گھبرا
ایک دن تو بھی غمِ یار کی مہمانی ہے

یار جلادی مین یکتا ہے زمانہ ہے اگر
واجب القتل نہین کوئی مرا ثانی ہے

حال پر اپنے کسی وقت تو کر چشم کو تر
ہے پھر اندر معادہ کنوان جسمین نہین پانی ہے

صورتِ غنچۂ گل ہے دلِ بستہ میرا
مجکو واشد کی طلب فکرِ پریشانی ہے

سرنگون خاک مین ملوا کے ہوا مجکو فلک
کارِ بد کردہ کا انجام پشیمانی ہے

بے تمیزی سے ہے اپنی مجھے امید نجات
باعث بیگنہی طفل کی نادانی ہے

ہونٹھ چیوڑا تک ہے تا حال محبت کا مزا
زخم دل پر وہی یا تک نمک افشانی ہے

زندگانی مین ہون مین مردہ سے بدتر آتش
نقش تعویذ لحد کا خط پیشانی ہے

روئے خورشید سے روشن رخ نورانی ہے
صبح صادق سے کشادہ تری پیشانی ہے

تاب نظارہ کہان اور کہان دیدۂ شوق
صورت یار مین آئینہ کو حیرانی ہے

شام ہوتے ہی نہ معلوم ہوئی پھر شب وصل
عمر کوتہ سے وفا چاہنی نادانی ہے

ٹھوکرین رہگذر یار مین کھاتا ہون مین
عاشق نقش کف پا مری پیشانی ہے

تا دم مرگ رہا منتظر قاتل مین
شاہد حال مرا دیدۂ قربانی ہے

صورت یار مین اٹھیگا دم بازپسین
حالت نزع سے مشکل مری آسانی ہے

نیم جان چھوڑ کے نادم ہوا ہوگا یار
سر جھکا کر جو ہوئی مجھکو پشیمانی ہے

آئینہ دیکھ ہوا یار غریق حیرت
منزل خوف شناور کو بندھا پانی ہے

دل سا دشمن ہے شب و روز عزیز پہلو
اپنے قاتل سے مجھے الفت روحانی ہے

وعدہ ہوتا نہین تا چند برابر میرا
اے اجل دیکھون تو کب تک نگہبانی ہے

نوجوانی مین غم عشق نہ بڑھنا معلوم
شب کوتاہ ہے افسانۂ طولانی ہے

دشمنی ہے عوض دوستی یان اے آتش
درد سر ہی سبب صندل پیشانی ہے

کیا کیا نہ رنگ تیرے طلبگار لا چکے
مستون کو جوش صوفیون کو حال آ چکے

ہستی کو مثل نقش کف پا مٹا چکے
عاشق نقاب شاہد مقصود اٹھا چکے

کعبہ سے دیر دیر سے کعبہ کو جا چکے
کیا کیا نہ اس دو راہے مین ہم پھیر کھا چکے

گستاخ ہاتھ طوق کمر یار کے ہوئے
حد ادب سے پاؤن کو آگے بڑھا چکے

کنعان سے شہر مصر مین یوسف کو لیگئے
بازار مین بھی حسن کو آخر دکھا چکے

پہونچے تڑپ تڑپ کے بھی جلاد تک نہ ہم
طاقت سے ہاتھ پاؤن زیادہ ہلا چکے

ہوتی ہے تن میں روح پیامِ اجل سے شاد
دن وعدۂ وصال کے نزدیک آ چکے

پیمانہ میری عمر کا لبریز ہو کہیں
ساقی مجھے بھی اب تو پیالہ پلا چکے

دیوانہ جانتے ہیں ترا ہوشیار ہمیں
جامہ کو جسم کے بھی جو پرزے اُڑا چکے

ہو جو ہر دم آئینہ پیشِ نظر نہیں
سمجھے ہم آپ آنکھوں میں اپنی سما چکے

اس دلربا سے وصل ہوا دیکے جان کو
یوسف کو مول لے چکے قیمت چکا چکے

اُٹھا نقاب چہرۂ زیبائے یار سے
دیوار درمیان جو تھی ہم اُسکو ڈھا چکے

زیرِ زمین بھی تڑپیں گے اے آسمانِ حُسن
بیتاب تیرے گور میں بھی تاب لا چکے

آرائشِ جمال بلا کا نزول ہے
اندھیر کر دیا جو وہ مسّی لگا چکے

دو ابرو اور دو لبِ جان بخش یار کے
زندوں کو قتل کر چکے مردے جلا چکے

مجبور کر دیا ہے محبت نے یار کی
باہر ہم اختیار سے ہیں اپنے جا چکے

صید ہوں نے عشق و حُسن کے دم کر دیا فنا
آتش سزا گناہِ محبت کی پا چکے

زلزلہ گاہ گہے چشمۂ خون جاری ہے
گور پر بھی مرے مردے کا قدم بھاری ہے

دور اتنا بھی بس اے منزلِ مقصود نہ کھینچ
تھک گیا لاکھ میں ہمت تو نہیں ہاری ہے

شاق کیونکر نہ ہو عاشق کو جدائی تیری
کون ہے وہ کہ جسے جان نہیں پیاری ہے

غمِ کونین فراموش ہوا الفت میں
لاکھ آزادی نہ اک دل کی گرفتاری ہے

رات آرام سے کٹتی ہے نہ دن راحت سے
زندگانی دو روزہ مجھے بیماری ہے

نکر اے بادِ بہاری مجھے تکلیفِ شراب
آگے ہی گٹھری گناہوں کی مری بھاری ہے

وصل میں ہجر کا دھڑکا ہے بجا عاشق کو
چار دن چاندنی ہے چار دن اندھیاری ہے

سایۂ دامنِ جلاد میں ٹھنڈا ہو لوں
منزلِ سخت ہے پشتارہ بہت بھاری ہے

نسبت اے پردہ نشین تجھسے نہیں یوسف کو
قدر اُس کی نہیں جو حُسن کہ بازاری ہے

دل کا گاہک وہ بلا کو ہے خدا خیر کرے
ہر بلا حاکمِ ظالم کی خریداری ہے

نہیں معشوق جو آتش نہیں میرا مطلوب
سکۂ عشق مرے نام پر اب جاری ہے

دیدۂ مشتاق کو منظور تو عالم مین ہے / دم ترا بھرتے ہین دم جبتک کہ اپنے دم مین ہے
خوش قدی کا تجسے دعوے کرکے اس تقصیر پر / سرو دن بھر دھوپ مین ہے رات بھر شبنم مین ہے
اک نہ اک دن یار ہوگا مہربان کام آئیگا / سو ہنر سے بہتر اک عیب محبت ہم مین ہے
خندہ زن دشمن نہ گریان دوست میرے حال پر / رتبۂ مونا ہے بے وارث مجھے عالم مین ہے
اس قدر پیٹے حنائی ہوگئے یارون کے ہاتھ / صرف سینہ پنجہ بسر جان مرے ماتم مین ہے
آئینہ دل کا ریاضت سے اگر ہوجائے صاف / پھر تماشہ ہے وہی ممکن جو جامِ جم مین ہے
آنکھ رغبت کی نہین بیوجہ ذرے ڈالتے / روشنی اُس رخ کی کچھ کچھ نیر اعظم مین ہے
توڑتا ہے کس طرح دست جنون زنجیر و طوق / دیکھتا ہون مین بھی کتنا زور اس رستم مین ہے
گرد پھرنا تیرے اے بت عاشقون کو ہے طواف / عالم محراب کعبہ ابرو انکے خم مین ہے
دشمن جان سنتے تھے مہر و محبت کا مزا / چکھ کے دیکھا تو حلاوت شہد کی اس سم مین ہے
ایک بوسہ بھی غنیمت ہے لب جان بخش کا / وہ کرے تکرار حجت جسکو بیش و کم مین ہے
غیر عاشق دیکھ سکتا ہے تجھے کون اے حسین / ایسی یار آئی نظر کب چشم نامحرم مین ہے
قید عفت مین ہے وہ محبوب عاشق جان بلب / نزع مین بیمار عیسے دامنِ مریم مین ہے
کھینچ لائے یار کو بھر دے مرا زخم فراق / وہ اثر ہو جذب دل مین جو اثر مرہم مین ہے

قالب خاکی کو تو سنتے ہین آتش زیر خاک
کچھ نہین معلوم ہم کو روح کس عالم مین ہے

الہی افعی گیسوئے دلستان کاٹے / اجل کہین مرے پاؤن کی بیڑیان کاٹے
برنگ غنچۂ پژمردہ دل گرفتہ چلے / شگفتہ ہوکے نہ وہ دن بھی ہم نے یان کاٹے
لگا لے پہلے ہی تیشہ کو اپنے سر پہ کاش / بڑا پہاڑ یہ فرہادِ خستہ جان کاٹے
کہے گا اُس سے پیام زبانی کیا قاصد / جو ذکر سے مرے غماز کی زبان کاٹے
منھ آئینہ مین جو دیکھے وہ غیرت یوسف / ادھر یہ اور ادھر عکس انگلیان کاٹے
ہزار بار اگر زندہ ہون نئے سر سے / تو پھر بھی سر وہ مرا بہر امتحان کاٹے
نکل چلا ہے حسینون کے قدِ موزون سے / درختِ سرو کو کھوتڑا سا باغبان کاٹے

خدا کے واسطے اک وار اور بھی قاتل
تڑپ تڑپ کے کہاں تک یہ نیم جان کاٹے

تبر لگا کے گیا تھا وہ ترک گلشن میں
شہید ناز جو یاد آئے ارغوان کاٹے

قیامت آتی ہے اس عمر چند روزہ کو
زمین کی طرح عزیزی سے آسمان کاٹے

بناتا ہے خط گل چہرہ یار یوں حجام
چمن کی گھاس کو جس طرح باغبان کاٹے

زبان چلتی ہے قینچی کی طرح سے ہر بار
یقین ہے بات کو پیروں کی وہ جوان کاٹے

سزا ضعیف کا ایذا دہندہ پاتا ہے
وہ زرد ہوتا ہے جو کشت زعفران کاٹے

ملاؤں خاک میں اہل سخن کے دشمن کو
اکھیڑ دوں جڑ سے میں وہ دانت جو زبان کاٹے

کسی کا ہو رہے آتش کسی کو کر رکھے
دو روزہ زیست کو انسان نہ رائیگان کاٹے

مردم دیدہ رہے سایۂ مژگان کے تلے
زیست کا لطف ملا خنجر براں کے تلے

عیب لگتا ہے کسے جامۂ عریانی سے
اے جنوں داغ نہیں اپنے گریبان کے تلے

دوست یاران وطن سے نہیں مٹی درکار
دب مروں گا میں کہیں ریگ بیابان کے تلے

شجر خشک ہوں رہتا ہوں گرفتار بلا
آرہ کے نیچے سے جاتا ہوں میں سوہان کے تلے

لیچلے وحشت دل اب کی جو صحرا کی طرف
فرش آنکھوں کو کروں پائے غزالاں کے تلے

نیند آتی نہیں اک دم اسے بے گل تکیہ
تکیہ دیکھا تھا مرے یار نے قرآن کے تلے

اسقدر دانت مرے قتل پہ لے یار نہیں
سودہ الماس کا آجائیگا دندان کے تلے

آسمان میری طرف سے نہ عداوت رکھے
روند ڈالے قدم گبر و مسلمان کے تلے

رنج دنیا سے زیادہ ہے عذاب مرقد
جائے آرام نہیں گنبد گردان کے تلے

حسرت بوسہ سے ہونٹھوں کو چباتا ہوں میں
زہر بنتی ہے مٹھائی مرے دندان کے تلے

دستخط فرد تو قسمت کی ہوئی ہے لیکن
بھولے سے رہگئی ہے سند سلطان کے تلے

بوجھ شانے کا نہ اُسپر پڑے اے مشاطہ
کمر یار بھی ہے زلف پریشان کے تلے

بد بلا لعل لب یار تلے اوپر مسی
سرمۂ آسیب پری سایۂ مژگان کے تلے

لاکھ نعمت کے برابر ہے کلام شیرین
ذائقہ بس ہے زبان کا مرے دندان کے تلے

بخت بد نے مجھے ہر چند مٹایا آتش
رہگیا نام مرا گنبد گردان کے تلے

اب کے زندہ ہم اگر یار کے در تک پہونچے
مردہ بھی اُٹھ کے یقین ہے کہ نہ گھر تک پہونچے

شعلۂ حسن نے کی ہے یہ حرارت پیدا
آگ لگ اُٹھے جو پردہ بھی در تک پہونچے

حسرتِ بوسہ سے پانی مرے منھ مین بھر آئے
دہن مور اگر تنگ شکر تک پہونچے

دمِ آخر ہی وہ کاش آئے گلہ کچھ نہین پھر
دست رخصت کو جو ہنگام سفر تک پہونچے

منت سفلہ اُٹھائین نہ کبھی عالی جاہ
اختر کا نور کہان داغ قمر تک پہونچے

گرم جوشی نکرا اے یار کسی سے یہ نہ ہو
آگ لگ کر مرے گھر غیر کے گھر تک پہونچے

موت ہی آئے جو آنسو نہین تھمتے یارب
دامن خاک ہی اس دیدۂ تر تک پہونچے

صورت آئینہ حیرت سے ہوے ہین بیخود
سامنے سے ترے پھر کر ہین جو گھر تک پہونچے

دل خونخوار سے ہوتی ہے کدورت کوئی دور
زنگ شمشیر نہ نکلے جو جگر تک پہونچے

آئینہ آپ نے دیکھا ہے تو توڑین اُس کو
تم سے منھ پھیر کے ثابت نہ یہ گھر تک پہونچے

جان بچنے کی خوشی ایسی ہو نوبت رکھین
نوبت شام جدائی جو سحر تک پہونچے

رگ گل کہتے ہین شاعر کبھی تار سنبل
دست فکر اُن کے نہین تیری کمر تک پہونچے

خدمتِ یار مین ہو ایسی رسائی یارب
ہر تک ذرہ جگر اُڑ کے قمر تک پہونچے

حسن و خوبی کا ہوا نصف جہان سودائی
اے پری بال ترے سر کے کمر تک پہونچے

تیغ ابرو کی محبت مین گل اُس پر کھائے
پھول بارے مرے سینہ کی سپر تک پہونچے

وائے قسمت ہمین حسرت رہی سرگوشی کی
کان تک یار کے یاقوت و گہر تک پہونچے

جسم خاکی کی تمنا ہے یہی بعد فنا
مشت خاک اپنی تری راہ گذر تک پہونچے

آب شمشیر جو یہ تا کمر قاتل ہے
جوش مین آکے ابھی مرے سر تک پہونچے

عشق طفلان ہے خطِ شوق ہمارا آتش
پڑھ سکے یار نہ ہر چند نظر تک پہونچے

ابلیس حسد سے رہے تدبیر مین میری
تدبیر کو کیا دخل ہے تقدیر مین میری

خال رخ محبوب کے مضمون میں اک نکتہ
نقطہ کی جگہ اب نہیں تحریر میں میری

معشوق کبھی کوئی نظر آتا ہے تو ڈھونڈا
اوقات بسر ہوتی ہے کشمیر میں میری

دنیا میں محبت کا کہیں نام نہیں ہے
گم عقل ہے ربط شکر و شیر میں میری

ہر لحظہ ہے یاں ورد زبان ذکر الٰہی
دم مارنے کی جا نہیں تقریر میں میری

دل کو نہیں اس گوشۂ ابرو کے سوا چین
آسودگی ہے سایۂ شمشیر میں میری

ہر لحظہ دگرگون ہے مرا حال پریشان
صورت نہیں ملتی مری تصویر میں میری

اس رعشۂ پیری سے تو موت آنی ہے بہتر
دن رات ہے اک زلزلہ تعمیر میں میری

پھر بھی نہ چلے شمشیر گلے پر نہیں آتش
جلاد کو شک آتا ہے تقصیر میں میری

زاہد فریفتہ ہیں مرے نونہال کے
عاشق بزرگ لوگ ہیں اس خرد سال کے

ہر شب شب برات ہے ہر روز روز عید
سوتا ہوں ہاتھ گردن مینا میں ڈال کے

مضمون رفتگان سے طبیعت کو اپنی ننگ
کاہک ہو دین ہم کبھی مردے گڑال کے

شان و شکوہ نے ہمیں برباد کر دیا
مثل حباب اڑ گئے خیمہ نکال کے

رنج خمار اٹھانے کی طاقت نہیں مجھے
پیتا ہوں میں شراب میں بھی لون ڈال کے

بے عشق لوگ کہتے ہیں ماہ چہاردہ
سب مقر ہوئے ہیں تمھارے کمال کے

اس ترک کی نگہ جو کرے ناوک افگنی
تودے لگائے خاک سپاہی کمان کے

سرمہ نہیں ہوا ہے تجلی سے طور ہی
ہم بھی ہیں سوختہ تری برق جمال کے

شام شب فراق سے پہلے موئے جو لوگ
آئی ہوئی بلا گئے سر پر سے ٹال کے

اس شمع رو کا داد رسے جسم گداز و صاف
اللہ نے بنایا ہے سانچے میں ڈھال کے

افعی ہے زلف خال ہے افعی کی مردمک
عقدے کھلے یہ فکر سے اس زلف و خال کے

آنکھوں میں اپنی رکھتے ہیں اہل نظر انہیں
سرمہ ہوئے ہیں پیسے ہوئے تیری چال کے

اخوان دہر سے عیب اسکا نجانیے
یوسف کی فکر میں جو پھریں گرگ پال کے

معنی کے شوق میں جو ہوا دل کو میل فکر
تصویر شہر بنگلے پتلے خیال کے

سودائی جانکر تری چشم سیاہ کا
شک ہوتا تیرے ہاتھ کا ہوتے جو اے صنم

ڈھیلے لگاتے ہین مجھے دیدے غزال کے
پنجہ مین آفتاب کے ناخن ہلال کے

آئینہ سے کلام کو کیونکر کیا ہے صاف
حیران کار ہم بھی ہین آتش کے حال کے

رخصت یار کا جس وقت خیال آتا ہے
عمر رفتہ کو مجھے یاد دلا جاتا ہے

آتش گل سے کیا ہے مری طینت کو خمیر
دامن باد بہاری مجھے بھڑکاتا ہے

اے ہما منھ نہ لگا تو مری ہڈیون کو
سگ دیوانہ مجھے کاٹ کے مرجاتا ہے

ذرے اُس کوچہ مین جا سکتے نہین روزن تک
سایہ دیوار سے لگ چلنے نہین پاتا ہے

گوش زد یار کے ہوتی نہین فریاد دلا
عالم خواب مین گویا کہ تو بّراتا ہے

خار سے خشک ہون گو ہجر مین اُس گلرو کے
پردہ کا نٹا ہون جو دامن نہین الجھاتا ہے

خس و خاشاک کا رتبہ ہے مجھے عالم مین
پہلے پھنکتا ہون مین جو آگ کو سلگاتا ہے

امتحان عاشق صادق کا سزاوار نہین
زر خالص کو بھی اے یار کوئی تاتا ہے

مشت خاک اپنی ہون گردن کے حوالہ کرتا
دامن گرد مرے سامنے پھیلاتا ہے

جان کھوتا ہے عبث عشق بتا نمین آتش
سر کو نادان کوئی کہسار سے ٹکراتا ہے

میری قسمت مین لکھی موت جو تلوار کی تھی
شیر دایہ مین حلاوت نئی ہر دھار کی تھی

آب شمشیر دوا عشق کے بیمار کی تھی
چاشنی اس مین مگر شربت دیدار کی تھی

جلئے ہر موئے تن لعے کاش مین گردن رکھتا
آب ابرو کی ہر اک بال مین تلوار کی تھی

آرزو رہگئی اُس کوچہ مین پامالی کی
دھوم ہی دھوم فقط چرخ جفا کار کی تھی

دل دیوانہ زبس عشق صنم رکھتا تھا
ہر نفس کاٹنی منزل مجھے کہسار کی تھی

کیا بنا تا ہے شکستہ نفسون کو صیاد
فکر لازم دل مرغان گرفتار کی تھی

گرم جوشی سے تپ عشق کی کیونکر بچتا
نبض اول ہی سے دو دمی ترے بیمار کی تھی

پا بہ گل بیخودی شوق سے مین رہتا تھا
کوچۂ یار مین حالت مری دیوار کی تھی

حسنِ یوسف ہے وہی رونقِ بازار ابتک
وہی کثرت ہے جو کثرت کہ خریدار کی تھی

ایڑیان راہ مین رگڑا کیے ہم واماندے
پہونچے منزل مین وہ طاقت جنھین رفتار کی تھی

چہچہے کنج قفس مین بھی وہی باغ کے ہین
سر بلبل مین ہوا تھی وہ جو گلزار کی تھی

تیغ ابرو سے مجھے قتل کیا قاتل نے
وہ سزا دی جو محبت کے گنہگار کی تھی

مصلحت تھی وہی جو کچھ کہ کیا جس سے سلوک
دل جو تھا یار کا تھا جان جو تھی یار کی تھی

راہِ صحرا مین جنون کیون نہ پھرے سرگشتہ
جستجو آبلہ پایون کو ترے خار کی تھی

شب جو تھی پیش نظر صورت زیبائے حبیب
روشنی گھر مین مرے چاند سے رخسار کی تھی

طرہ سمجھا کیے مضمون کو اُس کے شاعر
چست اسطرح کی بندش تری دستار کی تھی

جو محبت کی نظر سے تھے خریدار اے یار
پھونک دیتی اُنھین گرمی ترے بازار کی تھی

طور پر پہونچا آتش کو عزیزو تم دفن
آرزو اُسکو بہت جلوۂ دیدار کی تھی

ہر دم تفِ درون سے ہم آفت طلب رہے
ہے دشمنِ حیات جگر مین جو تب رہے

جا کی ہے تو نے منزلِ دل مین تو اے صنم
آنکھون کا بھی حجاب یہ ہے نہ اب رہے

دامان دوست کی ہے سکندر کو آرزو
باہر کفن سے ہاتھ نہین بے سبب رہے

اللہ رے بے نیازی محبوب آفرین
دل سے قریب ہو کے کوئی دور جب رہے

معدوم جوشِ گریہ سے کیا ہو بخار دل
کچھ گرد تو نہین جو یہ باران سے دب رہے

مانع تھا عرض حال کا از بسکہ رعب حسن
منھ دیکھتے ہی یار کا محفل مین سب رہے

روپوشی حبیب کا کشتہ ہون چاہیئے
مردہ بھی بے چراغ مرا شب کی شب رہے

عزلت گزین کو عیب لگاتی ہے سرکشی
دندان وہ بدنما ہے نہ جو زیر لب رہے

آتش ظہور مہدی دین ہو خدا کرے
تا چند بے چراغ یہ معمورہ اب رہے

عاشق روے کتابی اگر انسان ہووے
اُس سے بہتر ہے جو یہ حافظ قرآن ہووے

میرے مرنے کی خبر ہو نہ کسی کو معلوم
دوست گریان نہ ہو دشمن کوئی خندان ہووے

نفس سرد سے یہ روح کو آتی ہے صدا
ٹھنڈے ٹھنڈے وہ سدھارے کہ جو مہمان ہووے

قدرت اللہ کی لے بت ہے ترا حسن و جمال
کافر عشق عجب کیا جو مسلمان ہووے

کون سا بال ہے اُس زلف کا بکھرا ہونہین
کوئی مجموعہ نہ اتنا بھی پریشان ہووے

دور مین دل ہو صفا سے تو تماشہ دکھلائے
آشکارا ہو وہ آنکھون سے جو پنہان ہووے

چاندنی چھٹکے اندھیرے مین تم الٹو جو نقاب
حسن کی جوت سے کارمہ تابان ہووے

جی مین آتا ہے کہ لیسین سنون عیلے سے
دل بیمار کی مشکل کہین آسان ہووے

جان بھی جائے تو نکلے نہ زبان سے کبھی آہ
چاہیئے سینہ ترا گور غریبان ہووے

بے حجابی ہے حیا سے بھی تمھاری قاتل
تشنۂ خون ہے وہ شمشیر جو عریان ہووے

رخ رنگین رہے منظور نظر اے آنکھو
دیکھیے اُس کا تماشہ جو گلستان ہووے

عاشقون کا تجھے لازم ہے خیال اے شہ حسن
بیخبر ہو نہ رعیت سے جو سلطان ہووے

موسم گل مین اُڑا وے گی ہوا صحرا کی
باغ ہر چند کہ دیوانون کا زندان ہووے

حسن بے عیب خدا نے وہ دیا ہے تم کو
مدعی ہو کے جو دیکھے وہ پشیمان ہووے

کفر و اسلام کی کچھ قید نہین اے آتش
شیخ ہو یا کہ برہمن ہو پہ انسان ہووے

رشک پنجۂ مرجان پنجۂ حنائی ہے
صاف ہیرے کی ترشی یار کی کلائی ہے

کیا چمن شگفتہ مین کیا بہار آئی ہے
کیا دماغ بلبل مین بوئے گل سمائی ہے

اشتیاق وصلت مین جان لب تک آئی ہے
عشق نے ستایا ہے حسن کی دہائی ہے

دیر سے نہین واقف بے خبر ہین کعبے سے
قصر یار کے در پر شوق جبہہ سائی ہے

عرش سے بھی عالی ہے بام یار کا پایہ
آہ کی کمندون کو عذر نا رسائی ہے

مر بھی دیکھیے شاید گور پر وہ شوخ آوے
یہ بھی آخری اپنی قسمت آزمائی ہے

عشق ہے مرے دل کو حسن کے نظارہ کا
آنکھ کے پیالے سے حسرت گدائی ہے

بھر رہا ہے آنکھون مین حسن پہ وہ سوز اُسکا
بے نقاب یوسف سے ہم سے آشنائی ہے

جسقدر بڑھین اُنکو چند روز بڑھنے دو
دیکھیے تو زلفون کی کس قدر رسائی ہے

زندگی ہے وابستہ اس مسیح کے دم سے
مژدہ فنا ہمکو یار سے جدائی ہے

سامنے سے تیرے ہے رنگ مدعی اڑتا
ماہتاب کے منہ پر چھوٹتی ہوائی ہے

اور کچھ نہین رکھتے اس پری کے دیوانے
سر برہنگی ہے یان یا برہنہ پائی ہے

مرغ روح قیدی ہے جسم کے تعلق سے
صورت قفس چھوڑا جب اسے رہائی ہے

جان زار پاتی ہے لطف یار سے تسکین
دل شکستہ عاشق کے حق مین مومیائی ہے

دل فریب عالم ہے حسن اے صنم تیرا
دم تیری محبت کا بھر رہی خدائی ہے

روسیاہ زاہد ہے سجدۂ ریائی سے
اسکے ماتھے کا گھٹا داغ پارسائی ہے

بھاگتے ہین وہ آتش ان سے ہم لپٹتے ہین
وان وہی کدورت ہے یان وہی صفائی ہے

دیوانہ اک پری کا ہے رکھتی ہوا مجھے
زندان سے تنگ تر ہے یہ وحشت سرا مجھے

ہوتا ہے لقمہ میرے دہن کا نصیب غیر
کم بختی نے کیا ہے سفال گدا مجھے

ظاہر مین گرچہ کاہ ہون باطن مین کوہ ہون
اپنی طرف نہ کھینچ سکے کہربا مجھے

ہے اتحاد میرے تیرے موج و آب کا
اے بحر حسن اپنا سمجھ آشنا مجھے

نازک حباب جو سے بھی میرا مزاج تھا
راس آئی اس چمن کی نہ آب و ہوا مجھے

کافر سے بھی نہ ہوسکے کرتا جو کچھ کہ فعل
بندہ جوان بتون کا بناتا خدا مجھے

کب سے ہون اشتیاق مین قاتل کے جان بلب
یادش بخیر بھول گئی ہے قضا مجھے

پیتا ہون مین ہنوز چھپا کر شراب کو
تا حال رند جانتے ہین پارسا مجھے

ناز و نیاز کی ہے ترقی وہی ہنوز
صد آفرین ہے یار کہے مرحبا مجھے

دل مثل غنچہ خون نہ کیا مجھ برہنہ نے
کیا لطف تھا جو ملتی پھٹی اک قبا مجھے

دانہ کی طرح رنج ضعیف و قوی سے ہے
ہے کام مور بھی دہن آسیا مجھے

افشان چھڑا کے چہرے سے تم نے دکھا دیا
ذرون کا آفتاب سے ہونا جدا مجھے

صوت حزین نصیب گلوئے بریدہ ہے
آتش حلال کرتی ہے بانگ درا مجھے

گوشِ گل کو نالۂ مرغِ خوش الحان چاہیے
ناقۂ لیلیٰ کو مجنون سا حدی خوان چاہیے

روح کو تن مین خیالِ باغ رضوان چاہیے
تا قفس مین بند ہے شوقِ گلستان چاہیے

چہرۂ محبوب پھیکا ہے جو خال اُس مین نہ ہو
خوانِ نعمت پر مقرر اک نمکدان چاہیے

روزِ محشر تو بھلا سر کو جھکا کر مین چلون
تیغِ قاتل کا مری گردن پر احسان چاہیے

چاہتا ہون اس پری پیکر سے دستاویزِ وصل
عہدنامہ پر مگر مہرِ سلیمان چاہیے

عشق مین اللہ نے ہون ہوگیا دیوانہ مین
کعبہ کے نقشہ کا مجھ مجنون کا زندان چاہیے

دشنۂ قصاب سے ہے تیز ہر موئے مژہ
روزمرہ تم کو شغلِ عیدِ قربان چاہیے

اے جنون دیوانۂ دستِ حنائی ہون مجھے
پنجۂ مرجان پئے چاکِ گریبان چاہیے

کچھ سوا اس کے علاجِ وحشتِ عاشق نہین
موت سی زنجیر یا مرقد سا زندان چاہیے

گل چراغِ زندگی کرنیکا ہے دل کو خیال
جامہ زیبون کی قبا سے بادِ دامان چاہیے

بادشاہِ حسن بھی کہتے ہین عاشق پیار سے
چین جبین پر آپکی مانندِ سلطان چاہیے

کہتے ہین بیمارِ عشق اُس نونہالِ حسن سے
سونگھ لینے کے لئے سیبِ زنخدان چاہیے

دل کو لازم ہے خیالِ چہرۂ پُر نورِ یار
چودھوین کے چاند سا اس گھر مین مہمان چاہیے

زلف کا اُس غیرتِ لیلیٰ کے سودا ہو جسے
بیدِ مجنون کی طرح سے مو پریشان چاہیے

موسمِ گل کی ہوا ہے یہ اشارہ کر رہی
اندنون جامہ سے باہر اپنے انسان چاہیے

اس خرابے کو کیا کرتے ہو تم زیر و زبر
آشکارا ہووے آتش گنجِ پنہان چاہیے

تری ابروئے پیوستہ کا عالم مین فسانہ ہے
کسی اُستاد شاعر کی یہ بیت عاشقانہ ہے

کفن دزدون مین قبرِ اہلِ دولت کا فسانہ ہے
تمامی کی ہے چادر بادلے کا شامیانہ ہے

جو دیوانہ ہے صحرا مین وہ بھاگے میرے سایہ سے
سوارِ شیر مین مجنون ہون افعی تازیانہ ہے

گریبان پھاڑ کر دیوانہ نے زنجیر کیون پہنی
کرے کیا عقل دخل اس مین جنون کا کارخانہ ہے

کبھی کچھ ہے تلون سے کبھی کچھ ہے تلون سے
مزاجِ یار بھی نیرنگ سازی مین زمانہ ہے

کہا مجنون نے دنیا سے گذرتا سنکے لیلیٰ کا
کوئی آگے روانہ ہے کوئی پیچھے روانہ ہے

نظر آتی نہین آنکھونکو باریکی کے باعث سے
کمر سے یار کی ہمکو محبت غائبانہ ہے

صفا کا اُس رُخِ زیبا کی ہے حیران آئینہ
لٹک پر گیسوؤن کی پیستا دانت اپنے شانہ ہے

سمندِ حُسن کو وہ ترک اُڑا دے جسقدر چاہے
مژہ مہمیز ہے گیسوئے مشکین تازیانہ ہے

پھرا آتا ہے عبث واعظ سر اپنا بک کے رندونسے
تکلف برطرف یان لااُبالی کارخانہ ہے

سیاہی دور کر دل کی تو پیدا نور عرفان ہو
سراغی کو گلا جس نے مال اس کا خزانہ ہے

بلند اختر بلند اقبال قصرِ یار کو کہیئے
ہوائے بام رکھتا ہے وہ عالی آستانہ ہے

چمن کی سیر مین لطفِ تکار آنکھونکو اُٹھیگا
ترے تیرِ نگہ کا بلبل اے گلرو نشانہ ہے

گلے مین اپنے باہین ہنستے ہنستے ڈال سکتے ہو
کرم ڈھونڈھے تمھارا تو بہانہ ہی بہانہ ہے

وبالِ جان ہوا ہے جسم خاکی ضعفِ پیری سے
قفس سے تنگ بلبل کو خزان مین آشیانہ ہے

نہین معلوم اُن آنکھون نے آنکھون مین ہی کیا پھونکا
دمِ بیگانگی بھر تل مرے دل سا یگانہ ہے

نہ مطلب کشت سے رکھیے نہ خرمن سے غرض آتش
سمجھ لے اپنے منھ مین مور جو قسمت کا دانہ ہے

اے جنون ہوتے ہین صحرا پر اُتارے شہر سے
فصلِ گل آئی کہ دیوانے سدھارے شہر سے

خوب روئے حال پر اپنے وطن کا سنکے حال
کوئی غربت مین جو آنکلا ہمارے شہر سے

جان دون گا مین اسیر اے دوستو چپکے رہو
ذکر کیا اُس کا کہ دیوانہ سدھارے شہر سے

موسمِ گل مین رہا زندان مین اور آئی نہ موت
سامنے ہوتی نہین ہے آنکھ سارے شہر سے

جوشِ وحشت مین جو لی زندان سے مینے راہِ دشت
کودکان مجکو خدا حافظ پکارے شہر سے

پائون مین مجنون کے تو طاقت نہین اے کود کو
موسمِ گل کی ہوا ہمکو اُبھارے شہر سے

اک نظر للہ ہم کو صورتِ زیبا دِکھاؤ
تشنۂ دیدار جاتے ہین تمھارے شہر سے

دشت گردی کی نہین دیوانہ کو کچھ احتیاج
جامہ سے باہر جو ہے باہر ہے سارے شہر سے

چوٹ سی لگتی ہے دل جنگل سے ہوتا ہے اُچاٹ
سنگِ طفلان کرتے ہین مجکو اشارے شہر سے

جوشِ وحشت سے نہین پہونچا مین صحرا تک ہنوز
جانیوالے گور کے پہونچے کنارے شہر سے

موسمِ گل آئی نیت سیرِ ویرانون کی ہو
میوۂ صحرا کی یہ ہین منھ پسارے شہر سے

اب تو آزردہ ہے تو لیکن ملے گا ہاتھ پھر
جس گھڑی آتش نکلجاوے گا پیارے شہر سے

دل کو گھر اُس گل کی الفت کا بنایا چاہیے
بوئے یوسف سے یہ پیراہن بسایا چاہیے

نرگس جادو کو اُس گل کی دکھایا چاہیے
سامری کافر کو گوسالہ بنایا چاہیے

روزن دیوار چشموں کو بنایا چاہیے
خانگی معشوق سے آنکھیں لڑایا چاہیے

اُس کے کوچہ کے تصور میں غش آیا ہے مجھے
آستان یار کی مٹی سنگھایا چاہیے

وعدۂ دیدار آتا ہے الٹتا ہے نقاب
ٹکٹکی باندھیں یہ آنکھوں کو سجھایا چاہیے

کوچۂ گیسو کے سودے میں فنا ہوتی ہے روح
خانۂ زنجیر میں اے دل در آیا چاہیے

بھولی ہے بلبل خزاں کے جور سے لطف بہار
پھر گلستان چند روز اُس کو پڑھایا چاہیے

برہمن کہتے ہیں تیرا مصحف رو دیکھکر
کفر سے باز آئیے ایمان لایا چاہیے

گفتگو اللہ نے موسیٰ سے کی ہے اے صنم
ہم کو بھی آواز پردے سے سنایا چاہیے

ساعد زیبا تو ہیں الماس کے ترشے ہوئے
اک نظر ساق بلوریں بھی دکھایا چاہیے

دل کڑھاتی ہے نہایت نرگس بیمار یار
صدقے کر کے مرغ روح اُس پر اُڑایا چاہیے

اک راہ اتحاد اے دل یہ ہے جو ہو سکے
یاد میں اُسکی دو عالم بھول جایا چاہیے

عاشق مہجور کو بوسہ دیجیے مولا مرے
بندۂ مسکیں کے اُوپر رحم کھایا چاہیے

آسمان شمس و قمر پر اپنے نازاں ہے کمال
تاج زریں کجکلاہوں کے دکھایا چاہیے

سیر دریا نشہ کے عالم میں دیکھیگا وہ شوخ
کشتی مے گھاٹ پر ساقی لگایا چاہیے

سر پھرا سیرانہ میں بیدار ہوں اے نفخ صور
بے خبر سوتے جو ہوں اُنکو جگایا چاہیے

گیسوئے مشکیں کی دکھلا کر لٹک کہتا ہے دل
آتش اس افعی کے اُوپر زہر کھایا چاہیے

عاشق ہوں میں نفرت ہے مرے رنگ کو بو سے
پیوند نہیں چاک گریبان کو رفو سے

دامن مرے قاتل کا نہ رنگیں ہو لہو سے
ہر چند کہ نزدیک ہو رگہائے گلو سے

گلزار جہاں پر نہ پڑی آنکھ ہماری
کوتاہی عمر اپنی حباب لب جو سے

پیشانی بت پر اُسے ملتا ہے برہمن
آتی ہے جو خاک اُڑ کے مری یار کے کو سے

کرتا ہے وہ سفاک خط شوق کے پرزے
مہندی ملی جاتی ہے کبوتر کے لہو سے

منھ پھیرتے ہی یار کو صورت بھی گئی بھول
ہم چشم وفا رکھتے تھے اُس آئینہ رو سے

عاشق ہوں مگر کرتے ہیں معشوق خوشامد
نازک ہے طبیعت مری بیمار کی خو سے

زلفوں سے پھنسایا دل نالاں کو صنم نے
طوطی کو گرفتار کیا حلقۂ مو سے

دیوانہ شرابی ہوں خرابات مغاں میں
ہے ننگ سے الفت تو مجھے عشق سبو سے

تھی اُس میں زبس کاکل مشکیں کی سیاہی
نیند آ گئی مجکو بغل گور کی بو سے

آ رہتا ہے خود یار بغل میں مری ہر شب
دربان سے نہ جھگڑا نہ خلش یاں سگِ کو سے

کافر کو نہ ہو میل کبھی جانب مصحف
زلف سیہ یار پھری رہتی ہے رو سے

ہوں نزع کی حالت میں جو ہیں منتظر یار
رگ رگ سے مری جان نکلتی ہے گلو سے

عاشق ہوں پر ابر مجھے اندیشۂ جان ہے
بل کھائے ہوئے سانپ سے بھڑکے ہوں گیسو سے

ازبسکہ سمجھتا ہوں اُسے دشمن جاں میں
ہوتا ہے مجھے مرتبۂ عشق عدو سے

کشتہ ہوں میں بیزاریِ جلاد کا آتش
تلوار نہیں رنگ پکڑتی ہے لہو سے

یہ وصیت مری ساقی نہ فراموش کرے
کاسۂ سر کو خم بادہ کا سرپوش کرے

کشتۂ عالم عریانیِ خوباں ہوں فلک
ہے سزاوار جو مجکو نہ کفن پوش کرے

گردشِ چشم بتاں سے نہ ہو کیونکر دلِ غش
ٹھگ مسافر کو یقیں ہے یہ کہ بیہوش کرے

صورت قطرۂ شبنم ہوں عزیز ہر دل
کھینچے خورشید تو گل مجکو در گوش کرے

عاشقوں سے ہے اشارہ بھی اُن مژگاں کا
نشتروں سے ہیں بھرے کنج لہو جوش کرے

ہو کبھی تو سبب خیر عدو اپنا بھی
نشۂ حسن الٰہی اسے مدہوش کرے

اُس گذرگاہ میں لازم ہے گنہ سے پرہیز
راہرو چاہیے اپنا نہ گراں گوش کرے

داغ دل ہو دیں چراغوں کی طرح سے معدوم
جلوہ فرمائی جو وہ صبح بنا گوش کرے

اس تماشہ کی ہیں مشتاق ہماری آنکھیں
کبک ٹیڑھا چلے سیدھا تری پاپوش کرے

دشمنِ جان بھی تغافل کا نہووے کشتۂ یار
خاطرِ دوست کسی کو نہ فراموش کرے

آرزو ہے یہی آتش کی خدا اے زاہد
تجکو غم نوش کرے مجکو قدح نوش کرے

یہ آرزو تھی تجھے گل کے روبرو کرتے
ہم اور بلبلِ بیتاب گفتگو کرتے

پیام بر نہ میسر ہوا تو خوب ہوا
زبانِ غیر سے کیا شرحِ آرزو کرتے

مری طرح سے مہ و مہر بھی ہین آوارہ
کسی حبیب کی یہ بھی ہین جستجو کرتے

ہمیشہ رنگِ زمانہ بدلتا رہتا ہے
سفید رنگ ہین آخر سیاہ مو کرتے

لٹاتے دولتِ دنیا کو میکدے مین ہم
طلائی ساغرِ مے نقرئی سبو کرتے

ہمیشہ مین نے گریبان کو چاک چاک کیا
تمام عمر رفوگر رہے رفو کرتے

جو دیکھتے تری زنجیرِ زلف کا عالم
اسیر ہونے کی آزاد آرزو کرتے

بیاضِ گردنِ جانان کو صبح کہتے جو ہم
ستارۂ سحری تکمۂ گلو کرتے

یہ کعبہ سے نہین بےوجہ نسبتِ رخِ یار
یہ بےسبب نہین مردے کو قبلہ رو کرتے

سکھاتے نالۂ شبگیر کو در اندازی
غمِ فراق کا اس چرخ کو عدو کرتے

وہ جانِ جان نہین آتا تو موت ہی آتی
دل و جگر کو کہان تک بھلا لہو کرتے

نہ پوچھ عالمِ برگشتہ طالعی آتش
برستی آگ جو باران کی آرزو کرتے

خاک ہونے سے درِ دلدار نے جا دی مجھے
ہو گئی اقبالِ آخر میری بربادی مجھے

ایک دن مین منزلِ ہستی سے جا پہنچا عدم
راہ زن سنتا تھا جس کو ہو گیا ہادی مجھے

کم نصیب ایسا ہون گر ہو خرمی کو اذنِ عام
ہو نہ شادی مرگ ہونیکے سوا شادی مجھے

ترک کرنا جامۂ تن کا ہے یان ترکِ لباس
روح کی قالب سے آزادی ہے آزادی مجھے

یاد دلوا کر کرشمہ کین یار کا بسمل کیا
تیغِ چوبین بھی ہوئی شمشیرِ فولادی مجھے

تلخ کامی شہد ہے سودائے زلفِ یار مین
عشقِ افعی نے کیا ہے زہر سے عادی مجھے

پا بہ گل جب فرقۂ آزاد پایا مثلِ سرو
ہو گئی بدتر گرفتاری سے آزادی مجھے

روز و شب رہتی ہے مرغان مضامین کی تلاش
فکر سے کرنا پڑا ہے کار صیادی مجھے

کس قدر آدم کو تھی دلبستگی حوا کے ساتھ
حسن عالم گیر سے ہے عشق بنیادی مجھے

یہ عروس فاحشہ آتی نہیں دلکو پسند
زال دنیا کی نہیں منظور دامادی مجھے

اے بتو تیغ تغافل سے نہ چھوڑو نیم جان
سامنے اللہ کے بھیجو نہ فریادی مجھے

حسن قاتل سے ازل سے دلکو عشق پاک ہے
خوبصورت کی پسند آتی ہے جلادی مجھے

دل گذرگاہ حسینان تھا تصور سے کبھی
یاد اس ویرانہ کی آتی ہے آبادی مجھے

میں نے فن شعر اے آتش پڑھایا ہے جسے
تجکو شاگردی ہے زیبا اور استادی مجھے

مرغ دل کو ہدف ناوک مژگان کرتے
کسی ابرو کی کمان پر اسے قربان کرتے

دل پر داغ کو مدفون بیابان کرتے
کسی ویرانہ میں اس گنج کو پنہان کرتے

کنج تنہائی میں رہتا ہے نہایت دل تنگ
چار دیوار گرا کر اسے میدان کرتے

اور کوئی طلب ابنائے زمانہ سے نہیں
مجھپر احسان جو نکرتے تو یہ احسان کرتے

بے وفائی کا اگر عیب نہ ہوتا تم میں
لے بتو سجدہ خدا کو نہ مسلمان کرتے

قامت یار کا عالم اسے دکھلاتے ہم
منکر روز قیامت کو پشیمان کرتے

یار سے وعدہ فردا ہے جو ممکن ہوتا
شام سے صبح کا ہم چاک گریبان کرتے

موج زن رہتے جو دریا نہ مرے اشکو نکے
سفر آب نہ ہندو نہ مسلمان کرتے

اس پری روئے سنی ایک نہ دیوانوں کی
غل رہے خانۂ زنجیر کے مہمان کرتے

دل میں رکھتے ہیں محبت جو تری پوشیدہ
حسن یوسف سے ہیں روشن وہی زندان کرتے

مرغ دل سیکڑوں ہی لٹکے ہوئے پاتا ہوں میں
پیچش دام ہیں وہ گیسوئے پیچان کرتے

شربت وصل تو ناممکن و ناپیدا ہے
زہر ملتا تو علاج تپ ہجران کرتے

دل یوسف سے نہ کیوں داغ محبت ہو عزیز
صاحب خانہ ہیں کیا خاطر مہمان کرتے

گیسوؤں کو نہ ہوا سے انھیں الجھایا تھا
اپنے سودائیوں کے دل نہ پریشان کرتے

دم فنا کرتی چمک اپنی دکھا کر آتش
کار الماس وہ الماس سے دندان کرتے

ظاہر ہے یہ اے یار تری کم سخنی سے
لب بند ہوے جاتے ہین شیرین دہنی سے

اخوان کی عداوت سے ہوا شہرۂ یوسف
کچھ پیش نہین جاتی ہے قسمت کے دھنی سے

بوسہ سے لبِ یار کے کھونی ہے تپ غم
یہ آگ بجھانی ہے عقیق یمنی سے

افسانہ سے بدتر ہے جو ہو راز ہویدا
اظہار فقیری نہین بہتر کفنی سے

روتا ہے اِدھر ابر اُدھر ہنس رہی ہے برق
گریہ سے کوئی خوش ہے کوئی خندہ زنی سے

طفلی مین اشارہ تھا یہ اس چشم سیہ کا
ہم آنکھ لڑا دین گے غزال ختنی سے

وہ صدمے اُٹھاے ہین تپ عشق سے مینے
اندیشہ نہین نزع کی اعضا شکنی سے

گردون سے نہ ہو دولتِ دنیا کا طلبگار
کب فیض کو پہونچا ہے کوئی مال دنی سے

افسوس کہ فرہاد کو پہلے ہی نہ سوجھی
سر پھوڑ کے مرجائیے اس تیشہ زنی سے

اللہ رے مغرور زمین پر نہ رکھا پانون
پھولے نہ سماے کبھی گل پیرہنی سے

کیا چیز ہے اے آہ ترے سامنے گردون
فولادی سپر ٹوٹی ہے برچھی کی انی سے

کرتے ہین عبث یار ملامت مجھے آتش
مجبور ہے یہ خاک کا پتلا شدنی سے

دمِ شمشیر کی موج نفس مین یان روانی ہے
گلے تک حسرت جلاد مین لوہے کا پانی ہے

چمن مین جا کے کن آنکھون سے دیکھون داغ لالہ کا
یہ میرا داغِ دل ہے داغ لالہ کی نشانی ہے

دلِ نازک نہین تابِ جمال یار لائے گا
مجھے پردے مین عزرائیل کو صورت دکھانی ہے

نسیم صبح سے مرجھایا جاتا ہون وہ غنچہ ہون
وہ گل ہون مین جسے شبنم بلاے آسمانی ہے

عبث کرتا ہے واعظ میرے آگے ذکر حورون کا
سنی مین نے بہت ترسا پسر کی کہانی ہے

خرابی سے ارادہ ہے مکان تعمیر کرنے کا
گرا کر قصر تن کو گور کی منزل اُٹھانی ہے

شب فرقت نہین یہ واسطے شبنم بچانے کے
سیہ بختی نے کملی میرے سر پر لا کے تانی ہے

الٰہی طول عمر خضر دے بادِ بہاری کو
مزار بیکسان پر پھولوں کی چادر چڑھانی ہے

نہین یہ بے جہت سوباف چوٹی مین تمامی کا
تجھے ابر سیہ سے اے پری بجلی گرانی ہے

ارادہ عرش اعظم کا ہے آہ صبح گاہی کو
درِ فریادرس پر چل کے اب دھونی لگانی ہے

کوئی ویرانہ آتش کوئی آبادی نہین باقی
تلاش گوہر مقصود مین کیا خاک چھانی ہے

سینہ پر سنگ ملامت جو گران جان روکے
گرز رستم کو یقین ہے کہ وہ انسان روکے

عرصۂ روئے زمین صحن گلستان روکے
چار دیوار چمن سارا یہ میدان روکے

نکہتِ گل ہون مین کیا مجکو گلستان روکے
بوئے پیراہن یوسف کو نہ زندان روکے

برق رفتار ہون منزل ہے مرے زیر قدم
ابر گھیرے مجھے ہر چند کہ باران روکے

جو خلش آبلون سے ہو نہ ہو صحرائی ہین ہو
راستے مین نہ مجھے خار مغیلان روکے

حشر کے روز وہ نامرد ہے گردن زدنی
ڈھال پر تیری سروہی کو جو انسان روکے

کوچۂ تنگ مین ملتا ہے تو کہتا ہے وہ شوخ
مرد ہے وہ کہ جو ہم کو سر میدان روکے

بلبلون کے لئے ہے دام رگ گل کافی
جال پھیلا کے نہ صیاد گلستان روکے

لذت زخم سے محروم نہ رکھے قاتل
ہاتھ کو اپنے نہ خیرات سے انسان روکے

انگلیان پانچون ترا دست نگارین توڑے
ایک زور بازو کا اگر پنجۂ مرجان روکے

شوق سے ٹکڑے کمر پر ہین کچھ کام نہین
سامنا رخ کا نہ وہ زلف پریشان روکے

دوڑ آتا ہون جلو مین انھین مین دیوانہ
زعم مین اپنے مجھے لشکر طفلان روکے

غیرتِ عشق عطا شہپر توفیق کرے
اے چکورا اڑکے تو راہ مہ تابان روکے

دھجیان کرکے رہِ دامنِ صحراؤن گا
تنگ مجکو نہ کرے دم نہ گریبان روکے

حافظ اللہ ہے ہم بے سروسامانون کا
اوس جس کملی سے چھنتی ہے وہ باران روکے

شوق صحرا سے نہین پاؤن زمین پر پڑتے
کس کو ٹھہرائے الجھکے سے داماں روکے

دل مین اس بت کے آئی ہو اگر ایسا
ہر طرف اسکو کرے مجکو جو دربان روکے

چار دن موسم گل مین تو رہون دشت نورد
راہ کھوٹی نہ کرے مجکو نہ زندان روکے

ہنستے ہین گل کی طرح اہل جہان کیا آتش
مثل شبنم گئے اس باغ سے مہمان رو کے

پو جنابت کا نماز زاہد سالوس ہے
نعرۂ اللہ اکبر نعرۂ ناقوس ہے

زلف و رخ سے تیرے وابستہ جو ہی مانوس ہے
چشم حیرت آئینہ تھا نہ کف افسوس ہے

قدر نعمت بعد نعمت کے ہو کرتا آدمی
عہد پیری مین جوانی کا مجھے افسوس ہے

زلف کے سودے کو اپنے سر مین جسنے دی جگہ
یہ سمجھ لے خانۂ زنجیر مین محبوس ہے

یہ صدا دیتی ہے غلغل اُنکی ہنگام خرام
خاک مین ملجائے جس کو حسرت پابوس ہے

حسن بے پردہ سے کیا کیا نوجوان ہوتے ہین قتل
شمع بھی شمشیر عریان ہے جو بے فانوس ہے

خوشنما ہے یار کے اندام پر یون پیرہن
روح کو جیسے مزین جسم کا ملبوس ہے

آہ سرد و اشک گرم و رنگ زرد و درد عشق
دے جو اس معجون کو ترکیب جالینوس ہے

بخشے جاوینگے گنہگار محبت اے صنم
رحمت اللہ سے کافر ہے جو مایوس ہے

دیکھیئے آغاز الفت کا ہو کیا انجام کار
بیوفا محبوب سے خاطر مری مانوس ہے

باغ مین دکھلا رہی ہے اپنی نیرنگی بہار
کثرت گل سے جو بوٹا ہے دم طاؤس ہے

بادشاہ وقت ہے لیلی کا دیوانہ نہین
غلغلۂ زنجیر مجنون کا صدائے کوس ہے

محو حیرت کر دیا ہے اُس صنم کے حسن نے
یون خموشی سے ہمارے صدا ناقوس ہے

عاشق بیخود کو اندیشۂ ملامت کا نہین
مرد دیوانہ جو ہے بے ننگ و بے ناموس ہے

ہجر کی شب صبح ہوگی وصل کا دن آئیگا
خواب بد بھی نیک ہے تعبیر اگر معکوس ہے

عاشقون سے اُس پری رخسار کا یہ ہے کلام
پھاڑ کر کپڑے جو دیوانہ بنے سالوس ہے

خط نکلنا روے رنگین پر ہے پیغام خزان
اس گلستان پر قدم اس سبزہ کا منحوس ہے

سر کو تیرے جب سے ہے سودائے پابوسی یار
ہاتھ ملتا ہون مین اے آتش کمال افسوس ہے

تصویر کھینچی اُس کے رُخ سُرخ فام کی
اک صفحہ مین قلم نے گلستان تمام کی

اللہ رے تکلف ساقی بہار مین
مے کی گلابیان ہین مرصع کے کام کی

ناساز ہے یہ انجمن دہر کی ہوا
مطرب نے راہ بھولی ہے اپنے مقام کی

کیا اپنی انجمن مین صبا کو مین راہ دون
کلیون مین بوئے خلوت خاص اسنے عام کی

خط سیہ ہوا رُخ پر نور رشک باغ
صبح بہار سبزۂ نورس نے شام کی

اصلاح لینے آتے ہین رنگین خیال لوگ
خدمت ہے اس چمن مین مجھے انتظام کی

اس پہ چلین گے مثل قلم پائے خوشخطان
تربت ہماری تختی ہے مشق خرام کی

سر توڑنے محتسب کا جو اس میکدہ مین آئے
جام آہنی صراحی ہے سنگ رخام کی

بلبل قفس مین عرش کے اوپر دماغ ہے
حالت وہی ہے نکہت گل سے مشام کی

صورت پذیر ہو حرکت بے خبر کی کیا
پتلا بنا سکے نہ منی احتلام کی

حجت ہے بہر مذہب عشق ایک ایک داغ
سینہ مرا کتاب ہے علم کلام کی

اللہ رے پھڑکنا اسیران تازہ کا
صیاد خیر مانگتا ہے اپنے دام کی

نظارہ کرے قلزم حسن و جمال کا
مثل حباب ہے تجھے فرصت قیام کی

استادہ دیکھتا ہون گلستان مین سرو کو
آزادی یہ بھی تو نہین بدلی غلام کی

ملتا ہون متصل کف افسوس روز و شب
حسرت ہے میرے ہاتھ کو کس کے سلام کی

مضمون کا چور ہوتا ہے رسوا جہان مین
چالاکی خراب کرتی ہے مال حرام کی

آتش کمال مہدی دین کا ہے اشتیاق
آنکھون کو آرزو ہے ظہور امام کی

فرقت کی شب مین گرمی ہے روز قیام کی
مردون کی نیند نالون نے میرے حرام کی

گذرا مجاز سے تو حقیقت کھلی مجھے
قرآن کا سا سنا تھا جو ابجد تمام کی

سرخی پان ہو لعل مسی زیب یار پہ
پھولی شفق دیار بدخشان کی شام کی

گھر سے خدا کے ملتے ہین مضمون مجھے بلند
فکر رسا کمند ہے کعبہ کے بام کی

اچھا نہین ہے صورت عاشق سے بھاگنا
صاحب سمجھ لین خود ہے یہ حرکت غلام کی

بلبل ہوا پھڑک کے تو کیا دے گا خون بہا
خالی ہر اک گرہ نظر آتی ہے دام کی

پہونچا وہ عرش پر جو در دل تلک گیا
رفعت ہے آستانہ مین اس گھر کے بام کی

پیش از سوال دون مین نکیرین کا جواب
ہے التجا زبان سے مجھے اتنے کام کی

باغ جہان مین گل کی قناعت ہے جائے رشک
عمر دو روزہ ایک قبا مین تمام کی

غلمان و حور ہین مری خدمت کو خلد مین
پروا نہین جہان مین کنیز و غلام کی

پہنچا ناحق کو چاردہ معصوم کے طفیل
زینہ سے رہنمائی ہوئی مجھکو بام کی

بیمار عشق ہون مجھے عیسےٰ جواب دے
کالون کو آرزو ہے اجل کے پیام کی

موئے سیاہ ہو گئے دو روز مین سفید
ثابت تھی پختگی ہمین اس رنگ خام کی

صرف نگین ہے لعل و زمرد بھی روز و شب
حسرت نہین عقیق ہی کو تیرے نام کی

پیدا نہ ہوگا دوسرا مجسا شراب خوار
مٹی خراب ہوگی مرے بعد جام کی

بیماری فراق سے ہے تلخ ہو گئی
شیرینی آب کی نمکینی طعام کی

اندیشۂ بہار سے رنگ خزان ہے زرد
دہشت لگی ہوئی ہے اسے انتقام کی

آتش خدا کیواسطے موقوف فکر شعر
طاقت نہین دماغ کو نظم کلام کی

شب فرقت مین یار جانی کی
درد پہلو نے مہربانی کی

منھ دکھاؤ بہت رہی تکرار
ارنی اور لن ترانی کی

جس کو کہتے ہین چودھوین کا چاند
تیری تصویر ہے جوانی کی

کمرِ یار ہو گئی غائب
سن کے دھوم اپنی ناتوانی کی

صورت حال پر ہمارے مہر
داغ نے زخم نے نشانی کی

سیر نعمت سے دوجہان کی کیا
دے کے شبنم کو بوند پانی کی

ہو گیا عشق حسن سے ناگاہ
پوچھتے کیا ہو ناگہانی کی

دل برشتہ ہوا جو شل کباب
مین نے ترکون کی مہمانی کی

لب جان بخش کے قریب وہ خط
شرح ہے متن زندگانی کی

گوش زد ہوتے ہی ہوئی دشمن
نیند تیری مری کہانی کی

کھینچتے اس غزال کی صورت
چوکڑی بھولتی ہے مانی کی

مجکو بٹھلا کے یار سوتا ہے
عاشقی کی کہ پاسبانی کی

رہ گیا شوقِ منزلِ مقصود
پائے خفتہ نے سرگرانی کی

مثل شبنم ہون صاف دل قانع
مجکو دریا ہے بوند پانی کی

برق چمکی تو سر فرار کیا | ابر آیا تو مہربانی کی

راحت مرگ کو نہ پوچھ آتش
نہ رہی قدر زندگانی کی

واقف ہوئی خزان نہ ہماری بہار سے | بدلا نہ رنگ نشہ نے اپنے خمار سے
بعد فنا وصال ہوا ہم کو یار سے | توڑا طلسم ہجر کو لوح مزار سے
بے روئے یار گل نظر آتے ہین خار سے | صوت ہزار کم نہین صوت حمار سے
توڑون وہ گل جو سرخ ہوئے نگار سے | کانٹون مین سرو کو جو بڑھے قد یار سے
سرمہ کا چشم یار کی دل کشتہ ہو گیا | مارا پڑا مین زنگی ابلق سوار سے
چاہے وہ جس طرح سے کرے مرغ دل اسیر | صیاد مطلع ہے کمین شکار سے
افسردہ دل وہ ہون جو مری قبر پر نصب | مانند خشت سنگ تہی ہو شرار سے
اُس بیوفا کے چہرہ سے تشبیہ ہی نہین | بھاگین گے دور شمع و گل اپنے مزار سے
جولان مین ہے سمند یہ کس رنگ ماہ کا | ہر ذرہ اک ستارہ ہے گرد و غبار سے
خاموش دیکھتا ہون گل و سرو کی بہار | حیرت مین ہون زمانہ کے نقش و نگار سے
عشرت کدہ ہے تیغ سے قاتل کی قتل گاہ | زخمون کی بدھی ملتی ہے پھولونکے ہار سے
کوچہ مین تیر سے کشتیون کا رہے ہجوم | خالی یہ صیدگاہ نہ ہووے شکار سے
اور دن سے بیچے وعدۂ دیدار حشر پر | مرنا نہین قبول ہمین انتظار سے
بعد فنا قبول نہین ذکر نیک و بد | مٹ جائے پہلے نام نشان مزار سے
سمجھے تو رنج و راحت بلبل ہے مدعا | اس مطلع دو لخت خزان و بہار سے
خطا وار عارضون سے ہون ناقص پیدائش | رغبت نہین مجھے ثمر داغ دار سے
بیہودہ خاک اُڑانے سے کیا حاصل اے صبا | ناوک فگن سوار ہو پیدا غبار سے
ممکن ہوا نہ خون شہیدان کو دست رس | نکلا نہ پائے یار حنا کے حصار سے
کشتے ہین میری اُس کی محبت سے مدعی | دو دم ہوے جو ایک ہوئے ذوالفقار سے
رکھدین برہنہ گور مین اہل جہان مجھے | دامن گر کفن قبول نہین روزگار سے

نیرنگ روزگار سے آتش عجب نہین
چھلا اُتارے دزد حنا دست یار سے

بہار آئی چھلکا ساقی شراب روح پرور سے
خزان کا غم بھلا دے بادۂ گلگون کے ساغر سے

صفائے قلب کو حاصل کیا مین نے مقدر سے
یہ آئینہ مرے ہاتھ آگیا بخت سکندر سے

نگاہ ناز کا سائل ہون خوبان ستمگر سے
قضا کے تیر کا مشتاق ہون ترکون کے لشکر سے

جدائی دل کو پیش آئی ہے کس پاکیزہ گوہر سے
قوی ہے رشتۂ باریک اپنے جسم لاغر سے

کیا ہے عشق پیدا گردش چشم فسونگر سے
یہ کیفیت ہمین حاصل ہوئی ہے دور ساغر سے

نہ خط لیجائے میرا تا کوئی پھر جان کے ڈر سے
جواب نامہ لکھا یار نے خون کبوتر سے

لکھے ہین سیکڑون یک تحت مضمون لب شیرین
گلوئے خامہ کو بھر بھر دیا ہے مین نے شکر سے

کمال عشق و حسن گل سے بلبل کو ہوا حاصل
صبا دو پھول اڑا لائی تھی اکدن تیرے بستر سے

شگفتہ خاطر افسردہ کئے خالون کے بوسے نے
دل بیمار کو صحت ہوئی معجون عنبر سے

پھنسایا چاہتا ہے باغبان بلبل کو پھندے مین
کمر بندھوائی ہے صیاد کی پھولونکی چادر سے

صف مژگان کی جنبش نے غبار خط کیا پیدا
نمود گرد کی بنیاد ہے تحریک لشکر سے

کسی دیوار کے سایہ کا عالم یاد آئے گا
قیامت ہوگی ہم پر گرمی خورشید محشر سے

خریدار اک نہین اس کا ہزارون آسکے گاہک ہین
دل وحشی مرا بے قدر ہے خشکی کبوتر سے

ملے گا وہ پری رو مجکو مین دیوانہ ہون جس کا
شکر خورے کو رزق اللہ پہونچاتا ہے شکر سے

جفائے حسن کا جس کو گلہ ہے سخت نادان ہے
نہین خالی کوئی شمشیر خونریزی کے جوہر سے

قفس مین بھی بہار باغ سے حاصل حضوری ہے
چمن کی سیر کر لیتا ہون مین دل کے صنوبر سے

خیال سینہ کب آتا ہے دل کو کعبۂ رہ مین
پھرا ہے کون جا کر آج تک اللہ کے گھر سے

عداوت بے شعورون کی ضرر پہونچا نہین سکتی
ہوا کس روز دیوانہ کوئی لڑکون کے پتھر سے

خدائے حسن کا رتبہ کیا ہے عشق پر غالب
جو اُس کو ناز سے ہے شوق تو مجکو کبوتر سے

پریزادون کے کوچہ مین ہوئے ہین گرد آلودہ
ہمارے پانونکو دھووینگے آب حوض کوثر سے

ہوس بوسے کی خط پشت لب سے کو کی جاتی ہے
کبھی نے شہد کو چھوڑا نہین زنبور کے ڈر سے

قیامت کی دلِ مشتاق پر سیرِ گلستان نے ۔ اکو کی بوٹا سا قد یاد آگیا مجکو صنوبر سے

وہ ماتم دوست ہون رو دیا گیا ہون رات بھر آتش
چراغ گور اگر گل ہوگیا ہے بادِ صرصر سے

وہی جنون کی خونخواری جو آگے تھی سو اب بھی ہے ۔ تری آنکھون کی بیماری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی نشو و نمائے سبزہ ہے گورِ غریبان پر ۔ ہوائے بیخ زنگاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
تعلق ہے وہی تاحال اُن زلفون کے سودے سے ۔ سلاسل کی گرفتاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سر کا پٹکنا ہے وہی رونا ہے دن بھر کا ۔ وہی راتون کی بیداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
رواجِ عشق کے آئین وہی ہین کشورِ دل مین ۔ رہ و رسمِ وفاداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی جی کا جلانا ہے پکانا ہے وہی دل کا ۔ وہ اُس کی گرم بازاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
نیاز خادمانہ ہے وہی فضلِ الٰہی سے ۔ بتون کی نازبرداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
فراقِ یار مین جس طرح سے مرتا تھا مرتا ہون ۔ وہ روح و تن کی بیزاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
وہی سودائے کاکل کا ہے عالم جو کہ سابق تھا ۔ یہ شب بیمار پر بھاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے
جنون کی گرم جوشی ہے وہی دیوانون سے اپنے ۔ وہی داغون کی گلکاری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

وہی بازار گرمی ہے محبت کی ہنوز آتش
وہ یوسف کی خریداری جو آگے تھی سو اب بھی ہے

عارف ہے وہ جو حسن کا جویا جہان مین ہے ۔ باہر نہین ہے یوسف اسی کاروان مین ہے
پیری مین شغلِ مے ہے جوانانہ روز و شب ۔ بوئے بہار آتی ہماری خزان مین ہے
ہوتا ہے گل کے سونگھنے سے دونا گرفتہ دل ۔ مجسا بھی بد دماغ کم اس بوستان مین ہے
پشتِ خمیدہ دیکھ کے ہوتا ہون نعرہ زن ۔ کرتا ہون صرف تیر جو زور اس کمان مین ہے
دکھلا رہی ہے دل کی صفا دو جہان کی سیر ۔ کیا آئینہ لگا ہوا اپنے مکان مین ہے
دیوانہ جو عشق سے ہو آدمی نہین ۔ حسن پری کا جلوہ طلسمِ جہان مین ہے
پروانون کی طرح ہے ہجوم مفرح کشان ۔ روشن چراغِ بادہ جو مغ کی دکان مین ہے
اُس دلربا کے کوچہ مین آ کے ہوا سے جائے ۔ اتنی تو جان اب بھی تنِ ناتوان مین ہے

دنیا سے کوچ کرتا ہے اک روز ہر رواں / بانگ جرس سے شور یہی کاروان مین ہے
پڑھ سکتا سرنوشت کا مطلب کوئی نہین / معلوم کچھ نہین کہ یہ خط کس زبان مین ہے
آیندہ و روندہ کی چلتی ہین ٹھوکرین / جادہ جو اپنا تھا اُسی خواب گران مین ہے
کشتے ہین باغ مین بھی تری تیغ ناز کے / بوئے شہید لالہ مین اور ارغوان مین ہے
عاشق کے رنگ زرد کو دیکھو تو ہنس پڑو / تاثیر یاسمین بھی ہے وہ جو زعفران مین ہے
معدوم وہ کمر ہے نہ موہوم وہ دہن / کہتے ہین شاعران کے جو کچھ گمان مین ہے
گل ٹوٹتے ہین ہوتے ہین بلبل اسیر دام / صیاد مستعد مدد باغبان مین ہے
سرکش کی منزلت ہے سبک مثل خاکسار / وہ تمکنت زمین کی کہان آسمان مین ہے
سنبل سے مال گل ہون مین یہ کہکے پوچھتا / کس سلسلہ مین تو ہے یہ کس خاندان مین ہے
دل مین خیال گیسوئے مشکین ہے بد بلا / یہ مرغ روح کے لئے سانپ آشیان مین ہے
حکمت سے ہے یہ خاک کا پتلا بنا ہوا / نور آنکھ مین ہے اسکے تو مغز استخوان مین ہے

آتش بلند پایہ ہے درگاہ یار کی
ہفتم فلک کی رفعت اسی آستان مین ہے

طفلی مین بھی شادی متوحش رہی ہم سے / چھٹی نہ ملی جمعہ کو بھی ہفتہ کے غم سے
ہاتھ آنا تعجب نہین اس رشک پری کا / چل جائے تو کیا داغ جنون کم ہے درم سے
وہ گرم رو بادیۂ عشق جنون ہون / جلتا ہے چراغ آج مرے نقش قدم سے
دکھلاتے نہین دانت وہ ہنسکر ہین دکھلتے / چشمک زنی برق غضب ابر کرم سے
ہو حسن کا عاشق جو مری طرح برہمن / زنار کو دو تار ملین زلف صنم سے
ہستی مین مری فکر رسا باندھ کے اکثر / مضمون کمر یار کے لاتی ہے عدم سے
آنکھون کو رہے مد نظر مشتری دل / دلال خریدار لگا لاتے ہین دم سے
کعبہ مین بھی بتخانہ کی ترسلونکو نہ بھولا / یاد آگئی ابرو مجھے محراب حرم سے
وہ رشک پری ذکر جو کرتا ہے ہمارا / کہتی ہے صبا آکے سلیمان کی قسم سے
گالی نہین زیبا لب شیرین سے تمھارے / یہ شہد کرو تلخ نہ آمیزش سم سے

میراث سمجھتا ہے جو فردوس برین کو | فرزند وہ آدم کا ہے جو ّا کے شکم سے
اے چرخ نہین بندے ہی بیداد سے نالان | فریادی ہین مردے بھی ترے ظلم و ستم سے
دیوانہ کو اطفال نہ گھیرے رہین کیونکر | خالی کوئی لشکر نہین دیکھا ہے علم سے
ہوتا ہے خط پشت لب یار سے ظاہر | کاتب کوئی بہتر نہین یاقوت رقم سے
جہان بخشی بلبل ہو بہار آئے خزان جائے | کانٹا ہوا ہے سوکھ کے گلزار کے غم سے
دیکھا ہے تماشائے جہان آنکھون سے برسون | کیفیت اُٹھائی ہے بہت ساغر جم سے
ایسا بھی کوئی دور ہو گردش سے فلک کی | وہ لوگ زیادہ ہون جو جھک جاتے ہین کم سے
برچھی سے سوا توڑ ہے اُس موئے مژہ مین | ابرو کی کجی تیز ہے تلوار کے خم سے

تا چند کرے گا رقم سوز دل آتش
رکھ ہاتھ نکلتا ہے دھوان مغز قلم سے

قاتل عاشق ہر اک اُس ترک کا انداز ہے | تیغ گویائی خموشی تیر بے آواز ہے
گرم جوشی محبت کا وہی انداز ہے | داغ دل سے ربط ہے سوز جگر سے ساز ہے
خانۂ صیاد کی ایسی ہوا ناساز ہے | روح بلبل کی قفس سے مائل پرواز ہے
مرد میدان وجد کرتے ہین جو سنتے ہین کبھی | نے گلو اپنا ہے نالہ شیر کی آواز ہے
سونگھنا گیسوئے مشکین کا کرے گا دم فنا | کونسا سودا نہین سر کے لئے ناساز ہے
اُڑتی پھرتی ہے ہماری خاک ہمراہ صبا | بے پروبالی مین بھی اپنی وہی پرواز ہے
بادشاہ وقت ہے دیوانہ تیرا اے پری | نالۂ زنجیر نوبت خانہ کی آواز ہے
صید گاہ عشق سے مایوس پھر نکلا نہین | عاشق تیر نگہ ہے مرغ دل جانباز ہے
صورت محبوب کو آنکھ نے تو دیکھا نہین | گوش نے البتہ پردے سے سنی آواز ہے
حسن نے خط غلامی لکھ دیا ہے یار کو | گل سے گالون پر نہین یہ سبزہ کا آغاز ہے
انگلیان کانون مین دیتے ہین وہ میرے ذکر سے | کاٹتا اپنی زبان کو دانت سے غماز ہے
بے مے گلرنگ فصل گل مین کیفیت نہین | مسئلہ بیچاوے جو تو اسکو تو اے دلراز ہے
لپٹے جاتے ہین ہم اُن سے ہین وہ بھاگتے | اس طرف سے بے نیاز اور اُسطرف سے ناز ہے

روے روشن کم ید بیضاے موسی سے نہین
سامری وقت وہ چشم فسون پرداز ہے

باندھتے ہین شعر مین مضمون چشم و لب شریک
ایک مصرع ہے فسون اپنا تو اک اعجاز ہے

محو رہتا ہون مین یاد حسن عالمگیر مین
ذکر سلطان مجھ فقیر مست کا دمساز ہے

دل کو رکھ دیتے ہین یہ کہکر کمانداروں مین ہم
اس نشانہ کو اُڑا دے جو وہ تیر انداز ہے

رمز کی تقریر ہم سے پیش جانے کی نہین
بات اپنی بھی کنایہ ہے جو اے طناز ہے

ڈھونڈھتا ہون اک حسین قاتل نظر آتا نہین
صید گاہِ عشق مین قحط شکار انداز ہے

مُرغ دل عاشق کا چشم یار سے بچتا نہین
تیز پر شاہین سے بھی اُس کی نگہ کا باز ہے

فصلِ گل ہے شیشہ و پیمانہ کا ہے دور دور
خانقاہین بند ہین میخانہ کا در باز ہے

لعل سے لب دُر سے دندان کے ہے مضمون باندھنا
مرد شاعر تو نہین آتش مرصع ساز ہے

خرمن عمر جلے تیرے لب خندان سے
برق کا کام تبسم نے لیا دندان سے

زلف سے چھٹکے نگہ الجھی رُخ جانان سے
لیگئی کعبہ کو قسمت مجھے ہندستان سے

الحذر گردش چشم سیہ جانان سے
درہم اک خلق ہے برہم زدن مژگان سے

روز مولود سے ہے اصل حقیقت کا خیال
بوے خون آتی تھی دایہ کی مجھے پستان سے

مثل گل یار کو خندان نہ کیا گریہ نے
تخم امید نہ سرسبز ہوا باران سے

حالت شمع حرارت سے بہم پہونچی ہے
سر کٹے پر نہ ہٹے پانون مرا میدان سے

نیک طینت کو بدی کا نہین منظور عوض
انتقام اپنا نہ یوسف نے لیا اخوان سے

وحشت آباد جہان مین نہ کر آرام طلب
کب مسافر کو ملا چین دہ ویران سے

زمہریر اور جہنم ہے مجھے بے محبوب
استراحت ہے زمستان سے نہ تابستان سے

صحبت یار و رقیب آنکھون مین پھر جاتی ہے
داغ ہوتا ہے مجھے لالۂ نافرمان سے

آخر کار جہان سے ہوا گر آگاہی
صاحب خانہ نظر آنے لگین مہمان سے

پست فطرت کو نہ ہو رتبۂ اعلیٰ حاصل
ایک تہ خانہ کو دیکھا نہ بلند ایوان سے

امن چاہے تو نہ رکھ عالم اسباب سے کچھ
ہاتھ آتا ہے کفن دزد کو کیا عریان سے

بے خبر کو ہو خبر شوق کی اپنے آتش
یار تک نامہ پہونچ جائے کسی عنوان سے

خام کو شادی ہے غم پختہ کو ہے احسان سے
کشت کو نفع ہے خرمن کو ضرر باران سے

کرم حق سے ہون ایمن ستم دوران سے
پاے کا ڈر نہین رہتا اثرِ باران سے

آستین ہون وہ کہ مربوط گریبان سے نہین
وہ گریبان ہون جسے قرب نہین دامان سے

تیغ قاتل سے اُڑا یون سر شوریدہ مرا
جس طرح سے حرکت گوے کو ہو چوگان سے

خط نورس نے جگہ کی رُخ رشک گل پہ
آشنا سبزۂ بیگانہ ہوا بستان سے

عشق آنکھون کو ترازو کے بنائے پلے
حسن انصاف طلب ہوے اگر میزان سے

آسمان سے ہے توقع کسے سرسبزی کی
ہون وہ افتادہ زمین جو نہ اُٹھے دہقان سے

رنج دنیا مین زیادہ ہے تو راحت کم ہے
وصل کا روز ہے کوتاہ شب ہجران سے

سجدہ آدم کو فرشتون نے کیا خوب کیا
قدرت اللہ کی ظاہر ہوئی ہے انسان سے

شمع کافوری کی حاجت نہین کچھ مدفن پہ
دل منور ہے اگر روشنی ایمان سے

نالہ کش جب سے ترے حسن کو مطلوب ہوے
عشق گل ترک ہوا بلبل خوش الحان سے

بخت خفتہ کو جگا کر اُسے نوکر رکھون
خواب کا روکنا ممکن ہو اگر دربان سے

کون سا لطف ترے روئے کتابی مین نہین
رطب و یابس کوئی باہر نہین ہے قرآن سے

شیر ہم اور نیستان ہے حصیر اسکا آتش
سلسلہ فقر کا اپنے ہے سہ مردان سے

کام آخر نہ ہوا اپنا صف مژگان سے
حسرت تیر لئے جاتے ہین ترکستان سے

وصل کے بعد کھلا ہم کو غم ہجران سے
یہین ہوتی ہے مکافات عمل انسان سے

حیف ہے خاک کا پتلا نہ کرے یاد اُسکو
الفت اللہ کو کس مرتبہ ہے انسان سے

زخم خندان سے تری تیغ کے کچھ فرق نہین
عشق بلبل کا سبب ہے گل خندان سے

رگین زنجیر نسا ہین مین روح ہون یہ قالب ہے
ملک الموت چھڑا دے گا مجھے زندان سے

کعبہ و دیر مین نافہمی سے پھرتا ہے خراب
دور سمجھا ہے جسے ہے وہ قریب انسان سے

قسمت مرغ گرفتاری کی اللہ رے بدی — دام کو دانہ کا محتاج کیا دہقان سے
بسکہ رکھتا ہے اُسے دوش پہ اپنے قاتل تو — مثل گردن ہے تری تیغ خم احسان سے
طرفہ گرمی مرے محبوب قباپوش نے کی — شمع کشتہ کو فروزندہ کیا داماں سے
سائل صبر و سکونت ہوں خدا سے شب و روز — منصب فقر ہے مطلوب مجھے سلطاں سے
آتش و دود کا عالم نظر آیا ہے یار — خفقاں مجکو ہوا لالہ و نافرماں سے
تشنگیں آنکھ دکھائی جسے وہ قتل ہوا — برچھیاں چل گئیں اے ترک تری مژگاں سے
باغ میں زلف و خط یار سے یاد آجاتا — کبھی سنبل سے اُلجھتا ہوں کبھی ریحاں سے

گردش بخت ہے یا گردش پرکار آتش
پاؤں اُٹھتا نہیں اس دائرہ دوراں سے

ساغر صاف مے حب علی مشرب ہے — مرد مومن ہوں میں اثنا عشری مذہب ہے
حسن انساں سے ہر اک شعر میں یاں مطلب ہے — روح معنی ہے جو ہے بیت مری قالب ہے
سرو اولیٰ ہے مری آنکھوں میں گل انسب ہے — جو کہ ہے خوب ہے اللہ کا عالم سب ہے
ابلق یار کا پھرتا ہے خیال آنکھوں میں — روز نقرہ جو ہمارا ہے تو مشکی شب ہے
تو امیر اے بت سرکش تو یہ عاجز ہے فقیر — حسن جاگیر تری عشق مرا منصب ہے
مرد میدان کی حرارت ہے شجاعت کی دلیل — دائمی شیر نیستاں کے لئے ایک تپ ہے
کنج تنہائی میں آگے خفقاں ہوتا تھا — اپنی پرچھائیں کی صورت سے بھی نفرت اب ہے
وصل کی شب بھی وہ کافر نہیں عریاں ہوتا — مثل گل پیرہن یار بکم قالب ہے
عشق نے حسن کا دیوانہ کیا ہے مجکو — زلف زنجیر ہے زنداں مجھے کنج لب ہے
ایک سے ایک کو پاتا ہوں میں یاں بالادست — زیر لب ہے جو ذقن زیر ذقن غبغب ہے
حکمت حسن ہویدا ہے رخ دلبر سے — چاہ نخشب ہے ذقن چہرہ مہ نخشب ہے
ترک خونخوار ہے یار اور میں مسکین شاعر — تیغ مقصود اُسے جوہر سے مجھے مطلب ہے
جلوۂ یار سے یاں سینہ ہوا ہے روشن — میں وہ ذرہ ہوں کہ خورشید مرا کوکب ہے
عشق کامل ہے سبب حسن سے یکرنگی کا — شمع و پروانہ کا جل جانے میں اک مذہب ہے

موذیوں کا بھی ہے یہ خاک کا پتلا موذی
زیرِ پاپوش سرِ مار و سرِ عقرب ہے

شہسواروں کو گراتا ہے یہ پشتِ زین سے
کس قدر ابلقِ ایام برا مرکب ہے

حیف ہے سوزشِ دل کا نہ اشکوں نے علاج
بیشتر ورنہ پسینے سے اُترتی تب ہے

دوست ہو جائے جو دشمن مرے اشعار سُنے
مدعا مہر و محبت سے وفا مطلب ہے

مرضِ عشق سے اک خلقِ خدا ہے رنجور
جلوۂ حُسن جہان سوز بھی فصلی تب ہے

کونسی شے ہے زمانہ مین نہین جو اسمین
سیر کر دل ہی مین دنیا کا تماشہ سب ہے

حشر پر وعدۂ دیدار نہ کر عاشق سے
کس کو معلوم ہے فردائے قیامت کب ہے

جسم کو جانتے ہین صنعتِ دستِ قدرت
روح کو ہم یہ سمجھتے ہین کہ امرِ رب ہے

عدوئے الفت سے مقدم ہے تری زلفِ سیاہ
عید کے روزے سے اوّل رمضان کی شب ہے

مجکو لغزش نہ ہو ہر چند زمانہ ہل جائے
قطب تارہ جسے کہتے ہین مرا کوکب ہے

روح کی طرح سے مہمان رہا کرتا ہون
گھر کو اپنے یہ سمجھتا ہون مرا قالب ہے

زورِ قوت سے ڈراتا ہے یہ کسکو آتش
مین بھی شمشیرِ علی ہون جو عدو مرحب ہے

اے صنم جسنے تجھے چاند سی صورت دی ہے
اُسی اللہ نے مجکو بھی محبت دی ہے

تیغ بے آب ہے نے بازوئے قاتل کمزور
کچھ گرانجانی ہے کچھ موت نے فرصت دی ہے

اس قدر کس لئے یہ جنگ و جدل اے گردون
نہ نشان مجکو دیا ہے نہ تو نوبت دی ہے

سانپ کے کاٹے کی لہرین ہین شب و روز آتین
کاکلِ یار کے سودے نے اذیت دی ہے

کوئی اکسیر غنی دل نہین رکھتی ایسا
خاکساری نہین دی ہے مجھے دولت دی ہے

آہ کا اپنے فتیلہ نہین کس رات جلا
گلِ حُب کی بہت ہم نے بھی دعوت دی ہے

جسم کو زیرِ زمین بھی وہی پہونچا دے گا
رُوح کو جس نے فلک سیر کی طاقت دی ہے

فرقتِ یار مین رو رو کے بسر کرتا ہون
زندگانی مجھے کیا دی ہے مصیبت دی ہے

یادِ محبوب فراموش نہووے اے دل
حُسنِ نیت نے مجھے عشق سی نعمت دی ہے

گوش پیدا کئے سننے کو ترا ذکرِ جمال
دیکھنے کو ترے آنکھون مین بصارت دی ہے

لطف دل بستگی عاشق شیدا کو نہ پوچھ
دو جہان سے اس اسیری نے فراغت دی ہے

کمر یار کے مضمون کو باندھو آتش
زلف خوبان سی رسا فکر طبیعت دی ہے

نفس شقی بھی روح کے ہمراہ تن مین ہے
یوسف کے ساتھ گرگ بھی اس پیرہن مین ہے

جنت جو ایک حور کے شیرین دہن مین ہے
شہد بہشت کا مزا اپنے سخن مین ہے

دیوانہ تیرے دونون ہوے اے بہار حسن
زندہ نہ پیرہن مین نہ مردہ کفن مین ہے

عاشق کو زہر دیجیے صاحب نہ پیس کر
الماس ہے جو دانت تمھارے دہن مین ہے

کیا طفل اشک کو مری رسوائی کا ہو پاس
نووارد ان گنبدِ چرخ کہن مین ہے

سونگھے سے زلفِ یار کے سودا کیا عجب
عنبر مین ہے یہ بو نہ تو مشک ختن مین ہے

سرمہ لگا کے آنکھ وہ دکھلائین تو کہان
خوش چشمی کی یہ شاخ لگی جو ہرن مین ہے

خالی زمانہ کو نہ سمجھ حسن و عشق سے
پروانہ اور شمع ہنوز انجمن مین ہے

زلفین ہٹائیے رُخ روشن سے مہربان
اختر شناس کہتے ہین سورج گہن مین ہے

دکھلائے گا بہار کو حسن اپنا باغبان
آئینہ آب جو کا لگایا چمن مین ہے

دعوا نہ دے سکے گی سبھی رنگ یار کا
سرخی نہین سفیدی اگر یاسمن مین ہے

حسن و جمال کا ترے شہرہ ہے دور دور
آب حیات حسرت چاہِ ذقن مین ہے

ابرو ہر اِک صنم کا ہے رشک ہلال عید
خوش وقتی ہے تو بت کدہ برہمن مین ہے

فرقت مین دل جلاتا ہے شوق وصال یار
اک آگ سی لگی ہوئی آتش بدن مین ہے

تازہ جو داغ اپنا تمنا ہے تو یہ ہے
اُس زلف کی بو سونگھیے سودا ہی تو یہ ہے

تیغی نہین چلوائی مرے نامہ نے کسپر
پرواز کبوتر ہو جو عنقا ہے تو یہ ہے

تجھ سرو کا رتبہ ہی نہین قد سے ترے پست
شمشاد و صنوبر سے بھی بالا ہی تو یہ ہے

ملتا جو نہین یار تو ہم بھی نہین ملتے
غیرت کا اب اپنے بھی تقاضا ہی تو یہ ہے

اے نور نظر معجزہ حسن سے تیرے
اندھے بھی کہین گے کہ مسیحا ہے تو یہ ہے

محشر کو بھی دیدار کا پردہ نہ رہے یار
عاشق کو جو اندیشۂ فردا ہے تو یہ ہے

بینا ہون جو آنکھین تو رخ یار کو دیکھین
نظارہ کے قابل جو تماشہ ہے تو یہ ہے

مضمون دہن یار کا کیا فکر سے نکلے
لاحل جو مضمون مین معما ہے تو یہ ہے

کہہ یاد صنم دل مین ہے کہہ یاد الٰہی
کعبہ ہے تو یہ ہے جو کلیسا ہے تو یہ ہے

معشوق نہ مے و خانۂ خالی و شب ماہ
عاشق کے لئے حاصل دنیا ہے تو یہ ہے

دیوانے نہ کیونکر غل و زنجیر پہنتے
سرکار جنون کا جو سراپا ہے تو یہ ہے

دل کے لئے ہے عشق تو داغ عشق کی خاطر
مے ہے تو یہ ہے اور جو مینا ہے تو یہ ہے

دیوانۂ قد کے کبھی نالون کو تو سنیئے
ہنگامۂ محشر کا سا غوغا ہے تو یہ ہے

ثابت دہن یار دلیلون سے کر آتش
حجت کی جو شاعر کے لئے جا ہے تو یہ ہے

ایذا مین روح ہے تن خانہ خراب سے
پائے سمند الجھا ہوا ہے رکاب سے

بیخود ہے یار دولت حسن شباب سے
بیچ ہے زیادہ نشۂ زر ہے شراب سے

افشان روئے یار وقوع محال ہے
ممکن وصال ذرہ نہ تھا آفتاب سے

جاتا ہے جو تو گور غریبان کی سیر کو
مردے نجات پاتے ہین اپنے عذاب سے

مضمون لب خیال رخ یار مین ملا
پیدا کیا ہے ہم نے یہ لعل آفتاب سے

نازک خیال اب بھی ہین موجود اے فلک
خالی رہا نہین کبھی دریا حباب سے

کھاتا نہین ہون اسکو مین کھاتا ہون اپنا گوشت
دل لوٹتا ہے گریۂ چشم کباب سے

برسائین گی ہماری بھی آنکھین لہو کا مینھ
بجلی گرائیے نہ نگاہ عتاب سے

سیر درون سے کنہ حقیقت کھلی مجھے
باہر نہین کتاب کا مطلب کتاب سے

بیدار بخت ایسا مین دیوانہ ہون جسے
پریان اٹھا کے لیگئین مین فرش خواب سے

اس سے ہرے درخت ہون اس سے شگفتہ گل
رتبہ مین اپنی خاک برابر ہے آب سے

قاتل لہو کو دیکھ کے غش آئے گا تجھے
تلوار کھینچ منہ کو چھپا لے نقاب سے

کیا سرخ کر دیا مرے قاتل کا پیرہن
کچھ کم نہین ہے خون شہیدان شہاب سے

بیرنگ حسن یار کا دلمین خیال ہے
شیشہ بھرا ہے ہم نے شفق گون شراب سے

نافہمی اپنی کرتی ہے انسان کو ذلیل
مطعون خلق صوفی ہے حال خراب سے

آتش وہ گنج حسن ملے تجکو چاہیے
ظاہر یہ ہوتا ہے ترے حال خراب سے

ظاہر ہوا ہمین یہ تمھارے حجاب سے
یوسف چھپائے رکھتا تھا منھ کو نقاب سے

اپنا دماغ خشک بھی تر ہو شراب سے
طاؤس وجد کرتے ہین ساقی سحاب سے

یوسف مین اور یار مین اتنا ہی فرق ہے
اُس کو چھپایا اس کو نکالا نقاب سے

حیرت کی جا ہے خارج آتشین یار
نکلا ہے شپرہ بغل آفتاب سے

اے شہسوار پاؤن کا تیرے خیال ہے
آنکھون نے حلقہ دام لئے ہین رکاب سے

اُس بحر مین کھلاتی ہے غوطے مجھے قضا
ٹکڑا کے پارہ پارہ ہو کشتی حباب سے

بیجو دہوئے نہ رند چڑھا کر خم و سبو
چکر مین چرخ ہے قدح آفتاب سے

یاد آگیا ہے بوسۂ چشم سیاہ یار
وحشت ہوئی ہے مجکو ہرن کے کباب سے

کلھائے زخم کے لئے خوشبو ضرور ہے
اے ترک اپنی تیغ کو بجھوا گلاب سے

دیوانے روز حشر کو پوچھے نہ جائینگے
خارج ہے سرنوشت ہماری حساب سے

گریہ سے اپنے اُس گل خندان کو آیا رحم
تسخیر قلب کرتے ہین ہم نقش آب سے

ہووے اگر حقیقت آدم سے مطلع
شیطان ہو منفعل عمل ناصواب سے

کہتے ہین ہاتھ دیکھ کے اُس بت کا برہمن
تم عاشقون کو قتل کروگے حجاب سے

عمر دو روزہ ہو گئی اک حال پر بسر
خالی رہا زمانہ مرا انقلاب سے

باتون مین بند ہو گیا غماز پوچ گو
ٹیڑھے سوال ردہوے سیدھے جواب سے

روتا ہے وہ تو ہنستی ہے یہ اُس کے حال پر
نفرت ہے مجکو صحبت برق و سحاب سے

آتش کو حسن نے قتل کیا اُس نے اسلئے
ہوتی ہے قدر شعر بلند انتخاب سے

کوئی اچھا نہین ہوتا ہے بری چالون سے
لب بام آکے کھڑے ہو نہ کھلے بالون سے

روز و شب کس لئے رہتا ہون الٰہی بیتاب
نہ تو گورون سے محبت نہ مجھے کالون سے

ہوش وحشت مین جو جنگل کی طرف جا نکلا
تپ چڑھی شیر نیستان کو مرے نالون سے

کو ئی کچھ عشق کا کرتا ہے بیان کوئی کچھ
تنگ آیا ہون مین اس قضیہ کے دلالون سے

بیشتر صبح شب وصل سے ہم گذرین گے
زور ادبار چلے گا نہ خوش اقبالون سے

مست ہاتھی ہے تری چشم سیہ مست اے یار
صف مژگان اسے گھیرے ہوئے ہے بھالون سے

روئے خوبان سے ملے گا ہمین بوسہ کہ نہین
حال ان شکلون کا کچھ پوچھیئے رمالون سے

عارضی حسن سے نفرت یہ ہوئی ہے دل کو
رتبہ زلفون کو نہین مکڑیون کے جالون سے

خط شب گون نے نکل کر عبث اندھیر کیا
کافرستان تو وہ رخ آگے ہی تھا خالون سے

دو جہان حشر کے دن ہووین گے باہم موجود
شغل ہون گے ادھر والے ادھر والون سے

دل حسینون کے تصور سے بنایا خالی
آئینہ خانون مین کثرت رہی تمثالون سے

کچھ تو ہلکا کرین خار رہ صحرا اے جنون
بوجھ لنگر کا ہوئے ہین کف پا چھالون سے

ان کے بوسون کی تمنا ہے لبون کو آتش
آئینہ کب صفا کرتے ہین جن گالون سے

اُتارا اُتارتا ساقی جو شیشہ طاق سے ہے
لبون پہ آتی مری جان اشتیاق سے ہے

جواب دون ترے نالہ کا کیا مین اے بلبل
کراہنا مجھے تکلیف ہائے شاق سے ہے

نہ سو سکا تو مرے رکھکے درمیان شمشیر
یہ اتفاق بھی کچھ کم نہین نفاق سے ہے

مقام شکر ہے ایذا جو درد عشق سے ہو
غنیمت اس کو سمجھ حسن اتفاق سے ہے

ہمارے دل کو جلاتا ہے شمع کا جلنا
مشابہت بہت اسکو کسیکی ساق سے ہے

یہ وہ بلا نہین بے جان کے لئے جو ٹلے
یقین صبح کا کس کو شب فراق سے ہے

جمال چہرۂ خورشید بھی ہے کیا نعمت
کرورون ذرہ ہوا اسیر اطباق سے ہے

نظارہ کے لئے ہے قحط حسن تو خیر ان
کمال تنگ دل اپنا اس کہن رواق سے ہے

نہ بیٹھ بھول کے تو شاخ گل پہ اے بلبل
خرابی ہی خس و آتش کے اتفاق سے ہے

خدا کے واسطے کشتی مے کو لا ساقی
تباہ حال بہت آتش اشتیاق سے ہے

خواہان ترے ہر رنگ مین اے یار ہمین تھے
یوسف تھا اگر تو تو خریدار ہمین تھے

بیداد کی محفل مین سزاوار ہمین تھے
تقصیر کسی کی ہو گنہگار ہمین تھے

وعدہ تھا ہمین سے لب بام آنے کا ہونا
سایہ کی طرح سے پس دیوار ہمین تھے

کنگھی تری زلفونکی ہمین پہ تھی مقرر
آئینہ دکھانے تجھے ہر بار ہمین تھے

نعمت تھی ترے حسن کی حصہ مین ہمارے
تو کان ملاحت تھا خریدار ہمین تھے

سودا زدہ زلفون کا نہ تھا اپنے سوا ایک
آزاد دو عالم تھا گرفتار ہمین تھے

تو اور ہم اے دوست تھے یکجان دو قالب
تھا غیر سوا اپنے جو تھا یار ہمین تھے

بیمار محبت تھا سوا اپنے نہ کوئی
اک مستحق شربت دیدار ہمین تھے

بے اسپے بہلتی تھی طبیعت نہ کسی سے
دلسوز ہمین تھے ترے غمخوار ہمین تھے

اک جنبش مژگان سے غش آتا تھا ہمین کو
دو نرگس بیمار کے بیمار ہمین تھے

جب چاہتے تھے لیتے تھے آغوش مین تمکو
مجبور سے رہ جاتے تھے مختار ہمین تھے

ہم سا نہ کوئی چاہنے والا تھا تمھارا
مرتے تھے ہمین جان سے بیزار ہمین تھے

بدنام محبت نے تری ہم کو کیا تھا
رسوائے سر کوچہ و بازار ہمین تھے

دل ٹھوکرین کھاتا تھا نہ ہر گام کسی کا
اک خاک مین ملتے دم رفتار ہمین تھے

بھڑکانے سے آتش کو جلانے لگے یا تو
الطاف و عنایت کے سزاوار ہمین تھے

تنگ آئے لب یار سے گویا ہووے
آنکھین تلوؤن سے ملے کور تو بینا ہووے

حبذا یار کا درباب سعادت کہئے
زہے دیوار ہما سایہ سے پیدا ہووے

چھپ سکی باد سحر سے نہ تری زلف کی بو
مشک کا چور یقین ہے یہ کہ رسوا ہووے

یار نے پردہ کیا ہم سے بہت خوب کیا
حسن ہے وہ بھی کوئی جو کہ تماشا ہووے

اس بیابان مین پیادہ مجھے لائی ہے قضا
شہسوارون کی جہان گرد نہ پیدا ہووے

ناف پہ تیری ہو کیونکر نہ نگاہون کا ہجوم
ہالہ بے ماہ جو ہو جاوے تماشا ہووے

دل نہین داغ ہے جسمین نہین کیفیت عشق
جسم بے روح ہے بے بادہ جو مینا ہووے

آبرو جاتی ہے اگر معرکۂ الفت مین
کود پڑا اسمین کنوان ہووے کہ دریا ہووے

روز و شب چرخ ہنڈولے کی طرح پھرتا ہے
کس طرح سے نہ زمانہ تہ و بالا ہووے

حشر کا روز گذر جائے ملے حور و بہشت
وہ بھی دن ہو کہ نہ اندیشۂ فردا ہووے

نفرت آنے مین جو کی تھی عوض اُس کا یہ سمجھ
روح کو جسم کے چھٹنے مین جو ایذا ہووے

میری تکبیر کی آواز جو راہب سن پائے
درد سر نالۂ ناقوس کلیسا ہووے

روشنی سے مجھے اس کی یہ یقین ہوتا ہے
پنج شاخہ ترے در کا ید بیضا ہووے

دل کو خوش رکھتی ہے نافہمی کم عمر آتش
کوئی دیوانہ ہو لڑکون کو تماشا ہووے

سر کاٹ کے کر دیجئے قاتل کے حوالے
ہمت مری کہتی ہے کہ احسان بلا لے

ہر قطرۂ خون سوز درون سے ہے اک اخگر
جلاد کی تلوار مین پڑ جائین گے چھالے

یون دیتے ہین وہ عاشق بے صبر کو بوسہ
جیسے کوئی صدقہ کرے بھوکے کے حوالے

شمشیر ہے اے ترک نہین تیغ یہ تیری
سیفی ہے مرے سر کی بلا کو جو یہ ٹالے

نادان نہ ہو عقل عطا کی ہے خدا نے
یوسف کی طرح تمکو کوئی بیچ نہ ڈالے

نقاش ازل نے تری تصویر مین رکھے
انداز رخ و زلف زمانہ سے نرالے

ہستی کی اسیری سے شرر سے ہین سراتنگ
چھوٹے تو ادھر پھر کے نہین دیکھنے والے

سالک کو یہی جادہ سے آواز ہے آتی
پامال جو ہو راہ وہ منزل کی نکالے

کچھ اور لب یار کی تعریف کرون کیا
وہ لعل کہ دیکھے سے پڑین جان کے لالے

گرد رخ زیبا رہین کیونکر نہ وہ زلفین
دو سانپ حفاظت کو ہین اک گنج کے پالے

صیاد چمن ہی مین کرے مرغ چمن ذبح
لبریز لہو سے بھی درختون کے ہون تھالے

پیغام اجل ہوتے ہین اس عشق کے صدمے
بالا نفس سرو سے اللہ نہ ڈالے

دشمن سے سمجھتے ہین ہم اُس دوست کو بدتر
مشتاق کو منھ اپنا دکھا کر جو چھپا لے

مضمون ہے تو شمع رخ یار کا آتش
شاعر ہے اسے فکر کے سانچے مین جو ڈھالے

آبلے پاؤن کے کیا تونے ہمارے توڑے
خارِ صحرائے جنون عرش کے تارے توڑے

ذوقِ رُخ مین نہ جا بوسون سے باقی رکھی
ثمرِ گل چمنِ حسن کے سارے توڑے

سلسلہ اپنی گرفتاری کا کب قطع ہوا
پہنی پازیب انھون نے جو اُتارے توڑے

مست مجھ سا بھی کوئی نشہ کا ہوگا نہ حریص
پی کے مے جام کے دانتون سے کنارے توڑے

شربتِ وصل ہے تنقیہ کی خاطر موجود
تپِ ہجر آکے بدن کو نہ ہمارے توڑے

ختم دزدیدہ نگہ پر ہے تری طرّاری
دل نہین توڑے اچک کے پٹارے توڑے

آگیا وہ شجرِ حسن نظر جب ہم کو
بوسہ لیکر لبِ شیرین کے چھوارے توڑے

عشق بے درد سے کرنیکو کہا تھا کس نے
سر کو ٹکرا کے نہ دل درد کے مارے توڑے

کنجِ عزلت مین بٹھایا ہے خدا نے آتش
اب جو تم یان سے ہلے پاؤن تمھارے توڑے

پاتا ہون مہر و مہ کو بھی عدل و داد سے
خالی یہ کعبتین ہے نقشِ مراد سے

سودا ہے سر کو زلفِ گرہ گیرِ یار کا
دل بستگی ہے کافرِ خوش اعتقاد سے

ہر مژہ نہ چھوڑے گی نگہِ خشمگین یار
نیکی کی چشمداشت نہین بدنہاد سے

پار اُترین خاک بھر محبت کی کشتیان
طوفانِ نوح رہتا ہے بادِ مراد سے

شہرہ تمھارے حسن کا پہونچا ہے دور دور
مکتوبِ شوق آتے ہین کس کس بلاد سے

زور آوری پہ اپنے نہ سرکش کرین غرور
عاجز نہین خدا کا غضب قومِ عاد سے

مرکر ملائی سرکشیِ نفس خاک مین
کی جان کھو کے ہم نے فراغت جہاد سے

عاشق کے حال سے نہین معشوق بیخبر
بندہ کو بھولتا نہین اللہ یاد سے

دیوانہ ہو نہ دیکھ کے دل حسنِ عارضی
اچھا نہین ہے سابقہ بے اعتماد سے

اللہ سے مرادِ دلی کا ہون ملتجی
سائل ہون مین فقیر کریم و جواد سے

جو کچھ کہ ہو نہین خوب اُسے جانتا ہی دوست
دشمن ہزار بد کہے میرے عناد سے

بے درد و دردمند کا احوال کھل گیا
بیمار تندرست سے ناشاد شاد سے

ہنگامہ حسن و عشق کا یون ہی رہیگا گرم
فتنے نہ باز آئین گے شر و فساد سے

مانوس یار مجھ سے ہین شیدائے یار ہون
مشتاق ہم دگر ہین دو دل اتحاد سے

خون جگر سے پرورش شعر ہم نے کی
فرزند کا سلوک کیا خانہ زاد سے

دشمن ہو جو حسین علیہ السلام کا
آتش نہ کم سمجھ اسے ابن زیاد سے

یہ کس رشک مسیحا کا مکان ہے
زمین یان کی چہارم آسمان ہے

خدا پنہان ہے عالم آشکارا
نہان ہے گنج ویرانہ عیان ہے

دل روشن ہے روشن گر کی منزل
یہ آئینہ سکندر کا مکان ہے

تکلف سے بری ہے حسن ذاتی
قبائے گل مین گل بوٹا کہان ہے

پسیجے گا کبھی تو دل کسی کا
ہمیشہ اپنی آہون کا دھوان ہے

برنگ بو ہون گلشن مین مین بلبل
بغل غنچہ کی میرا آشیان ہے

شگفتہ رہتی ہے خاطر ہمیشہ
قناعت بھی بہار بے خزان ہے

چمن کی سیر پر ہوتا ہے جھگڑا
کمر میری ہے دست باغبان ہے

بہت آتا ہے یاد اے صبر مسکین
خدا خوش رکھے تجکو تو جہان ہے

الہی ایک دل کس کس کو دون ہین
ہزارون بت ہین یان ہندوستان ہے

یقین ہوتا ہے خوشبوئی سے اسکے
کسی گلرو کا غنچہ عطر دان ہے

وطن مین اپنے اہل شوق کی طرح
سفر مین روز و شب ریگ روان ہے

سحر ہووے کہین شبنم کرے کوچ
گل و بلبل کے دریا درمیان ہے

سعادت مند قسمت پر ہین شاکر
ہما کو مغز بادام استخوان ہے

دل بیتاب جو اس مین گرے ہین
ذقن جانان کا پارہ کا کنوان ہے

جرس کے ساتھ دل رہتے ہین نالان
مرے یوسف کا عاشق کاروان ہے

نہ کہہ رندونکو حرف سخت واعظ
درشت اہل جہنم کی زبان ہے

قد محبوب کو شاعر کہین سرو
قیامت کا یہ اے آتش نشان ہے

آتش نالۂ بلبل سے دھوان ہوتا ہے — سیر گلزار سے مجھکو خفقان ہوتا ہے

روئے گل کو رخ رنگین سے ترے کیا نسبت — قد صنوبر کا یہ بوٹا سا کہان ہوتا ہے

ظاہر بازی ایام ہے باطن سے خلاف — دانہ ہوتا ہے عیان دام نہان ہوتا ہے

وعدۂ شب نہ کرائے مہ لقا جھوٹ نہ بول — جلوہ گر رات کو خورشید کہان ہوتا ہے

باتین کرتا ہون نگاہون پہ پڑا دون سے — دیدۂ شوق سے یان کار زبان ہوتا ہے

ابروئے یار سے قوت ہے مژہ کو ساری — تیر کے واسطے سب زور کمان ہوتا ہے

فرش گل پر وہ نزاکت سے نہین سو سکتے — تن نازک مین رگ گل کا نشان ہوتا ہے

حسن کو داغ لگاوے گی یہ سیر گلزار — آپ پر حور بہشتی کا گمان ہوتا ہے

صورت کعبہ دکھاتے ہین جو طاق ابرو — چاہ زمزم وہ زنخدان کا کنوان ہوتا ہے

حسرت انجام جہان گذران ہے غافل — صحن رہتا نہین گلزار خزان ہوتا ہے

جذبۂ دل سے الٹتا ہے نقاب رخ یار — پردۂ غیب کا احوال عیان ہوتا ہے

چشم تر عالم نیرنگ دکھاتی ہے مجھے — برج آبی مرے رہنے کا مکان ہوتا ہے

زیر دیوار جو بیٹھون تو حسد سے میرے — سایہ سر پہ سے دبے پاؤن روان ہوتا ہے

جائے نامرد نہین بزم مین اپنے آتش
مصرع تیغ کے مطلب کا بیان ہوتا ہے

خدا محفوظ رکھے دل کو اس افعی کاکل سے — نہین ممکن سلامت چھوٹنا موذی کے چنگل سے

شراب سرخ کا ساغر چلے ساقی لب جو پر — چمن سرسبز ہے باران رحمت کے تفضل سے

اگر نام آوری مقصود ہے نیکون سے صحبت رکھ — ہوا ہے شہرۂ آفاق لفظ طیب سنبل سے

پری لاتی ہے صندل گھسکے مجھ دیوانے کی خاطر — جو سر مین درد ہوتا ہے کبھی زنجیر کے غل سے

اٹھائی آستین جو چشم دریا بار سے اپنی — بنے گرداب دور دامن اشکون کے تسلسل سے

چمن کی سیر سے نفرت ہمارے دل کو ہوتی ہے — طبیعت کو خفا کرتی ہے صحبت خار کی گل سے

خدا پر رکھ نظر طالب اگر ہے دین و دنیا کا — یقین ہے دولت کونین حاصل ہو توکل سے

ضرر پہونچاتی ہے معشوق کو بیتابی عاشق — پھٹے ہین پردہ ہائے گوش گل فریاد بلبل سے

اثر پیدا کیا گردش نے اس کے دور ساغر کا
تری آنکھوں نے کیفیت اٹھائی ساغر مل سے

منغص کی طبیعت یار بن سامان عشرت نے
دماغ اپنا پریشان ہو گیا مینا کی قلقل سے

شب مہ مین جو دریا کے کنارے جاکے روتا ہون
گذر جاتی ہے کشتی بار کر ٹھوکر سر پل سے

قیامت مین بھی کوئی حال کو انکے نہ پوچھے گا
کیا ہے کشتہ تونے جنکو شمشیر تغافل سے

نہایت مشت خاک آتش بیکس کو حسرت ہے
کسی دامن تلک پہونچے صبا تیرے توسل سے

بالائے بام خانہ وہ عالی جناب ہے
منزل سے اپنی جلوہ نما آفتاب ہے

دیکھے جو بے نقاب تجھے کس کو تاب ہے
خورشید تیرے آگے گل آفتاب ہے

فصل بہار آئی ہے دور شراب ہے
قاضی و محتسب کا کلیجہ کباب ہے

زیر زمین بھی چین کی صورت نہین کوئی
آسودگان خاک کی مٹی خراب ہے

بیدار آج ہووے تو فرداے حشر کو
خواب اپنے بخت کا نہین مردہ کا خواب ہے

فصل بہار آکے خزان بار ہا ہوئی
انگور مین ہنوز ہمارے شراب ہے

دیوانگان عشق گرفتار حال ہین
تو اے پری اسیر طلسم حجاب ہے

تصویر یار دیکھی ہے فرداے حشر کو
اتنا تو ہم کہین گے دہن لاجواب ہے

شاعر پسند حسن پر آشوب ہے ترا
دیوان روزگار کا تو انتخاب ہے

دوزخ بہشت ہو اگر اس کو نہ چھوڑیے
ہر پاٹ اپنے دامن تر کا سحاب ہے

بہلائیے شراب سے دل کو کوئی گھڑی
لہرا رہا ہے سبزہ روان جوئے آب ہے

دریا مین ایک روز نہانے گیا تھا یار
اس دن سے اب تک آنکھوں مین جان حباب ہے

چندرے مین پاک صحبت طاہر سے ہو نجس
سرکہ نمک سے چار گھڑی مین شراب ہے

بیداری سے زیادہ تڑپتا ہون خواب مین
آسودگی مین برق کا یان اضطراب ہے

خاطر نہ اس کی توڑیے جام شراب سے
مہمان چندروزہ یہ عہد شباب ہے

غافل پہ آشکار ہو صورت سے حال دل
چین جبین مرد دلیل عتاب ہے

ساقی ملے گا باغ مین دیکھا ہے خواب مین
جنت ہے دست حور مین جام شراب ہے

ڈورا کھینچا ہے کون سے قاتل کی تیغ پر
گردن مین کچھ رگون کو بہت پیچ وتاب ہے

ٹلتے نہین ہین سامنے سے اشک ایک دم
آتش ہمارا تشنۂ دیدار آب ہے

تنگ دنیا کی خرابی مین ہون نازک خو سے
درد سر ہونے لگا فاختہ کی کوکو سے

ماہ نو دیکھ کے دیکھا کئے ہم صورت یار
ہر مہینے مین ہوا عید کا چاند ابرو سے

سیر گلشن مین ہوا یار برابر جو کھڑا
مصرع سرو کیا بیت قد دلجو سے

شمع بیدود یہ آئینۂ بے زنگ ہے وہ
کم نہین خوبی مین کچھ ساق صنم زانو سے

حسن کافر کو کیا ہم نے مطیع الاسلام
بوسۂ خال لیا جزیہ لیا ہندو سے

غسل کر لے کہین دریا مین نہانے کو نہ جا
مچھلیان لپٹین گی اے یار ترے بازو سے

لب جان بخش سے ہے چشم فسون گر کا سوال
زندہ اعجاز سے ہووے جو مرے جادو سے

جسقدر ہووے دراز اسکو صنم ہونے دے
سنبل باغ کو بڑھ چلنے نہ دے گیسو سے

نہین معلوم اُن آنکھون کا ارادہ کیا ہے
کچھ اشارت مین تو مژگان نے کہا ابرو سے

زخم خندان ہے بعینہ گل خندان ہر ایک
بوئے خون آتی ہے اس باغ مین آب جو سے

صورت جام سبو ہجر کی شب گھبرا کر
خم گردن کو مین توڑون گا دم یاہو سے

سونگھکر منھ کو ترے سونگھا تو بدتر نکلی
دہن غنچہ کی بو گندہ بغل کی بو سے

دیکھکر چشم سیہ کو ترے کہتے ہین عرب
شتر مست کو اندیشہ ہے اس آہو سے

حور بنکر مرے پاس آئیو اے عزرائیل
مرد ہون عشق مین رکھتا ہون زن خوشرو سے

رحم کر واسطے اللہ کے خاموش آتش
پردۂ گوش جلے نالۂ آتش خو سے

شہرۂ آفاق مجھ سا کون سا دیوانہ ہے
ہند مین ہون پرستان مین مرا افسانہ ہے

صیدگاہ مرغ دل رخسارۂ جانانہ ہے
دام زلف عنبرین ہے خال مشکین دانہ ہے

حسن سے رتبہ ہے اپنے عشق کامل کا بلند
آستانہ پر پری ہے بام پر دیوانہ ہے

آہمین رہتا ہے صفائے روئے جانان کا خیال
دل نہین پہلو مین اپنے آئینہ کا خانہ ہے

بیچتا ہون دل کو جو محبوب چاہے مول لے
بوسہ قیمت ہے توجہ کی نظر بیعانہ ہے

پھوٹیں وہ آنکھیں نگاہ بد سے جو دیکھیں تجھے
آتشیں رخسار مجمر خال کالا دانہ ہے

روز و شب اُس شمع رو کو بھیجتا ہون خط شوق
نامہ بر دن کو کبوتر رات کو پروانہ ہے

خار خار دل غنیمت جانتا ہون عشق مین
زلفِ دود آہ کی آراستگی کا شانہ ہے

شرح لکھا چاہیے اس کی بیاض صبح پر
مطلع خورشید بیتِ ابروِ جانانہ ہے

حالت آئینہ رکھتا ہے صفا سے دل مرا
آشنا سے آشنا بیگانہ سے بیگانہ ہے

قتل سے مجھ سخت جان کے منکرے قاتل نہو
حجت قاطع تری تلوار کا دندانہ ہے

واسطے ہر شے کے دنیا مین مقرر ہین محل
شہر مین جب تک ہے مجنون کنج ویرانہ ہے

باغ عالم مین نہین اُس شوخ سا کوئی حسین
گل ہے اپنا یار یوسف سبزہ بیگانہ ہے

اب نہین اے ماہ جوبن کو ترے بیم زوال
خط شکین حسن کی جاگیر کا پروانہ ہے

حال سے ہے جسکا اسی کے واسطے ہے خوشنما
نقص ہے تلوار کا وصف ارہ کا دندانہ ہے

یار کھینچے تیغ تیرے قتل کرنے کے لئے
سر جھکا آتش یہ جائے سجدۂ شکرانہ ہے

سائل نجات کا ہون خدائے کریم سے
رحمت بزرگ تر ہے گناہِ عظیم سے

آئی تھی کس کے سنبل عنبر شمیم سے
گلزار ہو رہے ہین معطر نسیم سے

حاضر ہے مرغ دل جو ذرا گوش یار لے
اک مشت پر عزیز نہین اس یتیم سے

تو شاہ حسن حسن ہے تیرا فقیر یار
خطِ سیہ اشارہ سمجھ لے گلیم سے

دل دادہ جب سے ہون کہ مری جان آپکی
آواز آشنا نہ تھی گوش کلیم سے

بیدار بخت ہون مین جو سوسن مرے لئے
آتی ہے خواب مین باغ نعیم سے

یاد آئی بوئے پیرہن یار باغ مین
پھرون ہی بد دماغ رہے ہم شمیم سے

اللہ سے بھی انکو زیادہ غرور ہے
وہ باتین کین نہ ایک صنم نے کلیم سے

کشمیر و طوس لیگئے آکر دوشالہ باف
کچھ پشم جھڑ گئے تھے ہمارے گلیم سے

کھلوایا پیڑ کے حیلے سے کھائے جو اسنے پان
بندھوائی مہندی پانون مین دست کلیم سے

خوش ہو نہ دیکھکر قد و زلف و دہان یار / حرف الم عیان ہے الف لام میم سے
پھندے مین عشق کے نہین خوبا کہ دل پھنسا / نکلے گی جان انکی عذاب الیم سے
صیاد نے بہار سے پہلے کیا حلال / شرمندہ بوئے گل کے نہین ہم نسیم سے
مر جاؤن پر نہ راز محبت ہو آشکار / واقف نہ ہو کوئی مرے حال سقیم سے
اب کی بہار مین تو مجھے پار اُتار دے / کشتی رہے دوا پہ امید و بیم سے
سائل ہین آسمان سے سب نان کے کون کو / گل کھانیکو تو آپ ہی نہ لین ہم لئیم سے
دنیا کو تھوکتے نہین دیوانگان عشق / یان طوق ہے طلا سے نہ زنجیر سیم سے
اک مشت استخوان پہ نہ اتنا غرور کر / قبرین بھری ہوئی ہین عظام رمیم سے
بیقدر رہے سخن جو سخندان کوئی نہین / قدر اس گہر کی ہوتی ہے گوش فہیم سے
اللہ رے ہوا اے لب بام قصر یار / اڑ کر کبوتر آگے گیا ہے نسیم سے
داغ غم فراق کی کرتا ہون جلین سیر / آنکھون کو سینکتا ہون مین نار جحیم سے
طفلی سے سامنا غم و اندوہ کا رہا / کیا کیا نہ حادثے ہوئے ہمسر قدیم سے
پھر گل شگفتہ ہوتے مین لیتے ہی انتقام / غافل نہین بہار خزان سے غنیم سے

شیشہ پری سے جان لے آتش بھرا ہوا / خالی سمجھ نہ خم کو فلاطون حکیم سے

آج تک واقف نہین کوئی ہمارے حال سے / سامنا آئینہ کا ہے عالم تمثال سے
پھنسکے اس مین مرغ جان چھوٹا نہ انکے جال سے / اپنی دیکھی ہوئی زلف پریشان حال سے
سامنے سینہ نہ کرے اے دل دہن کے خال سے / رکتی ہے بندوق کی گولی کہین بھی ڈھال سے
فتنۂ دے کا اثر رکھتا ہے مطرب کا سماع / کچھ خبر رہتی نہین صوفی کو اپنے حال سے
مطلب دیدار کے خاطر جو پھینکوادون اُسے / منہ چھپاوین سعد شکلین قرعۂ رمال سے
جب جتا ہے روئے نورانی پر افشان یار نے / اڑ گیا ہے مطلع خورشید بیت المال سے
افشرے کا بوسہ بازی مین مجھے ملتا ہے لطف / قند کی ڈلیان وہ لب ہین خال لب ہین فالسے
باندھتا ہون شعر مین مضمون طلائی رنگ کے / مرغ زرین صید کرتا ہون مین اپنے جال سے

کارِ اعلیٰ گو کرے ادنیٰ وہی بیقدر ہے
دیکھ لے قیمت مین کم ہوتا ہے کمبل شال سے

ہاتھ ملکر رہگیا صیاد اُڑا کر لے گئی
دانہ قسمت ہوا اسیر سے پرون کی جال سے

ناتوان ہرچند مین مجنون ہون آنے دے بہار
اے جنون زنجیر توڑدون کا ترے اقبال سے

کسکو ہے فکر کفن پروانہ مردہ ہون مین
شمع کشتہ ہون مجھے کیا کام ہے غسّال سے

ماہ رو کیونکر کہین تجکو نہ ہم صاحب کمال
سینۂ عارف نہوگا صاف تیرے گال سے

دل اُلجھتا ہے نہایت دیکھیے ہوتا ہے کیا
زلف پیچان کچھ اشارہ کر رہی ہے خال سے

حشر تک ہووے نہ وہ زلف سیہ آتش سفید
دون جسے تشبیہ اپنے نامہ اعمال سے

خرام ناز مین شمشیر برّان کی روانی ہے
تری پاپوش اے ترک ستمگر سیف خانی ہے

ہر ایک شعر اپنا معشوقون کو پیغام زبانی ہے
دلیل اُسیر ہمارے نظم کا کاف بیانی ہے

وہ ایسا کونسا معشوق ہے جسکو نہین چاہا
یہ فردین جتنی ہین اُن پہ ہماری بھی نشانی ہے

تری حسن کی کھنچنے نہین دیتی شبیہ اُسکی
ادھر بہزاد عاجز ہے اُدھر مجبور مانی ہے

خوش الحان نالہ کش مجھسا نہوگا باغ عالم مین
غذا میری دو نان گندم داو دخانی ہے

ہوا سے اُڑ کے پہونچا اُس پری پیکر کے کوچے مین
وہ مجنون ہون جسے تخت سلیمان ناتوانی ہے

مٹا لے چار دن مجکو گیا جس روز جنت مین
کہان پیری وہی مین ہون وہی میری جوانی ہے

تری فرقت مین اے یوسف خلیل وقت ہین عاشق
غم و اندوہ حرمان کی ہمیشہ میہمانی ہے

خیال آیا ہے ہمکو اندلون مضمون گیسو کا
زمین شعر پر نازل بلائے آسمانی ہے

جسے دیکھا وہ ماہ چار دہ مطلوب ہے اُسکو
عزیز دل نہ ہو کیونکر عجب یوسف جوانی ہے

فقیر مست ہون نعمت مری حاضر ہے جو چاہے
کباب نرگسی ہے یا شراب ارغوانی ہے

نہین بننے کا سودا ہم سے اس بازار عالم مین
عداوت کی ہے ارزانی محبت کی گرانی ہے

نگہ پھرتی ہے اُس کی یک بیک دیوانہ ہو دیگا
پری سمجھا ہے دل جسکو بلائے ناگہانی ہے

ستارہ آج کل چمکا ہوا ہے اپنا اے آتش
موافق ہے فلک اُس ماہ رو کی مہربانی ہے

بہار باغ ایا اے شراب ارغوانی ہے
تسلسل خواہ دور جام و دور آسمانی ہے

سخن گوئی کا باعث عشق چشم یار جانی ہے
فسون پرداز کی دولت سے یہ معجز بیانی ہے

تجھے اے ترک زیبا دعوے صاحبقرانی ہے
نگاہ خنجر ترا لوح طلسم زندگانی ہے

کمر سے ہاتھون کو کسکا طوق کسکا بوسہ لے عاشق
دہن وہمی کمر اس آفت جان کی گمانی ہے

فراق یار مین رو رو کے آنکھون کو مین کھوؤنگا
مین ہون یعقوب کا ہم چشم و یوسف کا ثانی ہے

حذر کر میرے گریہ سے نہ رلوا آسمان مجکو
یہ وہ سیلاب ہے جو خانہ ویرانی کا بانی ہے

نصیحت کرتے کرتے اسنے دیوانہ کیا مجکو
الہی پند ناصح ہے کہ پریون کی کہانی ہے

وہ کھڑا دیکھکر بھولین گے اپنی کشت کو دہقان
خط اس محبوب کے رخسار گندم گون کا دھانی ہے

نہ آوارہ ہو دنیا مین ڈھونڈھو اسے جو پایا ہے تو جسکا
یہی ویرانہ ہے جسمین کہ وہ گنج نہانی ہے

غنیمت سمجھین اس ہستی کو کم سن والم مین اپنے
بھڑک کر جب اڑا عنقا یہ طاؤس جوانی ہے

جو روتا ہون تو کہتا ہے وہ ہنسکر مجھ سے اے آتش
یہ کیا آزار ہے تجکو نہین بچتا جو پانی ہے

کہان تک آنکھون مین سرخی شراب خواری سے
سفید مو ہوے بازآ سیاہ کاری سے

رہا نہ پیچھے مین گرد تری سواری سے
بلند گرد نہ ہونے دی اشکباری سے

سبوے غنچہ ہے معمور و جام گل لبریز
ٹپک رہی ہے شراب ابر نوبہاری سے

جمال دوست ہون یسین کے بدلے وقت اخیر
سنون گا سورۂ یوسف زبان قاری سے

وصال شاہد مقصود ہوگا بعد فنا
وہ دلربا جو ملے گا تو جان نثاری سے

مرا اڑون کان کو مجنون کے مثل طفل شریر
عجب نہین یہ جنون کی بزرگواری سے

دکھاؤ ہنسکے صفا کدن اپنے دندان کی
گہر ہین آگ کے مول اپنی آبداری سے

رقیب کو تری تلوار نیم جان رکھے
جو سرفراز ہو عاشق تو زخم کاری سے

ہماری خاک سمجھنا اسے ہمارے بعد
رہے جو گرد نہ پیچھے تری سواری سے

ترے دہان و کمر کا ہے ذکر ورد زبان
ہمیشہ بحث ہے فرضی و اعتباری سے

چمک رہی ہے بہت برق کو ملاؤنگا
ترے دوپٹے کی اتری ہوئی کناری سے

ثناے حسن مین اسکو خدا روان رکھے
قلم نے پانون نکالے ہین سرگزاری سے

سوال بوسہ پر انکار جبر کرنا ہے
کنارہ کرتے ہو کیا امر اختیاری سے

ہرا بھرا رہے اے باغبان ترا گلزار
دماغ تازہ رہین نکہت بہاری سے

اکیلا پاکے نہین چھوڑنے کا مین تم کو
خیال خام ہے یہ میری پختہ کاری سے

حقیقت چمن دہر سے جو ہو آگاہ
گل مراد چنے تو ہر اک کیاری سے

وصال یار نہین تو وصال گو رہی ہو
جو کچھ کہ ہونا ہو آتش ہو آہ وزاری سے

عاشق جانباز کی گردن پر احسان کیجئے
طشت و سر موجود ہے شمشیر عریان کیجئے

وصل کی شب عیش و عشرت کا یہ سامان کیجئے
خود بھی عریان ہوجئے اسکو بھی عریان کیجئے

اپنی صورت دیکھنے سے ایکدن فرصت نہین
توڑکر آئینہ اُس خودبین کو حیران کیجئے

کم نہین خورشید سے داغ جنون مین روشنی
صبح ہوجائے جو چاک اپنا گریبان کیجئے

راہ مین اکثر کنوان بنواتے ہین لوگ آپ بھی
فی سبیل اللہ یہ چاہ زنخدان کیجئے

مُنہ تو دکھلا دے نمط تیرا گلون سے پیشتر
چاک اے صبح بہار اپنا گریبان کیجئے

یہ سیہ دل صورت گیسو نہوگا روسفید
خال وہ ہندو نہین جسکو مسلمان کیجئے

چھپکے آؤ آشکارا میرے گھر آئے تو کیا
اجر ہے اسکا بڑا جو خیر پنہان کیجئے

بلبل شیدا کے نالون سے یہ آتی ہے صدا
فصل گل ہے چار دن سیر گلستان کیجئے

اپنے کہنے سے اگر آب تلخ تم پیتے نہین
آگ مین ہم کودتے ہین آپ اگر ہان کیجئے

یہ صدا ہے اُسکے مشتاقون کے گھر مین سے بلند
دیدہ و دل فرش یا انداز مہمان کیجئے

تم بھی دیوانے ہو آتش سنتے ہین آئی بہار
بیٹھے کیا کرتے ہو چاک اٹھکر گریبان کیجئے

پیری سے مرا نوع دگر حال ہوا ہے
وہ قد جو الف سا تھا سو اب دال ہوا ہے

مقبول مرے قول سے قوال ہوا ہے
صوفی کو غزل سُن کے مری حال ہوا ہے

اُن ہاتھون کی دولت سے کرم اامال ہوا ہے
اُن پانون سے آوازۂ خلخال ہوا ہے

البتہ اللہ بعد منت ادھر سے
جب قتل کیا ہے کسی عاشق کو تو واں سے
کس عقدہ کو اس زلف کے کھولا نہین ہنسے
کس سر کو نہین یار کی رفتار کا سودا
بیمار رہا برسون ہی عیسیٰ نفسون مین
جاوے جو صبا کوچۂ گیسو مین تو کہنا
بو مشک کی ہائین ہے تو عنبر کی بھرائین
لڑواتا ہے آپس مین خریدارونکو تیرے
دیدار ہے عام اہل نظر سے ہے اگر تو
اے ابر کرم تو ہی سفید اسکو کرے گا

انکار تھا جس شے کا اب اقبال ہوا ہے
جلاد کی تلوار کو رومال ہوا ہے
سلجھایا ہے الجھایا ہوا جو بال ہوا ہے
معراج وہ سمجھا ہے جو پامال ہوا ہے
پوچھا نہ کسی نے کبھی کیا حال ہوا ہے
سودائیون کا تیرے برا حال ہوا ہے
کچھ زلف سے بھی طرہ ترا خال ہوا ہے
دلال ترا قضیہ کا دلال ہوا ہے
دولت تیری خاطر سے جو کچھ مال ہوا ہے
برسون مین سیہ نامۂ اعمال ہوا ہے

جو ناز کرے یار سزاوار ہے آتش
خوش شرو و خوش اسلوب و خوش اقبال ہوا ہے

یہ کمانداری ہے دم تک عاشق دلگیر کے
وا ہوئے ہرگز نہ وہ عقدے جو تھے تقدیر کے
بسکہ قامت سے ہے آثار قیامت آشکار
آشنا معنی سے بھی ہو جائین گے صورت پرست
ایک میرے قتل سے دو لطف اے قاتل ہوئے
کھائے ہین دو چار گل خوبان گل رخسار پر
بوسہ لیتا ہون تو کہتا ہے طمانچہ مار کر
گفتگو تو نے غرور حسن سے اے بت نہ کی
شہرہ ہے گیسوئے پیچان کا تمھارے ہر طرف
جنبش مژگان سے وہ خونخوار کھیلے گا شکار
اپنے دیوانون کو صحرا اے عدم پہونچا دیا

اس نشانہ کو اڑا کر یہ کھینچین گے تیر کے
سعی کرتے کرتے ناخن گھس گئے تدبیر کے
فتنے ہوتے ہین مرید اس کافر بے پیر کے
دیکھ لین گے تجکو بھی عاشق تری تصویر کے
زنگ دل تیرا مٹا جو ہر کھلے شمشیر کے
داغ چند اس عشق مین کھٹکے اپنی بھی تقدیر کے
دیکھئے تعزیر اسے قابل جو ہو تعزیر کے
رہگئے مشتاق گوش اپنے تری تقریر کے
غلغلے ہین چار سو اس بے صدا زنجیر کے
صید کے تودے لگا دین گے یہ دستے تیر کے
چیر ڈالا ارہ سے مانگ اس پری نے چیر کے

آج کل سے حسن پردہ نازنین نادان نہین — عاشقون پر پیکر توڑے ہین دندان شیر کے
ٹھٹھے کرتے ہین مثل کبک نالون کے عوض — عاشق شیدا تمھاری چاند سی تصویر کے

دولتِ دنیا سے آتش ہمنے جب پھیری نگاہ
جس طرف آنکھ اُٹھ گئی تو دے لگے اکسیر کے

تیغ ابرو نہیں دی جانے کی اے دل خالی — سہل اس چوٹ کا کھا لینا ہے مشکل خالی
جو ستم چاہے سو کر یار نہ بدتر ہوں گے — کینہ سے رکھتے ہین سینہ ترے مائل خالی
تیغ خوش آب سے تیری ہے توقع قاتل — سر سے پا تک نہ رہے زخم سے بسمل خالی
کیا پتنگے کی طرح ہم سے بھرا پھرتا ہے — کھینچ کر تیغ دل اپنا کرے قاتل خالی
دیتی ہے شانِ کریمی اُسے حسب دلخواہ — تیری درگاہ سے پھرتا نہیں سائل خالی
قصر تن سا بھی نہ دلچسپ کوئی گھر ہوگا — روح مہمان اسے کرتی ہے بہ مشکل خالی
دلِ بیدرد سے رہتی ہے گران خاطر روح — بوجھ ناقہ کو ہے لیلیٰ سے یہ محمل خالی
برق وش یار کی فرقت میں ہمے جب بیتاب — ابر باران کی طرح روکے کیا دل خالی
ہفت اقلیم ترا بھرتی ہے دم اے محبوب — حُسن کے عشق سے کوئی نہین منزل خالی
فرقت یار مین جامہ سے ہون باہر رہتا — بیخودی رکھتی ہے مجھسے مری منزل خالی
تیرے دم سے ہین بجا اپنے حواس خمسہ — اٹھ گیا تو تو ہوئی یار یہ محفل خالی
جنگ جو یار کا اصلاح پہ آیا نہ مزاج — عقل سے ہوتا ہے فی الواقعی جاہل خالی
کعبہ مین ہم کو ہے مقصود بہار فردوس — دل مین جا ہے تری اے حور شمائل خالی
دل کے بہلانے کو گلزار مین آنکلا ہون — سر کو میرے نہ کرے شور عنادل خالی
روشنی حُسن کی رکھے گی زمانہ روشن — شمع رویون سے رہیگی نہ یہ محفل خالی
جام مین قطرۂ مے لب نہ مرے چھوڑینگے — مال کشتی کو کیا کرتے ہین ساحل خالی

قیس و فرہاد سے دل دادہ ہزارون آتش
تیشہ بیکار رہے گا نہ سلاسل خالی

لیکے تیشہ کھینچنا رنج و محن کیا چاہیے — جان شیرین کھو نیکو اے کوہکن کیا چاہیے

تیرے کشتون کو نہین پروائے رخت آخرت
ہو نہ ممکن تو شہیدون کو کفن کیا چاہیئے

مین گدائے حسن ہون صورت ہی میری ہے سوال
بہر عرض مدعا مجھکو دہن کیا چاہیئے

دل جلا لینا کہین تیری طرح سے اے چراغ
ہمکو بالین مزار و انجمن کیا چاہیئے

جامۂ عریانی ہی سے تنگ مین دیوانہ ہون
پھاڑکھانے کو بدن کے پیرہن کیا چاہیئے

ہو تو سودائی نہین میری طرح سے زلف کی
دخل روغن مین تجھے اے یاسمن کیا چاہیئے

جان کھونے کے لئے لازم نہین ہے عشق حسن
ڈوب مرنے کے لئے چاہ ذقن کیا چاہیئے

تیوری رہتی ہے چڑھی کچھ تم کو سودا تو نہین
اس جبین پر گیسوؤنکی سی شکن کیا چاہیئے

یہ اشارہ کرتی ہے غربت مین شمشیر قضا
کھلے کہنا ہو جو کچھ اے بیوطن کیا چاہیئے

فکر رنگین ہم کو دکھلاتی ہے گھر بیٹھے بہار
مثل بلبل نالہ کرنے کو چمن کیا چاہیئے

چومتا ہون پاؤن اے آتش تو کہتا ہے وہ بت
مرد مومن کو طریق برہمن کیا چاہیئے

صورت سے اسکی بہتر صورت نہین ہے کوئی
دیدار یار سی بھی دولت نہین ہے کوئی

آنکھونکو کھول اگر تو دیدار کا ہے بھوکا
چودہ طبق سے باہر نعمت نہین ہے کوئی

ثابت ترے دہن کو کیا منطقی کرینگے
ایسی دلیل ایسی حجت نہین ہے کوئی

یہ کیا سمجھ کے کڑوے ہوتے ہین آپ ہمسے
پی جائے گا کسی کو شربت نہین ہے کوئی

مین نے کہا کبھی تو تشریف لاؤ بولے
معذور رکھیئے وقت فرصت نہین ہے کوئی

ہم کیا کہین کسی سے کیا ہے طریق اپنا
مذہب نہین ہے کوئی ملت نہین ہے کوئی

دل لیکے جان کے بھی سائل جو ہو تو حاضر
حاضر جو کچھ ہے اُسمین حجت نہین ہے کوئی

ہم شاعرون کا حلقہ حلقہ ہے عارفون کا
نا آشنائے معنی صورت نہین ہے کوئی

دیوانون سے ہے اپنے یہ قول اس پری کا
خاکی و آتشی سے نسبت نہین ہے کوئی

ہژدہ ہزار عالم دم بھر رہا ہے تیرا
تجکو نہ چاہے ایسی خلقت نہین ہے کوئی

نازان نہ حسن پر ہو مہمان ہے چار دنکا
بے اعتبار ایسی دولت نہین ہے کوئی

جان سے عزیز دلکو رکھتا ہون آدمی ہون
کیونکر کہون مین مجکو حسرت نہین ہے کوئی

یوں بد کہا کرو تم بتوں مال کچھ نہ سمجھو | ہم سا بھی خیر خواہ دولت نہیں ہے کوئی
میں پانچ وقت سجدہ کرتا ہوں اُس صنم کو | مجکو بھی ایسی ویسی ندرت نہیں ہے کوئی
مادشما کہہ وہ کرتا ہے ذکر تیرا | اس داستان سے خالی صحبت نہیں ہے کوئی

شہر بتاں ہے آتش اللہ کو کرو یاد
کس کو پکارتے ہو حضرت نہیں ہے کوئی

بازار دہر میں تری منزل کہاں نہ تھی | یوسف نہ جس میں ہو کوئی ایسی دُکان نہ تھی
زردی نے میرے رنگ کی مجکو رُلا دیا | ہنسواے جو کسی کو یہ وہ زعفران نہ تھی
ظاہر سے خوبرویوں کو باطن خلاف تھا | شیریں لبوں کی طرح سے اُنکی زبان نہ تھی
منزل ہی دور ہے جو یہ پہونچے نہیں ہنوز | دم لینے والی راہ میں عمر رواں نہ تھی
دکھلائی سیر آنکھوں کو بام مراد کی | ایسی کوئی کمند کوئی نردبان نہ تھی
قوسِ قزح سے ہم نے بھی تشبیہ دی اُسے | چلہ نہ ہونے سے جو وہ ابرو کمان نہ تھی
آگاہ جذب عشق زلیخا سے تھا نہ حسن | یوسف کو چاہ میں خبر کاروان نہ تھی
یاد آگئی جو سلک گہر تیرے گوش کی | سوہانِ روح تھی مجھے شب کہکشان نہ تھی
رہ جانا پیچھے جسم کا جان سے عجب نہیں | کس کاروان کی گرد پسِ کاروان نہ تھی
نافہمی کی دلیل ہے یہ سجدہ سے ابا | ابلیس کو حقیقت آدم عیان نہ تھی
عاشق کے سر کے ساتھ ہے سودائے کاکل یار | مومن نہ تھا وہ جسکو ہوائے جنان نہ تھی
بانگ جرس سے آگے ہر ایک کا قدم رہا | گرد اپنے کاروان کی پس کاروان نہ تھی
افسوس کیا جوانی رفتہ کا کیجئے | وہ کونسی بہار تھی جسکو خزان نہ تھی

نالوں سے ایک دن نہ کئے گرم گوش یار
آتش مگر تمہارے دہن میں زبان نہ تھی

لخت جگر کو کیونکر مژگانِ تر سنبھالے | یہ شاخ وہ نہیں جو بار ثمر سنبھالے
دیوانہ ہوکے کوئی پھاڑا کرے گریبان | ممکن نہیں کہ دامن وہ بخیہ گر سنبھالے
تلوار کھینچکر وہ خونخوار ہے یہ کہتا | منہ پر جو کھاتے ڈرتا ہو وہ سپر سنبھالے

اللہ ناتواں کو دے طاقت تو انا ہیکل کا بوجھ اُنکی نازک کمر سنبھالے
تکیہ مین آدمی کو لازم کفن ہے رکھنا بیٹھا رہے مسافر رخت سفر سنبھالے
اکدم نہ بیٹھنے دیتی اُن کی تنک مزاجی رکھتے نہ ہم طبیعت اپنی اگر سنبھالے
وہ نخل خشک ہون مین اس گلشن جہان مین پھرتا ہے باغبان بھی مجھپر تبر سنبھالے
اُڑتے ہین ہوش تیرے دیکھے سے اے پریزاد ممکن نہین جو اس غمزۂ نیشتر سنبھالے
حرف درشت سنکر ہین کان دل دکھاتے اپنی زبان ذرا وہ رشک قمر سنبھالے
ہر گام پر خوشی سے وارفتگی سی ہوگی لانا جواب خط کو اے نامہ بر سنبھالے
یا پھر کتر پہ اسکے صیاد یا چھری بھیجے بے بال و پر نے تیرے پھر بال و پر سنبھالے

درد فراق آتش تڑپا رہا ہے ہم کو
اک ہاتھ دل سنبھالے ہے اک جگر سنبھالے

وہ کاوش خار خار غم کی ہم اے گلبدن بھولے تری بشاش صورت دیکھکر رنج و محن بھولے
جسے دیکھا وہ دیوانہ ہے تیرا باغ عالم مین برنگ بوئے گل پھرتے ہین مردم پیرہن بھولے
جو دے تکلیف تیرا مصحف رو انکو یا انکی کہے اللہ اکبر بت پرستی برہمن بھولے
لحد میں جا کے بزم دہر ہمکو نہ یاد آئی مزہ پایا یہ خلوت مین کہ لطف انجمن بھولے
فسون پرداز ہے شیرین زبانی میرے دلبر کی کلام اللہ حافظ سُن کے اُس بت کا سخن بھولے
مزہ رکھتا نہین ہے صندہم کا مجمع ہونا الٰہی تلخ کوئی اُسکے وہ شیرین دہن بھولے
نہیں اسباب دنیا کونسا کشتی گردون مین وہ اُٹھ کر پہنے خلعت کو جو بیٹھا ہو کفن بھولے
کسی دن تو ہوا اے یوسف لقا تازہ دماغ اپنا کبھی تو راہ ادھر بھی تیری بوئے پیرہن بھولے
اُٹھا پردہ دوئی کا شاہد توحید کے رخ سے ہوے ہم دم بخود ایسے کہ ساری ما و من بھولے
گل رخسارہ صیاد سے جو عشق کامل ہو قفس مین آشیانے کی ہوا مرغ چمن بھولے
تماشا گوشہ گیری دشت غربت کا دکھاتی ہے وطن مین ہون مگر مجکو ہین یاران وطن بھولے

یہی اللہ سے آتش دعا ہے مرد مومن ہون
حواس خمسہ زائل ہون جو یاد پنجتن بھولے

دل لگی اپنی ترے ذکر سے کس رات نہ تھی
صبح تک شام سے یاہو کے سوا بات نہ تھی

التجا تجھسے کب اے قبلۂ حاجات نہ تھی
تیری درگاہ مین کس روز مناجات نہ تھی

اب ملاقات ہوئی ہے تو ملاقات رہے
نہ ملاقات تھی جب تک کہ ملاقات نہ تھی

غنچۂ گل کو نہ ہنسنا تھا تری صورت سے
چھوٹے سے مُنھ کی سزاوار بڑی بات نہ تھی

ابتدا سے تجھے موجود سمجھتا تھا مین
میرے تیرے کبھی پردے کی ملاقات نہ تھی

اے نسیم سحری بہر اسیران قفس
تحفہ تر نکہت گل سے کوئی سوغات نہ تھی

جن دنون عشق رُلاتا تھا ہمین صورت ابر
کون سی فصل تھی وہ جسمین کہ برسات نہ تھی

کیا کہون اُسکے جو مجھ پر کرم پنہان تھے
ظاہری یار سے ہرچند ملاقات نہ تھی

جسنے باندھے ہوے گاتی تجھے دیکھا پھڑکا
دلربا شئے تھی مری جان تری گات نہ تھی

خاک مین ملگئے اے شاہ سوار اہل نیاز
ناز معشوق تھا توسن کی ترے لات نہ تھی

لب کے بوسہ کا ہے انکار تعجب اے یار
پھیرے سائل سے جو منھ کو وہ تری ذات نہ تھی

کمر یار تھی ازبسکہ نہایت نازک
سوجھتی بندش مضمون کی کوئی گھات نہ تھی

جن دنون ہوتا تھا تو گھر مین ہمارے شب باش
روز روشن سے کم اے مہر لقا رات نہ تھی

بے شعورون نے نہ سمجھا تو نہ سمجھا آتش
نکتہ سنجون کو لطیفہ تھی تری بات نہ تھی

نازو ادا ہے تجھ سے دلآرام کے لیے
یہ جامہ قطع ہے ترے اندام کیلیے

وحشت مین کعبہ کو جو گیا کوئے یار سے
لے جنون نے جامۂ احرام کیلیے

عاشق ہون ہر طرح سے گنہگار ہون ترا
حاجت تصور کی نہین الزام کیلیے

کیا کیا جپے گی کیسا رٹے گی زبان اُسے
تسبیح ہمنے لی ہے ترے نام کیلیے

طفلی کے گریہ کا یہ کھلا حال وقت مرگ
آغاز ہی مین روتے تھے انجام کیلیے

اچھا نہین مقابلہ اُس چشم شوخ سے
اکدن شکست فاش ہے بادام کیلیے

وہ نونہال آئے الٰہی مراد پر
حاصل ہو پختگی ثمر خام کیلیے

ہرچند اپنا نامۂ عصیان سیاہ ہو
ہو گا سفید صبح ہے ہر شام کیلیے

نامرد اور مرد مین اتنا ہی فرق ہے / وہ نان کیلئے مرے یہ نام کیلئے

مثل کمند اپنی رسائی ہوئی اگر / اے قصر یار بوسے لب بام کیلئے

کیا چشم مست یار سے تشبیہ دیجئے / کیفیت نگاہ نہین جام کے لئے

رکھوا کے زلفین یار نے لاکھون ہی مرغ دل / پیدا کئے ہین کشمکش دام کیلئے

دل مین سوائے یار جگہ ہو نہ غیر کی / خلوت سرائے خاص نہین عام کیلئے

جاتا ہے بہر غسل جو اے خوش دماغ تو / جلتا ہے عود گرمی حمام کیلئے

آتش جو چاہے پائے توکل کی مملکی / جو صبح کو ملے نہ رہے شام کے لئے

قفل در قبول نہ کھولے بعید ہے / انسان کے پاس دست دعا سے کلید ہے

دل کو خیال یار نہ ہووے بعید ہے / جوہر ہے آئینہ مین تو صورت کی دید ہے

نقصان جان بھی راہ خدا مین مفید ہے / مارا گیا جہاد مین جو وہ شہید ہے

انگشتری کا حلقہ ہے وہ ناف حلقہ دار / خال سیاہ اُس مین نگین حدید ہے

فقر و فنا کی بو نہین کس کے دماغ مین / عطار اپنے شہر کا ہر ایک فرید ہے

پاس ادب سے چلتے ہین عشاق سر کے بل / کوچہ مین اُس کے نقش قدم ناپدید ہے

آیا تو ہے وہ شوخ تماشائے باغ کو / مہندی ملے چمن مین تو لالہ شہید ہے

یہ ترک کردہ ہے شہ مردان سے پیر کی / دنیا کا خواستگار جو ہے زن مرید ہے

افطاری جام مے سحری ساغر شراب / مجھ رند کو شب رمضان روز عید ہے

کس کس ستارے نے شب ہجران دکھائی آنکھ / پیر فلک کا لاکھون ہی فتنہ مرید ہے

گل چاک چاک کر رہے ہین اپنے پیرہن / شاید قبائے یار کی قطع و برید ہے

صانع ہے وہ یہ صورتین ہین اسکی صنعتین / اللہ ہے قدیم یہ عالم جدید ہے

ہمکو بھی قید غم سے چھڑا دو گلے لگو / زندانی چھوٹتے ہین تصدق مین عید ہے

لگ چل نہ گلرخون سے نسیم چمن کیطرح / بوسے حسین ان مین تو خوئے یزید ہے

اے بت اسیر عشق نکر زاہدون کو تو / قید نماز سے نہین قید شدید ہے

تحسین سمجھ اُسے جو یہ نفرین کرے تجھے
انصاف ان قریبون سے آتش بعید ہے

ہر چشم کو دیدار ترا مدِ نظر ہے
جو گوش ہے مقصود اُسے تیری خبر ہے

اُس خال اُس ابرو کی ہمین خوب خبر ہے
یہ گوئے سعادت ہے وہ چوگان ظفر ہے

موہی رگِ گل ہے کہ وہ باریک کمر ہے
ہین ہیچمدان ہون مجھے کیا اسکی خبر ہے

بیکار بنائے نہین آنکھون کے پیالے
دیدار کا سائل ہو جو یارائے نظر ہے

قالب کی طرح روح دکھائی نہین دیتی
پنہان یہ مسافر ہے عیان گردِ سفر ہے

گردش ہے اشارے سے ترے ہفت فلک کو
چشمک زنی انجم کی تجھے مدِ نظر ہے

سونگھے جو اُسے سانپ کے سونگھے کا ہو عالم
اُس زلف کی بو مین ہم انھی کا اثر ہے

دیدِ کمرِ یار کی مشتاق ہین آنکھین
ہستی مین تماشائے عدم مدِ نظر ہے

یہ صدمے اُٹھائے ہین جدائی مین کسیکی
دو قطرۂ خون ہین نہ تو دل ہے نہ جگر ہے

شبنم کو رُلا کر وہ ہنساتا ہے گلون کو
خورشید سے بھی گرم مرا رشکِ قمر ہے

غفلت ہے کوئی ذکر فقیرانہ ہمارا
اک نعرۂ ہو مین دو جہان زیر و زبر ہے

کھول آنکھ کو اُٹھ خواب سے بیدار ہو غافل
حاضر لئے آئینہ خورشید سحر ہے

کس گل کے ہوا خواہ ہو تم ہے آتش مسکین
کس نور کے تکیے کے لئے خاک بسر ہے

آسمان مر کے تو راحت ہو ملین تھوڑی سی
پاؤن پھیلانے کو ہاتھ آئے زمین تھوڑی سی

خوبجو دیکھ دلِ شیدا کو ہے اندوہ و ملال
کس جبین کے لئے درکار ہے چین تھوڑی سی

مجھکو حیرت ہے حسینون سے بچی ہے کیونکر
بادشاہون کے لئے چین جبین تھوڑی سی

نعمتِ فقر ہے موجود جسے رغبت ہو
آبِ شیرین مین ہے نانِ نمکین تھوڑی سی

کونسا گل نہین گلزارِ جہان مین مغرور
کسکے چہرے مین ہے یان چین جبین تھوڑی سی

میہمانون مین ہین اس خوانِ فلک کے ہم بھی
اپنی قسمت کی بھی ہے نانِ جوین تھوڑی سی

ہرگز ان دانتون سے کرنا نہ صفا کا دعوی
آبرو تیری ہے اے دُرِ ثمین تھوڑی سی

عفو ہو جائیں گے ہرچند کہ لاکھوں ہوں گناہ	یہ عطا ہے تری رحمت کے قرین تھوڑی سی
چار دن اپنے محبوں سے محبت کر لے	لذت عشق بھی چکھتے یہ حسین تھوڑی سی
اے جنون تنگ نہ ہو وسعت کونین کو دیکھ	یہین تھوڑی سی جگہ ہے نہ وہین تھوڑی سی
چند پریان بھی کرون مثل سلیماں تسخیر	یہ قلمرو بھی رہے زیر نگین تھوڑی سی
میہمان ہوں میں جگہ دیں مجھے تکلیف کریں	اسکے اصحاب یسار اور یمین تھوڑی سی
گوش زد ہو وہ کہ جو وہم و گمان میں بھی نہ ہو	سنیں اپنی بھی جو ارباب یقین تھوڑی سی
توبہ کرنی ہے گناہوں سے تو کر لے غافل	ورنہ فرصت ہے دم بازپسین تھوڑی سی
مدت العمر ہے اک چشم زدن کا وقفہ	کرلیں ہوحق یہ خرابات نشین تھوڑی سی

فکر رنگین سے لگا دیں بھی اک باغ آتش
ربع مسکون سے الگ ہے یہ زمین تھوڑی سی

موت کو سمجھے رہیں گبر و مسلمان آئی	روح قالب میں ہے دو روز کو مہمان آئی
بوئے یوسف سے ہوا تازہ دماغ یعقوب	للہ الحمد صبا مصر سے کنعان آئی
ہم سے دیوانے بھی ہو دیں گے پریکے سائل	اس طرف سے جو سواری سلیمان آئی
آئینہ نے رخ انور پہ اجارا باندھا	شانہ کے حصہ میں وہ زلف پریشان آئی
یہ صفاتن میں کہاں تم عدم سے باہم	جسم کی طرح تری روح ہے عریان آئی
ڈھونڈیں اپنے لئے معشوق کوئی گرماگرم	فکر پہلو کی کریں فصل زمستان آئی
گلشن دہر بھی ہے کوئی سرائے ماتم	شبنم اس باغ میں جب آئی تو گریان آئی
جو گنہ وصل میں سرزد ہوئے تھے عفو ہوئے	فارغ البال ہوا میں شب ہجران آئی
خط کا آغاز ہوا اس رخ نورانی پر	چل بسی صبح وطن شام غریبان آئی
سر شوریدہ کو اس زلف کا سودا نہیں خوب	اس بلا میں جو پھنسا شامت انسان آئی

عشق بلبل میں اثر ہے تو قفس میں آتش
بوئے گل پھاند کے دیوار گلستان آئی

بادبان کا کام کرتی ہے گھٹا برسات کی	کشتی مے سے موافق ہے ہوا برسات کی

جھومتی آتی ہے مستانہ گھٹا برسات کی
ساتھ کیفیت کے چلتی ہے ہوا برسات کی

سبزۂ مینا کا عالم دیدنی ہے آج کل
سیکڑے کو دوڑی جاتی ہے گھٹا برسات کی

دیدۂ تر سے ہمارے ہو گیا ہے سامنا
آبرو ہم چشم سے رکھ لے خدا برسات کی

پنجۂ مرجان بنین گے تیرے ہاتھ اے بحر حسن
بے کئے شوخی نہین رہتی حنا برسات کی

روتے روتے عاشق شیدا ہزارون مر گئے
مانگی اُس دہقان پسر نے جو دعا برسات کی

اُڑکے ٹپکا دے گی مجھ مخمور کے منھ مین شراب
پر لگا دے گی بط مے کو ہوا برسات کی

غسل کرکے تجکو بھی لازم ہے تبدیل لباس
چاندنی نکھری ہے خوب لے لے قبا برسات کی

ابر مین بے نشہ کے الدم رہا جاتا نہین
دختر رز ہے ہماری آشنا برسات کی

حسرت ساقی مین روتا ہون جو مین دل کھولکر
گرمیون مین چلنے لگتی ہے ہوا برسات کی

غم بہت کھلوا نہ مجھ گریان کو تو اے ہجر یار
خوف بدہضمی کا رکھتی ہے غذا برسات کی

مے نہ دینا مجھ کو بیدردی ہے اب تو ساقیا
ابتدا جاڑے کی ہے اور انتہا برسات کی

ساتھ دے گی کیا مرا اے رو نہین ساون کی جھڑی
سوزش دل سے نہین گرمی سوا برسات کی

پیکے مے دستار لالہ کی اُچھالا چاہیئے
دیکھتا تھا راہ وہ گلگون قبا برسات کی

کیف مے کا ابر باران مین ہوا دل کو جو ذوق
ہم نے بے ساقی کے رو رو کر جدا برسات کی

روتے روتے مر گیا اک برق وش کی یاد مین
قسمت آتش مین لکھی تھی قضا برسات کی

غم نہین ثابت قدم کو گو جہان گردش مین ہے
قطب کو جنبش نہین ہے آسمان گردش مین ہے

حیف ہے بے نشہ اس میخانہ مین انسان رہے
روز و شب جام مہ و خورشیدیان گردش مین ہے

تیغ ابرو جسقدر چاہے برش پیدا کرے
چشم فتان یار کی مثل فسان گردش مین ہے

پار اُترے کیا سلامت بحر الفت سے کوئی
سیکڑون گرداب اسکے درمیان گردش مین ہے

گرد پھرنیکا ترے سودا ہوا ہے ہم کو یار
ہر گھڑی ہر وقت ہر دم ہر زمان گردش مین ہے

دائرہ مین عشق کے جس نے کہ مارا ہے قدم
صفحۂ ہستی مین وہ پرکار سان گردش مین ہے

خال و چشم یار کی تعریف ہو سکتی نہین
تمکنت مین یہ زمین وہ آسمان گردش مین ہے

جستجو میں تیرا انجم کی طرح اے ماہ حسن	ذرہ ذرہ ہو کے خاک عاشقاں گردش میں ہے

گنبد گردوں سے نکلو جس طرح سے ہو سکے
ڈر ہے گر پڑنے کا آتش یہ مکان گردش میں ہے

ماسوا تیرے نہیں رہنے کا کچھ یا باقی
جو ہے فانی ہے تری ذات ہے الا باقی

نوجوانی کی ہے پیری میں تمنا باقی
موسم گل کے گئے پر بھی ہے سودا باقی

دل کو اک سرو سے قد کی ہے تمنا باقی
روح کو ہے ہوس عالم بالا باقی

دیکھیں ہے جو قیامت کا تماشا باقی
ہو چکے وہ بھی جو ہے صحبت فردا باقی

تنگ غنچہ سے دہن گو کہ ہے اُس گل رو کا
پھر بھی ہے بوسۂ عاشق کیلئے جا باقی

رقص کرتے ہیں جو بسمل تو یہ کہتا ہے وہ ترک
مجلس آخر ہوئی لیکن ہے تماشا باقی

جان پر بن گئی دم گنتے لگا میں شب ہجر
گنتے گنتے نہ رہا جب کوئی تارا باقی

ساقیا گردش ساغر میں تامل کیا ہے
خم و خمخانہ ہے باقی ہے و مینا باقی

میری تعظیم نے مجلس سے نکالا مجکو
اُٹھتے اُٹھتے نہ رہی بیٹھنے کی جا باقی

عشق کی شرط ادا کرتے ہیں انشاءاللہ
کوئی دن ہے یہ محبت کا تقاضا باقی

آخر کار ہے میلے سے جہان کے چلنا
سیر کرتا نہ رہے کوئی تماشا باقی

کون وارفتہ ترے گیسوئے پیچاں کا نہیں
کسکو سودا نہیں یہ سلسلہ ہے تا باقی

فرقت یار میں مردہ سا پڑا رہتا ہوں
روح قالب میں نہیں جسم ہے تنہا باقی

ٹھوکریں مار کے مردوں کو ہے زندہ کرتا
میرے یوسف سے ہے اعجاز مسیحا باقی

یار سے کہیو یہ پیغام زبانی قاصد
کچھ نہیں یاد تری یاد ہے الا باقی

دہن یار کا مضمون بھی کوئی باندھے نہیں
مرد شاعر ہوں نہ رہ جائے معما باقی

گریباں میں جو بھی آہ شرر افشاں کی
نہیں رہنے کا مرے یار کے پردا باقی

فرقت یار مبدل نہیں وصلت سے ہوئی
تیرنا ہے در مقصود کا دریا باقی

قامت یار سے کسدن ہو قیامت دیکھیں
آج تک تو ہے وہی وعدہ فردا باقی

صبح تک وصل کی شب شام سے عریاں رکھا
نہ رہا پیرہن یار کا پردا باقی

مشکل نزع بھی آسان ہوئی جاتی ہے / نفس چند کی ہے روح کو ایذا باقی
اس قدر سینہ غم عشق سے معمور ہوا / نہ رہی دل مین مرے حسرت دنیا باقی
دہن یار کی شہرت سے دہن ثابت ہے / نام باقی نہین گو یا کہ ہے عنقا باقی
ٹکڑے ایسا مجھے قاتل نے کیا ہے کہ نہین / گور مین جا کے جدا ہونے کو اعضا باقی
دل مین لالہ ہی کے داغ رخ بیداغ نہین / سر سنبل مین بھی ہے زلف کا سودا باقی
محفل آباد ہے منہ پر سے نقاب الٹو تو / دیکھ لیگا کوئی ہووے گا جو بینا باقی
چھیڑ بیٹھے جو ہم افسانہ گیسوئے دراز / صبح ہوگی نہ رہے گی شب یلدا باقی

یہی آتش کی دعا ہے یہی آتش کی دعا
مغفرت ہووے مری بعد فنا یا باقی

کچھ نظر آیا نہ پھر جب تو نظر آیا مجھے / جس طرف دیکھا مقام ہو نظر آیا مجھے
حسن سے قدرت خدا کی رو نظر آیا مجھے / ریش پیغمبر ترا گیسو نظر آیا مجھے
روے گل بے چشم و بے ابرو نظر آیا مجھے / سرو باغی قد بے بازو نظر آیا مجھے
راز دل افشا نہ ہو اے دل کہے رکھتا ہون / پھوڑ ڈالی آنکھ اگر آنسو نظر آیا مجھے
تیری تلوار اس کو سمجھا مین اسے مشتاق زخم / جب کوئی تشنہ کنار جو نظر آیا مجھے
دیدۂ یعقوب سے دیکھا جو عالم کیطرف / یوسف اس بازار مین ہر سو نظر آیا مجھے
دل شب فرقت رہا سینہ مین مردے کیطرح / گور کا پہلو مرا پہلو نظر آیا مجھے
کہکشان نے ساق پائے یار کا دھوکا دیا / ماہ تابان کاسۂ زانو نظر آیا مجھے
سامنا رخ کا ترے گل نے کیا تھا ایک روز / رنگ اڑا ایسا گل شب بو نظر آیا مجھے
خال مشکین کا ترے جس رات افسانہ سنا / سو گیا تو خواب مین ہندو نظر آیا مجھے
اے فراق اب عہد وصل دائمی ہے یار سے / بے طرح سمجھا اگر بھیر تو نظر آیا مجھے
جب ترے روئے عتاب آلودہ سے تشبیہ دی / لالہ آتش رنگ و آتش خو نظر آیا مجھے
تو وہ گل ہے باغ عالم مین کہ جسکے واسطے / گل بھی آوارہ بہ رنگ بو نظر آیا مجھے
حاجیون کیطرح سے مین نے کیا اس کا طواف / کعبہ سنتا تھا جسے وہ کو نظر آیا مجھے

تو نے دکھلائی صنم برقع کی جالی سے جو آنکھ
دام میں صیاد کے آہو نظر آیا مجھے

وصل کی شب کر دیا بیکار عیب حسن نے
دست و پا ہر ایک بے قابو نظر آیا مجھے

چہرہ کی وصلی سے تھا وہ صفحۂ رو بسکہ صاف
قطعۂ اُستاد چار ابرو نظر آیا مجھے

چشم بے سرمہ جو دکھلائی کسی محبوب نے
سامری ناواقفِ جادو نظر آیا مجھے

تو نے زلفوں کو الجھ پڑنے سے منڈوایا جو یار
شاہ بازِ حسن بے بازو نظر آیا مجھے

تیرے دندان میں دکھائی دی جو مسی کی لکیر
اے پری دُرِّ نجف میں مو نظر آیا مجھے

مشک و عنبر کی بھی بو چین و شکن کے ساتھ ہے
طرۂ سنبل پہ بھی وہ گیسو نظر آیا مجھے

بے تصنع اُس کو سمجھا میں نے تیغ بے نیام
جب ترا بے آستین بازو نظر آیا مجھے

یاد کر اُس گل کو آتش مثل شبنم رو دیا
پیرہن کوئی اگر خوشبو نظر آیا مجھے

کیا لکھیے کہ ہے سوزشِ داغ جگر ایسی
سنتا نہیں وہ غیرت شمس و قمر ایسی

کوشش کا ارادہ ہے رہ مہر و وفا میں
پھر کھل نہ سکے باندھیے کس کر کمر ایسی

پیری میں جلاتا ہے جو دل داغِ جوانی
منہ سے بھی گرمی نہیں کرتا شرر ایسی

نازک ہے رگ گل سے فزون بال سے باریک
دیکھی نہیں البتہ سنی ہے کمر ایسی

باریک رگ گل سے فزون بال سے نازک

مشکل ہوئی ہے روح کو قالب سے جدائی
چھٹتی ہی نہیں لپٹی ہے گرد سفر ایسی

کیونکر نہ مرا شعر ہو عالم کی زبان زد
مشہور بہت ہوتی ہے جھوٹی خبر ایسی

بیدار رہوں منھ دیکھ کے اُس مہر لقا کا
وہ شام کہاں ہے جو دکھلائے سحر ایسی

ہووے نہ صفا میں ترے دنتوں کے مقابل
پیدا تو کرے قدر و شرافت گہر ایسی

کیا سینہ اُس ابرو سے بچا سکتا ہے دلکو
شمشیر قضا روکے نہیں ہے سپر ایسی

زلفوں کی طرح تا کمر یار ہو بختی
اے کاش رسا ہوتی یہ عقل بشر ایسی

محبوب نہیں باغ جہان میں کوئی تجھسا
بو رکھتا ہے گل ایسی نہ لذت ثمر ایسی

تیرے لب لعلین کا نہیں سہل پرکھنا
وہ جوہری ہے جس کو خدا دے نظر ایسی

دنیا کی نہ ہے فکر نہ عقبےٰ کا تردد
آتش کہو آئی ہے طبیعت کدھر ایسی

جان بخش لب کا یار کے رتبہ بلند ہے
فی الواقعی مقام مسیحا بلند ہے

مدہوش کیف مے سے وہ بالا بلند ہے
اقبال ساغر و خم و مینا بلند ہے

بالاے بام خانہ وہ بالا بلند ہے
گردن وہ ہے جو بہر تماشا بلند ہے

پروانے جلتے ہین تری برق جمال سے
شمعون کے سر سے آتش سودا بلند ہے

بیداغ ہونے سے رخ رنگین یار کے
داغ جگر سے لالہ کے شعلا بلند ہے

وہ ساغر شراب ہین وہ چشم مست یار
گردن مثال گردن مینا بلند ہے

خال سیہ بناتا ہے رخسار پر وہ ماہ
کیا اندنون زحل کا ستارا بلند ہے

طوفان نوح ہے مرے اشکون کے جوش سے
مرغ ہوا سے ماہی دریا بلند ہے

افضل نہ ہوگا بڑھ کے ترے قد سے سرو باغ
کعبے سے کیا شرف جو کلیسا بلند ہے

باغ جہان مین فتنۂ محشر سے کم نہین
بالشت بھر زمین سے جو بوٹا بلند ہے

دل کا مرے بخار نکالا ہے آہ نے
شعلہ ثرے سے تا بہ ثریا بلند ہے

سبزہ سے روے یار کے ہے ابرؤن کو فوق
فرمان کے خط سے منزل طغرا بلند ہے

بحر جہان مین حالت مجنون بنائیے
ہر ایک حباب محمل لیلےٰ بلند ہے

پوشاک سرخ پہنے ہین وہ بام پر کھڑے
اپنی نظر مین طور سے شعلا بلند ہے

آتش یہ جان لے جو سر مو سفید ہو
شب ہے اخیر صبح کا تارا بلند ہے

مجھ سے مستی مین جو ہون شیشہ و ساغر ٹکڑے
ساقیا کیجیو سیر سے بھی برابر ٹکڑے

موسم گل ہے جنون خیز بہار گل ہے
اڑتے پھرتے ہین گریبان کے ہو کر ٹکڑے

مستحق اس کا ہما بھی ہے سگ یار بھی ہے
استخوانون کے مرے دو ہون برابر ٹکڑے

مجھ گدا کو جو ہے گدڑی مین تکلف منظور
ہوتے ہین اطلس و کمخواب و مشجر ٹکڑے

دل صدپارہ کو ڈھونڈھا ہے جو اس کوچہ مین
ہاتھ آئے ہین مجھے شیشے کے اکثر ٹکڑے

نعمت فقر سے محظوظ ہوا ہون ایسا
خشک کر کے انھین کھاؤن جو ملین تر ٹکڑے

تری تلوار کی برش کا ہے شہرہ قاتل
ہم بھی دیکھین تو ہمین کرتے ہو کیونکر ٹکڑے

آشنا صورتِ ہفتاد و دو ملت سے ہو نہین
آئینہ دل کا ہے پہلو مین بہتّر ٹکڑے

سنگ در پر کسی محبوب کے دے پٹکون گا
بد دماغی جو یہی ہے تو ہوا سر ٹکڑے

نعمتِ فقر مین بھی خو نہین تنہا خوری
بانٹ کھاتا ہون جو ہوتے ہین میسر ٹکڑے

نامۂ شوق کا عاشق کے ہے وہانسے یہ جواب
پر زنے خط ہوتا ہے بازوے کبوتر ٹکڑے

سرِ فرہاد کے تیشہ سے یہ آتی ہے صدا
کھائے یہ چوٹ جو پتھر تو ہو پتھر ٹکڑے

جڑ دئے ہین دہنِ یار مین دانتون کی جگہ
دستِ قدرت نے یہ الماس کے کیونکر ٹکڑے

زخمِ کاری کا جو سائل ہون کسی ترک سے مین
یہ گدائی کا اثر ہو کہ ہو خنجر ٹکڑے

ستم و قہر و غضب ہے روشِ مستانہ
شیشۂ دل کو کرے گی تری ٹھوکر ٹکڑے

چند بوسون سے بسر ہوتی ہے مجھ سائل کی
درگہ حسن سے ہین میرے مقرر ٹکڑے

نظر آئی مرے بدخو کو جو صورت ٹیڑھی
ساتھ آئینہ کے ہووے گا سکندر ٹکڑے

ازرہ کی چال جو گلشن مین چلا وہ خوش قد
دل عاشق کی طرح ہون گے صنوبر ٹکڑے

درِ سلطان کا گدا ہون مین گدا اے آتش
نانِ نعمت کے کھلاتا ہے مقدر ٹکڑے

خوش خطون پہ جو طبیعت مری آئی ہوتی
مجھسے وصلی کی طرح پھر نہ جدائی ہوتی

آنکھ آئینہ سے تمنے جو لڑائی ہوتی
رات بھر میری طرح نیند نہ آئی ہوتی

تار سنبل کوئی کہتا ہے رگِ گل کوئی
کمر یار جو ہوتی تو دکھائی ہوتی

عہد کرتے تو تری طرح نہ پھرتے اے یار
اپنے دل سے نہ نکلتی جو سمائی ہوتی

خواب مین وہ قد دلکش جو نظر آجاتا
جاگتا پھر نہ قیامت بھی جو آئی ہوتی

کمر یار بھی آنکھون کو دکھائی دیتی
ناف تک تو ہے نگاہون کی رسائی ہوتی

صاحب ظرف جو ہوتا نہ ہمارے دل سا
دو جہان مین نہ محبت کی سمائی ہوتی

چشم بلبل سے جو احباب نظارہ کرتے
بوئے گل پیرہنِ یار سے آئی ہوتی

میرے گریہ کا فسانہ وہ پری رو سنتا
گوش گل تک درِ شبنم کی رسائی ہوتی

ہم نے جو یاد دہن یار کو گستاخی سے
مانگتا بوسہ وہ جس سے کہ گدائی ہوتی

کلیاں آب گہر کی بھی جو خوشرو کرتے
تیرے دانتوں کی نہ دانتوں میں صفائی ہوتی

سہل چھٹنا نہیں اُس راحتِ جاں کا آتش
رُوح و قالب میں ہے مشکل سے جدائی ہوتی

تیغ میں جوہر کہاں وہ ابروِ خمدار کے
زخم دکھلاتی نہیں دیتے ہیں ان تلوار کے

ڈال دیتا ہوں جو میں اُسکو گلے میں یار کے
بوئے یوسف آنے لگتی ہے گلوں سے ہار کے

رہ گئے مشتاق طالب جلوۂ دیدار کے
مار ڈالا اُس پری پیکر نے جھرمٹ مار کے

حلقۂ چشمِ پری روزن ہیں قصرِ یار کے
جن چڑھے اُس پر جو ٹھہرے سایہ میں دیوار کے

گوش افسانے سُنے تو تجھسے خوشرو یار کے
آنکھ دے اللہ تو قابل ترے دیدار کے

دن بسر ہوتا ہے یوں سودے میں کوئے یار کے
دھوپ سے اُٹھے تو بیٹھے سایہ میں دیوار کے

فرشِ گل کو بھی قدم سے کیجئے اپنے سرفراز
گل بھی سبزہ کی طرح پامال ہوں رفتار کے

لالہ ہی داغی غلام اُس گل سے چہرے کا نہیں
سرو بھی ہیں بندۂ آزاد قدِ یار کے

چھوڑ کر ہم نے امیری کی فقیری اختیار
بوریے پر بیٹھے ہیں قالین کو ٹھوکر مار کے

چشمِ وحدت بین سے لازم ہے تماشائے چمن
خار و گل دونوں بغل پروردہ ہیں گلزار کے

کس طرف بھجوائیے ہمکو دیکھئے سلطانِ عشق
کوہ و صحرا دو علاقے ہیں یہ اِس سرکار کے

مرہم زنگار ہے زخمی کو خطِ سبز یار
خالِ لب حبِ شفا ہے واسطے بیمار کے

دیکھکر آئینہ کہتا ہے وہ آرائش پسند
طُرّہ کے قابل ہے سر گردن ہے لائق ہار کے

بلبلوں کا نکہتِ گل سے معطر ہے دماغ
غنچے کیا چٹکے ہیں شیشے ٹوٹے ہیں عطار کے

ہمکو در پردہ محبت غائبانہ عشق ہے
لن ترانی اُن سے ہو سائل جو ہوں دیدار کے

خواہ مروارید گل کے خواہ سیم و زر کے ہوں
طرّے جلتے ہیں وہ جویا ہیں تری دستار کے

کام ہے اللہ سے عالم سے کچھ مطلب نہیں
مشتری یوسف کے ہیں خواہاں نہیں بازار کے

حُسن کا نظارہ وہ نعمت نہیں جو دل بھرے
سیر ہونے کے نہیں بھوکے ترے دیدار کے

روئے رنگیں کا ترے سودا ہوا ہے باغ کو
لالہ و گل کی رگیں ہیں اور نشتر خار کے

واقعہ منصور کا سُن کر کھلا ہم کو یہ راز
حق کہے سے آدمی ہوتا ہے قابل دار کے

کچھ جو غیرت ہے تو اے سفاک ڈر اور بھی
زخم اوچھے ہنستے ہین مُنھ پر تری تلوار کے

جو کوئی بیٹھا نہ اٹھا پھر وہ پشتے کی طرح
ڈھیر ہو کر رہ گیا نیچے تری دیوار کے

باغ مین پی ہے شراب اُس کجکلہ نے بارہا
پیچ پھیرے اکثر کئے ہین لالہ کی دستار کے

کعبہ مقصود کا کس دن نہین کرتا طواف
گرد پھرتا ہون مین آتش روز کوئے یار کے

نافہمی اپنی پردہ ہے دیدار کے لئے
ورنہ کوئی نقاب نہین یار کے لئے

نورِ تجلی ہے ترے رخسار کے لئے
آنکھین مری کلیم ہین دیدار کے لئے

غدیے بہت اُس ابروِ خمدار کے لئے
جو رنگ کی کمی نہین تلوار کے لئے

قول اپنا ہے یہ سبحہ و زنار کے لئے
دو پھندے ہین یہ کافر و دیندار کیلئے

لطفِ چمن ہے بلبلِ گلزار کے لئے
کیفیت شراب ہے میخوار کے لئے

سیری نہ ہوگی تشنۂ دیدار کے لئے
پانی نہین چہ ذقنِ یار کے لئے

اُتنی ہی ہے نمود میرے یار کے لئے
شہرہ ہے جس قدر مرے اشعار کے لئے

دشت عدم سے آتے ہین باغ جہان مین ہم
بے داغ لالہ و گل بیخار کے لئے

شمشاد اپنے طرّے کو بیچے تو لیجئے
اُس لالہ رو کی پٹّی دستار کے لئے

دو آنکھین چہرہ پہ نہین تیرے فقیر کے
دو ٹھیکرے ہین بھیک کے دیدار کیلئے

سرمہ لگایا کیجئے آنکھون مین مہربان
اکسیر یہ سفوف ہے بیمار کے لئے

حلقہ مین زلفِ یار کے موتی پروئیے
دندان ضرور ہین دہنِ مار کے لئے

گفت و شنید مین ہون بسر دن بہار کے
گل کے لئے ہے گوش زبان خار کیلئے

بے یار سر پٹکنے سے ہلتا ہے گھر مرا
رہتا ہے زلزلہ در و دیوار کے لئے

بیٹھا جو اُس کے سایہ مین دیوانہ ہوگیا
سایہ پری کا ہے تری دیوار کے لئے

بلبل ہی کو بہار کے جانیکا غم نہین
ہر برگ ہاتھ ملتا ہے گلزار کے لئے

اے شاہ حسن زلف و رخ و گوش و چشم و لب
کیا کیا ملاتے ہین تری سرکار کے لئے

چال ابر کی چلا جو گلستان مین جھوم کر
طاؤس نے قدم ترے رہوار کے لئے

آیا جو دیکھنے ترے حسن و جمال کو
پکڑا گیا وہ عشق کی بیگار کے لئے

حاجت نہین بناؤ کی اے نازنین تجھے
زیور ہے سادگی ترے رخسار کے لئے

بیمار تندرست ہو دیکھے جو روئے یار
کیا چاشنی ہے شربت دیدار کے لئے

اُس بادشاہِ حسن کی منزل مین چاہیئے
بالِ ہما کی پھپتی دیوار کے لئے

سودائے زلف یار مین کافر ہوا ہون مین
سنبل کے تار چاہئین زنار کے لئے

زنجیر و طوق جو کہ ہے بازار دہر مین
سودا ہے اُس پری کے خریدار کے لئے

چونا بنین گے بعد فنا اپنے استخوان
دولت سرائے یار کی دیوار کے لئے

معشوق کی زبان سے ہے دشنام دلپذیر
شیرینی زہر ہے تری گفتار کے لئے

جان سے عزیز تر ہے مرے دلکو داغ عشق
مہتاب ہے لحد کی شب تار کے لئے

وہ مست خواب چشم ہے کوئی بلائے بد
کیا مرتبہ ہے فتنۂ بیدار کے لئے

خلوت سے انجمن کا کہان یار کو دماغ
وہ جنس بے بہا نہین بازار کے لئے

پہنا ہے جب سے تو نے شب ماہ مین گہنے
کیا کیا شگوفے پھولتے ہین ہار کے لئے

چھکڑا ہوے ہین سوچ کے راہ وفا میرے پاؤن
پہیئے لگایئے انھین رفتار کے لئے

جو مشتری ہے بندہ ہے اُس خوش جمال کا
یوسف بنے غلام خریدار کے لئے

سونے کے پتے ہو دین ہرا کس گل کے کان مین
مقدور ہو جو بلبل گلزار کے لئے

گلہائے زخم سے ہون شہادت طلب نہال
توفیق خیر ہو تری تلوار کے لئے

اندھیر ہے جو دم کی نہ اُس کے ہو روشنی
یوسف مرا چراغ ہے بازار کے لئے

احسان جو ابتدا سے ہے آتش وہی ہے آج
کچھ انتہا نہین کرم یار کے لئے

ٹھہرے نہ پھر جو راہ مین تیرے نکل چلے
شل ہو گئے جو پاؤن تو ہم سر کے بل چلے

جوبن سے اپنے زیب وہ بلغ ڈھل چلے
رنگ ان گلون کے چار ہی دنین بدل چلے

لیجا سکینگے بہانے خطِ شوق یار تک
قاصد سے کم نہین ہین جو آنسو نکل چلے

خط یادگار چھوڑ چلے گیسوانِ یار
یہ سانپ چلتے چلتے بلا زہر اُگل چلے

ارّہ کی پھبتی کہکے انھین کاٹیے ذرا
شمشاد سرو قد سے تمھارے نکل چلے

ساقی معاف رکھ مجھے ساغر کشی سے تو
سے کیا پئے وہ دودھ جو بکرا اوبل چلے

درگاہ یار سے یہ کرامت نہین بعید
کھلجا مین پاؤن راہ میں سکے جو شل چلے

سر ہاتھ پر لئے ہوئے ہین کشتنی کھڑے
وہ تیغ ناز آج چلے جو کل چلے

جو کچھ عذاب زیر زمین ہو عجب نہین
ساتھ اپنے گور مین بھی ہمارے عمل چلے

کی دلو لون نے شوق کی تکلیف کوئے یار
لیکر مجھے بہشت مین حسن عمل چلے

اتنی شکار گاہ جہان مین ہے آرزو
ہم سامنے ہون اور تمھارے رفل چلے

اٹھتے ہی تیرے ہونے لگے منتشر حواس
وہ کوہ تھے جو صبر و تحمل وہ ٹل چلے

ثابت ہوا جو کشتۂ دندان یار مین
ہنس آکے قبر پر مری موتی اوگل چلے

بانکی ادا سے قتل اُنھون نے کیا ہمین
مہندی لگا کے پاؤن مین پنجے کے بل چلے

دل بھر کے سیر کی نہ حزابات دہر کی
سیلاب کی طرح سے ہم آج آئے کل چلے

بے دام و انہ چاہیے بلبل اسیر ہو
عطر گلاب باغ مین صیاد مل چلے

طرفہ پری ہے کوئی نسیم بہار بھی
دیوانے اپنے جامہ سے باہر نکل چلے

آنکھین تمھاری پھر گئین آئینہ دیکھکر
آخر غرور حسن سے تیور بدل چلے

آسودہ سیر ہو کے ہوئے اپنی جان سے
خوان فلک سے ہم غم و غصہ نگل چلے

یاد آگئے چمن مین وہ مہندی لگائے پاؤن
مہندی کی پٹری دیکھ کے ہم ہاتھ مل چلے

آئے جو کیف سے مین وہ گلگشت باغ کو
غنچہ سے ٹوپی لالہ سے پگڑی بدل چلے

تڑپا جو مین فشار لحد کے عذاب سے
تھرائی گور قبر کے تختے نکل چلے

بہتر چلیئے سایہ دیوار یار مین
گرمی سے آفتاب کے آتش پگھل چلے

چہکارتے ہین مرغ خوش الحان نئے نئے
دکھلا رہا ہے رنگ گلستان نئے نئے

کرتا ہے ناز وہ شہ خوبان نئے نئے
آئین تازہ تازہ ہین فرمان نئے نئے

سودائے زلف یار مین یہ چاہتا ہے شوق
آنکھین ہون اور خواب پریشان نئے نئے

کیونکر چبا چبا کے نہ باتین کرے وہ شوخ
نکلے ہین منھ مین یار کے دندان نئے نئے

پروانون کے شریک ہون جلنے مین قربان
روشن ہوئے ہین سرو چراغان نئے نئے

بدتر ہے حال اوس بغبغب کے شوق مین
دیتا ہے داغ سیب زنخدان نئے نئے

دریائے قہر یار جو آجائے جوش مین
پیدا ہون ہر تنور سے طوفان نئے نئے

ویرانہ شہر ہون تری شمشیر نار سے
آباد ہو دین گنج شہیدان نئے نئے

وہ زخم تیغ عشق ہون مین روزگار مین
منھ سے لگے ہین جس کے نمکدان نئے نئے

اے ترک جیسے منزل سودا ہے سر مرا
گیسو ترے ہوئے ہین پریشان نئے نئے

گہہ تیر بنتی ہے کبھی خنجر کبھی سنان
لاتی ہے سانگ یار کی مژگان نئے نئے

ہون کہنہ عاشق رخ محبوب آئینہ گر
سویم مین میرے حافظ قرآن نئے نئے

بستی ہے فکر تازہ مضامین کی منتظر
اس گھر مین آنکلتے ہین مہمان نئے نئے

رخسار خط نکالے گا اوس شاہ حسن کا
پیدا کرے گا مور سلیمان نئے نئے

قید نقاب و قید حیا و حجاب و شرم
یوسف ہمارا رکھتا ہے زندان نئے نئے

کیا باغ کوئے یار ہے سیر اسکی کیجئے
آتش شگوفے پھوٹتے ہین یان نئے نئے

جوہر نہین ہمارے ہین صیاد پر کھلے
لیکر قفس کو اوڑ گئے رکھا جو پر کھلے

شیشے شراب کے رہین آٹھون پہر کھلے
ایسا گھرے کہ پھر نہ کبھی ابر تر کھلے

کچھ تو ہین حقیقت شمس و قمر کھلے
کس کلکلہ کے عشق مین پھرتے ہین سر کھلے

انصاف کو ہین دیدۂ اہل نظر کھلے
پردہ اوٹھا کہ یہ دو شمس و قمر کھلے

رنگریز کی دکان مین بھرے ہین ہزار رنگ
طرہ وہ ہے جو یار کی دستار پر کھلے

کیا جوہر ہے عبارت رنگین مین شرح شوق
خط کی طرح طبیعت بستہ اگر کھلے

جو چاہین یار سے کہین اغیار غم نہین
خواجہ کو ہین غلام کے عیب و ہنر کھلے

حیوان پہ آدمی کو شرف نطق سے ہوا
شکر خدا کرے جو زبان بشر کھلے

یوسف کی اک دکان مین نہ تو نے تلاش کی
بازار کون کون سے اے بیخبر کھلے

شیریں دہن سے تیرے تعجب ہے گفتگو
اعجاز ہے اگر گرہ نیشکر کھلے

کٹ جائے وہ زبان نہ ہو جس سے دعائے خیر
پھوٹے وہ آنکھ جو کہ نہ وقت سحر کھلے

کوتہ ہے اسقدر مرے قد پر ردائے عیش
ڈھانکون جو پانؤن کو تو یقین ہے کہ سر کھلے

قاتل جزائے خیر ملے تیری تیغ کو
زخمون کے مُنھ کھلے نہین جنت کے در کھلے

فصل بہار آئی ہے چلتا ہے دور جام
مے کی دُکان شام کھلے یا سحر کھلے

پاپوش ہم نے ماری ہے دستار و تاج پر
سودائے زلف یار مین رہتے ہین سر کھلے

کیف شراب ناب کا انجام ہو بخیر
شلوار بند ساقی رشک قمر کھلے

ناخواندہ شرح شوق جلائے گئے خطوط
باندھے گئے وہ جو کہ مرے نامہ بر کھلے

چاہے صفا تو ساتھ طہارت کے ذکر کر
پرہیز کر تو تجکو دوا کا اثر کھلے

ہنسکر دکھائے دانت جو ہمکو تو کیا ہو
لے لیجئے جو قیمت سلک گہر کھلے

کہتا ہون راز عشق مگر ساتھ شرط کے
کانون ہی تک رہے نہ زبان کو خبر کھلے

مشتاق بندشون کے ہین خوبون کو چاہیے
بندھوائین شاعرون سے جو اُنکی کمر کھلے

رُکتی نہ اُس سے چوٹ نہ چلتی یہ قاتلا
ہاتھون سے تیرے جوہر تیغ و سپر کھلے

مطلب نہ سرنوشت کا سمجھا تو شکر کر
دیوانہ ہو جو حال قضا و قدر کھلے

چلنا پڑے گا یار کی خدمت مین سر کے بل
سمجھے ہو کیا جو بیٹھے ہو آتش کمر کھلے

نکہت گل سے مجھے یار کی بو آتی ہے
خار سے یاد اُلجھ پڑنے کی خو آتی ہے

شرم تجکو بہت اے آئینہ رو آتی ہے
میری صورت سے مگر عشق کی بو آتی ہے

صبح تک دیدۂ تر سے نہین آنسو تھمتے
پانی کرنے کو شب ہجر لہو آتی ہے

موسم گل کی ہوا نے کئے ساقی بیکار
بطے اُڑ کے لب مست کو چھو آتی ہے

فصل گل باقی ہے کرونگا گریبان پھر چاک
آنے دو سوزن اگر پھر رفو آتی ہے

پاک دامانیِ معشوق کا سودا ہے جنھین
نیند اُنکو نہین بے قید وضو آتی ہے

کون سا نقش قدم چاند سی تصویر نہین
اُس صنم کو روشِ خامۂ مو آتی ہے

سازکی طرح رہا کرتے ہیں عاشق نالان
چھیڑ طرفہ تجھے اے عربدہ جو آتی ہے

خون دل آنکھوں میں اسطرح سے بھر جاتا ہے
جام میں جیسے کہ صہبائے سبو آتی ہے

قد میں اُس حور کے طوبا کا ہے سارا انداز
زلف سے سنبل فردوس کی بو آتی ہے

کمر یار کی قمری ہے مگر دیوانی
غیب سے پہنے ہوئے طوق گلو آتی ہے

دور پہونچا ہے کمال اُس کی صفا کا شہرہ
دیکھنے حور وہ آئینۂ رو آتی ہے

کرم حق سے ہے گلزار تو گل سرسبز
کٹ کے دریا سے مرے باغ میں جو آتی ہے

خوش تماشی وہ نہیں جامۂ عریانی کی
اس میں کب نوبت پیوند و رفو آتی ہے

یار جانی کا ذرا بھیس بدل لے اے موت
قبض کرنے کو مری روح جو تو آتی ہے

مے سے کرتا نہیں لبریز اسے تو ساقی
قالب جام میں یہ روح سبو آتی ہے

سرو قد کا ترے سودا جو سُنا ہے قمری
میرے سر پارنے کو طوقِ گلو آتی ہے

حلقۂ ناف سے یہ عقدہ کھلا اے آتش
کمر یار کو بھی پیچشِ مو آتی ہے

تمام ہوا دیوان اوّل

خواجہ حیدر علی متخلص بہ آتش



دیوان دوم



بسم اللہ الرحمن الرحیم

عاشقِ شیدا علی مرتضٰے کا ہو گیا
دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا

قرب حق حاصل ہے اُسکو مرد عارف ہو وہی
یا علی پیرو جو تجھسے پیشوا کا ہو گیا

ساختہ پرداختہ تیری ہے ساری کائنات
حکم حضرت سے وجود ارض و سما کا ہو گیا

وقت مشکل مین کہا جوقت یا مشکلکشا
سہل چھٹکارا گرفتار بلا کا ہو گیا

کون تجھ سا ہے ولی اللہ اے مولا مرے
کعبہ پیدائش سے تیری گھر خدا کا ہو گیا

وہ رنگ سرخ ہے کیفِ شراب سے ہوتا
ظہور لعل کا ہے آفتاب سے ہوتا

غرور حسن نے نازان کیا انھیں ورنہ
نیاز نامہ مشرف جواب سے ہوتا

نزاکتِ بدنِ نازنینِ یار نہ پوچھ
کمر مین درد رہا پیچ و تاب سے ہوتا

شراب تھوڑی سی پینا مناسب آپکو ہے
ستم بہت ہے تمھارے حجاب سے ہوتا

ترے پسینہ کا دھوکا ہی دے دیا کرتے
عرق عرق ہون مین بوئے گلاب سے ہوتا

یہ کیسے نالے ہین سودائے چشم مین اپنے
کوئی جو فتنہ ہو بیدار خواب سے ہوتا

نظارہ بازی بحر جہان ہے شغل اپنا
وہ ہم بھی کرتے ہین جو ہے حباب سے ہوتا

تمھارے کشتۂ رخسار کی جو خاک اُڑتی
ہر ایک ذرہ بلند آفتاب سے ہوتا

دلِ برشتہ کو وہ ترک یاد آتا ہے / جگر کباب ہے بوئے کباب سے ہوتا
چکور رہوتے ہین رخسارِ یار کے صدقے / کمال ماہ ہے حسن شباب سے ہوتا
کھلا یہ روئے مخطط سے یار کے ہم کو / یہ مدعا نہین حاصل کتاب سے ہوتا
قریب ہے کہ کرے آفتاب حشر طلوع / کمال تنگ ہے یوسف نقاب سے ہوتا
وہ گلعذار منڈاتا ہے خط نورس کو / چمن کا سبزہ ہے خارج حساب سے ہوتا
کمی محال ہے تیرے کرم مین اے محبوب / کنارہ کش نہین دریا حباب سے ہوتا
چھپاؤن بجائے سے مین خاک داغ سودا کو / درشت رو نہین یوسف نقاب سے ہوتا
غبار بن کے لپٹتا مین دامن زین سے / جدا جو ہاتھ تمھاری رکاب سے ہوتا
پھندا یا یار کے گھر مین تو کیا کیا - کم تھا / جو کچھ کہ ہمت عالی جناب سے ہوتا

شراب خواری رندان سمجھ نہ سہل آتش
شناورون کا گذارا ہے آب سے ہوتا

ہزار طرح سے ثابت ہے وہ وہان ہوتا / کلام کرتے ہم اُس سے جو رمز دان ہوتا
بتون کے حسن سے ہے نورِ حق عیان ہوتا / مجاز پر بھی حقیقت کا ہے گمان ہوتا
فغان و آہ سے ہے سوزِ دل عیان ہوتا / دلیل آگ کے ہونے کی ہے دھوان ہوتا
بنے ہوئے ہین یہ محبوب چار عنصر سے / حکیم تھا وہ جو ان کا مزاجدان ہوتا
یہی رہا ذقنِ یار دیکھ کر افسوس / اُچک کے گرتے ہم اُس مین اگر کنوان ہوتا
جواب رکھتا نہ گیسوئے یار کشتی مین / بلا کے پیچ یہ کرتا جو پہلوان ہوتا
یقین ہے مرد مسلمان بھی سجدہ کرتے اُسے / ترش کے بت جو ترا سنگ آستان ہوتا
مہِ صیام مین نعمت جو کچھ ملے کم ہے / خدا کا بندۂ مومن ہے میہمان ہوتا
نہ پوچھ علم محبت سے کیا کھلا مجھکو / یقین ہوا وہ کہ جس کا نہ تھا گمان ہوتا
وہی ہے صدر نشین بزم خاکساران مین / صفِ نعال مین جس کا کہ ہے مکان ہوتا
اُداس قالب خاکی مین روح رہتی ہے / مکان سے تنگ ہے مشتاق لامکان ہوتا
فراغ حال ہے دستارِ خوشنوایون کو / قفس سے تنگ ہے بلبل کا آشیان ہوتا

ترے شہید کا دھوکا تھا دیکھا اے ترک
جو کربلائے معلی مین ارغوان ہوتا

ہنساتے یار کو ہم حال زار دکھلا کر
یہ رنگ زرد تماشائے زعفران ہوتا

زیادہ چشم سے لازم ہے روشنی دل مین
خیال یار رہے اس گھر مین میہمان ہوتا

گلون سے نالۂ بلبل کی وجہ کیا پوچھون
زبان کا درد نہین گوش سے بیان ہوتا

جو کرتی آتش سودائے زلفِ یار اُسے زرد
یقین ہے مشک سیہ فام زعفران ہوتا

یہ جوئے آب بھی نیرنگ اپنا دکھلاتی
محیطِ خون تری شمشیر سے روان ہوتا

لباس سُرخ سے کرتا ہے یار خونریزی
حسینون مین بھی ہے مریخ سا جوان ہوتا

کرایہ رہنے کو سودائے زلف مین لیتے
کوئی جو خانۂ زنجیر سا مکان ہوتا

خدا کے خوان کرم سے ہو سیر جو چاہے
نہ مُہر ہوتی ہے اُس پہ نہ ہے نشان ہوتا

جو لکھتے ہم خم ابروئے یار کی توصیف
قلم جو تیر بھی ہوتا تو پھر کمان ہوتا

نیاز مند نہ ہوتا تو پوچھتا ہون مین
یہ ناز آپ جو کرتے ہین پھر کہان ہوتا

دکھاتے ہین رقم خال وابرو کو
سر حساب ہے اُن سے سیاق دان ہوتا

گلوری پان کی کھا کر جو آپ ہنس پڑتے
شگفتہ گل کی طرح غنچۂ دہان ہوتا

نگاہ ناز تمھاری ہی رُخ جدھر کرتی
نشست تیر کے قابل ہے وہ مکان ہوتا

صدا جرس کی ہے غنچون کے کھلنے سے آتی
روانہ نکہت گل کا ہے کاروان ہوتا

خوشا نصیب ہوا فرط سے یہ جس دل مین
کمال ذوق سے ہے وصلِ جاودان ہوتا

بلند پایہ کرے گی وہ زلف شانہ کو
کمند سے بھی تو ہے کار نردبان ہوتا

تم اپنے چاند سے منھ کو نہ پھیرتے پیارے
خلاف ہم سے جو ہوتا تو آسمان ہوتا

حقیقت دہن یار عقل سے یہ کھلی
اُسی محل مین خموشی کا ہے مکان ہوتا

بقدر حوصلہ جو چاہے لے لے داغ جنون
بہار گل مین یہ سودا نہین گران ہوتا

کہین جگہ ترے مردود کو نہین رہتی
ہر اِک طرف سے ہے اُس پر کہان کہان ہوتا

نقاب اُلٹ کے وہ دیدار عام کرتے ہین
قیامت آئی اِکھٹا ہے دو جہان ہوتا

کوئی ہزار کہے کب کسی کی سنتا ہے
بہارِ گل مین ہے دیوانہ باغبان ہوتا

یہ ناگوار طبیعت ہے نعمت دنیا | نوالہ حلق مین اپنے ہے استخوان ہوتا

یقین ہے آبلے پڑ پڑ کے پھوٹ بہتے تو
بیان حال جو آتش کا اے زبان ہوتا

کام رہنے کا نہین بند اپنا | بندہ پرور ہے خداوند اپنا
اپنی قسمت کا ہو وہ بوسۂ لب | ہمکو چکھوائے مزہ قند اپنا
دیکھیے کہتے ہین کب تک وہ ہمین | امتحان ہوتا ہے تا چند اپنا
اے پری رو ہون ترے دیوانے | دیکھین سودا جو خردمند اپنا
کیا ملائے گا ذقن سے تیرے | زرد رو سیب ثمرقند اپنا
کیون نہ یعقوب کو یوسف ہو عزیز | کس کو پیارا نہین فرزند اپنا
سیر رکھتا ہے وہ گل ہنس ہنس کر | رزق ہے شہد شکر خند اپنا
سر کو سودا ہے کسی کاکل کا | دل ہے زنجیر کا پابند اپنا
شجر قدس ہین ہم عالم مین | اس چمن مین نہین پیوند اپنا
تیغ قاتل سے اُڑینگے ٹکڑے | بند سے ہوگا جدا بند اپنا
ناصحا چپ نہ بس اب بکبک کر | سر پھراتی ہے تری پند اپنا
وعدہ بھاگین گے نہ ہم آپ کی طرح | پاس تم کو نہ ہو ہر چند اپنا
سر ترا ہم کو ہے مصحف کی جگہ | ہے یہ ایمان تری سوگند اپنا

دولت فقر سے رکھتا ہے غنی،
ہم کو آتش دل خرسند اپنا،

پامال کیجیے انھین رفتار ناز کا | طاؤس و کبک رکھتے ہین دعوی بناز کا
لکھتا ہون وصف اُن مژہائے دراز کا | لیتا قلم سے کام ہون مین نیزہ باز کا
ساقی سمائے اُس مین ہزارون خم شراب | کشتی مے کو ظرف خدا دے جہاز کا
اللہ رے صفائے بیان حدیث دوست | دم بند ہے فصاحت اہل حجاز کا
ہوتا ہے شب دون سے ترے آسمان سفید | اُڑتا ہے رنگ چہرۂ نیرنگ ساز کا

کیونکر وہ نازنین نہ کرے بے نیازیان
انداز سے بھی حوصلہ عالی ہے ناز کا

ظاہر ہے گرم جوشی پروانہ کا اثر
روشن ہے حال شمع کے سوز و گداز کا

ساقی زلال و درد جو توفیق ہو سو دے
مستون کو تیرے ہوش کہان امتیاز کا

ہو جائے حسن معنی بے صورت آشکار
روئے حقیقت اُلٹے جو پردہ مجاز کا

آنکھین ہین ہجر یار مین لبریز اشک سرخ
سوز جگر کو شغل ہے دل کے گداز کا

ہر جمعہ کو ظہور کا رہتا ہون منتظر
مشتاق ہون امام کے پیچھے نماز کا

ہجران یار مین تن خاکی سے تنگ ہون
ایذائے مرغ روح کو چنگل ہے باز کا

سودائے عشق مین نہ رہی شان خواجگی
محمود بندہ ہو گیا حسن ایاز کا

پتلون سے خاک کے یہ گڑھے بھر چکین کہین
وقبلا مٹے زمین کے نشیب و فراز کا

ساحل سمجھتے ہین تہ دریائے عشق کو
طوفان ناخدا ہے ہمارے جہاز کا

حسن و جمال نور جو اسلام کا دکھائے
دیوانہ پری ہو معتقد نماز کا

عمر خضر سے اُس کی زیادہ ہو زندگی
دھوون پیئے جو یار کی زلف دراز کا

اللہ کے فقیر کا دل کیون نہ ہو غنی
تکیہ ہے کیسے خسرو مسکین نواز کا

نیرنگ حسن و عشق کی اللہ رے بہار
بے کار کوئی فعل نہین کارساز کا

عشق نہفتہ ہووے گا اشکون سے آشکار
یہ طفل کھیل کھیلین گے افشائے راز کا

بیمار عشق کے لئے ممکن نہین شفا
پرہیز سے مقام ہے یہ احتراز کا

چھپکر کیا ہے قتل مجھے تیغ یار نے
کشتہ ہے دل مرا شرف امتیاز کا

مجھ رند کو حلال ہے گو مے حرام ہو
پیر مغان کا حکم ہے اُس مین جواز کا

آتش جگہ نہ دل مین ہوا و ہوس کو ہو
کم زہر سے اثر نہین اس شہد آز کا

حسن سے دنیا مین دل کو عشق پیدا ہو گیا
آکے اِس بازار مین یوسف کا سودا ہو گیا

بوسہ لینے نے کیا ثابت دہان یار کو
جس کو ناپیدا سمجھتے تھے وہ پیدا ہو گیا

موسم گل کی ہوا کرنے لگی نازپری
سکۂ بازار جنون کا داغ سودا ہو گیا

ہوش اُڑائے صورت آبادِ جہان کی دید نے
پتلیون کو دیکھکر محوِ تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحرِ حسن
بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا

جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا

سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کر کے حسن رسوا ہو گیا

اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا

فی الحقیقہ روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مصفّا ہو گیا

تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشکِ حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا

آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہو گیا

آگ پر رکھوائے جلوانا نہ تھا فرعون کو
پنجۂ شاخ سے بھی روشن دستِ موسیٰ ہو گیا

جھگڑے مین عالمِ طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ میکشون کو خونِ مینا ہو گیا

تیغ سے وہ ابروے خمدار ہے خونریز تر
جوہرِ ادراک سے حل یہ معما ہو گیا

گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق
دل مرا نالون سے ناقوسِ کلیسا ہو گیا

کور مادر زاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حسنِ روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا

عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہانِ محبت کا تقاضا ہو گیا

مر چکے تھے یاس کے مارے ترے مشتاقِ یار
زندگانی وعدۂ دیدارِ فردا ہو گیا

تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمانِ حسن پر طالع ثریا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دامِ فکرِ آتش سے شکار
مرغِ مضمونِ دہانِ یار عنقا ہو گیا

لباسِ یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتیِ مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا

ہلالِ عید کا ہر عید ہو جہان مشتاق
تمھاری ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خمِ شراب سے مجھ مست نے نہ منھ پھیرا
کنارِ آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رخِ یار پر نظر کہین
اثر ہے اپنا یہ شکین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزشِ دل کا چارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشنِ اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر وہین ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہوا اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین پیالہ لگا لیا منھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سرِ برہنہ سپر گوشوارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جامِ مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبحِ عید کا

افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسنِ یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے جا ہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیرِ فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

حجت دہانِ یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکھے وہ مہین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زر خرید کا

آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہے خون شہید کا

بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

ہوش اُڑائے صورت آبادِ جہان کی دید نے
پتلیون کو دیکھکر محو تماشا ہو گیا

دل تصور کا ترے مسکن ہوا اے بحرِ حسن
بند جذبِ عشق سے کوزے مین دریا ہو گیا

جلوہ فرمائی نئی صورت سے کی ہر رنگ مین
تو نے جس جامہ کو پہنا تجکو زیبا ہو گیا

سچ ہے جو جیسا کرے ویسا ہی آجاتا ہے پیش
عشق کو بدنام کر کے حسن رسوا ہو گیا

اشک افشانی سے مجھ مجنون کے ہین اطفال محو
کھیلنا لڑکون کا لڑکون کو تماشا ہو گیا

فی الحقیقہ روشن آئینہ کو کرتا ہے غبار
خاکساری سے ہمارا دل مُصفّا ہو گیا

تو جو آنکلا چمن کی سیر کو اے رشکِ حور
گل ہوئے گلہائے جنت سرو طوبا ہو گیا

آنکھین دکھلانے غزال آئے جو مجنون کو ترے
ایک تختہ نرگسِ شہلا کا صحرا ہو گیا

آگ پر رکھوائے جلوا نا نہ تھا فرعون کو
پنجشاخے سے بھی روشن دستِ موسیٰ ہو گیا

جھگڑے مین عالمِ طفلی کی کیفیت ملی
شیر دایہ بیکسون کو خون مینا ہو گیا

تیغ سے وہ ابروِ خمدار ہے خونریز تر
جوہرِ ادراک سے حل یہ معمّا ہو گیا

گوش زد کی اُس صنم کے داستانِ شرحِ شوق
دل مرا نالون سے ناقوس کلیسا ہو گیا

کور مادر زاد بینا اپنے جلوہ سے کئے
حسنِ روئے یار یوسف سے مسیحا ہو گیا

عشق کرتے ہی ہوئے خواہان جان سوز و گداز
قرض خواہانِ محبت کا تقاضا ہو گیا

مر چلے تھے یاس کے مارے ترے مشتاقِ یار
زندگانی وعدۂ دیدار فردا ہو گیا

تو نے لٹکایا جو گچھا موتیون کا کان مین
آسمانِ حسن پر طالع ثریا ہو گیا

ہو سکا ممکن نہ دامِ فکرِ آتش سے شکار
مرغِ مضمونِ دہانِ یار عنقا ہو گیا

لباس یار کو مین پارہ پارہ کیا کرتا
قبائے گل سے اُسے استعارہ کیا کرتا

بہارِ گل مین ہین دریا کے جوش کی لہرین
بھلا مین کشتیِ مے سے کنارہ کیا کرتا

نقاب اُلٹ کے جو منھ عاشقون کو دکھلاتے
تمھین کہو کہ تمھارا نظارہ کیا کرتا

سُنا جو حالِ دلِ زار یار نے تو کہا
طبیب مرتے ہوئے کا ہے چارہ کیا کرتا

ہلال عید کا ہر چند ہو جہان مشتاق
تمھاری ابروؤن کا سا اشارہ کیا کرتا

حقیقت دہنِ یار کھولتا کیونکر
نہفتہ راز کو مین آشکارہ کیا کرتا

قدم کو پیچھے رہ خوفناکِ عشق مین رکھ
یہ پہلے دیکھ لے دل ہے اشارہ کیا کرتا

خمِ شراب سے مجھ مست نے نہ مُنھ پھیرا
کنار آب سے پیاسا کنارہ کیا کرتا

بہار تھی جو وہ گل چہرہ یار بھی ہوتا
اکیلے جا کے چمن کا نظارہ کیا کرتا

پڑی ہے خال رخِ یار پر نظر کہین
اثر ہے اپنا یہ شکین ستارہ کیا کرتا

گداز موم سے ہر استخوان کو پاتا ہون
پھر اور سوزشِ دل کا حرارہ کیا کرتا

بڑا ہی خوار علاقہ ہے گلشنِ اُلفت
مری طرح کوئی اُس مین اجارہ کیا کرتا

شراب خلد کی خاطر دہن ہے رکھتا صاف
وضو مین ورنہ یہ زاہد غرارہ کیا کرتا

شکستہ دل نہ ہوا اُس بت کے ناز سے کیونکر
سلوک شیشہ سے ہے سنگ خارہ کیا کرتا

بہار گل مین پیالہ لگا لیا مُنھ سے
شراب پینے کو مین استخارہ کیا کرتا

فقیر کو نہین درکار شان امیرون کی
سر برہنہ سپر گوشوارہ کیا کرتا

بہار گل مین تھا جامہ سے باہر اے آتش
نہ کرتا مین جو گریبان کو پارہ کیا کرتا

ساقی ہون تیس روز سے مشتاق دید کا
دکھلا دے جام مے مین مجھے چاند عید کا

موقع ہوا نہ اُس رُخِ روشن کی دید کا
افسانہ ہی سُنا کئے ہم صبحِ عید کا

افسانہ سنیئے یار کا ذکر اُس کا کیجئے
مقصود ہے یہی مری گفت و شنید کا

شیدائے حسن یار کس اقلیم مین نہین
محبوب ہے وہ ماہ قریب و بعید کا

حاضر ہے جا ہے جو کوئی نعمت فقیر کی
شیرین کلام اپنا ہے توشہ فرید کا

مریخ کا ہے ظلم و ستم کس شمار مین
پیر فلک کو رتبہ ہے تیرے مرید کا

حجت دہان یار مین کیونکر نہ کیجئے
منظور ہے ثبوت ہمین ناپدید کا

لیتا ہے بوسہ دیکے وہ ہمین عذار دل
یہ حال عاشقون کا ہے جو زرخرید کا

آرایش اُن کی قتل کرے ہم کو بیگناہ
درکار مہندی گندھنے کو ہو خون شہید کا

بندِ قبائے یار کے عقدے ہون لاکھ قفل
گستاخ ہاتھ کام کرین گے کلید کا

دل بیچیے ہین عاشق بیتاب لیجیے
قیمت وہ ہے جو مول ہو مال مزید کا

اپنی طرف اُن ابروؤن نے رُخ کو پھیر لے
اللہ رے زور دے جو کمان کی کشید کا

سودائیون کو حاکم ظالم سے ڈر نہین
داغ جنون ہر ایک نگین ہے حدید کا

اُس رُخ پہ ابروؤن سے سو نکو سمجھ نہ کم
ہر آیہ ہے فصیح کلام مجید کا

کنج قفس مین پہونچی صبا لیکے بوئے گل
خط آگیا بہار چمن کی رسید کا

شادی بے محل سے بھی ہوتا ہے دلکو غم
اندوہ طفل جمعہ کو ہوتا ہے عید کا

قاتل رہا کرے گی شب جمعہ روشنی
کوچہ مین تیرے ڈھیر ہو تیرے شہید کا

موسیٰ کی طرح ہم کو بھی دیدار کا ہے شوق
آنکھون کو حوصلہ ہے تجلی کی دید کا

صورت کو تیری دیکھنے آتے ہین قیافہ بین
رُخ پر یقین ہے اُنھین شکل سعید کا

چسپان بدن سے یار کے ہو کر قبائے ناز
حیران کار رکھتی ہے قطع و برید کا

بے جرم تیغ عشق سے دل ہو گیا ہے قتل
سینہ مرا مقام ہے مرد شہید کا

دیوانہ زلف یار کی زنجیر کا ہے دل
رہتا ہے صدمہ روح کو قید شدید کا

خونریز جس قدر کہ ہو اُس سے عجب نہین
آتش فراق یار پدر ہے یزید کا

عشق مژگان کا مزہ بھی کوئی دم بھر ملتا
کاٹتے اپنے گلے ہم کو جو خنجر ملتا

عشق کا آئینۂ دل کو ہے جوہر ملتا
تن کو سودے کے لئے یار کے ہے سر ملتا

تیرے مستانون کو جنت مین کہین گھر ملتا
ہاتھ سے حور کے جام مے کوثر ملتا

دہن یار نہ آنکھون کو دکھائی دے گا
زندگی مین ہے کسے چشمۂ کوثر ملتا

ہاتھ پر بیٹھ کے اُس ترک کو دیتا خط شوق
کوئی ایسا نہین شاہین کبوتر ملتا

وحشت دل کبھی صحرا کو جو لیجاتی ہے
ہر بگولا ہے گلے سے مرے اُٹھکر ملتا

فی الحقیقت تری زلفون کی جو ہوتی خوشبو
مشک ملتا نہ کسی کو نہ تو عنبر ملتا

واہ ری پست و بلند رہِ الفت اُس مین
کوئی تختہ جو زمین کا ہو برابر ملتا

خلعت بال ہما دیکے روانہ کرتے
نامۂ شوق کا حامل جو کبوتر ملتا

نقش بر نقش محبت سا نہ ہو گا کوئی
سیکڑوں چہرۂ گل ہے مجھے ششدر ملتا

سامنا آنکھ اُٹھا کر نہیں نرگس کرتی
جھک کے اُس سروِ رواں سے ہے صنوبر ملتا

دل بہت سینہ مین بیتاب ہے اسپر رکھتے
صبر سے بھی کوئی بھاری سا جو پتھر ملتا

عید کا روزہ ہے سکین ہین قطرہ پیتے
جز غم ہم کو بھی ساقی کوئی ساغر ملتا

لب شیرین سے وہ دشنام دیا کرتے ہین
زہر ہو کر ہے مجھے قند مکرر ملتا

بادشہ حسن نے اے یار بنایا ہے تجھے
خطبہ پڑھتا ہون ترا مین جو ہے منبر ملتا

ہم بھی اللہ سے دولت کی تمنا کرتے
سیمبر یار جو کوئی عوض زر ملتا

نہ کیا تو نے تعین ہی مکان کا ورنہ
دل مومن مین سمجھتا جو ترا گھر ملتا

ابر نیسان کا کرم رہتا ہے ہر سال بسر
تیرے دندان سا صدف کو نہین گوہر ملتا

کیا سمجھ کر اُسے اخوان نے کنوئین مین پھینکا
خوبصورت نہین یوسفؑ سا برادر ملتا

نالہ بلبل کا نہ سنتا یہ غرور آجاتا
گوش گل کو جو ترے کان کا زیور ملتا

وحشت دل کا تقاضا ہے نکل چلنے کا
تنگ ہون گنبد گردون کا نہین در ملتا

اے پری شیفتہ ہوتے ترے جن و انسان
عشقبازون سے سلیمان کا لشکر ملتا

تیری تمثال سے روشن یہ ہوا آتش حسن
آئینہ کو بھی ہے اقبال سکندر ملتا

بیٹھ جاتا نہ کھڑے رہنے کی طاقت رہتی
چرخ کو میری طرح سے کبھی چکر ملتا

کیا عجب عاشق بے صبر کو بوسہ جو وہ دین
بتواضع بھی ہے مفلس سے تونگر ملتا

دھجیان خوب ہی لیتا مین بہار گل مین
مجکو آتش جو گریبان رفوگر ملتا

دل کو فزون چمن کی مٹی سے سرد پایا
گیندے سے مین نے اپنے چہرے کو زرد پایا

حسن و جمال پر ہے زیبا غرور تجکو
بے مثل بے نظیر و یکتا و فرد پایا

پارس کا کام سنگ در سے عجب نہین ہے
اکسیر کو تمھارے کوچے کی گرد پایا

ہر چند حالت دل ناگفتنی تھی لیکن
رو کر کہا کچھ اُس سے جو اہل درد پایا

اندھیر ہے جو تیری چشم سیہ سے کم ہے
گردش کا اُس کے سرمہ دنبالہ گرد پایا

باغِ جہان مین حق انصاف سے نگذرے
شربت بنایا بہرِ بلبل جو درد پایا

سودے مین گیسوؤن کی زنجیر کے جنون نے
مجنون سے مجکو طرۂ صحرا نورد پایا

تمثالِ رخِ صنم نے گولی کی کی نہ گرمی
کافور کی طرح سے یہ مشک سرد پایا

ہونے لگی ہویدا نیرنگ سازی عشق
گاہے سفید گاہے رنگ اپنا زرد پایا

کس کس ستارہ سے شب اے مہ لقا لڑی ہین
آنکھون کو تیری ہم نے مردِ نبرد پایا

کرتے مصوّر اُس کو تصویرِ خضر مین صرف
ہوتا جو تیرے خط سا کچھ لاجورد پایا

مین بھاگتا ہون دنیا آکے ہے لپٹتی
آتش مجھی کو اُسنے شاید کہ مرد پایا

خدا نے برق تجلی مجھے جمال دیا
ہماری آنکھون کو دیدار کا خیال دیا

کسی کو ملک دیا ہے کسی کو مال دیا
فقیر ہون مجھے اللہ نے ہے حال دیا

فریب حسن نے سکھلائی اُن کو صیادی
شکار کھیلنے کو گیسوؤن کا جال دیا

چلا تو بتکدے کی سیر کو مؤذن ہے
ہلا دیا جو بتون کو پہاڑ ڈال دیا

یقین ہے صورتِ عاشق سے اُنکو وحشت ہو
فسون سرمہ نے ہے دیدۂ غزال دیا

لبون تک آئی ہوئی بات پی گئے سو بار
زبان کو دل نے نہ اذنِ بیانِ حال دیا

دکھا کے حسنِ زنخدان یار کا عالم
ہماری آنکھون نے دل کو کنوئین مین ڈالدیا

شراب ابر مین کیونکر پئین نہ اے ساقی
ترے کرم سا ہے ہمکو شفیق حال دیا

گلے مین ڈالتے ہی پوست کی طرح لپٹی
قبا نے سانچے مین اندامِ یار ڈھال دیا

بنایا جب ترے پتلے کو دستِ قدرت نے
ہر ایک عضوِ بدن اُس کو بے مثال دیا

مرید کرکے مجھے پیرِ عشق نے اپنا
مشاہدے کو اک آئینۂ جمال دیا

ہوا ہون اہلِ دول سکہ ہائے داغ سے مین
جنون نے صدقۂ حسنِ پری ہے مال دیا

چلین گے باغ اگر ہم کو بھی مقدر نے
رفیق سبزِ چمن کوئی نونہال دیا

چکھا کے خوان کا اپنے نمک توکل نے
زبان کو مزۂ نعمتِ حلال دیا

نظر پڑا کئی دن سے نہین وہ ابروے کج
چھپا ہے جب سے دکھائی نہین ہلال دیا

ہوا ہے سامنے جب تیرے روئے رنگین کے
صبا نے گل کو ہے آزار گوشمال دیا

جو دیکھتا ہے وہ کہتا ہے چودھوین کا چاند
شباب حسن نے ہے یار کو کمال دیا

بہت مرے دل صد چاک سے الجھتی تھی
تمھاری زلف کا شانہ نے بل نکال دیا

تپ فراق سے جان اپنی جا چکی ہوتی
صنم نے راہ خدا شربت وصال دیا

صفا مین تیرے سے چمکے ہوئے بنائے دانت
لبون کو رنگ ترے لعل سے بھی لال دیا

ہوئی ہے خال رخ یار پر ملاحت ختم
نمک یہ حسن نے زنگی کو خال خال دیا

جلائے آئینۂ رخ سے نشۂ مے نے
جمال یار کو ہے خلعت جلال دیا

غرور حسن سے بیجا جو ناز کرنے لگے
بتون کو کعبہ سے اللہ نے نکال دیا

ادا ہو شکر ترے فیض عام کا کس سے
ہر ایک ذرہ کو خورشید لازوال دیا

صفائے رخ کا ملا لطف خط کے بوسے سے
قضا نے درد مین ہے نشۂ زلال دیا

شرف سے دستخط یار کے پھرا محروم
جواب صاف ملائکہ کے جب سوال دیا

سرور یار سے حاصل ہوا سرور تجھے
ملال دوست نے دل کو مرے ملال دیا

شب وصال مین اس چہرۂ منور سے
ہٹا کے زلف کو آتش بلا کو ٹال دیا

غزل جو ہم سے وہ محبوب نکتہ دان سنتا
زمین شعر کا افسانہ آسمان سنتا

فراق رنج سے ہے بعد مرگ بھی دشوار
زمین کے نیچے بھی ہوتین تو آسمان سنتا

کھلے نہ حالت دل کو زبان کا احوال
سنا کرے ہے اگر گوش بے زبان سنتا

خوشی سے جامہ مین پھولا نہین سماتا ہے
بہار گل کی جو آمد ہے باغبان سنتا

زبان کون سی مشغول ذکر خیر نہین
کہان کہان نہین مین تیری داستان سنتا

قریب ہے یہ کہ حاصل کرون حضور رسی
پتا لگا یا ہے دل ہون ترا مکان سنتا

خوشی کے مارے زمین پر قدم نہین پڑتے
جرس سے مژدۂ منزل ہے کاروان سنتا

نہ پوچھ کان مین کیا کیا کہا ہے کس کس نے
پھرا ہون تیری خبر مین کہان کہان سنتا

فسانۂ رخ رنگین یار کیا کہتے
چمن کو آگ لگاتا جو باغبان سنتا

زبان سے مرے یوسف نہین کہا جاتا
تمھارے حسن کے سودے کو ہون گران سنتا

نکلتا ہے جو وہ خونخوار اوپچی بنکر
ہر اک طرف سے ہون آواز الامان سنتا

کچھ احتیاج نہین مجھکو حرز بازو کی
اجل کو اپنی ہون اپنا نگاہبان سنتا

مری فغان سے ہے گیسوئے یار بل کھاتا
ملال ہوتا ہے کافر ہے جب اذان سنتا

بہار آئینہ دکھلا رہی ہے حیران ہے
ہزار کہیئے نہین ایک باغبان سنتا

کیا ہے زرد یہ سودائے خال مشکین نے
وہ رنگ ہے کہ جو تھا رنگ زعفران سنتا

چمن کو کوچۂ قاتل مگر ہے سمجھا تو
شہید تجھکو ہون اے نخل ارغوان سنتا

یہ شوق بوسہ ہے مجھکو اُس کا چوم لیتا ہون
زبان سے جسکی ترے رخ مین ہون دہان سنتا

مجھے وہ روشنی حنا نہ یاد آتا ہے
کسی کے گھر مین جو ہون دوست میہمان سنتا

جواب اُٹھ سکے نہ کیونکر مین اُسکے بدلے دون
لڑی مری لئے ہے گوش بے زبان سنتا

رسائی دیر مین ہوتی جو برہمن کی طرح
بتون کو چھیڑ کے دو چار گالیان سنتا

اُن ابروؤنکو مین شاعر بھی کہہ رہے کچھ کچھ
کسی سے تیغ کسی سے ہون مین کمان سنتا

کہون مین بال جو اُس کو تو بال شیشہ کا
کمر کو ہون تن نازک کے درمیان سنتا

فراق یار کو اے صبر زور تو نہ جتا
پچھاڑتا ہے یہ جس کو ہے پہلوان سنتا

قضا کے تیر کو دے گر نشانہ بنتا مین
کوئی جو ابروئے خمدار سی کمان سنتا

قصور مجھ سے ہوا ہو جو کچھ معاف کرو
خفا مزاج تمھارا ہون مہربان سنتا

جفا و جور و ستم مین مقابلہ کرتا
وہ ترک اگر فلک پیر کو جوان سنتا

یہ چل رہی ہے ہوا باغ دہر مین کیسی
نہ گل سا رخ نہ تو غنچہ سا ہون دہان سنتا

نہال قد کے ہو سودے مین جب سے زرد آتش
تمھارا نام ہون مین شاخ زعفران سنتا

لباس سرخ پہن کر جو وہ جوان نکلا
پناہ مانگتا مریخ آسمان نکلا

خراب پھرتے تھے عالم مین دلکو بھولے ہوئے
مکان یار کا دیوار درمیان نکلا

وہ زلف چھو گئی زنجیر اپنے سودے کو
کمان سے جا کے ہے یہ سلسلہ کہان نکلا

ملاحت ذقن یار کا ہے ہر سو شور
عجب لطف کا کھاری ہے یہ کنوان نکلا

بندھے دہان و کمر کے ہزارہا مضمون
زمین شعر سے گنجینۂ نہان نکلا

کھلا نہ آتش سودائے عشق کا پردہ
وہ موم ہوا جو مرے مغز سے دھوان نکلا

تلاش ہم نے ہزارون ہی لشکر ہنین کی
قد بلند سا تیرے نہ اک نشان نکلا

سنینگے قصۂ یوسف زبان سے اُسکی
کوئی ہماری طرف سے جو کاروان نکلا

شباب کھوکے گئی جان رنج پیری سے
بہار لوٹ کے گلشن سے باغبان نکلا

کہا جو شاعرون نے اُس کو چشمۂ شیرین
کھلا ہمین کہ اب اُن سے ترا دہان نکلا

دیا نہ تم نے کبھی بوسۂ لب شیرین
مزہ نہ مہر و محبت کا مہربان نکلا

سنا ہے شور سگ کوئے یار جب ہم نے
خوشی سے پوست کے باہر ہے استخوان نکلا

جنون عشق مین کی کوچۂ بتان کی جو سیر
بلند کعبہ سے ہر گھر کا آستان نکلا

دکھائی دیتی ہین آنکھون کو صورتین ہر سو
یہ گنبد فلک آئینہ کا مکان نکلا

مقام شکر ہے دے آسمان جو حجرۂ قعر
کفن پہن کے ہے اس گھر سے میہمان نکلا

شب فراق مین بے چہرۂ منور یار
ہوا ہے داغ مجھے چاند سے جہان نکلا

کرے گا کیا کوئی دنیا مین سرکشی آتش
یہ وہ مقام ہے جھک کر ہے آسمان نکلا

جا کر قفس مین عاشق صیاد ہو گیا
بلبل کا حال قابل فریاد ہو گیا

تو روشنی عالم ایجاد ہو گیا
ویرانہ تیرے جلوے سے آباد ہو گیا

سختی ہجر یار سے دل مین ہوا جو درد
موم ہماری آہ سے فولاد ہو گیا

حافظ رُخ کتابی محبوب کے ہین ہم
یہ احسن القصص ہے ہمین یاد ہو گیا

اللہ کے سوا نہ کسی نے کبھی سُنا
نالہ مرا غریب کی فریاد ہو گیا

پھر آئے رنگ رفتہ جو رُخ پر عجب نہین
اکثر ہے چہرۂ نظری صاد ہو گیا

وہ شب ہے کون سی کہ نہین لطف نوشہی
فکر سخن عروس مین داماد ہو گیا

زلفون کو دیکھ کے مائیہ سودا ہوا وہ شوخ
دو دیر لگا کے یار پری زاد ہو گیا

ساقی ماہرو نے پلائی شراب عشق
تفریح روح کو ہوئی دل شاد ہوگیا

دکھلایا آب جو نے چمن مین جو آئینہ
گلچین باغ حسن وہ صیاد ہوگیا

سایہ کی طرح سے مرے پھرتا ہے ساتھ ساتھ
عشق اُس پری جمال کا ہمزاد ہوگیا

کم حکم شرع سے نہیں ایماے حسن بھی
بے جرم بے قصور وہ جلاد ہوگیا

کپڑے رنگے جو خون احباے یار نے
مریخ چرخ کشتۂ بیداد ہوگیا

سرمہ سے چشم یار بنی مفسدون کی جڑ
لب رنگ پان سے ظلم کی بنیاد ہوگیا

رنگوایا بلبلون کے جو خون سے بہار مین
گلزار رشک خانۂ صیاد ہوگیا

خورشید سے زیادہ ہوئی اسمین روشنی
جو ذرہ تیری راہ مین برباد ہوگیا

اے سوز عشق نرم دل سخت یار کر
اکسیر ہے جو کشتہ یہ فولاد ہوگیا

ہجر صنم مین پھوڑ کے سر دل نے جان دی
فارغ پہاڑ کاٹ کے فرہاد ہوگیا

نقش اُس الف سے قد کا کیا جبکہ عشق نے
دل صاف ہو کے چہرۂ آزاد ہوگیا

قد بلند یار کو شمشاد جو کہا
گیسو لٹک کے طرۂ شمشاد ہوگیا

غیرت کے مارے یار ہوا غیر سے خلاف
یہ اتفاق بھی ہے خداداد ہوگیا

موقوف سخت روئی ہوئی خط سے یار کے
بوٹی سے کشتہ بیضۂ فولاد ہوگیا

پھرتے ہین ڈھونڈھتے نظر آتا نہین کہین
کوے بتان بھی گلشن شداد ہوگیا

زنجیر اس بہار مین ہلکی اگر گھڑی
ہاتھ اپنا طوق گردن حداد ہوگیا

مژگان کی طرح گردش چشمان یار سے
زیر و زبر ہی عالم ایجاد ہوگیا

تحصیل علم روح کی شائق ہوئی جو روح
شاگرد کرکے مجکو دل استاد ہوگیا

بلبل کے نالے لے اُڑے فصل بہار مین
دیوانہ کپڑے پھاڑ کے صیاد ہوگیا

دیوانگی نے دام خرد سے نجات دی
عشق پری کے صدقے سے آزاد ہوگیا

کرتا ہے یار دست حنائی سے قتل عام
مہندی کا خون کر کے ہے جلاد ہوگیا

ساقی حدیث اُس کو سمجھتے ہین تیرے مست
پیر مغان کے منھ سے جو ارشاد ہوگیا

رسوا ہوا مین پردہ کھلا تیرے عشق کا
اشکون سے رنج ناخلف اولاد ہوگیا

بوسوں کے بدلے ملتی ہیں آتش کو گالیاں
شایان لطف مورد بیداد ہو گیا

سامنے جو پڑ گیا دیوانۂ بیباک تھا
پھاڑ کر آنکھیں جسے دیکھا گریباں چاک تھا

عالم ایجاد بھی طرفہ طلسم خاک تھا
کاسہ گر مٹی تھا مٹی کاسہ مٹی چاک تھا

یوں تو تیرے تیر کے نخچیر تھے سب خوش نصیب
وہ بلند اقبال تھا جو بستۂ فتراک تھا

بے ترے شب کو چھری چلتی تھی اے خورشید حسن
جو ستارہ تھا سوا مریخ سے سفاک تھا

لعل لب کے جس سے مضمون ڈھل گئے فکر اسکی ہے
ان نگینوں کو تراشا جس نے وہ حکاک تھا

جامہ زیبی میں نہ دی تشبیہ میں نے یار سے
وہ خوش اندامی نہ تھی گل لاکھ خوش پوشاک تھا

اینڈتا تھا تیرے ستون کی طرح سے باغ میں
صاحب نسبت اپنے سلسلہ میں تاک تھا

بوئے گل کیطرح گرد راہ دکھلائی نہ دی
یار کا گلگوں نسیم صبح سے چالاک تھا

ہر دم دیدۂ تر اورد کے جب کرتے تھے ذکر
اشک جو تھا دانۂ تسبیح خاک پاک تھا

پار اُترا صاف بحر بیکنار عشق سے
روتے روتے مر گیا جو بحر میں تیراک تھا

دیدۂ عارف سے جب دیکھا تو یہ روشن ہوا
مظہر نور الٰہی حسن مشت خاک تھا

چشم نامحرم کو برق حسن کر دیتی تھی بند
دامن عصمت ترا آلودگی سے پاک تھا

ساتھ دے سکتے نہ تھے صحرا نوردی میں مرا
جوش وحشت میں غزالوں سے بھی میں چالاک تھا

تیرے کوچہ کا چمن پر دل کو آجاتا تھا رشک
سنبل و گل اپنی آنکھوں میں خس و خاشاک تھا

صید بندی کا تجھے جب شوق تھا اے شہسوار
حلقۂ دام محبت رشتۂ فتراک تھا

جسم گل کھائے ہوئے ساعد ترے چھلونکے تھے
غیرت صبح بہار اُس آستیں کا چاک تھا

جائے آب اس مست کو ملتی ہے انگوری شراب
اعتقاد پاک سے جو خوشہ چین تاک تھا

جب رلاتا تھا تصور لالہ رویوں کا ہمیں
طفل اشک ایک ایک مست نشۂ تریاک تھا

عالم تشبیہ میں کہتا صنوبر کس کو میں
یار کا بوٹا سا قد موزوں تھا وہ کاواک تھا

رات بھر تھا چشم غزال آنکھوں میں اپنے ہر چراغ
شہر بھی بے یار اک صحرائے وحشتناک تھا

کر گئی جب روح مرجع کیطرف اپنے رجوع
خاک میں وہ مل گیا جو جسم آتش خاک تھا

ساقی شراب سے رہے قصر فلک بھرا
شیشہ کی طرح مے سے شکم حلق تک بھرا

صحبت برار ہونے کی صورت نہین کوئی
مین بدگمان ہون اور مرا یار شک بھرا

حسن ملیح پر نہ کرو اس قدر گھمنڈ
کان نمک مین لاکھون ہی من ہے نمک بھرا

رو رو کے مین نے دل نہین خالی کیا ہنوز
پانی ابھی سما سے کہان تا سمک بھرا

صحرا مین جا کے لائے حرارت جو آبلے
پاؤن نے اُن مین ہیں کے خار خسک بھرا

آئی بہار گھر سے مرے آ گئے ساقیا
لبریز بادہ جام پیالہ گزک بھرا

رات انتظار یار مین جھپکین جو نیند سے
آنکھون کو اپنی چیر کے مین نے نمک بھرا

قل ہو فراق یار مین کس کس کا دیکھیے
تارون کے نقل سے ہے یہ خوان فلک بھرا

آتش ہمیشہ سیر ہو احسان حسن سے
نیت کو رکھے بوسہ لب کی چٹک بھرا

عشق کے سودے سے پہلے درد سر کوئی نہ تھا
داغ دل خندان زن زخم جگر کوئی نہ تھا

غیر یار آنکھون مین اپنی جلوہ گر کوئی نہ تھا
مردمان چشم سا اہل نظر کوئی نہ تھا

روئے رنگین سا ہو گل جسمین شجر کوئی نہ تھا
باغ مین سیب زنخدان سا ثمر کوئی نہ تھا

جوہری کی آنکھ سے دیکھے جواہر بیشتر
لعل لب سا لعل دندان سا گہر کوئی نہ تھا

خوبصورت یون تو بہتیرے تھے لیکن یار سا
نازنین نازک بدن نازک کمر کوئی نہ تھا

رہ گئی دل ہی مین اپنے حسرت اظہار شوق
لکھ کے خط جب ہم نے ڈھونڈھا نامہ بر کوئی نہ تھا

میرے نالون نے جو شب کی تھی قیامت آشکار
جاگتا تھا فتنہ جو تھا بیخبر کوئی نہ تھا

دوست دشمن یار رکھتا خاطر اپنی کیا عزیز
عیب الفت کے سوا ہم مین ہنر کوئی نہ تھا

کھینچ لاتا تھا ہمارا جذبۂ دل یار کو
نالہ و افغان سے جو تھا بے اثر کوئی نہ تھا

کون سے حلقہ مین اُن زلفون کے تھے اک دو دل
خانۂ زنجیر سا آباد گھر کوئی نہ تھا

تیغ کے جوہر دکھاتی تھی وہ ابرو جن دنون
آشنا گردن سے اپنی اپنی سر کوئی نہ تھا

دیدہ و دل تھے منور تیرے نور حسن سے
جلوہ فرما ہو نہ تو جس مین وہ گھر کوئی نہ تھا

رکھتی تھی زلف رسائے یار ہر اک مو دراز
کون سے قصہ کو کہتا مختصر کوئی نہ تھا

عہد پیری میں جوانی تھی نہ اُس کے ولولے
محفل شب میں سے ہنگام سحر کوئی نہ تھا

بلبل تصویر تھا باغ جہاں میں تیری طرح
باوجود بال و پر بے بال و پر کوئی نہ تھا

معرکہ میں عشق کے سر ہاتھ پر رکھے ہوئے
واپسیں دم تک تو مجھ سے پیشتر کوئی نہ تھا

یار آنکلا تو تھا صورت دکھاتا میں کسے
پھٹ پڑے کا وقت تھا شمس و قمر کوئی نہ تھا

عشق کس کو حسن دلکش سے نہ تھا اے جان جان
فکر سے غافل تری جن و بشر کوئی نہ تھا

چاشنی دونوں کی چکھی ہے جو حق حق پوچھیے
اُن لب شیریں سے شیریں نیشکر کوئی نہ تھا

لے چلے ہستی سے داغ عشق آتش شکر ہے
منزل ملک عدم کا ہم سفر کوئی نہ تھا

دیوانہ ہے دل یار تری جلوہ گری کا
مشتاق نہایت ہی یہ شیشہ ہے پری کا

انداز کہاں یہ روش حور و پری کا
دم بند ہے ٹھوکر سے تری کبک دری کا

ہنگامہ گل و لالہ کی ہے جیب دری کا
دیوانہ ہوا چاہیے شیشہ کی پری کا

ساقی کی نگاہوں نے مرے ہوش اُڑائے
آنکھوں سے دیا جام مے بے خبری کا

ایک بت سے قد کا ہے زبس نقش جو بیٹھا
دل رنگ دکھاتا ہے عقیق شجری کا

پیری میں رخ اُن ابروؤں کا اپنی طرف چاہ
سیفی کا سا ہے حال دعائے سحری کا

تلوار کے مقتولوں میں محسوب ہے وہ بھی
کشتہ ہے جو اے ترک تری کج نظری کا

آئینہ نہیں دیکھتے زلفیں نہیں بنتیں
کم سن ہیں وہ عالم ہے ابھی بے خبری کا

سبزہ مری تربت کا ہرا خوب ہوا ہے
ایسے میں ہرن آئیں تو موقع ہے چری کا

کیا جائے ادب ہے ترے کوچہ کی زمیں پر
پایا نہ کہیں نقش قدم رہ گذری کا

اک گل کی جدائی ہے شب و روز رُلاتی
مژگاں نہیں گرد آنکھ کے سبزہ ہے تری کا

لکھتا ہوں جو میں شرح تری خوش روشی کی
بنتا ہے سر خامہ قدم کبک دری کا

کرتا ہوں جو میں حسرت پرواز میں نالے
صیاد کو غم ہے مری بے بال و پری کا

بیوجہ لباس اپنا نہیں سرخ یہ رکھتا
مریخ ہے پیرو تری بیدادگری کا

کس مار سیہ میں نہیں اُس زلف کی لہریں
کس مور کو دعوی نہیں نازک کمری کا

گل پھولے سماتے نہین ہین جامہ مین اپنے — اودے نہ یہ شگوفہ ہے نسیم سحری کا
اک کان ملاحت کے ہین پاتا نہین ہم بھی — چکھا ہے مزا ہمنے بھی شوریدہ سری کا
دم لاکھ محبت کا تری غیر بھرین یار — باور نہ کیا چاہیے گھونٹون کی کھری کا
اورنگ نشین ملک جنون مین نہو کیونکر — افسر سر دیوانہ کو سایہ ہے پری کا
طے مرحلہ عشق خدا چاہے تو ہووے — اس راہ مین توشہ ہے توکل سفری کا
پیری مین رہا روشنی فکر سے عالم — خورشید لب بام چراغ سحری کا

دیوانہ ہے کس چاند سے رخسار کا آتش
زنجیر کا غل قہقہہ ہے کبک دری کا

اک سال مین دس دن بھی جسے غم نہین ہوتا — وہ شہر ہے جس مین کہ محرم نہین ہوتا
سنبل مین تری زلف کا عالم نہین ہوتا — یہ پیچ نہین ہوتے ہین یہ خم نہین ہوتا
کعبہ مین رخ یار کا عالم نہین ہوتا — محراب مین ان ابروؤن کا خم نہین ہوتا
اک جام مین کھلتا ہے طلسمات جہان کا — مستی مین کسے مرتبۂ جم نہین ہوتا
نشتر کیطرح چھیڑتی رہتی ہین وہ مژگان — کس چاہنے والے کا لہو کم نہین ہوتا
تلوار کی موت اسکے نصیبون مین نہین ہے — ابرو کے اشارے سے جو بیدم نہین ہوتا
بے عشق سے زنہار نہ کر تذکرہ حسن — کہتے نہین راز اس سے جو محرم نہین ہوتا
اک رشک مسیحا کے تصور مین ہے یہ حال — آنکھون مین ہے جان اور فنا دم نہین ہوتا
فرقت مین تری کونسی شب کو نہین رونا — کب سینہ زنی سے مری ماتم نہین ہوتا
پیدا کرے گو موم کی وہ جسم گدازی — زخم دل احباب کا مرہم نہین ہوتا
آتی ہے یہی معرکہ عشق سے آواز — یان کشتہ نہو جو وہ مسلم نہین ہوتا
کم موت کے آنے سے نہین یار کا جانا — قالب مین جو ڈھونڈھو تو کہین دم نہین ہوتا
اس زلف کی بو سونگھی ہو جسنے وہی جانے — افعی سیہ رنگ مین یہ سم نہین ہوتا
مقبول ہے جو ذرہ کہ درگاہ کو تیرے — وہ ملتفت نیر اعظم نہین ہوتا
شیشے مین جو ہے روشنی بادہ گلگون — فانوس مین یہ شمع کا عالم نہین ہوتا

بیصرفہ لٹے دولت دیدار شب و روز / معشوقون مین ایسا کوئی عالم نہین ہوتا
زنجیر کا اُس زلف کے سودا نہ ہو کیونکر / یہ سلسلہ درہم و برہم نہین ہوتا
افسوس ہے انسان نہ ہو علم کا جویا / وہ مال ہے یہ صرف سے جو کم نہین ہوتا
ولاو سے اب تک ہے خصومت وہی باقی / ابلیس سا بھی دشمنِ آدم نہین ہوتا
اُس باغ کے ناظر نگہ پاک سے ہین ہم / گل جس مین کہ آلودۂ شبنم نہین ہوتا
ثابت قدم فقر کو ہے نفس کشی شرط / بے دیو کے مارے ہوئے رستم نہین ہوتا
یہ نکتہ ہمارا ہے سخن چین کو نصیحت / الزام جو دیتا نہین ملزم نہین ہوتا

تا چند بہار آتی نہین دیکھیے آتش
کب تک شرف نیّر اعظم نہین ہوتا

وصف کیجے جو تیری قامت کا / کہیے اُس کو الف قیامت کا
نیم جان چھوڑنا نہ اے قاتل / فعل ہے یہ بڑی ندامت کا
نعمت عشق بٹتی ہے لے لے / مستحق ہو جو اس کرامت کا
پیروی پیشوا کی لازم ہے / روسیہ منکر امامت کا
مردِ میدان کا حال کیا جانے / راہ رو کوچۂ سلامت کا
حُسن سے عشق ہے ہمین ازلی / ہم بھی دم بھرتے ہین قدامت کا
واہ ری عاشقون کی دلجوئی / کس سے وعدہ نہین قیامت کا
وصل مین ہجر کی خبر تھی کسے / تھا نہ معلوم روز شامت کا
گھر بناتے اگر یقین ہوتا / اس خرابہ مین استقامت کا

حسب دلخواہ دے تجھے آتش
وہ جو ہے خاتمہ امامت کا

تیری جو یاد اے دلخواہ بھولا / باللہ بھولا واللہ بھولا
فرقت کی شب مین جانسوز دل نے / اُف اُف کیا جو آہ آہ بھولا
کج رکھ نہ پا کو جادل سے غافل / پھیر اُس نے کھایا جو راہ بھولا

زنار ڈالا تسبیح پھیکی	عشق صنم مین اللہ بھولا
غور نے گرایا اُس کو نظر سے	جو ذرہ تیری درگاہ بھولا
زلف رسا کو سمجھا جو افعی	چوکا وہ قصہ کوتاہ بھولا
دیکھے سے تیرا روئے منور	ہم مہر بھولا ہم ماہ بھولا
محروم رکھا ساقی نے ہم کو	اپنے گدا کو جم جاہ بھولا
بُت خانہ چھوڑا بار آئے بت سے	وہ شہر بھولا وہ شاہ بھولا

شرط وفا کی کس بیوفا سے
آتش سا عارف آگاہ بھولا

مشتاق اسقدر ہون خدا کے حضور کا	سجدہ کرون جو بت بھی ملے سنگ طور کا
دکھلا کے جلوہ آنکھون نے اک شمع نور کا	گل کر دیا چراغ ہمارے شعور کا
موسم ہوا بہار چمن سے سرور کا	آیا زمانہ داغ جنون کے ظہور کا
سب کو خیال رہتا ہے اک رنگ طور کا	ظلمت مین دل مرا متلاشی ہے نور کا
منھ کو چھپایئے نہ مرے قتل کے لئے	شمشیر بے نیام ہے پردہ حضور کا
کرتا ہے نغمہ صورت داؤد عندلیب	عالم ہوا ہے دفتر گل پر زبور کا
گردن ہی اپنی پھانسی کے قابل نہین ہنوز	کیا شکوہ اُن کی زلف رسا کے قصور کا
کس کس کو خاک مین نہین ملوایا آپ نے	کشتہ ہے کون کون تمھارے غرور کا
دکھلا کے ساق پا جسے مارا ہے یار نے	گنبد بنا ہے قبر پہ اُس کے بلور کا
کس ترک کی کلاہ کو زینت ہوئی پسند	کھنچا گیا ہے پوست ہزارون سمور کا
لیٹا مین دوڑ کر جو پر یرو نظر پڑا	دیوانہ بن کے کام کیا ذی شعور کا
قبرون کو عاشقون کی نہ کھدوا ستم نکر	بیدرد یون عمل نہین کشف قبور کا
یمن قدم سے یار کے فردوس باغ ہوا	نرگس کے پھول کام کرین چشم حور کا

اُس ہمائے حسن کا عنقا مقابل ہو گیا	حق جو کچھ تھا حق جو باطل تھا سو باطل ہو گیا
عاشقون کو رتبہ پروانونکا حاصل ہو گیا	تو فروغ حسن سے جو شمع محفل ہو گیا

دلبرون کی انجمن مین حال بسمل ہوگیا
تیغ سی ابرو کو دیکھا جسکی قائل ہوگیا

ہوش اڑے ایسے بہار رنگ گل کو دیکھکر
بلبلون کی فکر سے صیاد غافل ہوگیا

عہدِ طفلی سے جوانی مین ہوا وہ چند حسن
جب وہ خوشرو تھا ہلال اب ماہ کامل ہوگیا

گرمیان تیری طرح سے آتش گل نے جو کین
پانون رکھنا باغ مین بلبل کو مشکل ہوگیا

گرد دیوانہ کے رہنے سے ہوا یہ آشکار
چشم طفلان مین کھلونا مہرۂ گل ہوگیا

کون سا کونا نہ جھانکا کی نہ کس گھر مین تلاش
جستجو مین تیری ششدر مہرۂ گل ہوگیا

چار عنصر چار رہ ہین منتشر ہوش و حواس
اٹھ گئے تم کیا دگرگون رنگ محفل ہوگیا

صورت پروانہ مجنون نے کبھی ڈالی جو آنکھ
شمع لیلی ہو گئی فانوس محمل ہوگیا

حسن معنی نے کیا صورت سے آدم کے ظہور
سجدہ گاہ قدسیان یہ کعبۂ گل ہوگیا

نقش صورت کو مٹا کر آشنا معنی کا ہو
قطرہ بھی دریا ہے جو دریا سے واصل ہوگیا

قطع ہو جاوے گی گام چند مین سختی راہ
خضر ہے جب آگے آگے شوق منزل ہوگیا

نکہت زلف اُس پری کی جو کبھی لائی صبا
حاصل تاتار دیوانون کو حاصل ہوگیا

کر دیا تیری توجہ کے کرم نے بے نیاز
دولت حاتم سے مالا مال سائل ہوگیا

شب کو دم دیدیکے لیجاتا ہے کوئے یار مین
مین تو تھا ہی مجھ سے بھی مرشد مرا دل ہوگیا

جنبش ابرو نے رکھ لی آبروئے تیغ یار
نیم بسمل رہ گیا تھا جو وہ بسمل ہوگیا

شاعرون مین کوئی آتش سا نہوگا حسن دوست
خوبصورت پر پڑی جب آنکھ مائل ہوگیا

قوی دماغ رہے بلبل خوش الحان کا
قفس مین بھی ہے وہی چہچہا گلستان کا

پھرا ہے ہم سے رخ اُس بادشاہ خوبان کا
کچھ اعتماد نہین ہے مزاج سلطان کا

اُن ابروؤن سے اشارہ ہی ہے مژگان کا
کمان ہو تو کرے قصد تیر باران کا

ہنسا وہ گل تو یقین ہے چمک گئی بجلی
لبون کے کھلتے ہی پردہ کھلیگا دندان کا

دکھائیے گا اگر چہرہ کتابی آپ
ثواب بخشئے گا ہمکو ختم قرآن کا

جگہ ہے دل مین ترے داغ عشق کی خالی
جو سرفراز کرے تو یہ گھر ہے مہمان کا

قفس میں نالۂ بلبل سے یہ صدا ہے بلند
بہشت ہے جو تصور رہے گلستان کا

دکھائی دے مرے یوسف کی شکل آنکھوں کو
حجاب ٹوٹے تو دروازہ ٹوٹے زندان کا

نقاب الٹ کے دکھا یار چہرۂ رنگین
کبھی تو کھول دے دروازہ اس گلستان کا

وہ اپنی زلفوں میں گھڑیوں ہی کرتے ہیں کنگھی
خیال جو کبھی آتا ہے مجھ پریشان کا

لباس ہی نہیں اُس گل کا قتل کرتا ہے
برہنگی میں بھی عالم ہے تیغ عریان کا

جنوں کے جوش میں روتا جو ہوں دیوانہ
ارادہ کرتا ہے ہر طفل اشک طوفان کا

سُنا ہے اپنا جو دیوانہ اُس صنم نے مجھے
اشارہ رہتا ہے لڑکوں کو سنگ باران کا

چھڑکنے سے رُخ پرنور پر پسینے اے ماہ
ستارہ بن گیا ہر ایک ذرہ افشان کا

کعبہ و دیر میں ہے کس کے لئے دل جاتا
یار ملتا ہے تو پہلو ہی میں ہے مل جاتا

خدمت یار میں ہیں جبکہ ہوں سائل جاتا
کچھ نہ کچھ بوسۂ و دشنام سے ہے مل جاتا

ترے دانتوں سے جو ہونے کو مقابل جاتا
صورت اشک گہر خاک میں مل مل جاتا

پھل ملا ہے یہ تری تیغ سے ہمکو اے ترک
پھوڑے کی طرح ہر ایک زخم ہے پھل پھل جاتا

رُخ کے ہوتے ہوئے ڈھونڈھا نہ دہن کا مضمون
سہل کو چھوڑ کے کیوں جانب مشکل جاتا

پر تو کترے ہیں یقین ہے کہ چھری بھی پھیرے
زمزموں سے مرے صیاد سے ہے ہل جاتا

زخم کاری کی تری تیغ سے اللہ ری خوشی
رقص کرتا ہوا دنیا سے ہے بسمل جاتا

راہ بھولے ہوئے حاجی ہے بھٹکتا ناحق
کعبۃ اللہ جو جاتا تو سوئے دل جاتا

طرفہ رکھتی ہے خرابات مغان کیفیت
ہوشیار آ کے ہے اس بزم سے غافل جاتا

راہ میں شان کریمی ہے تری پھر دیتی
پھر کے خالی کسی در سے جو ہے سائل جاتا

اے صبا تو ہی اُڑا کر رُخ لیلی دکھلا
دست مجنوں نہیں تا پردۂ محمل جاتا

کون سی راحت جان کی ہیں یہ آنکھیں مشتاق
گھر کے اندھیر ہے وہ رونق محفل جاتا

آمد یار کی کانوں سے سنی ہے جو خبر
چھپکے پہلو سے ہے آنکھوں کی طرف دل جاتا

باران کی طرح لطف و کرم عام کیے جا
غمزے نئے اے سروِ گل اندام کیے جا

اے نرگس خود کام ملے خاک مین کوئی
کاکل کا اشارہ یہی اُس رُخ سے ہے رہتا

مرغ دل احباب خود اڑ اڑ کے پھنستے ہین
مژگان یہی اُس چشم سیہ کو ہین سوجھاتین

رکھتا ہے اثر شوق کا اظہار بھی غافل
عاشق کا جنازہ ہے ملا راہ مین پیارے

شفتالوے لب کو بھی تا کا تو وہ بولے

آیا ہے جو دنیا مین تو کچھ نام کیے جا
جو کام ہے معشوق کا وہ کام کیے جا

تو پیروی گردش ایام کیے جا
مشتاق سے اپنے سحر و شام کیے جا

اے زلف سیہ کشمکش دام سے کیے جا
چشمک طرف نرگس و بادام کیے جا

یار آئے ہی گا نامہ و پیغام سے کیے جا
تو بھی تو مشیت کوئی دو گام کیے جا

ملنے کا نہین کچھ طمع خام سے کیے جا

اُلٹی ہے مت اُس کی تجھے بوسہ ہی ملے گا
آتش حرکت قابل دشنام کیے جا

صحرائے مغیلان کا مگر مرحلہ آیا
استادہ کمر باندھے ہوے راہ مین ہین ہم

سودا ہی رہا گیسوئے پیچان کا ہمارے
یاقوتی لب کی تری اللہ ری تفریح

ہر چند کرے ظلم و ستم جور و جفا یار
اک دم نہ جدا ہوتے تھے یا ہجر ہون غائب

فریاد کو میری نہ سمجھ بے اثر اے بت
بے آہ کیے جان نہین بچتی ابلے دل

پھوٹی ہوئی قسمت کو لیے آبلہ آیا
لوٹا اُسے یوسف کا اگر قافلہ آیا

شانہ کیطرح ہاتھ نہ یہ سلسلہ آیا
پیری مین جوانی کا مجھے ولولہ آیا

دانتون سے ہی کاٹا جو زبان پر گلہ آیا
کیا اس کا سبب ہے کہ جو یہ فاصلہ آیا

کہسار کو ان نالون سے ہے زلزلہ آیا
بیتابی سے تنگ مرا حوصلہ آیا

تھا شوق زبس منزل مقصود کا آتش
ملے اُس کو کیا سامنے جو مرحلہ آیا

طریق عشق مین مارا پڑا جو دل بھٹکا
سزا ہے اپنی جو دے یار ہجر کا جھٹکا

یہی وہ راہ ہے جس مین ہے جان کا کھٹکا
شب وصال کی گستاخیون کا ہے کھٹکا

علاج ہی نہین کچھ ترے نام کی رٹ کا
چھڑائے سے نہین چھٹتا زبان کا چٹکا

کسی کے سر مین ہوا درد منھ مرا چھٹکا
کسی کے پاؤن مین موچ آئی مینے سر پٹکا

کیا ہے بادہ خواری نے بلبلون کو مست
ہوا ہے پھول کے ہر گل شراب کا مٹکا

نہ بوریا بھی میسر ہوا بچھانے کو
ہمیشہ خواب ہی دیکھا کیے چھپر کھٹ کا

شب فراق مین اُس غیرت مسیح بغیر
اُٹھا اُٹھا کے مجھے درد دل نے دے پٹکا

کہون جو عرش برین بھی تو کہہ نہین سکتا
بہت بلند ہے پایہ ترے چھپر کھٹ کا

خدا نے دی ہے تجھے اے صنم فضیلت حُسن
زیادہ طرۂ گیسو سے شملہ کو لٹکا

شب وصال مین کھولے قبائے یار کے بند
کمر سے کھینچ کے پٹکے کو ہم نے دے پٹکا

پری سے چہرے کو اپنے وہ نازنین دکھلائے
حجاب دور رہو ٹوٹے طلسم گھونگھٹ کا

مطیع نفس نہ اللہ نے کیا مجکو
نہ مین نے پیروی غول کی نہ مین بھٹکا

شراب پینے کا کیا ذکر یارب تیرے
پیا جو پانی بھی ہم نے تو حلق مین اٹکا

چمن کی سیر مین سنبل سے پہلوانی کی
پچھاڑ کے پیچ پر اُن گیسوؤن نے دے پٹکا

شراب صاف نہ باقی رہی تو اے ساقی
لوٹائیگا مجھے کیچڑ مین نشہ تلچھٹ کا

کبھی تو ہوگا ہمارے بھی یار پہلو مین
کبھی تو قصد کرے گا زمانہ کروٹ کا

بس اپنی مستی کو گردش ہے چشم ساقی کی
ہمارا پیٹ نہین ہے شراب کا مٹکا

خدا کو حشر کے دن مُنھ دکھائے گا تو کیا
کبھی جو شرم پر اے بت ہے طرہ گھونگھٹ کا

سرائے یار مین پہنچین گے ہم لگا کے کمند
بلند بام سے رتبہ ہے اُس کی چوکھٹ کا

کلاہ کج کا ہے طرہ قبائے چسپان پر
جوان آج نہین ہے تری سجاوٹ کا

نہ تیغ عشق کے منھ چڑھ دلا خدا سے ڈر
اُسی گڑھے مین تو جی چھوٹتا ہے جو چوکا

اُڑائی ہے تری رنگین ادائیون نے نیند
عسس کے دل کو ہے ہنڈری کے چور کا کھٹکا

نہ پھول بیٹھ کے بالائے سرو سے قمری
چڑھے جو بانس کے اوپر یہ کام ہے نٹ کا

پری سے چہرے کے اوپر نہین ہین لہراتے
یہ مُنھ چڑھاتے ہین گیسوئے یار گھونگھٹ کا

یہ جانتے تو تمھین ہم نہ باندھنے دیتے
کمر کے ساتھ لپٹیے گا ناف کو پٹکا

عجیب بھول بھلیاں ہے غفلت ہستی
جسے کہ راہ ہوئی اُس سے خوب ہی بھٹکا

عجب نہیں ہے جو سودا ہو شعر گوئی سے
خراب کرتا ہے آتش زبان کا چسکا

عزیز روح کے دم تک ہے کالبد گل کا
خراب حال ہے بے سغر جب ہوا چھلکا
لہو سے سرخ رہے رنگ تیغ قاتل کا
وہ ترک اور تماشا ہو رقص بسمل کا
بہار آئی ہے دیوانے وجد کرتے ہیں
سرود کی ہے صدا غلغلہ سلاسل کا
رخ ملیح کے خالوں سے یہ ہوا ظاہر
نمک کے ساتھ مزا ہے سیاہ فلفل کا
عجب نہیں شرف خواجگی مری خاطر
ذلیل بندہ ہوں کیسے عزیز ہر دل کا
کہا جو میں نے مجھے ذبح کیجئے تو کہا
یہ کام ہے ملک الموت نام قاتل کا
فراق یار میں ممکن نہیں تحمل و صبر
نہو سکے گا یہ ہم سے ہے کام مشکل کا
ہمیشہ یار رہے پیش چشم عالم میں
نہ منھ دکھائے خدا بے چراغ محفل کا
پھرا ہوں گرد میں سودائے خال میں گھر گھر
نظر پڑا ہے کہیں پیر جو کوئی تل کا
کہے جو یوسف اُنھیں کوئی تو یہ کہتے ہیں
ہمیں بھی سمجھے ہو تم بیچنے کے قابل کا
خیال زلف سے ہے اُس رخ کے شوق میں آتا
دکھائی دینے لگا ہے سواد منزل کا
گئی ہے روح بدن میں سے وجد کرتی ہوئی
عجیب حال ہوا ہے تمھارے بسمل کا
نظارۂ رخ لیلی کر دمیان مجنون
بٹھا کے ناقہ کو پردہ اُٹھاؤ محمل کا
کھلا یہ ہم کو دم نزع کے تنفس سے
کشاں کشاں لئے جاتا ہے شوق منزل کا

خدا سے مانگ جو کچھ مانگتا ہے اے آتش
کریم رو نہیں کرتا سوال سائل کا

رعد کا شور ہو مور دکی صدا سے پیدا
جھومتا ابر بہاری ہو ہوا سے پیدا
اسے جنون خار ہوں صحرا کی ہوا سے پیدا
آبلے ہوتے ہیں اپنے کف پا سے پیدا
نہ تو بھوکے ہوئے تھے ہم نہ تو پیاسے پیدا
ہو گئے روگ یہ دنیا کی ہوا سے پیدا
چاہئیے اشک بھی ہوں نالہ کے پیچھے پیچھے
آمد قافلہ ہے بانگ درا سے پیدا

لالہ و گل ہین زمین پر تو فلک پہ ہے شفق
رنگ کیا کیا ہوئے خون شہدا سے پیدا

قد کشی آج وہ سروون سے ہین کرتے جاتے
گل کی ہے بات ہوے تھے جو ذرا سے پیدا

تخت پر یون کے اُڑا لائے جو دیوانون تک
یارب ایسی کوئی آندھی ہو ہوا سے پیدا

دھوپ مین تو جو نکلتا ہے کبھی اے مہ حسن
سایہ ہوتا ہے پرہ بال ہما سے پیدا

مشک بو زلف کا ہے لطف رخ رنگین پر
سنبل الطیب چمن مین ہو بلا سے پیدا

شاہد گل کو ہے مقصود شکار بلبل
مٹھیان باغ مین ہوتی ہین حنا سے پیدا

پا برہنہ سر عریان و تن گرد آلود
ہے کرامات گدا حال گدا سے پیدا

حسن بت سے جو بنی جان پہ اپنی تو کھلا
حال ہوتا ہے یہی عشق خدا سے پیدا

فی الحقیقت ہے اگر چشمہ حیوان وہ دہن
سیکڑون خضر سے ہو جائینگے پیاسے پیدا

بوسہ بازی سے مری ہوتی ہے ایذا اُنکو
منھ چھپاتے ہین جو ہوتے ہین مہاسے پیدا

عہد پیری مین جوانی ہے بہت یاد آتی
کیجیے زور کمان پشت دوتا سے پیدا

اب نقاب اُلٹے ہوا بھی تو نہین کچھ ہوتا
تم نے کرلی ہے بڑی آڑ صبا سے پیدا

مجھکو ڈر ہے کہین طوق کمر یار نہون
حلقے ہوتے ہین بہت زلف رسا سے پیدا

بند کر دے گی تری برق جمال آنکھون کو
ہونے دے شربت دیدار کے پیاسے پیدا

دیکھکر آئینہ بیزار نہ ہو صورت سے
ہوتے ہین جوش جوانی مین مہاسے پیدا

بندہ عالم نہین ہو سکنے کا بے دلجوئی
بت گمراہ کرین راہ خدا سے پیدا

لب شیرین کی ترے چاشنی ممکن نہ ہوئی
رس سے شکر ہوئی شکر سے بتاسے پیدا

اے شہ حسن ترے عشق مین مرنے کیلئے
لڑکے ہوتے ہین فقیرون کی دعا سے پیدا

غور ہو موسم سرما ہے قریب اے آتش
کیجیے ربط کسی ماہ لقا سے پیدا

ردیف بائے موحدہ

ہر حال مین ہے اپنے مرا یار دلفریب
گفتار دلفریب ہے رفتار دلفریب

مژگان کی طرح گرد ہون دیکھین اگر طبیب
اتنی تو ہے وہ نرگس بیمار دلفریب

مژگان چشم یار کی تعریف کیا کرون
جانکاہ جان خراش دل آزار دلفریب

انداز حسن یار ہین اک اک سے خوشنما
رکھتا ہے ہر شگوفہ یہ گلزار دلفریب

مشتاق زخم کے رہین اے ترک کشتنی
ابرو سے تیرے ہو تری تلوار دلفریب

دیوانے گرد رہتے ہین گھر مین ہین یار کے
چشم پری سے روزن دیوار دلفریب

دنیا مین آکے جی نہین جانے کو چاہتا
دلکش ہر ایک دکان ہے بازار دلفریب

سودائے عشق کے لیے ہے خوشجمال شرط
یہ جنس چاہتی ہے خریدار دلفریب

عالم مین مجکو قائل خونریزی کی ہے تلاش
جلاد ڈھونڈھتا ہے گنہگار دلفریب

دیوان حسن مین سے ہے اک بیت انتخاب
کیونکر نہ ہو وہ ابروئے خمدار دلفریب

اُس گل نے گوش دل سے سنا ایکدن نہ حیف
آتش یہ کیسے ہین ترے اشعار دلفریب

چلتے ہین ناز سے جو وہ رفتار آفتاب
پانؤن کو پوجتے ہین پرستار آفتاب

منھ پر نقاب ڈالا ہے جیسے کہ یار نے
آنکھون مین اپنے بند ہے بازار آفتاب

پیکر شراب مست جو رہتے ہین نشہ سے
وہ لوٹتے ہین دولت سرکار آفتاب

حسن و جمال یار کا اللہ رے فروغ
آتے ہین سجدہ کرنے پرستار آفتاب

اس طفل مہ جبین نے رکھی کلاہ کج
پیر فلک نے پھینک دی دستار آفتاب

زیر زمین ہے گاہ گہے آسمان پہ
عقل علیم سے ہے نہین رفتار آفتاب

البتہ روئے یار کا ہم کو ہوا اشتباہ
لب لعل سے دکھائے جو رخسار آفتاب

بٹھلائیے نہ دھوپ مین ہو کر خفا مجھے
مجرم ہون آپ کا نہ گنہگار آفتاب

اللہ نے دیا ہے رُخ آتشین تمھین
وہ گرمیان ہون ہون جو سزاوار آفتاب

پلکر چمن مین پختہ کرو میوہ ہائے خام
ظاہر ہین رُخ سے آپ کے آثار آفتاب

پیدا ہوا ہون عشق رُخ یار کے لیے
دیکھا ہے آنکھ کھول کے دیدار آفتاب

کھلتا ہے حال رخ لب جان بخش یار سے
سُن لیتے ہین مسیح سے اخبار آفتاب

سیر جہان کیا کرے دن کو غرض نہین
شب کو ہمارے گھر مین ہوا قرار آفتاب

گرمی حسن کا ہے اشارہ یہی ہمین — وہ کام کیجئے کہ جو ہو کار آفتاب
بندھتی ہین یار ٹکٹکیان اب تری طرف — آتے ہین دیکھنے تجھے نظار آفتاب
چوتھے فلک سے کم نہین مستون کو میکدہ — ہے آفتاب ساغر سرشار آفتاب
ایسا کھرا ہے سکہ ترے داغ عشق کا — کھوٹا ہے جسکے سامنے دینار آفتاب
ہنگام صبح تم بھی جو بالائے بام ہو — آنکھون مین رہرونکی ہو تکرار آفتاب
رخسار دلفریب ہو نظارہ کے لئے — خواہان ماہ ہون نہ طلبگار آفتاب

اندھیری اپنی آنکھون مین آتش ہے روشنی
بے روئے یار داغ ہے رخسار آفتاب

روشنی اُس رُخ کی کرجاتی ہے کار آفتاب — حسن سے پیدا کیا ہے اعتبار آفتاب
سامنا اُس آتشین رخسار کا اندھیر ہے — ہم کہے رکھتے ہین آگے اختیار آفتاب
ہجر کی شب مین زبس ہے اشتیاق روز وصل — رات بھر رہتی ہین آنکھین انتظار آفتاب
نقش کس دل مین نہین رخسار روشن کا ترے — کونسا گھر ہے نہین جس مین گذار آفتاب
منہ ملاتا ہے تمھارے چہرۂ پرنور سے — کیجئے اپنی کف پا کو دوچار آفتاب
حسن مخلوقات سے اشرف جمال یار ہے — بیحساب اُن عارضون مین ہے شمار آفتاب
یہ دعا کرتے ہین اُس رُخ کو ترقی خواہ حسن — روشنی طور دے پروردگار آفتاب
کیف مے سے سُرخ جو وہ چہرۂ روشن ہوا — ہم بہار باغ لوٹی ہم بہار آفتاب
خانۂ دل مین جگہ دیجے خیال یار کو — دیکھئے برج شرف مین اقتدار آفتاب
دم فنا اُس روئے روشن کے نظارہ نے کیا — طائر جان ہوگیا اپنا شکار آفتاب
روتے روتے پھول گل مین گذر جاتی ہے رات — یاد آتا ہے جو شبنم کو کنار آفتاب
صبح محشر کا ہے آنکھون کو اُنھون سے اشتیاق — ہجر کی شب مین ہین امیدوار آفتاب
حور رہتے ہین تصور سے شب سرما مین گرم — روئے روشن یار کا ہے یادگار آفتاب
مر گئے پر بھی نہ بھولے گا رُخ زیبا سے یار — ذرّے اپنی خاک کے ہون گے نثار آفتاب
پانون تیرے اُس مین اے محبوب دھو کیجئے — ہاتھ آ جائے جو طشت زرنگار آفتاب

دل جلا ہے گرمیون سے آتشکی بے یار اسقدر
بھاگ جاؤن وان نہ جس جا ہو گذار آفتاب

روئے یار اپنی طرف سے پھر نے اے آتش ندین
ہو جو ہاتھ اپنے عنان اختیار آفتاب

ردیف بائے فارسی

دکھلاتی ہے رنگینی رخسار عجب روپ
رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار عجب روپ

کہتا ہے گل و لالہ کوئی کوئی مہ و مہر
لایا ہے ترا جلوۂ دیدار عجب روپ

نظارۂ یوسف ہو زلیخا کو مبارک
بدلے ہوئے ہے مصر کا بازار عجب روپ

مشتاق نہ کیونکر ہون تری دید کی آنکھین
دیکھا نہین سنتے ہین گریار عجب روپ

والا نکی قیمت کا یقین آتا ہے کسکو
پاتے ہین ترا تیرے خریدار عجب روپ

اُس رشک مسیحا کا جو کرتا ہے کوئی ذکر
ہوتا ہے طرصورت بیمار عجب روپ

جب دیکھیے کچھ اور ہی عالم ہے تمھارا
ہر بار عجب رنگ ہے ہر بار عجب روپ

چلتے ہو جو تم نازسے اٹھکھیلی کی چالین
ہر گام دکھاتی ہے رفتار عجب روپ

کھل جائین سبھی معنی توحید اگر آتش
پھر دیکھے تو دکھلائین گل و خار عجب روپ

بل کھا سکے نہ صورت گیسوئے یار سانپ
تو ڑے مروڑے اپنے بدن کو ہزار سانپ

احول کی آنکھ سے ہون مین سودائی دیکھتا
دو زلفین یار کی نظر آتی ہین چار سانپ

کیونکر نہ پھاڑ پھاڑ کے پھیکون مین پیرہن
سودائے زلف یار مین ہے تار تار سانپ

افشان چھڑک کے یار نے زلف سیاہ پر
دکھلا دیا وہ سنتے تھے جو مالدار سانپ

موذی بھی متفق اثر حسن سے ہوئے
کرتے ہین گنج یار کے اوپر نثار سانپ

ہر عقدہ گانٹھ زہر کی موذی ہے بال بال
کاکل ہے ایک یار کی کالے ہزار سانپ

دھو دن کے زلف یار کی پائے نہ ہمیت
کف لا کے زہر اگل کے ہوئے شرسار سانپ

اُس زلف مین ہے جیسے مرا داغدار دل
طاؤس کو سمجھتے ہین اپنا شکار سانپ

سودائے زلف مین ہے جو کچھ حال کیا کہون
رہتا ہے رات دن مرے سر پر سوار سانپ

روئے صبیح پر نہین لہرارہی وہ زلف
ہو باکے یاسمین کی ہے بے اختیار سانپ

موذی کو چاہتا ہے تو ہی آسمان دون
پوجا بنایا کرتا ہے یہ بدشعار سانپ

آتش یہ شاعرون کا فقط اختراع ہے
رخسار گنج ہین نہ تو گیسوئے یار سانپ

ردیف تائے قرشت

قامت سے دکھا یار تماشائے قیامت
ہو آج ہی ہونا ہے جو فردائے قیامت

واعظ سے تری جلوہ نمائی جو سنی ہے
دیدار کے بھوکون کو ہے سودائے قیامت

دونون سے علاقہ نہ رہا چاہ کے تم کو
جنت کے نہ دوزخ کے ہوئے والئے قیامت

اس مرحلہ مین جون جگر کھانا پڑے گا
بے دانہ و بے آب ہے صحرائے قیامت

شاعر ہون یہی عرصۂ محشر مین کہونگا
کیا مصرعۂ برجستہ ہے بالائے قیامت

رحمت سے تری ڈر نہین ہر چند کہ ہوئے
فردائے قیامت پس فردائے قیامت

کشتے تری خلخال کی آواز کے ہین ہم
ہم سے نہ سنا جائے گا غوغائے قیامت

دو گام جو محشر مین چلے تم روش تلد
پامال ہوئے فتنۂ صحرائے قیامت

اُس قدکشیدہ کا نہ مشتاق ہوئے دل
اللہ نہ دکھلائے تماشائے قیامت

فریاد بتون کی نہین اللہ سے کرتے
ہو یا نہو ہم کو نہین پروائے قیامت

ہمراہ میرے یہ بھی جہنم مین پڑین گے
اعضا جو کرین گے مجھے رسوائے قیامت

اے داغ جنون حشر کا خورشید ہے تو بھی
گرمی سے تری ہوتی ہے ایذائے قیامت

کشتے ہین محبت کے ترے زندۂ جاوید
مردون کو مبارک ہو تمنائے قیامت

آتش نہین ہیچ رہنے کے تکو بھی کرے گا
صحبت کا شریک انجمن آرائے قیامت

تحبب تیری ہے اے محبوب صورت
نظر سے گر گئے سب خوبصورت

صفائے قلب سے ہوتا ہے روشن
اس آئینہ کو ہے مطلوب صورت

نقاب الٹو رخ زیبا سے للہ
نہین بھاتی ہمین محجوب صورت

جبین پر سے کرو چین شکن صاف
حسینون کو ہے یہ معیوب صورت

پری و حور بھی رکھتے نہ ہونگے
تمھاری شکل سی محبوب صورت

وہ عاشق ہون مرے آگے ہے آتا
بنا کر حسن خوش اسلوب صورت

مبدل صبر بیتابی سے ہو جائے
اگر دیکھین تری ایوب صورت

اُڑے گا شوق سے پیدا کرے گا
کبوتر کی مرا مکتوب صورت

سر بازار تم سے جبکہ جا ہے
ملا لے یوسف یعقوب صورت

ہلا دین دل نہ کیونکر شعر آتش
صفا بندش ہے معنی خوبصورت

لب شیرین تک اُنکے آئی بات
نکلی قند کی مٹھائی بات

دہن یار مین نہ آئی بات
شاعرون نے بہت بنائی بات

دامن اُس گل کا کیا چھوئیگی صبا
یہ کسی نے ہے جھوٹ اُڑائی بات

قصہ کوتہ دہان یار کا تھا
تہمتون نے مری بڑھائی بات

کھیل زلفون کو ہے الجھ پڑنا
اُنکی آنکھون کو ہے لڑائی بات

نہ کسی کو کڑی کہی ہم نے
نہ کسی کی کڑی اُٹھائی بات

دہن تنگ یار مین کیا کیا
تنگ ہو ہو کے ہے سمائی بات

درد دل کہنے مین ہے کیا پس و پیش
کہی جاتی ہے منھ تک آئی بات

تازگی فکر کی کبھی نہ گئی
جب سنائی نئی سنائی بات

دم ہے چین جبین یار سے بند
کرنے دیتی نہین رکھائی بات

چشم پوشی ہے قہر اُن آنکھون کو
سرمہ نے بھی نہ یہ سجھائی بات

کہہ گئے تم کنایہ مین کیا کیا
نہ کسی نے تمھاری پائی بات

تم جو گویا ہوئے تو پھول جھڑے
غنچہ سے منھ مین رنگ لائی بات

یہ صدا آئی ہے خموشی سے
منھ سے نکلی ہوئی پرائی بات

تیرے شیرین کلام کو سنکر
پھر نہ آتش کسی کی بھائی بات

مہندی سے لال لال ہوے دست و پائے دوست
خون شہید ناز ہوا ہے حنائے دوست

حصہ میں دوستون کے ہے جور و جفائے دوست
دشمن خدا نخواستہ ہون خاکپائے دوست

دل کو ہوے ہین معنی توحید منکشف
آنکھون کو کچھ نظر نہین آتا سوائے دوست

لاتین چلین گی سینہ پر اپنے شب وصال
کیا کیا نہ غل مچائے گی خلخال پائے دوست

کیا مال ہے ہزار کوئی مالدار ہو
ہم بھی ہین سائل در دولتسرائے دوست

زندہ سمجھنے تو مردہ ہو ہو جائے دم فنا
مردے کو زندہ کرتی ہے آواز پائے دوست

ردیف تائے ہندی

دولت حسن کی بھی ہے کیا لوٹ
آنکھون کو پڑ گئی ہے لوٹا لوٹ

چل رہی ہے دلا ہوائے بہار
لالہ پھولا ہے داغ سودا لوٹ

سامنے تیرے جو پڑے اے ترک
اس مین کعبہ ہو یا کلیسا لوٹ

چار دن ہے بہار اے بلبل
زر گل کا ہزار تو ڑا لوٹ

صف مژگان سے کہہ رہی ہے وہ چشم
دل ملین جتنے بے تحاشا لوٹ

صرف للہ مال دنیا کر
مرد ہے کچھ تو بہر عقبا لوٹ

صاف دل ہو تو جلوہ گر ہو یار
آئینہ ہو تو ہو تماشا لوٹ

نعمت خوان حسن جو مل جائے
یہ سمجھ لے ہے من و سلوا لوٹ

گو ہمہ آبلہ ہوے تو چلے
لین گے دیوانو خار صحرا لوٹ

کیا عجب جو وہ گیسوے شبرنگ
لین متاع دل احبا لوٹ

جانتے ہیں کہ فوج جنگی سے
نہین سردار پھیر لیتا لوٹ

کام مردون کا ہے یہ اے آتش
رکھتی ہے جان کا بھی کھٹکا لوٹ

وصل کی شب نہین عاشق سے سزاوار لپیٹ
نیند کا حیلہ نہ کر منھ کو نہ اے یار لپیٹ

مثل گل تو نے جو پہنی ہے قبا اے محبوب
لالہ کی طرح سے بھی لپٹی دستار لپیٹ

جان پر بنتی ہے ہو جاتا ہے اک سودا سا
دل کو لیتے مین ترے گیسوے خمدار لپیٹ

قتل پر میرے اُٹھایا ہے جو بیڑا تونے
خوب کسکر اسے ترک جفا کار لپیٹ

داغ عشق آپ ہی کھا اُسکو نہ کھلا اللہ
ساتھ اپنے نہ جگر کو بھی دل زار لپیٹ

چاند سے منھ کو دکھا ابر سیہ سی زلفین
کبک و طاؤس کو بھی اپنی طرف یار لپیٹ

بھیڑ سی بھیڑ رہا کرتی ہے دروازے پر
رکھے کس کس کو ترے قصر کی دیوار لپیٹ

خط مشکین سے رُخ یار کے اوپر یہ کھلا
روز روشن کو بھی لیتی ہے شب تار لپیٹ

شان مریخ بھی دکھلا چکے قاتل مجھ کو
اُس خوش اندام کو اے جامۂ گلنار لپیٹ

آمد آمد کی اطبا کی جو سنتے ہین خبر
منھ کو لیتے ہین کفن سے ترے بیمار لپیٹ

کافی ابرو کا اشارہ ہے مجھے اے قاتل
خون ناحق مین مرے اپنی نہ تلوار لپیٹ

یہی بازار جہان مین ہے تمنا آتش
جنس دل لے کوئی خوش رو سا خریدار لپیٹ

ردیف جیم تازی

بنین گے کس کا زیور چاند سورج
گھڑا کرتے ہین زرگر چاند سورج

چڑھین کیا تیرے منھ پر چاند سورج
جوان ہے تو معمر چاند سورج

قسم تیرے ہی سر کی اے رُخ یار
نہین تیرے برابر چاند سورج

جبین سا ہوتے ہین جب دیکھتے ہین
سرائے یار کا در چاند سورج

وہ رخسارے جو ہوتے ہین مقابل
نکل جاتے ہین دب کر چاند سورج

ترے جویا ہین اے محبوب یہ بھی
پھرا کرتے ہین گھر گھر چاند سورج

چراغون مین ہین تیرے راستے کے
رہین روشن نہ کیونکر چاند سورج

دو رُخ ہوتے تو پھر اندھیر کرتے
چھپاتے منھ مقرر چاند سورج

تمھارے روبرو ہو کر ہوے ہین
سفید و زرد اکثر چاند سورج

وہ اُنکا نور کا ہے تو جو دیکھین
رہین حیران وششدر چاند سورج

صفا تبلا کے چار ابرو کو اپنے
ہوئے تیرے قلندر چاند سورج

چڑھے میری طرح سے جو تپ عشق
ہلال آسا ہون لاغر چاند سورج

وہ باؤن مین اگر کھین نہ باندھین
اڑین پیدا کرین پر چاند سورج

ہم اُس مے خانے کے ہین مست آتش
کہ جس کے ہین دو ساغر چاند سورج

ردیف جیم فارسی

بلا اُس زلف پیچان کا ہے ہر پیچ
ستم اندر ستم ہے ہر مو پیچ در پیچ

تری دستار پر عاشق کشی کو
ستم ہے گوشوارہ قہر سر پیچ

الٰہی خیر کیجیو کھا رہی ہے
اُدھر وہ زلف اِدھر نازک کمر پیچ

ہوئے ہین زلف پیچان سے بھی طرہ
تری دستار کے بیداد گر پیچ

اُٹھائے عشق پیچان کی طرح سے
گلستان جہان مین پیچ پر پیچ

ہوا اُس زلف پیچان کا جو سودا
سمجھ لے اپنی قسمت کا بستر پیچ

جواب خط خبرداری سے لانا
نہ پڑنے پائے کچھ اے نامہ بر پیچ

تری زلفون کا دھوکا ہم کو دے گا
سراسر خم ہے سنبل سر بسر پیچ

نہین دم باز ہم ہمکو نہ دم دے
کرے جو پیچ اے یار اُس سے کر پیچ

فراق یار سے کشتی پڑی ہے
پچھاڑا چل گیا آتش اگر پیچ

رہِ اُلفت مین نقد عمر کر خرچ
نہین ہر چند ممسک تجکو ذر خرچ

کہان اب طاقت صبر و تحمل
یہ دولت ہو چکی ہے بیشتر خرچ

وہ کالے سانپ وہ گیسو ہین جنکے
تماشے مین ہوئے ہین گنج زر خرچ

نہین یہ بار گیسو سہی سکتی
نزاکت کرتی ہے اُن کی کمر خرچ

خدا دے دولت قارون تو کیجے
نہ حاتم نے کیا ہو اس قدر خرچ

وہی دیگا لب شیرین کا بوسہ
مسکن کرتا ہے جو رازق شکر خرچ

ہم اپنے نقد جان پر کھیلتے ہین
ترا ہوتا ہے کیا اے سیمبر خرچ

جنون عشق ہے غارت گر ہوش
کرے کیا عقل مندی یان بشر خرچ

رہا کرتی ہے فکر شعر گوئی
کیا کرتے ہین ہم خون جگر خرچ

چلے دنیا سے داغ عشق لے کر
یہ توشہ ہے یہ ہے بہر سفر خرچ

ملا جو اُس کو سمجھے من و سلویٰ
توکل پر رہا شام و سحر خرچ

حسینون نے بھی خوب آتش کو لوٹا
رہا فرمایشون سے خرچ پر خرچ

ردیف حائے حطی

بہار آئی چمن مین چلی ہوائے قدح
پڑھے وہ مست جسے یاد ہو دعائے قدح

دکھا رہی ہے عجب آئینہ صفائے قدح
سرور اُسے ہے جو ہے صورت آشنائے قدح

نکالے دل سے کدورت اگر صفائے قدح
نثار شیشہ کے ہو محتسب فدائے قدح

زمانہ مین نہین مجھ سا کوئی ہے دریا نوش
حباب وار ہے سر مین بھری ہوائے قدح

شراب خوار کرے گی بہار صوفی کو
دکھائے گی لب بیگانہ آشنائے قدح

صراحی وار ہی گردن نہین فقط اُن کی
وہ چشم مست کی گردش بھی ہے ادائے قدح

مزے کے ساتھ ہو غم ہو کہ اس مین شادی ہو
مثال گریہ مینا و خندہائے قدح

شراب خانہ مین کرتا ہون سیر دریا کی
دکھایا کرتا ہے لہر آب باصفائے قدح

بلند بعد فنا ہوگی قدر مستون کی
بنے گی خشت سر خم کی خاک پائے قدح

سبو و شیشہ و خم کس کی کی نہ پا بوسی
کسی نے منھ نہ لگایا مجھے سوائے قدح

عوض طبیب کے میکش ہے ڈھونڈھتا ساقی
ہوا ہے خون صراحی سے امتلائے قدح

جہان کی سیر دکھاتا ہے نشہ صہبا
دماغ رکھتے ہین جمشید کا گدائے قدح

اُن انکھڑیون مین جو کنہ سی سرخ ہونگی
کہونگا نشہ کے ڈورے رگون مین طلائے قدح

حجاب دور کیا کیف مے نے اُس بت کا
جزائے خیر دے ساقی تجھے خدائے قدح

وہ چشم مست کا ساقی کے وصف ہے مقصود
کنایہ ہے جو یہ کرتے ہین ہم ثنائے قدح

شراب عشق کی پیتے ہی ہوش اُڑے ایسے
کہ ابتدا مین ہوا حال انتہائے قدح

فراق یار مین دوران سر ہے دور شراب
لڑائے شیشہ سے لوٹون یہ ہے سزائے قدح

یہ جلوۂ مہ و خورشید سے کھلا آتش
ہنوز باقی ہے دور فلک مین جائے قدح

ردیف خائے معجمہ

اُگا دے پھر وہی اے گنج زر شاخ
ہوا ہے دست خالی بے ثمر شاخ

چمن کی سیر کو مے پی کے چلیئے
بہار آئی لدی پھولون سے ہر شاخ

یہ خوش چیتون کے سودے مین ہون سوکھا
ہرن کی بھی نہ سوکھے اس قدر شاخ

قدم سے تیرے اے ابر کرامت
پھلے پھولے برابر خشک و تر شاخ

قریبون کی جدائی کے الم سے
ہوا ہون سوکھ کر بے برگ و بر شاخ

گھرے سایہ تلے جھکے ہوئے تم
نکالی اُس شجر نے شاخ در شاخ

تماشا نخل ہے نخل توکل
ہر اک میوہ ہے رکھتی اُس کی ہر شاخ

جوانی کو غنیمت جان غافل
ہری ہوتی نہین پھر سوکھ کر شاخ

نہال حسن جو ہم نے کہا ہے
لگائی جاتی ہے وان شاخ پر شاخ

سرائے یار کی نقل مین جلتی
درخت عود کی ہوتی اگر شاخ

وہ نخل خشک ہون ہر ایک جھکلے
ہرے پن سے ہے مشتاق تبر شاخ

مقدر مین اگر ہے میوہ چکھنا
ملیگی جھک کے آتش بار ور شاخ

ہوا حسن سے خال سیاہ جانان سرخ
نکر سکا رخ کافر کو نور ایمان سرخ

حلال ہونیکو سب سے ہین پہلے ہم موجود
وہ پان کھا کے کرین تو لب اور دندان سرخ

یہ اشتیاق شہادت مین خون روتا ہون
بریدہ حلق سے ہے حلقۂ گریبان سرخ

ہوئی ہین غصہ سے کیا لال لال وہ آنکھین
نظر پڑا ہے کبھی جو لباس ترکان سرخ

عجب عداوت اخوان دہر سے یہ نہین
کرے جو خون سے یوسف کے گرگ دندان سرخ

ترا وصال ہے اے سیمبر عجب دولت
خوشی سے ہوتا ہے کندن سے رنگ انسان سرخ

ہمیشہ کرتی ہے اُس بحر حسن سے پنجہ
حنا کا رنگ ہو کیونکر نہ مثل مرجان سرخ

ترے شہیدونکے آگے نہ رنگ پکڑیگا
ہزار رنگ سے ہو لالہ گلستان سرخ

سفید کپڑے نہین پہنتا وہ خسرو خوش حسن
سنی ہے جب سے کہ تاج قبائے سلطان سرخ

چمن مین لالہ و گل رہتے ہین گریبان چاک
دکھا دیا کسی رنگین ادا نے دامان سرخ

شراب دینے مین وقفہ نکیجیو ساقی
ہوا نہین ابھی رخسار یار چندان سرخ

اثر پذیر طبیعت بھی شرط ہے آتش
نہ کیف مے سے ہون آنکھو نکیطرح مژگان سرخ

کرتا ہے زندگی کو تمھارا حجاب تلخ
الٹو نہین تو ہم سے ہُوئے گا نقاب تلخ

آغاز عشق کا انجام ہے بخیر
کیفیت شراب ہے شیرین شراب تلخ

شربت کے گھونٹ کا مزہ لیکے پیجیے
ہر چند تیغ کا ہو تمھارے لعاب تلخ

سائل ہون بوسۂ لب شیرین کا یار سے
شان کریم ہے نہ اگر دے جواب تلخ

عاشق ہی ہین جو سنتے ہین اے نونہال حسن
تحمل سے ہین ترے سخن ناصواب تلخ

بیمار کا مذاق ہون مین ہجر یار مین
سم ہے طعام میرے لیے اور آب تلخ

سودائے زلف یار سے نیند اڑ گئی مری
اس درد سر نے کر دیا آنکھون کو خواب تلخ

شیرین لبونکی کیون نہ گوارا ہون گالیان
ملنے سے قند کے نہین رہتا گلاب تلخ

بھنتا ہے جبکہ عشق کی آتش سے دل مرا
ٹپکے ہین اشک صورت اشک کباب تلخ

شیرین ادائیون سے جو محفوظ تو کرے
شکر کو مور شہد کو سمجھے ذباب تلخ

وصلت کی شب مین ہوتا ہے ہر بات پر ترش
عیش و نشاط کرتا ہے اُنکا عتاب تلخ

غافل نہ ہو مزے سے محبت کے آشنا
یہ چاشنی ہے آتش خانہ خراب تلخ

ردیف دال مہملہ

فروغ مہر کا پیدا کرے ہمارا چاند
ہلال سامنے سے اُسکے ہووے سارا چاند

تمام رات ہوئی کر گیا کنارا چاند
اتر پڑے بام سے تم جیتے اور ہارا چاند

نقاب اُلٹ کے رخ رشک ماہ دکھلا دو
اندھیری رات مین ہے ایک تارا چاند

وہ ماہ آج جو آیا تو کل کیا غرّہ
نشاط و عیش مین گذرا کبھی نہ سارا چاند

وہی ہے خوب جسے جو پسند خاطر ہے
نگاہ کبک مین سورج سے ہے پیارا چاند

ہلال بدر سے ہر چاند مین ہوا ہر چند
نکر سکا ترے ابرو کا یارا اشارا چاند

شراب پی کے کروگے رخ صبیح کو سرخ
حرارہ لائے گا خورشید کا تمھارا چاند

فراق یار مین کوئی حسین نہین بھاتا
گران ہے مہر جہانتاب و ناگوارا چاند

مقابلہ جو رخ آتشین یار سے ہو
یہ بیقرار ہو اُڑ جائے بنکے پارا چاند

تری غلامی کا دعوی ہے یار اُسکو بھی
جبین کے داغ کو رکھتا ہے آشکارا چاند

زمانہ یار کا آیا گذر گیا یوسف
طلوع نیّر اعظم ہوا سدھارا چاند

ہمارے دلمین نہین نقش روئے روشن یار
پری کے بدلے ہے اُس شیشہ مین اُتارا چاند

ملاؤن گا تری پاپوش کے ستارون سے
کبھی ادھر سے کرے گا نہ کیا گذرا چاند

رُخ حبیب سے ممکن نہین فروغ آتش
اگر وہ حسن سے شعلہ ہے تو شرارا چاند

وہ آستان ہے ترا اے ملک جناب بلند
کہ جسکے ذرے ہین مانند آفتاب بلند

اسیر زلف دل داغ دار ہے اپنا
ہوا ہے اُڑکے یہ طاؤس تا سحاب بلند

خیال نے قد بالا کے جب جز لایا ہے
کیا ہے سر سے مرے ایک نیزہ آب بلند

نگہ نہ پہونچی اُٹھاکر جو آنکھ کو دیکھا
ہماری آنکھون سے اُڑکر ہوا یہ خواب بلند

یہ تیرے عشق سے جوش و خروش دریا ہے
تری ہوا نے کیے ہین سر حباب بلند

شب فراق مین گھبرا کے کھو نہ جان اے دل
قریب صبح ہی ہوتا ہے آفتاب بلند

یہ اپنے خط کے کبوتر کو ہے دعا اپنی
نہ اُڑ کے ہوسکے تیرے لئے عقاب بلند

کیا ہے جس نے کمر مین ترے سوال اے دوست
ہوا ہے غیب سے آوازہ جواب بلند

خدا کے آگے ہے سرکش سے خاکسار عزیز
ابولہب سے ہے قدر ابو تراب بلند

کھنچی ہے دور تشبیہ قد بالا سے
ہوئے ہین تاڑ سے بھی سرو بیحساب بلند

شرف ہے زین کو تیری نشست سے اے ترک
ترے قدم نے کیا پایہ رکاب بلند

قد کشیدہ کا مضمون ہر ایک شعر مین ہے | مطالب اپنے ہے رکھتی مری کتاب بلند
رہین حجاب و حیا کی یہ پست فطرتیان | نگاہ یار کرے نشۂ شراب بلند

مری طرف سے یہ اے خواجہ کہدے آتش سے
جناب عشق ہے اے خانمان خراب بلند

پری پسند طبیعت نہ ہے نہ حور پسند | تمھارے بندے ہین ہم ہمکو ہین حضور پسند
ہر ایک شہر خریدار ہے دل و جان سے | وہ جنس حسن ہے تو جو ہے دور دور پسند
اُتارے پرنے اُڑا کر بہار مین اکی | برہنگی کی قبا ہے جنون عور پسند
نگاہ اپنی ہے دلبستگی کے سودے مین | مبصرون کی کچھ اس مین نہین ضرور پسند
نگین اپنے سماتا نہین ہر ایک حسین | پری سے چہرہ کے اوپر ہے چشم حور پسند
ہوا ہے جب سے کہ ساقین یار کا سودا | زیادہ تر مجھے ہیرے سے ہے بلور پسند
ہوئی ہے خانۂ دل مین جو روشنی منظور | کیا ہے آنکھون نے اپنی چراغ طور پسند
گناہ عشق کا جب سے کہ مرتکب دل ہے | زبان کو ہے مری ذکر یا غفور پسند
نہ دور کھینچ کے ملا ہمکو خاک مین لے بت | سنا نہین ہے خدا کو نہیں غرور پسند
خیال یار کا رہنے لگا ہے اُسمین بھی | ہوا ہے دل کو بھی آنکھون کی طرح نور پسند
نہ طفل بن نہ دلا محو حسن صورت ہو | کھلونے مٹی کے کرتے ہین بے شعور پسند

دل اک نگاہ کے اوپر ہے بیچتا آتش
کرین جو آپ اسے بے صرف و بے قصور پسند

مرتبہ رکھتے ہین ترے ابروے خمدار بلند | طاق کعبہ سے ہین یہ طاق خوش آثار بلند
کیا کہون کہتے ہین مضمون قد یار بلند | سرو شمشاد سے ہین مصرعۂ اشعار بلند
دیکھیے کسکو شرف ہو تری پابوسی کا | رکھتے ہین دست دعا کافر و دیندار بلند
گوش گل تک ہو قفس مین سے رسائی ایسی | تری آواز ہو اے مرغ گرفتار بلند
ایک سرخنگ مین ہین زندانے ڈھادونگا | محتسب لاکھ کرے گنبد دستار بلند
تری درگاہ کی اللہ رے رفعت ایدوست | آستان سے کسی گھر کی نہین دیوار بلند

گوش عارف سے سنے تو ہر اک نعرے ہے
نعرۂ فاعتبروا یا اولی الابصار بلند

سیکڑون مصر محبت مین مہ کنعان سے
چاہیے اختر اقبال خریدار بلند

تخت پر بیٹھ کے کر سیر چمن اے محبوب
پایہ رکھتا ہے ترے حسن کا گلزار بلند

شمع رو یار شب ہجر مین جو یاد آیا
شعلہ کی طرح ہوئی آہ شرربار بلند

تشنۂ زخم ہے دل دیکھیے کب کرتی ہے
پانی اپنا مرے سر سے تری تلوار بلند

رو کے آب اشک سے کر نامۂ عصیان سفید
رو سیاہی کو جو کرتا ہے تو یہ باران سفید

ان لب و دندان کی کچھ تعریف ہو سکتی نہین
لعل سے لب سرخ تر الماس سے دندان سفید

خوش سیہ خانہ ہی مین اپنے ترے دیوانہ ہین
ہون مبارک بادشاہون کیلیے ایوان سفید

حسن روے یار کی ممکن نہین ہے دلکشی
سرخ ہو مہر درخشان یا مہ تابان سفید

دست نازک مین ترے دیکھے جو شوخی حنا
رنگ اڑے ایسا کہ موتی سے بھی ہو مرجان سفید

پان مسی کا جو لب پر اپنے تو دکھلائے رنگ
یاسمین سے لالہ ہو شبو سے نافرمان سفید

دل صفا ہو پہلے پیچھے جلوہ گاہ یار ہو
فرش یوسف کے لیے پیدا کرے زندان سفید

عہد پیری تک جوانی سے رہا عشق جمال
کین ہین آنکھون نے ترے نظارہ مین مژگان سفید

جام بلوری صراحی نقرئی پیری مین ہو
چاندنی مین چاہیے سب عیش کا سامان سفید

خانۂ شادی کا شک ہوتا ہے مجکو گور پر
جاتے ہین اس گھر مین کپڑے پہن کر مہمان سفید

تازہ رکھیے سونگھکر سیب ذقن اپنا دماغ
خواب غفلت مین نہ موئے سر کرے انسان سفید

قتل آرائش کرے کیونکر نہ آتش یار کی
سرخ رنگ رو غضب اسپر ہے قہر افشان سفید

مول اک نگاہ ہے جو ہو دل یار کی پسند
بڑھ کر جو لے تو آگے خریدار کی پسند

اے قصر یار خوب ہے پشتے کے واسطے
مٹی مری جو ہو تری دیوار کی پسند

عالم فریب حسن دلاویز یار ہے
سکہ کھرا ہے کیون نہ ہو بازار کی پسند

ہوتا ہے صبر فرقت جانان مین ناگوار
کڑوی دوا نہین دل بیمار کی پسند

حُسن و جمال کو بھی طمع سیم و زر کی ہے | افشان ہوا ہے یار کے رخسار کی پسند
قاضی نے حکمِ قتل دیا تو کہون گا مین | جلاد خوب رو ہے گنہگار کی پسند
سودے مین اُس کے شیخ و برہمن ہین ایک سے | وہ دلربا ہے کافر و دیندار کی پسند
مردود نیک و بد چمنِ دہر مین رہے | مقبول گل ہوئے نہ تو ہم خار کی پسند
چُن چُن کے عاشقون کو ملاتی ہے خاک مین | چل یار دیکھ لی تری رفتار کی پسند
دل خانۂ خدا جو سُنا تو یقین ہوا | وہ گھر بنا کہ ہو گیا معمار کی پسند
ہو تصورِ رُخِ رنگین یار ہین | آنکھون کو اپنی سیر ہے گلزار کی پسند
اے جامہ زیب سیرِ چمن کو گیا جو تو | گل نے قبا تو لالہ نے دستار کی پسند
کس کو یہ عشق حُسنِ خداداد سے ہوا | یوسف ہوا ہر ایک خریدار کی پسند
ذرے ہماری خاک کے برباد تو رہین | ہون گے کسی کے روزنِ دیوار کی پسند

یوسف کا مول دیکھے ابھی سے جو ہاتھ آئے
جنت العنب ہے آتش میخوار کی پسند

ردیف دال ہندی

نہ دے سکے گی زمستان مین مجکو ایذا ٹھنڈ | لپٹ کے سوئیگا وہ گل رہے گی بنا ٹھنڈ
پڑا ہے جب سے دمِ سرد سے مجھے پالا | بدن کو دیتی ہے لرزے کی تپ کی ایذا ٹھنڈ
برہنہ پھرتے ہین جاڑے مین تیرے دیوانے | پھٹکنے دیتی نہین گردِ داغِ سودا ٹھنڈ
دکھاتی ہے گلِ رنگِ سبزۂ مینا | شراب خوار کو ہے باعثِ تماشا ٹھنڈ
فراقِ یار مین لی ہے جو مین نے ٹھنڈی سانس | ہوئی ہے گرمی مین جاڑے کی طرح پیدا ٹھنڈ
غضب خدا کا صنم تیری سرد مہری سے | نہ کر سکے گا گزند ایسی کر کے پالا ٹھنڈ

کرون گا سوزِ دروں سے جو اُف مین برپا
پھرے گی ڈھونڈھتی آتش کنارِ دریا ٹھنڈ

ردیف دال معجمہ

مرغوبِ طبع کیون نہ ہو ایسی حسین لذیذ | چکھا تو حسن کا [illegible] لذیذ

اے حور اپنے سیب ذقن کا مزہ نہ پوچھ
جنت کا میوہ مغز سے ہے پوست تک لذیذ

مستی میں بوسے اُس لب لعلین کے لیجیے
کیفیت شراب میں ہے یہ گزک لذیذ

کس کس طرح کے ذائقہ دلپذیر ہیں
کیا کیا طعام رکھتا ہے خوان فلک لذیذ

شیرین کلام کا بھی مزہ بھولتا نہیں
شیر و شکر سے ہے یہ بلا شبہ و شک لذیذ

شیرین وہ لب ہو یا نمکین جو ہو خوب ہے
شکر نمک سے ہے تو شکر سے نمک لذیذ

بریاں ہو سوز غم سے محبت کے ساتھ دل
آتش کباب کرتا ہے دخل نمک لذیذ

ردیف راے مہملہ

بیت ہیں دو ابروے زیبائے یار
مصرعۂ برجستہ ہے بالائے یار

محو کر دیتا ہے سر تا پائے یار
کیا مناسب تن کے ہیں اعضائے یار

دونوں ہیں اپنے لیے ایذا دہند
عشق بے خود حسن بے پروائے یار

آج کل سے کچھ میں دیوانہ نہیں
سر نہ تھا جب سے کہ ہے سودائے یار

مصلحت ہے واسطے اپنے وہی
جو رضائے یار ہے جو رائے یار

شہر خوباں میں ہیں دو میرے خطاب
عاشق دلدادہ و شیدائے یار

عشق شور انگیز پیدا کیجیے
جلوہ گر ہے حسن شوق افزائے یار

ساقی و مے شیشہ و ساغر ہیں سب
خالی ہے یادش بخیر ایک جائے یار

میرے گھر میں جو قدم رنجہ کرے
اپنی آنکھوں سے لگاؤں پائے یار

آئینہ سے یہ ہمیں روشن ہوا
محو حیرت رہتے ہیں بینائے یار

وصف چشم سرمگین کیا کیجیے
دیکھتی ہے نرگس شہلائے یار

حسن میں کچھ ماہ کو نسبت نہیں
بے کلف بے داغ ہے سیمائے یار

باندھیے مضمون تو مضمون دہن
کیجیے پیدا تو ناپیدائے یار

خود دلی بیوجہ آتش کی نہیں
یہ بھی ہے میری طرح جویائے یار

دکھائے حسن کی اپنے جبین کہ یار بہار
یہ عشق ہو کہ پکارا کرے بہار بہار

ظہور داغ محبت ہے یون مرے دل سے
چمن کی جیسے ہو پیدا وہ کنار بہار

فراق یار مبدل وصال سے ہووے
نکالے دل سے خزان کا یہ خار خار بہار

چمن کی سیر مین مجھ مست کو دلاتی ہے یاد
دکھائے آتش گل آب خوشگوار بہار

شباب کا ترے اے یار رنگ لاکے ہوئی
بلائے عالم آشوب روزگار بہار

شگفت غنچہ سے اُس گل کو آتی ہے یہ صدا
ترے فدا ترے صدقے ترے نثار بہار

پیادہ پا ہون پری کی تلاش مین پھرتا
جنون کو رکھتی ہے سر پہ مرے سوار بہار

نمود کی خط شکین نے لالہ رو رُخ پر
یہ داغ چھوڑ چلی اپنا یادگار بہار

کنار جوئے چمن جھومتے ہین مست ترے
بط شراب کا کھلواتی ہے شکار بہار

وہ رنگ و بو بدن یار مین ہے سو کھان
شگوفے ایسے کھلایا کرے ہزار بہار

کرم سے ابر کرم کے ترے یہ فیض ہے عام
ہرا دیا ہوا رکھتی ہے اعتبار بہار

تصور رُخ رنگین مین بند رکھتا ہون
چہار فصل مین آنکھون سے ہے دوچار بہار

شگفتہ ہوکے نسیم سحر سے غنچہ ہون گل
اُٹھائے پردہ رُوئے نقاب دار بہار

نظارۂ دیدۂ بلبل سے کیجئے اب کی
خدا جو چاہے تو آتش ہو سازوار بہار

پڑ گئی آنکھ جو اُن چاند سے رخسارون پر
لوٹتے کبک نظر آئے انگارون پر

ابروئے یار کا سر مین ہے جنون کے سودا
رقص وہ لوگ کیا کرتے ہین تلوارون پر

روز و شب رہتے ہین بلبل کی طرح سے نالان
ٹوٹی پھوٹی کی چھری ہم سے گنہگارون پر

باد کے جھونکے کے لگنے سے ہین میلے ہوتے
نازکی ختم ہے اُن پھول سے رخسارون پر

موسم گل مین جو ہوتا ہے زیادہ سودا
دوڑتے پھرتے ہین ہم باغ کی دیوارون پر

جگر و دل ہین کبابون کی طرح سے بھنتے
کثرت داغ جنون رکھتے ہین انگارون پر

عشق بازون کو دکھاؤ رُخ رنگین تم بھی
مست بلبل ہوئے ہین رنگ ہے رخسارون پر

سن جو پائین ہین تری مار سیہ سی زلفین
رقص طاؤس کیا کرتے ہین کہسارون پر

گر رہی شب ہجران کی سیاہی اندھیر
چاند پر ہے نہ وہ رونق نہ چمک تاروں پر

بزم خوبان میں تکلف نہیں کسکو ہے پسند
طرح ہی طرح نظر آتے ہیں دستاروں پر

مردنی چھائی ہوئی دیکھیں گے منھ پر جو طبیب
خشمگین ہوں گے تری چشم کے بیماروں پر

جا نکلتا ہے جو بازار میں وہ شوخ مزاج
پھبتیاں ہوتی ہیں یوسف کے خریداروں پر

خاک چھنوائی ہے سودائے گلستان نے بہت
ایڑیاں برسوں ہی رگڑا کیے ہیں خاروں پر

دل احباب کا دم بند ہے اُن زلفوں میں
کیا تعدّی ہے شکنجے کے گرفتاروں پر

شور نالے کا مرے جب سے سُنا ہے آتش
قفل مرغان چمن رکھتے ہیں منقاروں پر

ردیف زائے معجمہ

دکھلائینگے کیا یار کا شمس و قمر انداز
ایجاد نئے ہوتے ہیں شام و سحر انداز

موسیٰ کو غش آجائیگا جلوے سے تمہارے
دم دو گے مسیحا کو بھی ہے اگر انداز

دیوانہ ہوا جسنے رُخ یار کو دیکھا
رکھتا ہے پری کا بھی جمال بشر انداز

دل صید گہ عشق میں کب سے ہے نشانہ
اللہ اُڑا دے اِسے کوئی قدر انداز

پابوس کو ہر روز گیا یار کے گھر میں
ٹپکا کیے سر کو پس دیوار و در انداز

منھ پھیر نہ بوسے کے طلبگار سے ظالم
دل توڑ کے کعبہ کو نہ ڈھا خانہ بر انداز

دکھلائی ہے دانتوں کی صفا یار نے جبسے
موتی مری آنکھوں کے کیے ہیں نظر انداز

ہمسر کوئی ہو دیگا نہ دل اُسسے لگا کر
جو ناز ہے آفت ہے قیامت ہے ہر انداز

واپس دل احباب کو لینے کے ہو کرتے
یہ غمزہ نیا ہے یہ نہ تھا پیشتر انداز

گل سننے کو نالے ہمہ تن گوش ہیں آتش
بلبل نے اُڑایا ہے تمہارا مگر انداز

ردیف کاف فارسی

ایک سے ایک ہے تماشا رنگ
دیدنی ہے جہان رنگا رنگ

سامنے تیرے روئے رنگین کے
لالۂ گل نے بھی نہ پکڑا رنگ

آنکھیں ہین اور زلفِ یار کا دھیان
کچھ نہ کچھ لائے گا یہ سودا رنگ

تم جو غمخانہ مین نہین آئے
مئے گلرنگ کا ہے پتلا رنگ

زلف و رخ سے ترے کھلا کہ نہین
ایسا کالا نہ ایسا گورا رنگ

مست تیرے نہ لین جو نذر بھی دے
مے سرخ آسمان مینا رنگ

حسن نے گیسوؤن کو تیرے دیا
مشک کی بو کے ساتھ کالا رنگ

فکر رنگین نے تیری اے آتش
کیسے کیسے کئے ہین پیدا رنگ

ردیف لام

کانون مین ترے دیکھکے سو بیکلے کرن پھول
اے سرو روان پھول گئے مرغ چمن پھول

پیدا کرے سو رنگ سے گو خاک چمن پھول
ممکن نہین رخ سا ترے اک غنچہ دہن پھول

ساقی یہ بہار چمنستان ہے دو ہفتہ
پانی بھی جو مانگون تو پلا مشفق سن پھول

دل سادگی یار کے اوپر ہے نکلتا
جھمکا ہے نہ مد نظر اپنا نہ کرن پھول

زلفون کی لٹک دیکھ کے سودائی ہو سنبل
نازک بدنی پر تری گل کھائے سمن پھول

کھٹکتے ہین جو شہرت تری ناوک فگنی کی
ہوتی ہے خوشی ایسی کہ جاتے ہین ہرن پھول

دکھلائے گی کیا شام غریبان کے شگوفے
ہر چند کہ غنچون کو کرے صبح وطن پھول

عشرت کدہ عاشق و معشوق نہین باغ
دو دن بھی بلبل نہ تو اک شب نہ دلھن پھول

تلوون کے تلے رکھ کے ملے یار نے سمجھا
سونگھے ہوئے بلبل کے جو وہ غنچہ دہن پھول

بلبل سے جو کی ہے کبھی اس شوخ نے گرمی
جھکوا لے گئے بھاڑ مین ہین سیکڑون من پھول

بیعانہ قمری کا ہے یہ درد سر عشق
پھل ہی نہ تو رکھتے ہین نہ کچھ سرو چمن پھول

جو دیکھے بہار چمنستان کو وہ رو دے
ٹھیک آئین تو پہنین ترے کشتون کے کفن پھول

مجھکو نہ دکھلائین ترے غصہ کی صورت
صاف اپنی جبین پر کی کرین چین و شکن پھول

موجب یہ انکار ہے ہم آغوشی کا کیسا
کانٹا نہ تن اپنا ہے نہ انکا ہے بدن پھول

قرآن کے عوض چلکے پڑھو مطلع رنگین
آتش سے سخن گو کے ہین اے اہل سخن پھول

محبت کوڑیون کے ہو اگر مول — بنی آدم نہ لے یہ درد سر مول
پسند دل ہوا ہے حسن صورت — فلک بیچے تو لین شمس و قمر مول
تری زلفون سا کالا ہو تو کم ہے — اگر ہو اژدہے کا گنج زر مول
ہوا صف بندی مژگان سے ظاہر — لڑائی لین وہ آنکھین ڈھونڈھکر مول
لب و دندان تمھارے بے بہا ہین — نہین رکھتے ہین یہ لعل و گہر مول
وہ سودا ہے تری زلفونکا جس کو — سپاہی لیتے ہین سر بیچ کر مول
بہادر تیغ چہرے پر ہین کھاتے — کرے کالا جو منھ وہ ہے سپر مول
اٹھائی آنکھ تم نے مر گئے ہم — ہماری جان کی تھی ایک نظر مول
لین گی گالیان قیمت کے بدلے — نہ دے گا لیکے دل وہ مفت بر مول
لب شیرین سا اک میٹھا نہ نکلا — لئے ہم نے ہزارون نیشکر مول
عجب دولت ہے یہ احسان اس سے — بشر کو بھی ہے لے لیتا بشر مول
سو تمھا زلفون کو پیچھے پہلے رے — جو کچھ ہو مشک کا اے سیمبر مول
عوض مین دلکے بوسہ دیکے ہمکو — خدا کا لے لیا اس بت نے گھر مول
یہ حسن یار نے قیمت بڑھائی — نہ تھا یوسف کا ورنہ اسقدر مول

بھروسا زندگانی کا نہین کچھ
کفن لے رکھے اے آتش بسر مول

درگاہ مین کریم کے ہے التجا قبول — دست دعا بلند تو کر ہے دعا قبول
باندھے گرہ مین اپنے مرے دلکو زلف یار — حاضر یہ گنج ہے جو کرے اژدہا قبول
شب کو کہا جو آؤ تو بولا وہ مہروش — ہوتی نہین محال طلب کی دعا قبول
داغ فراق ہوسے کے نکلا قبل صبح کے — سب کچھ قبول ہے یہ نہین ہے لقا قبول
یہ وقت لہو و لعب مین کھو دے نہ آدمی — کرتا ہے بندگی کو جو انکی خدا قبول
ایسا اثر زبان مین مری اے کریم دے — جو کچھ کہون کہے وہ مراد لر با قبول
وہ لوگ ہین جو درد محبت سے آشنا — کرتی نہین ہے انکی طبیعت دوا قبول

عالم سے کچھ غرض نہین اے جان جان ہمین | دل کو نہین ہے کوئی تمہارے سوا قبول
سمجھنے کو میرے یار جو مانے تو کیا عجب | کرتے ہین آشنا سخن آشنا قبول

ردیف میم

ڈھلتی ہے عاشقانہ ہماری غزل تمام | چھائے ہوئے ہین کوچے فرنگی محل تمام
وہ پھول کونسا ہے کہ سونگھا نہین جسے | چکھے ہوئے ہین باغ جہان کے پھل تمام
زیب کنار عطر وہ ملکر ہوئے تھے شب | اب تک مہک رہی ہے ہماری بغل تمام
دل کی کشش کا ایک بھی رکھتا نہین اثر | اپنے کئے ہوئے ہین یہ حب کے عمل تمام
اہل جہان برادر مومن نہین ہزار | یوسف کے واسطے ہین یہ گرگ بغل تمام
ڈھونڈھا ہے جس جگہ وہین پایا ہے آپکو | اس شش جہت مین ہین یہ تمہارے محل تمام
مضمون بستہ آئین سراپائے یار کے | ہو جائے اس علاقہ مین اپنا عمل تمام
داغون نے بھر چکا نہین سینہ مرا ہنوز | روشن نہین ہوے ہین ابھی یہ کنول تمام
ایذائے ہجر یار سے اتنی ہے آرزو | آنے نہ پائے تو کہ ہو نہین اے اجل تمام
آتش قدم وہ ہون مری ٹھوکر جو کھائے کوہ | پتھر ہون نرم ہوکے روئی کے پہل تمام
شیرین شکر سی جان گئی سودائے خال مین | مکھی سے چاٹتے نے کیا یہ عسل تمام
شانہ کا کام لیجئے گستاخ ہاتھ سے | ناخن سے زلف یار کے عقدے ہون حل تمام
کیونکر کرین نہ ناز وہ حسن و جمال پر | کبر و غرور رکھتے ہین اہل دول تمام
عالم کے دل لبھاتے ہین خال رخ حبیب | سمجھے ہین اپنے حصہ مین بھنورے کنول تمام
آنکھون مین جان حسرت دیدار لائی ہے | آئی نہ اب اجل تو ہوے بے اجل تمام
کہتا ہے سنکے حالت دل روز وصل یار | فرقت کی شب مین ہو گئی تمہاری غزل تمام
دوڑا کے راہ سخت محبت مین پاؤن کو | ایسا تھکائیے کہ بدن ہووے شل تمام
ہر عضو ہے مناسب اندام نازنین | سر سے ہے تا قدم وہ صنم بے بدل تمام
دل کو لگا ہے روگ محبت کا بیطرح | جان آج بچ گئی تو یقین ہے کہ کل تمام
حیلہ سے کام لیتا ہے وہ ترک تیغ کا | کرتی ہے عشقباز کو لیت و لعل تمام

سیب ذقن سونگھائے جسے وہ مسیح وقت
صورت سے اُس کی بھاگین دماغی خلل تمام

آتش کی فکر کھودتی ہے اے زمین شعر
گنج نہان ہین جتنے کہ تجھ مین اُگل تمام

ہوتا ہے سوز عشق سے جل جلکے دل تمام
کرتی ہے روح مرحلۂ آب وگل تمام

تھاکے عشق رکھتے ہین تجھ سے حسین دہر
دم بھرتے ہین ترا بت چین وچگل تمام

ٹپکاتے زخم ہجر پر اے ترک کیا کرین
خالی ہین تیل سے ترے چہرے کے تل تمام

دیکھا ہے جب تجھے عرق آگیا ہے یار
غیرت سے ہوگئے ہین حسین منفعل تمام

عشق بتان کا روگ نہ اے دل لگا مجھے
تھکوا کے خون کرتا ہے آزار سل تمام

قدسی بھی کشتہ ہین تری شمشیر ناز کے
مارے پڑے ہین متصل و منفصل تمام

درد فراق یار سے کہتا ہے بند بند
اعضا ہمارے ہوگئے ہین مضمحل تمام

ساری عدالت الفت صادق کی ہے گواہ
مہر دنے ہے لپی ہوئی اپنی سجل تمام

کرتے ہین غیر یار سے میرا بیان حال
الفت سے ہوگئے ہین موافق مخل تمام

تیر نگاہ ناز کا رہتا ہے سامنا
چھلنی ہوا ہے سینہ مشبک ہے دل تمام

ہوتا ہے پردہ فاش کلام دروغ کا
وعدہ کا دن سمجھ لے وہ پیمان گسل تمام

خلوت مین ساتھ یار کے جانا نہ تھا تجھین
ارباب انجمن ہوئے آتش خجل تمام

ردیف نون

رہا کرتا ہے درد اک رات دن بے یار پہلو مین
دل نالان ہوا ہے خانۂ بیمار پہلو مین

تپ ہجران کی گرمی دور ہی سے پھونکے دیتی ہے
ٹھہر سکتا نہین دم بھر کوئی غمخوار پہلو مین

کسی کروٹ سے نیند آئی نہ اُس ابرو کے سودے مین
نہ رکھی مین نے جب تک کھینچکر تلوار پہلو مین

عجب کیا ہے خط نورس کا گرد اُس روئے رنگین کے
وہ گل ہے کونسا رکھتا نہین جو خار پہلو مین

شب مہتاب ہو ہر چند شمعین لاکھ روشن ہون
اندھیرا ہے نہ ہو جو چاند سا رخسار پہلو مین

کھڑا رہکر جو مین حسرت سے دروازے کو تکتا ہون
بٹھا لیتی ہے قصر یار کی دیوار پہلو مین

دعائین مانگ کر اللہ سے تجھکو جگایا ہے
سولا دے یار کو اے طالع بیدار پہلو مین

قبائے یار کو دستے کے ٹلکنے نے ہے چمکایا
جگہ طرہ کو بھی دے پیٹی دستار پہلو مین

پھولاوین شاخ گل پہ چھپون کو تیرے اے بلبل
ہمارے بھی جو ہو وہ غیرت گلزار پہلو مین

پری سی شکل انھون نے آئینہ مین جب سے دیکھی ہے
لگائے رکھتے ہین دیوانے بھی دو چار پہلو مین

اڑا دیتا ہے بیتابی دل سے تکیہ پہلو
فراق یار بن بیٹھا ہے کیا مختار پہلو مین

بازی عشق جز اندوہ و غم و رنج نہین
کھیل لے ہر کوئی جسکو یہ وہ شطرنج نہین

پھیر کر منھ کو دکھاتے ہین وہ زلفین یعنی
سانپ پالو تو ہین موجود مگر گنج نہین

ہاتھ ملتا ہون جو مین دیکھ کے سینہ کا ابھار
کہتے ہین توڑیے جسکو یہ وہ نارنج نہین

تم خفا ہم سے ہو ہم تم سے نہین آزردہ
ہم سے ہے رنج تمھین تم سے ہمین رنج نہین

دل سے آتی ہے محبت کے مجوے مین صدا
جان پر کھیلنے والون کو شش و پنج نہین

غزل خواجہ ہے مطلب کو پہونچ اے آتش
نالۂ بے اثر مرغ نوا سنج نہین

باہر نہ پائینچے سے ہون اُس گلبدن کے پاؤن
پھیرین چھری نہ پنجۂ قصاب بنکے پاؤن

ہستی سے جاؤن بے سر و پا جانب عدم
اندر کفن کے سر ہو نہ اندر کفن کے پاؤن

یک سالہ راہ سے ہے چلی آئی باغ مین
شبنم دھولا رہی ہے بہار چمن کے پاؤن

بے اختیار ضعف تپ ہجر سے ہون مین
کہنے مین ہاتھ ہین نہ تو مجھ خستہ تن کے پاؤن

کوشش سے راہ عشق کے باز آئینگے نہ ہم
ہر چند سوج سوج کے ہرن لاکھ من کے پاؤن

جوش جنون مین پھٹ کے نہ رہجاتا ساتھ سے
ہوتے مری طرح جو مرے پیرہن کے پاؤن

سارا یہ شعبدہ ہے ترا اے حنائے یار
مرجان کے ہاتھ ہین نہ عقیق یمن کے پاؤن

حاصل ہو لطف رقص بھی ہر جو کرکے ساتھ
سو نیکلے گھونگھروؤن کے ہین ظاہر نکلے پاؤن

کوئی جو پوچھتا ہو کہ کیا حال ہے ترا
خلوت مین چلئے بوجیے اس انجمن کے پاؤن

صحرا مین خاک چھانتا پھرتا ہون ہر طرف
چھلنی ہوئے ہین خار مغیلان سے چھنکے پاؤن

مرجع کو اپنے کسکی نہین ہوتی بازگشت
غربت سے جب پھرے تو ہین اندر وطن کے پاؤن

پھر جائے سوئے کعبہ جو منھ اُس گناہ پر
کونچون سے کاٹتا ہے وہ بت برہمن کے پاؤن

دنیا کو ٹھوکتے نہین مردان راہ عشق
نامرد رکھین آنکھون پہ اُس پیرزن کے پاؤن

آتش زمین شعر ہو ہر چند سنگلاخ
لغزش سے آشنا نہین اہل سخن کے پاؤن

آرزو ہے مجھے سجدے سحر و شام کرین
ہمہ تن ہو کے زبان ورد ترا نام کرین

میرے ماتم مین وہ کپڑے نہ سیہ فام کرین
خود بھی رسوا نہ ہون مجکو بھی بدنام کرین

گریۂ شادی مینا سے ہے ظاہر ہوتا
حال پر صوفیون کے خندہ زنی جام کرین

کوچۂ یار کا ہین پاؤن ارادہ رکھتے
کعبۃ اللہ کے چلنے کا سرانجام کرین

منھ پسارے ہوئے ہین ہم بھی مزہ چکھنے کو
پختگی تو کہین پیدا ثمر خام کرین

مست رکھتی ہے تری گردش چشم اے ساقی
وہ نہین ہم کہ جو تجھ سے طلب جام کرین

رخ روشن مین ہے خورشید قیامت کی چمک
حشر برپا ہو وہ دیدار اگر عام کرین

دیکھین جو یاد خدا کفر بتون کا ہے خیال
خلوت خاص کو کیا بارگہ عام کرین

اک نظر حسن رخ زلف جنھین تو دکھلائے
نشۂ عشق سے مستی سحر و شام کرین

شب کو جاتا ہون تو منھ پھیر کے وہ کہتے ہین
نیند آئی ہے ہمین آپ بھی آرام کرین

بیٹھ کر گوشۂ عزلت مین نہ بول اتنا جھوٹھ
قصد کھیٹ پڑنے کا آتش نہ در و بام کرین

عید نوروز ہے عشرت کا سرانجام کرین
شیشے لبریز مے ہوش ربا جام کرین

باغبان خیر چمن کا بھی کوئی کام کرین
سرو و قمری کو عنادل کو گل انعام کرین

مہرکن دیکھ کے کہتے ہین تجھے اے محبوب
وہ نکلتے ہین کہ پیدا جو ترا نام کرین

ہم فقیرون کو ہے دیوار کا سایہ کافی
خوش رہین وہ جو کہ خمخانہ مین آرام کرین

گاہ بیگاہ تو دیدار کے بھوکے بھی ہون سیر
کوئی تو راہ خدا کا بھی یہ بت کام کرین

بیوفا ہوتی ہے معشوق کی ذات اے محبوب
چاہ کر تجھ سے وفا کیا طمع خام کرین

شربت وصل میسر ہو شفا حاصل ہو / تپ ہجران سے جو صحت ہو تو حمام کرین
دو پہر گرمیون کی لطف سے گذرے گر آپ / ساتھ لیکر ہمین خسخانہ مین آرام کرین
نرگس یار وہ آشوب زمانہ تو ہے / آنکھ پھوٹے جو ترا سامنا بادام کرین
دلکو پھندے مین نہ اُن گیسوؤن کے پھنسنا تھا / جسقدر چاہین وہ اب کشمکش دام کرین
کیونکر اُن گیسوؤن سے جان بچے بیچارے دل / جھٹکے زنجیر کے دین کشمکش دام کرین
بھی اے کعبہ مقصود تمنا ہے ہمین / سجدۂ شکر تری راہ مین ہر گام کرین
حسن نے جو دھوین کے چاند سی صورت دیکھے / کیا تماشہ ہو جو وہ سیر لب بام کرین
غیرت آتی ہے ہمین بوسہ کا سائل ہوتے / حرکت یار سے کیا قابل دشنام کرین
کشش دل عمل جب کا اثر رکھتی ہے / چاہیے خود وہ ملاقات کا پیغام کرین
ہم تو کہتے ہین وہ ہوگا جو خدا نے چاہا / وہ بھی سنتے ہین منجم جو کچھ احکام کرین

آتش آغاز محبت کا ہو انجام بخیر
خاک پر تیری قدم رنجہ گل اندام کرین

خورشید حشر سے ہے سینہ کا داغ روشن / اندھیر ہے جو کہئے اس کو چراغ روشن
دن کو تو سیر گلشن کرتے ہو فصل گل مین / شب باش بھی جو ہو تو ہو جائے باغ روشن
بلبل ہزار ہا ہین جبتک بہار گل ہے / پروانے بھی ہین حاضر تا ہے چراغ روشن
پروانے بنکے مضمون آتے ہین عرش پر سے / رہتی ہے شمع فکر عالی دماغ روشن
اے سوز عشق تجھ سے اتنی ہی التجا ہے / دے مجھکو داغ دست موسیٰ سے داغ روشن
کوے حبیب مین ہے چلتی ہوائے جنت / مردے ہین زندہ ہوتے کشتے چراغ روشن
طرز نگہ ہمیشہ دکھلائین موجۂ مے / شیشہ مدام رکھین چشم ایاغ روشن
مرنے سے اپنے پہلے جو مر گئے ہین اُن کو / قید حیات مین ہے حال فراغ روشن

آتش کے استخوان کو کھایا تو دیکھ لینا
مشعل کی طرح ہوگی منقار زاغ روشن

موسم گل ہے جنون ہے شور زنجیران دنون / جن چڑھا رہتا ہے دیوانون کے سر پر ان دنون

روئے روشن یار کا پیش نظر ہے روز و شب
آنکھ کسکی پڑتی ہے شمس و قمر پر ان دنون

بوسۂ لب ہائے شیرین کا ہے دل کو اشتیاق
رال ٹپکی پڑتی ہے شہد و شکر پر ان دنون

پہلوؤن مین درد رہتا ہے فراق یار سے
گاہ دل پر ہاتھ ہے گاہے جگر پر ان دنون

بادشاہ وقت ہے حسن جوانی نے کیا
لال پردہ ہے لٹکتا انکے در پر ان دنون

دیکھتے ہین ہنس کے دانتون کی چمک وہ آجکل
کوندتی بجلی نہین کس کس کے گھر پر ان دنون

رخ سے پہلے کار عاشق کرتے ہین گیسوئے یار
شام کا قصہ نہین رہتا سحر پر ان دنون

بانس لگو آتا ہے اکڑ جا کے وہ بالا بلند
سرو و شمشاد و صنوبر کے شجر پر ان دنون

سرخ کندن سے ہے رکھتا نشۂ مے رنگ یار
زر طلب مرجاتے ہین اس سیمبر پر ان دنون

عشق دندان نے نہایت کر دیا ہے ناتوان
دوڑتی نیت ہے معجون گھر پر ان دنون

کوٹ کر بھی زرد سودائے پری نے بھر دیا
دیو بھی چڑھتا نہین اپنی نظر پر ان دنون

متصل عاشق روانہ ہوتے ہین سوئے عدم
ہاتھ رکھے پھرتے ہین شہ بھی کمر پر ان دنون

کون اس محبوب کو لکھتا نہین حالات شوق
مار رہتی ہے خطون کی نامہ بر پر ان دنون

موم آہن کرتے تھے یا دل پگھل سکتا نہین
آہ کیا پتھر پڑے تیرے اثر پر ان دنون

کون فصل گل مین اے آتش نہین پیتا شراب
بھیڑ سی ہے بھیڑ میخانہ کے در پر ان دنون

بہار لالہ و گل سے لگی ہے آگ گلشن مین
گریبان پھاڑ کر چل بیٹھیے صحرا کے دامن مین

چلئے تو سیر کو ہین آپ ستی ملکے گلشن مین
اشارے کیسے کیسے ہونگے نافرمان و سوسن مین

خزان مین بلبلون سے رکھیے بحث نالہ گلشن مین
شراکت کیجئے ماتم زدون کی چلکے شیون مین

لگائی ہے آگ بجلی کی چمک سے خانۂ تن مین
برستا منہ نہین ہے یا خاک اڑتی ہے ساون مین

یہ سودائے شہادت ہے ہمارے سر کو استقلال
تری تلوار کا دم بھرتی ہے جو رگ ہے گردن مین

گستا ہے عاشقون سے برق وش بھی نام جو اپنا
تماشا دیکھتے ہین وہ لگا کر آگ خرمن مین

زبان چشم کا اس گل کو شوق کا کھا چکے عاشق
نہ بینائی ہے نرگس مین نہ گویائی ہے سوسن مین

نہین روزن جو قصر یار مین پروا نہین ہمکو
نگاہ شوخ رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین

طریق عشق مین آتش قدم مجھسا نہ گذریگا
بلا تا ہے نہین ہون دوستی سے اُس ستمگر کو
پریشان عاشقون کی خاک کے ذرے نہین دیکھین
جنون کے جوش مین یکجا نہین دم بھر قرار آتا
عذاب گور کا وان سامنا یان رنج دنیا کا
ملا کرتے ہین آنکھین اپنی دیوانے رکابون سے
کھلا زلفون کے لہرانے سے اُس رخسار رنگین پر
گوارا تا گوارا بھی ہو بد گردی دوران سے

گریبانین کبھی ہے جب لگی ہے آگ دامن مین
پھری دیتا ہون اپنے دنیج مین ست دشمن مین
جگہ کس کس کو دے دیوا قصر یار روزن مین
کبھی گلشن سے صحرا مین کبھی صحرا سے گلشن مین
نہ گھر مین چین زندونکو نہ مردونکو ہے مدفن مین
پری کی شوخیان ہین اُس پری پیکر کے توسن مین
زر گل کی نگہبانی کو دو کانٹے ہین گلشن مین
بالی پر قناعت کرتے ہین سب کھار دنگین

شریف کعبہ کو کعبہ مبارک ہم تو اے آتش
بتون کے گھور نیکو جاتے ہین دیر برہمن مین

ردیف واؤ

رخ ہو خط رخسار سے کیا کام ہے ہم کو
مطلب ہے رُخ صاف سے خط سے نہین مطلب
گلزار ترا تجکو مبارک رہے بلبل
دیوانے ہین صحرا لے جنون خیز محل ہے
خواہان سے ترے رشک ہے لے غیرت یوسف
کافی ہے ہمارے لئے دل ہی کا اشارہ
جب جوش جنون نے نہین گھر ہی سے نکالا
اللہ ہے مشکل مین مددگار ہمارا

گل سے ہے غرض خار سے کیا کام ہے ہمکو
آئینہ ہو زنگار سے کیا کام ہے ہم کو
بلبل ترے گلزار سے کیا کام ہے ہم کو
بام و در و دیوار سے کیا کام ہے ہم کو
یوسف کی خریداری سے کیا کام ہے ہم کو
سؤال سے جفار سے کیا کام ہے ہم کو
پھر سایہ دیوار سے کیا کام ہے ہم کو
اعوان سے انصار سے کیا کام ہے ہم کو

مرتا ہون جو کہتا ہون تو ہنستے ہین وہ ہنسکر
عیسی نہین بیمار سے کیا کام ہے ہم کو

حسرت شادی نہین جان غم آلود کو
داغ غم عشق کو دل مین جگہ دیجیے

لالہ سمجھتا ہے دل داغ نمک سود کو
ڈھونڈھیے لیکر چراغ شاہد مقصود کو

لعل شکر باز کے بوسہ مین کیونکر نہ لون
کوئی نہین چھوڑتا حلوہ بیدود کو

پردۂ غفلت اُٹھا پیش نظر یار ہے
دیر و حرم مین بجا ڈھونڈھنے موجود کو

سجدہ کے انکار سے فرق نہ ہو جائیگا
خاکی مقبول پر ناری مردود کو

صبح تھی شب ہجر کی نالہ کیا جس گھڑی
ایک شرارہ ہے بس تودۂ بارود کو

سینۂ بے معرفت حلقہ مین اپنے نہین
رہ نہین اس بزم مین مجمر بے عود کو

صاحب اقبال کو خوب ہے پہچانتا
آنکھ خدا نے ہے دی کوکب مسعود کو

طائر دل ہوگیا بستۂ زلف ایاز
بندہ کیا حُسن کا عشق نے محمود کو

خاک سے بھریے اُسے چاہ جو بے آب ہو
آگ لگا دیجئے مطبخ بے دود کو

جھاڑ دوئے مغز سے کبر کے کیڑے جو تھے
خاک برابر کیا پشّے نے نمرود کو

یاد الٰہی مین جو نعرۂ یاہو کیا
بھول گئے وحش و طیر نغمۂ داؤد کو

ہجر کی ایذا سے چھوٹ دلکو چلا بہر وصل
داغ لگے اچھا کر اس زخم نمک سود کو

راہ کی آفات کا کیجیو آتش بیان
سامنے آنے تو دے منزل مقصود کو

ردیف ہائے ہوز

ظاہر کسی کے دل کا ہو گیا خار خار کچھ
سنتا نہین وہ گل کہے کوئی ہزار کچھ

توفیق خیر رکھتی ہے جو تیغ یار کچھ
زخم اتنے کھاوے گا نہ رہیگا شمار کچھ

پوچھی کسی نے محکمۂ حشر مین نہ بات
ٹھہرے نہ ہم حساب مین روز شمار کچھ

ردیف یائے تحتانی

گل کی قبا نہ لالے کی دستار لیجیے
عریان بدن وہ لائے جو تھے خار لیجیے

سر مین ہوائے کوچۂ دلدار لیجیے
باغ جہان سے حسرت گلزار لیجیے

نیت کو عاشقون کی کیا سیر حسن نے
آنکھون کے جام شربت دیدار لیجیے

کرتے ہین سیر چشم خریدار سے مدام
یوسف ملا تو لوٹ کے بازار لیجیے

سودا اپنا نہ یار کے حسن و جمال کا
اس لالہ رو کا داغ خریدار لیجیے

مقصود دل ہے قلزم خون مین شناوری
جس گھاٹ جا ہے یار کی تلوار لیجلے

اے نونہال حسن جو اُنکی نظر پڑے
عناب لب کو توڑ کے بیمار لیجلے

بولی یہ روح پھینک کے پشتارہ جسم کا
بھاری ہے بوجھ کون یہ بیگار لیجلے

آجائے جوش پر تو ابھی قصر یار مین
سیلاب اشک توڑ کے دیوار لیجلے

جامہ سے باہر اپنے مرا شوق وصل ہے
تشریف اب تو پیرہن یار لیجلے

کیف شراب سے دو جہان کا ہو غم غلط
بحرین سے یہ کشتی مے پار لیجلے

دوڑا ہے اُن کے پیچھے کس انداز سے وہ شوخ
طاؤس و کبک اُڑا کے جو رفتار لیجلے

دار السرور مین بھی کرون سجدہ پائے خم
مسجد سے شوق خانہ خمار لے چلے

شمشیر سے بلا کا ہو ہر چند سامنا
لیچلے جدھر وہ ابروِ خم دار لے چلے

ایسی رسائی کیجیے پیدا کہ کھینچ کر
خلوت مین انجمن سے ہمین یار لیجلے

سایہ نے دی ڈھئی جو تیرے آستان پر
در سے اُٹھا کے ہم پس دیوار لے چلے

داغ فراق و حسرت دیدار و شوق وصل
دنیا سے ہم یہ عاقبت کار لے چلے

بازار دہر مین نہ رہی جنس دل پسند
سودا جو تھا وہ تیرے خریدار لے چلے

نالون نے اپنے آنکھ جھپکنے نہ دی کبھی
سودائے خواب فتنۂ بیدار لے چلے

انصاف ہو تو محکمۂ عدل و داد مین
بھلا دا اپنے ساتھ گنہگار لے چلے

تم سیر کر کے کیا پھرے اندھیر ہو گیا
بازار آ کے رونق بازار لے چلے

حاصل ہوا نہ خاک بھی آپس کی نزع سے
دل مین غبار کافر و دیندار لے چلے

آتش جرس کے نالون کی پھر ہو نہ احتیاج
ہم کو جو ساتھ قافلہ سالار لے چلے

اسیر لطف و کرم کی رہائی مشکل ہے
نگین کو نام سے تیرے جدائی مشکل ہے

ہزار دعوے باطل کیا کرین یارب
بتون کو تیری طرح سے خدائی مشکل ہے

پھرایا سر کو ترے زمزمون نے اے بلبل
خفا نہ ہو تو کہون خوشنوائی مشکل ہے

بہت سی دیکھین ہین خم دار ہم نے تلوارین
تمھاری ابروؤن کی کج ادائی مشکل ہے

وہ اتحاد نہین ہے کہ جسمین فرق پڑے
ہماری اور تمھاری جدائی مشکل ہے

کمر سے بڑھ چلے گیسوئے یار قہر کیا
عدم سے دو قدم آگے رسائی مشکل ہے

ولایتی بھی جو سیلتون کو ہم نے دیکھ لیا
منش تری سی کہان میرزائی مشکل ہے

پھرین گے ہم نہ ہزار آپ ہم سے منہ پھیرین
تمھین سے سہل ہمین بے وفائی مشکل ہے

جلا کیا کرین آئینہ ساز آ کے نئے
صفائے رخ کی تمھارے صفائی مشکل ہے

حیائے یار نے بدلا جو کیفیت مین رنگ
یقین ہوا یہ ہمین پارسائی مشکل ہے

عنایت اُس کو ہو بے مانگے بوسہ نے حسن
فقیر مست کو تیرے گدائی مشکل ہے

ہزار پنجہ مرجان کا چھپا ہو رنگ
وہ دلربائی دست حنائی مشکل ہے

کنارہ کش نہ ہوا سے بہر حسن عاشق سے
نہین تو کہتے ہین ہم آشنائی مشکل ہے

خلیل وار سے کعبہ بنا نیو آتش
خدا کا گھر ہے یہ دل تک رسائی مشکل ہے

وردِ زبان جناب محمد کا نام ہے
قابل ورد پڑھنے کے اپنا کلام ہے

مومن پسند یار کا شیرین کلام ہے
کیا چاشنی ہے کیا مزہ ہے کیا قوام ہے

حق ہے جو سو شگاف کا اس مین کلام ہے
دیکھا کمر کو یار کی نازک مقام ہے

اک حال پر کبھی نہین اُسکو قیام ہے
دنیا کا کارخانہ طلسمی مقام ہے

عاشق کا نالہ سنکے یہ اُن کا کلام ہے
باقی دھوان ہے عود مین جبتک کہ خام ہے

زنجیر ہے وہ طرۂ مشکین نہ دام ہے
شاعر کہا کرین انھین سودائے خام ہے

آزاد کردہ سرو اک اُس کا غلام ہے
قد بلند یار کا عالی مقام ہے

مطلب ہے دفتر گل و لالہ مین مختصر
دو دن کی سیر مین یہ گلستان تمام ہے

صبح بہار ہے مجھے ساقی پلا شراب
سب جانتے ہین عید کا روزہ حرام ہے

اُس شاہ حسن کو یہ سجھاتی ہے حکمت
وہ کام اشارے سے ہو زبان کا جو کام ہے

حسن و جمال یار کی شہرت کہان نہین
روشن تر آفتاب سے اُس مہ کا نام ہے

عاشق نواز حسن کی تعریف کیا کرون
یوسف سے بھی عزیز اُسے اپنا غلام ہے

دکھلا رہی ہے سیر چمن گفتگوئے یار ❊ جھڑتے ہین پھول منہ سے یہ رنگین کلام ہے
کس کشتنی کو عشق تری تیغ سے نہین ❊ مشتاق جو ہوئے آب ہے جو تشنہ کام ہے
زیبندہ چشم یار مین سرخی ہے نشہ کی ❊ کیفیت شراب کے قابل یہ جام ہے
ایک سجدۂ نیاز مین ہے فرض عشق ادا ❊ ہین مقتدی ہون اور مرا دل امام ہے
ہم چشم تر کو سامنے کرتے ہین ابر کے ❊ تم ہنس پڑو تو برق کا قصہ تمام ہے
رہتے ہین جبہ سا جو ترے آستان پر ❊ آنکھون مین اُنکی پست بلندی بام ہے
خونریزی نقاب رخ یار سے کھلا ❊ جوہر ہین جسمین تیغ کے یہ وہ نیام ہے
بے معنی ہے وہ عشق کہ جسمین کشش نہین ❊ دلچسپ ہو نہ حسن تو صورت حرام ہے
نکلے بخار دل جو زبان سے عجب نہین ❊ چھلکے تو کیا بعید ہے لبریز جام ہے
سودائی زلف یار کا جبسے ہوا ہے دل ❊ قالب مین مرغ روح کو ایذائے دام ہے
جبتک حلال کرلے نہ مجھ بیگناہ کو ❊ قاتل کو دہنے ہاتھ کا کھانا حرام ہے
رکھتے ہین وہ قدم تن بیجان مین کم روح ❊ پاپوش یار کبک سے بھی خوش خرام ہے
کیا کیا شگوفے پھولتے رہتے ہین رات بھر ❊ صبح بہار یار کے کوچہ کی شام ہے
دولت کے سامنے نہین کچھ قدر حسن بھی ❊ محمود کا ایاز سا خوشرو غلام ہے
اکدن حضور قلب سے ہوتی نہین ادا ❊ زاہد تری نماز کو میرا سلام ہے
مہندی ہمارے قتل کی خاطر سے لگی ہی ❊ خون حنا کا ہم سے انھین انتقام ہے
معشوق ہی نہین جو نہ وعدہ خلاف ہو ❊ جا ہے جو تجھسے پختگی عہد خام ہے
غلغال پائے یار سے آتی ہے یہ صدا ❊ مُردے سے کیجیے وہ جو زندہ کا کام ہے
بتخانہ کھود ڈالئے مسجد کو ڈھائیے :: ۴ ❊ دل کو نہ توڑئیے یہ خدا کا مقام ہے
جس مسئلہ مین شک ہو جسے آکے پوچھ لے ❊ مسجد ہے وقت صبح ہے موجود امام ہے
ہوتا ہے خوشنوائی بلبل سے آشکار ۴ ❊ یہ پشت پر بھی شاعرون کا احتلام ہے
انگشتری ہنوز نہین دست یار مین ❊ نا آشنا نگینہ کی صورت سے نام ہے
بیباکی زبان سے نہین کون خوفناک ❊ ہر عضو اٹھکے صبح کو کرتا سلام ہے

آتش برانہ مانیو حق حق جو پوچھیے
شاعر ہین ہم ورنہ ہمارا کلام ہے

باغبان انصاف پر بلبل سے آیا چاہیے
بیچنی اُسکو زر گل کی بہایا چاہیے

فرش گل بلبل کی نیت سے بچھایا چاہیے
شمع پروانون کی خاطر سے جلایا چاہیے

پان بھی کھاؤ بجا ہی ہے جو مسی کی دھڑی
شام تو دیکھی شفق کو بھی دکھایا چاہیے

آئینہ مین خط نورس کا نظارہ کیجیے
آہوان چشم کو ریحان چرایا چاہیے

بوسہ اُس لب کا ہے قوت بخش روح قلوب
ایسی یاقوتی میسر ہو تو کھایا چاہیے

عشق مین حد ادب سے آگے رکھتا ہے قدم
شاخ گلبن پر سے بلبل کو اڑایا چاہیے

دیکھیے کرتا ہے کیونکر یار سے گستاخیان
شوق کے بھی حوصلہ کو آزمایا چاہیے

ہو گیا ہے ایک مدت سے دل نالان خموش
باغ مین چل کر اسے بلبل سنایا چاہیے

فصل گل ہے چار دن ساقی تکلف ہے ضرور
پر جواہر کے بطے کو لگایا چاہیے

خم مین جوش مے سے مجکو یہ صدا ہے آ رہی
ظرف مستی ہو تو کیفیت اُٹھایا چاہیے

حال دل کچھ کہا مین نے تو بولا نکلے یار
بس عبارت ہو چکی مطلب پر آیا چاہیے

شیشہ سے خالی نہین رہتا نیستان زینہار
بوریائے فقر بچھیا چھوڑ جایا چاہیے

رنگ زرد و چشم تر سے کیجئے دعوائے عشق
دو گواہ حال اس قصہ کے لایا چاہیے

رام ہوتے ہی نہین وحشی مزاجی ہے سوا
اُن سیہ چشمون کو پہرہ جگایا چاہیے

دیکھکر خلوت سرائے یار کہتے ہین نصیر
عود کے مانند یان دھونی لگایا چاہیے

خاطر آتش سے کیسے چند جز شعر اور بھی
بے نشان کا نام باقی چھوڑ جایا چاہیے

دل بہت تنگ رہا کرتا ہے
رنگ بے رنگ رہا کرتا ہے

حُسن مین تیرے کوئی عیب نہین
قبح مین دنگ رہا کرتا ہے

صلح کی دل سے ہین یان مصلحتین
وان سر جنگ رہا کرتا ہے

محتسب کو ترے مستانون سے / خوف سر جنگ رہا کرتا ہے
دل مراہی کے محبت کی شراب / نشہ مین بھنگ رہا کرتا ہے
عار سی عار ہے مجھ مجنون کو / ننگ سے ننگ رہا کرتا ہے
جوہر تیغ دکھاتا ہے حسن / عشق چو رنگ رہا کرتا ہے
گفتنی حال نہین ہے اپنا / کچھ عجب ڈھنگ رہا کرتا ہے
حلب رخ مین ترے خالون سے / لشکر زنگ رہا کرتا ہے
منزل گور کے دیوانون کے / سینہ پہ سنگ رہا کرتا ہے
عالم وجد ترے مستون کو / بے دف و چنگ رہا کرتا ہے
فندق دست صنم سے نادم / گل اورنگ رہا کرتا ہے
تیرے گوش شنوا کا مشتاق / ہر خوش آہنگ رہا کرتا ہے

بندش چست سے تیری آتش
قافیہ تنگ رہا کرتا ہے

زخم دل مین تیری فرقت سے جگر مین داغ ہے / ایک گھر مین گل محبت ایک گھر مین داغ ہے
رخ ترا بیداغ ہے روے قمر مین داغ ہے / دیکھ لے جو چاہے آنکھون کی نظر مین داغ ہے
عشق کی دل سوزیون سے بحر و بر مین داغ ہے / یہ وہ آتش ہے کہ جس سے خشک و تر مین داغ ہے
دیدۂ احباب سے بیوجہ پوشیدہ نہین / لالہ رو شاید کوئی تیری کمر مین داغ ہے
آج گل ہوتا ہے ہم آغوش وہ رشک بہار / بوسۂ گل دیتا ہے جو جو اپنے بر مین داغ ہے
اشک کے پانی سے نہلادے مجھے اے چشم تر / گر یون ہے سوزش دل کی جگر مین داغ ہے
ناکسون سے اہل عزت کو ہے لازم احتراز / میل تانبے کا ہوا جس سیم و زر مین داغ ہے
گل ترے چھلے کا سینے پر نہین اے تیغ زن / چار پھولون کے عوض اک اس سپر مین داغ ہے
اشتیاق گور مین دیتی ہے ایذا طول عمر / منزل مقصود کی دوری سفر مین داغ ہے
کوتہی کرتے ہین راہ دشت وحشت مین قدم / آبلہ پائی کے ہاتھون مغز سر مین داغ ہے
زلف و خال یار پر جب سے پڑی ہے اپنی آنکھ / مشک چین عنبر سارا نظر مین داغ ہے

دان تلاش ایذا ہے دیتی اور ہیان شوق وصال
زخم باہر اپنی قسمت کا ہے گھر مین داغ ہے

ناگوار اپنے سوا ہے یار دل کو دخل غیر
سایہ کا بھی ساتھ تیرے رہ گذر مین داغ ہے

دیتے ہین تشبیہ روئے روشن محبوب سے
داغ ہے اُس کا ہمین وہ جو قمر مین داغ ہے

زاہد سالوس کے ماتھے کے گھٹے سے کھلا
لگ ہی رہتا ہے جو تقدیر بشر مین داغ ہے

کوئی گردن پر ترے زیبندہ ہے خال سیاہ
خوش نما خورشید سے بھی اس سحر مین داغ ہے

داغ کھانے نے مزا ایسا دیا ہے عشق مین
دوڑتی ہے روح اُس پہ جس ثمر مین داغ ہے

عیب شاعر کو لگا دیتا ہے آتش نقص شعر
داغ جب پھل مین لگا عین شجر مین داغ ہے

چمنستان کی گئی نشو و نما پھرتی ہے
رت بدلتی ہے کوئی دن مین ہوا پھرتی ہے

خال مشکین کو ترے کرتے ہین فتنے سجدے
عنبرین گیسوؤن کے گرد بلا پھرتی ہے

خاک چھنوا رہی ہے کوچۂ قاتل کی تلاش
ساتھ ساتھ اپنے خراب اپنی قضا پھرتی ہے

کج نگہ تو نے تو کی ہم سے کجے رکھتے ہین
آنکھ اپنی بھی صنم سوئے خدا پھرتی ہے

ملتجی جو تری درگاہ کے ہین اے محبوب
پہنے تشریف قبول اُنکی دعا پھرتی ہے

[illegible] ہے نقاب رُخ زیبا اُلٹا
ٹھوکرین کھاتی اُن آنکھونکی حیا پھرتی ہے

[illegible] سکس کو کرے دیکھیے ہنگام خرام
یہ قدم سے جو لگی اُنکے حنا پھرتی ہے

[illegible]ن تک یار کے پہونچیگی ٹلک سر سے
پھیرنے سے کوئی وہ زلف رسا پھرتی ہے

وہ جنون خیز ہے وہ مایۂ سودا ہے وہ زلف
دیکھتی ہے جو پری برہنہ پا پھرتی ہے

اپنے جامہ سے ہوئین میکش مفلس باہر
رہن ہوتی ہوئی دستار و قبا پھرتی ہے

صبح محشر کے سوا صبح شب ہجر نہین
یہ بلا وہ نہین آتش جو بلا پھرتی ہے

آتی ہے عید قربان خنجر کو لال کرتے
دنبہ کے بدلے فربہ عاشق حلال کرتے

نالہ کا بت کدہ مین ہم کیا خیال کرتے
سنتا تھا کون کس سے اظہار حال کرتے

ہنس کر کلام ہم سے یوسف جمال کرتے
کانون کو آشنائے فرخندہ فال کرتے

حسن شباب اُن کا موسم بہار کا ہے
پتلا سا قد دکھاتے جس کو نہال کرتے

حیران کار ہوتے معنی تلاش شاعر
صورت جو تم دکھا کر محو جمال کرتے

باہر بساط سے تھے ہم عشق کے جو یین
دل ہارتے تو جان سے گوہر کو مال کرتے

ماہ چہاردہ ہے رخسارۂ منور
ایک دم نقاب لٹتے تو تم کمال کرتے

آزردہ دل سے جان ہے دل جانسے کا ملا
تم درمیان پڑکر رفع ملال کرتے

منظور ہوتی ہمکو حجت جو اُس دہن مین
اندیشہ کو نہ سوجھین وہ احتمال کرتے

لٹکاتے دوش سے بھی تھوڑا سا انکو صاحب
بازو کی مچھلیون کا زلفون کو جال کرتے

ہمچشمی آہوون سے زیبا نہ تھی وہ کیونکر
چشم سیہ کو کیف مے سے زلال کرتے

سودازدہ جو تیرے خالونکا جا نکلتا
قربان مشک نافے اُسیر غزال کرتے

رخ یار کا نہ ہوتا تو چاند چودھوین کا
اندھیر ابروؤن کے دونون ہلال کرتے

سودازدہ سے اپنے پھر جاتی ہین وہ آنکھین
مجنونسے بھی ہین وحشت شہری غزال کرتے

ہوتا ہے یہ نقاب یوسف سے ہمکو روشن
ناقص ہین آشکارا اپنے کمال کرتے

ہمسایہ ہے دونالی بندوق سے وہ بینی
چھرون کا کام روئے قاتل کے خال کرتے

لاشہ پڑا ہے میرا صحرا مین زخم کھا کر
چیتے پلنگ و شیر و گرگ و شغال کرتے

بوسے کے مانگنے پر مُنھ کو نہ پھیرنا تھا
حاتم تھے تم نہ رد جو میرا سوال کرتے

فصل بہار آتی سرسبز باغ ہوتا
ظاہر شگوفے اپنے اپنے نہال کرتے

ہٹتا نہین ہے اک دم آئینہ سامنے سے
اپنی طرف ہو تم بھی اب تو خیال کرتے

کافی تھی بہر مستی ساقی کی مہربانی
دیتا جو دُرد بھی تو شکر زلال کرتے

فرقت کی شب مین سنتا باتین جو دل ہلی
یادش بخیر ذکر روز وصال کرتے

تربت پر اپنی مشق رفتار چاہیے تھی
ہم پائمال ہوتے تم پائمال کرتے

خم سے زیادہ پیدا کرتا وہ ظرف آتش
مٹی جو میری صرف ساغر کلال کرتے

تماشائے چمن سے سیر کوئے یار بہتر ہے
گل و سنبل سے یان خار و خس دیوار بہتر ہے

جبین سائی کو سنگ آستان یار بہتر ہے
قمر تکیہ کو قصر دوست کی دیوار بہتر ہے

یہی آواز آتی ہے در مہر محبت سے
علاقہ اُس سے ممکن ہو تو یہ سرکار بہتر ہے

طبیبا دیکھکر بیمار کو تیرے یہ کہتے ہین
بہم پہونچے تو انکو شربت دیدار بہتر ہے

کہا کرتے ہین عاشق لوگ اکثر پیار سے یوسف
تمھارے حسن کو بھی گرمی بازار بہتر ہے

صباحت سے ہے رشک صبح نوروزی وہ پیشانی
ہلال عید سے وہ ابروے خمدار بہتر ہے

سُنا ہے شاعرون سے بیشتر قند مکرر بھی
لب شیرین کے بوسہ لینے مین تکرار بہتر ہے

نگاہین مردم دیدہ کو ہر دم یہ سجھاتی ہین
ملے لوٹنے سے جتنی دولت دیدار بہتر ہے

بہار بے خزان ایسی نہین کوئی چمن رکھتا
خدا جو فکر رنگین دے تو یہ گلزار بہتر ہے

اسیر عشق کو ہے فوق آزادان عالم پر
جہان کے تندرستون سے ترا بیمار بہتر ہے

رہے جاتے ہین عاشق نیمجان کیا قہر کرتے ہو
قبائے تنگ پر تھوڑی سی کج دستار بہتر ہے

چلیگا کبک کیا طوطی کریگا کیا سخن سازی
تری گفتار بہتر ہے تری رفتار بہتر ہے

بہار باغ ہے نظارۂ محبوب دکھلاتا
وہ قامت سرو سے تو گل سے وہ رخسار بہتر ہے

کہان نظارۂ روزن رہا پردہ عجب باقی
تمھارے اور میرے درمیان دیوار بہتر ہے

سوال بوسہ پر ہنسکر وہ بت کہتا ہے اے آتش
خیال بد اگر گذرے تو استغفار بہتر ہے

عتاب لب کا اپنے مزا کچھ نہ پوچھیے
کس درد کے ہین آپ دوا کچھ نہ پوچھیے

ناز و نیاز عاشق و معشوق کیا کہون
عجز و غرور شاہ و گدا کچھ نہ پوچھیے

خوشبو سے ہو رہا ہے معطر دماغ جان
چلتی ہے کسطرف کی ہوا کچھ نہ پوچھیے

کیا کیا نگہ پھسلتی ہے رخسار یار پر
کیسا یہ آئینہ ہے صفا کچھ نہ پوچھیے

جامہ سے باہر اپنے جو ہو مین عجب نہین
کھولے ہین کسکے بند قبا کچھ نہ پوچھیے

آئینہ لیکے کیجیے اپنا مشاہدہ
ہم سے سلوک شرم و حیا کچھ نہ پوچھیے

اللہ نے کیا ہے تمھین بادشاہ حسن
سر پر ہے کس کے ظل ہما کچھ نہ پوچھیے

رنگین کیے ہین یار نے جلسے کہ دست و پا
کیا رنگ لا رہی ہے حنا کچھ نہ پوچھیے

ناگفتنی ہے عشق بتان کا معاملہ
ہر حال مین ہے شکر خدا کچھ نہ پوچھیے

کیا شے ہے وہ کمر جو گذرتا ہے یہ خیال
آتی ہے غیب سے یہ صدا کچھ نہ پوچھیے

کوتاہ خال روئے منور سے کس قدر
کتنی ہے زلف یار رسا کچھ نہ پوچھیے

آتش گناہ عشق کی تعزیر کیا کہون
مشفق جو کچھ ہے اُس کی سزا کچھ نہ پوچھیے

باز آئینگے نہ بازی عیش و نشاط سے
باہر ہین اس جوے مین ہم اپنی بساط سے

حیران اُن ابرؤون کو ہین معمار دیکھکر
دو طاق ہین بلند فلک کے رباط سے

حلقہ مین آہوؤن کے ہین دیوانے جسطرح
خال حصار مین نہ ہون اس احتیاط سے

جور و جفا ہزار کرے ہم خفا نہ ہون
خوش روے خوش جمال سے خوش اختلاط سے

کھا کھا کے زخم کرتے ہین مستونکی طرح رقص
بسمل تمھاری تیغ کے کسکس نشاط سے

خواہان مرگ دل ہے جدائی مین یار کی
بیزار روح جسم کے ہے ارتباط سے

انجام ہو بخیر قیامت کا آتشا
داخل بہشت مین ہو گذر کر صراط سے

زندے وہی ہین جو کہ ہین تم پر مرے ہوے
باقی جو ہین سو قبر مین مردے بھرے ہوئے

مست الست قلزم ہستی مین آئے ہین
مثل حباب اپنا پیالہ بھرے ہوئے

اللہ رے صفائے تن نازنین یار
موتی ہین کوٹ کوٹ کے گویا بھرے ہوئے

دو دن سے پاؤن جو نہین دبوائے یار نے
بیٹھے ہین ہاتھ ہاتھ کے اوپر دھرے ہوئے

اُن ابروؤنکے حلقہ مین وہ انکھڑیان نہین
دو طاق پر ہین دو گل نرگس دھرے ہوے

بعد فنا بھی آئے گی مجھ مست کو نہ نیند
بے خشت خم لحد مین سرھانے دھرے ہوے

پلکین جو اشک بے اثر آنکھو نے کیا عجب
پیدا ہوئے ہین طفل ہزار دن مرے ہوے

لکھے گئے بیاضون مین اشعار انتخاب
رائج رہے وہی کہ جو سکے کھرے ہوے

اُلٹا صفون کو تیغ نے ابروئے یار کی
تیر مژہ سے درہم و برہم پڑے ہوے

آتش خدا نے چاہا تو دریائے عشق مین
کودے جو ابکی ہم تو ورے سے پرے ہوے

دو دن کی زندگی مین رہے ہم مرے ہوے
جوشِ جنون نے زرد کیا جب ہرے ہوے

ناقوس مین سے آئی صدائے ہو الغفور
ہم بتکدے گئے جو خدا سے ڈرے ہوے

خط پر جو آئینہ مین پڑی ہے نگاہ یار
آہوے چشم مست ہین سبزے چرے ہوے

شوق شکار مجکو جو اے ترک ہے سُنا
چرچے کے سبزۂ آہو ہین کیا کیا ہرے ہوے

مہندی لگانے کا جو خیال آیا آپ کو
سوکھے ہوئے درخت حنا کے ہرے ہوے

آرایش اُنکے حسن کی موقوف کب ہوئی
نوچے گئے درخت حنا جب ہرے ہوے

کیا ہونگے لیکے خط کو مرے راہ مین تباہ
کوچے مین یار کے ہین کبوتر چرے ہوے

وہ صید سخت جان ہون مین جسپر ہزار بار
خالی ہوئے ہین تیر دسے ترکش بھرے ہوے

دینے مین جام کے ہے تامل کا کیا سبب
ساقی شراب سے ہین قرابے بھرے ہوے

بعد فنا بھی عشق کا آتش اثر رہا
تربت سے اپنی بید مولہ ہرے ہوے

کہتے ہین ذکر لیلی و مجنون جو چھیڑیے
چپ رہیے بس نہ گور کے مردے اکھیڑیے

خوشحال ہین سُنا کے مجھے ہفت آسمان
یوسف کو کھائے ہوگئے ہین شیر بھیڑیے

ساقی ہے مے ہے یار ہے بزم نشاط ہے
چھیڑے جواب نہ ساز تو مطرب کو چھیڑیے

تدبیر ہے تو کام نہ تقدیر کا ہوا
تکیہ خدا پہ کیجئے دروازہ بھیڑیے

آئی بہارِ گل نے قبا اپنی چاک کی
بخیہ جو پیرہن مین ہے اُسکو ادھیڑیے

آتش قمارِ عشق مین تیرے حضور یار
چالون کو اپنی بھول گئے ہین بکھیڑیے

بہار آئی مراد چمن خدا نے دی
شگفتہ غنچہ ہوے بوئے گل صبا نے دی

دکھائے روئے مخطط نے یار کے اعجاز
گلیم پوش کو منہ پھیری خدا نے دی

گئی ہے دیر سے ابتک نہین پھری شاید
در قبول کے اوپر ڈھئی دعا نے دی

کفن کی فکر ہمارے لئے بھی واجب ہے
نقاب کی جو تمھین مشورت حیا نے دی

دم اخیر تصور بندھا ترے رُخ کا
طواف کو کعبہ کی گردش مجھے قضا نے دی

لڑانے آئے تھے آنکھیں غزالِ چین و ختن
شکست اُنکو تری چشمِ سرمہ سانے دی

جہان سے حسرتِ منزل کا داغ لیکے گیا
تمھاری راہ مین جان ایک شکستہ پانے دی

مجال کیا کوئی سودازدہ جو دم مارے
گلو مین پھانسی ہے اُس کاکلِ رسانے دی

یہ جاما دیکھیے دونون مین چھپا ہے کون
ہمارے خون کی رغبت اُنھین حنانے دی

فقیر ہوکے جو پھیر ہوا اے شہِ حُسن
جگہ ہے سایہ مین اپنے اُسے ہمانے دی

کیا ہے عشق نے بالائے یار کے بے خود
پری کے سایہ کی ایذا ہے اُس بلانے دی

رہِ عدم مین سب آواز اپنی بھول گئے
صدا نہ قافلۂ اشک مین درانے دی

وہ بحرِ حُسن ہے کس لہر مین رہا کرتا
خبر کچھ اُسکی نہ لاکر اک آشنانے دی

مریضِ عشق کو ہے مرگ زیست سے اولیٰ
گلے کو کاٹے صحت اگر دوانے دی

ہوا نہ کوئی توجہ کا یار کی شاکر
دعا یہ اُس شہِ خوبان کو کس گدانے دی

عزیز داغِ محبت کو رکھتے ہو آتش
نشانی اپنی ہے کس لالہ گون قبانے دی

یا علی کہکر بتِ پندار توڑا چاہیے
نفسِ امارہ کی گردن کو مروڑا چاہیے

تنگ آکر جسم کو اے روح چھوڑا چاہیے
طفلِ جسم و جان کے لئے مٹی کا گھوڑا چاہیے

زلف کے سودے مین اپنے سر کو پھوڑا چاہیے
جب بلا کا سامنا ہو مُنھ نہ موڑا چاہیے

گھورتی ہے تم کو نرگس آنکھ پھوڑا چاہیے
گُل بہت ہنستے ہین کان اُنکے مروڑا چاہیے

آج کل ہوتا ہے اپنا عشق پنہان آشکار
ایک چکا ہے خوب اب چھوٹے یہ پھوڑا چاہیے

مانگتا ہون مین خدا سے اپنے دل سے داغِ عشق
بادشاہِ حسن کے سکے کا توڑا چاہیے

اُن لبون کے عشق نے ہے جب سے دیوانہ کیا
پڑھی اپنی ہے ایک لالون کا جوڑا چاہیے

دے رہا ہے گیسوئے مشکین سودے کو جگہ
کسکے آگے جاکے اپنے سر کو پھوڑا چاہیے

بادۂ گلگون کے شیشہ کا ہون سائل ساقیا
ساتھ کیفیت کے اُڑتا مجکو گھوڑا چاہیے

یہ صدا آتی ہے رفتارِ سمندِ عمر سے
وہ بھی گھوڑا ہے کوئی جسکو کوڑا چاہیے

قطعِ مقراضِ خموشی سے زبان کو کیجیے
قفل دیکھ گنج پر مفتاح توڑا چاہیے

اپنے دیوانہ کا دل لیکر یہ کہتا ہے وہ طفل / یہ کھلونا ہے اسی قابل کہ توڑا چاہیے
زلفین روے یار پر بیوجہ لہراتی نہین / کچھ نہ کچھ منھ کو لگے یہ کالے کا جوڑا چاہیے
باغبان سے چھپ کے گل چینی جو کی ٹوک کیا / آنکھ بلبل کی بچا کر پھول توڑا چاہیے
فصل گل مین بیڑیان کاٹی ہین میرے پانو کی / ہاتھ مین حداد کے سونیکا توڑا چاہیے
باغ عالم مین یہی میری دعا ہے روز و شب / خار خار عشق گل گر خار توڑا چاہیے
عشق کی مشکل پسندی سے ہوا یہ آشکار / خوبصورت کو غرور حسن تھوڑا چاہیے
زمزمے سنکر مرے صیاد گلرو نے کہا / ذبح کیجے ایسے بلبل کو نہ چھوڑا چاہیے
پیر ہو آتش کفن کا سامنا ہے عنقریب / توبہ کیجے دامن تر کو نچوڑا چاہیے

گر اس کو فریب نرگس مستانہ آتا ہے / الٹتی ہین صفین گردش مین جب پیمانہ آتا ہے
نہایت دل کو ہے مرغوب بوسہ خال مشکین کا / دہن تک اپنے کبتک دیکھیے یہ دانہ آتا ہے
خوشی سے اپنی رسوائی گوارا ہو نہین سکتی / گریبان پھاڑتا ہے تنگ جب دیوانہ آتا ہے
فراق یار مین دل پر نہین معلوم کیا گزری / جو اشک آنکھ مین آتا ہے سو بیتابانہ آتا ہے
بگولے کیطرح کسکس خوشی سے خاک اڑاتا ہون / تلاش گنج مین جو سامنے ویرانہ آتا ہے
سمجھتے ہین مرے دل کی وہ کیا نافہم نادان ہین / حضور شمع بے مطلب نہین پروانہ آتا ہے
طلب دنیا کو کرکے زن مریدی ہو نہین سکتی / خیال آبروے ہمت مردانہ آتا ہے
ہمیشہ فکر سے یان عاشقانہ شعر ڈھلتے ہین / زبان کو اپنی بس اک حسن کا افسانہ آتا ہے
تماشا گاہ ہستی مین عدم کا دھیان ہے کسکو / کسے اس انجمن مین یاد خلوت خانہ آتا ہے
صبا کیطرح ہر اک غیرت گل سے ہین لگ چلتے / محبت ہے سرشت اپنی ہمین یارانہ آتا ہے
زیارت ہوگی کعبہ کی یہی تعبیر ہے اسکی / کئی شب سے ہمارے خواب مین بتخانہ آتا ہے
خیال آیا ہے آئینہ کا منہ اُنھین وہ دیکھینگے / اب الجھے بال سلجھانے کی خاطر شانہ آتا ہے
پھنسا دیتا ہے مرغ دل کو دام زلف پیچان مین / تمھارے خال رخ کو بھی فریب دانہ آتا ہے
عتاب و لطف جو فرماؤ ہر صورت سے راضی ہین / شکایت سے نہین واقف ہمین شکرانہ آتا ہے

خدا کا گھر ہے بتخانہ ہمارا دل نہین آتش
مقام آشنا ہے یان نہین بیگانہ آتا ہے

جان بخش لب کے عشق مین ایذا اُٹھایئے
بیمار ہو کے ناز مسیحا اُٹھایئے

قدسی نگاہ لطف کے امیدوار ہین
آنکھین تو سوئے عالم بالا اُٹھایئے

اب کی بہار مین جو ہین پہلے جنون
چُن چُن کے داغ لالۂ صحرا اُٹھایئے

خامہ سے کام لیجئے ہنگام فکر شعر
میدان کارزار مین گھوڑا اُٹھایئے

دکھلائے حسن یار کا جلوہ ہمین جو عشق
کس طرح سے لطف تماشا اُٹھایئے

تجھ سا حسین ہو یار تو کیونکر نہ اُسکے پھر
ناز بجا و غمزۂ بیجا اُٹھایئے

مفلس ہون لاکھ پر یہی دلکو بندھی ہے دھن
یوسف کو قرض لیکے تقاضا اُٹھایئے

سختی راہ کھینچئے منزل کے شوق مین
آرام کی تلاش مین ایذا اُٹھایئے

فصل بہار آئی پیو صوفیو شراب
بس ہو چکی نماز مصلا اُٹھایئے

جام شراب ناب ہے ساقی لئے کھڑا
گردن تو مثل گردن مینا اُٹھایئے

آواز کو سنا کے کرے کان مستفیض
رحم آنکھون پر بھی کیجئے پردہ اُٹھایئے

جوش جنون مین دیکھیے پیچھے نہ مڑ کے پھر
منہ جسطرف کو صورت دریا اُٹھایئے

شمشیر زن ہو یار بہادر جوان ہو
آتش جہاد عشق پر بیڑا اُٹھایئے

دہن پر ہین اُن کے گمان کیسے کیسے
کلام آتے ہین درمیان کیسے کیسے

زمین چمن گل کھلاتی ہے کیا کیا
بدلتا ہے رنگ آسمان کیسے کیسے

تمھارے شہیدون مین داخل ہوئے ہین
گل و لالہ و ارغوان کیسے کیسے

بہار آئی ہے نشہ مین جھومتے ہین
مُریدان پیر مغان کیسے کیسے

عجب کیا چھٹا روح سے جامۂ تن
لٹے راہ مین کاروان کیسے کیسے

تپ ہجر کی کاہشون نے کیے ہین
جدا پوست سے استخوان کیسے کیسے

نہ مڑ کر بھی بیدرد قاتل نے دیکھا
تڑپتے رہے نیمجان کیسے کیسے

نہ گور سکندر نہ ہے قبر دارا
مٹے نامیوں کے نشان کیسے کیسے

بہار گلستان کی ہے آمد آمد
خوشی پھرتے ہین باغبان کیسے کیسے

توجہ نے تیری ہمارے مسیحا
توانا کئے ناتوان کیسے کیسے

دل و دیدۂ اہل عالم مین گھر ہے
تمھارے لئے ہین مکان کیسے کیسے

غم و غصہ و رنج و اندوہ و حرمان
ہمارے بھی ہین مہربان کیسے کیسے

تری کلک قدرت کے قربان آنکھین
دکھائے ہین خوش رو جوان کیسے کیسے

کرے جس قدر شکر نعمت وہ کم ہے
مزے لوٹتی ہے زبان کیسے کیسے

چپ ہو کیون کچھ منھ سے فرماؤ خدا کیواسطے
آدمی سے بت نہ بنجاؤ خدا کے واسطے

فلک کی آنکھون سے نظارہ کو عاشق آئے ہین
چاند سی صورت کو دکھلاؤ خدا کیواسطے

درد دل سے دم فنا ہوتا ہے جائے رحم ہے
جان جاتی ہے مری آؤ خدا کیواسطے

جھومتی زلفین تو ہین کالی گھٹا کیطرح سے
ہنس پڑو بجلی بھی چمکاؤ خدا کیواسطے

پاس رسوائی کا دونون جانبون سے شرط ہے
مین بہکین تم مجکو سمجھاؤ خدا کیواسطے

چلا وہ راہ جو سالک سے بیش پا آئی
ٹھہر گیا جو کہین بوئے آشنا آئی

بہار گل مین ہین دیوانے جامہ سے باہر
پری کا بھیس ہے بدلے ہوئے بلا آئی

لیا جو بوسہ تو ہنسکر یہ اُس صنم نے کہا
خدا سے شرم نہ اے بندۂ خدا آئی

شراب اُن کو پلا کر ہوئی پشیمانی
وہ بے حجاب ہوئے تو مجھے حیا آئی

لباس کعبہ کا حاصل کیا شرف اُس نے
جو کوئے یار مین کالی کوئی گھٹا آئی

سر وہاں ہین نہین دونون ابروئے خمدار
وہ منھ چڑھے ترے جسکی کہ ہو قضا آئی

ہماری خاک رہی کوئے یار کی مشتاق
پہونچتی اڑکے نہ ایسی کوئی ہوا آئی

نہ روز حشر بھی فریاد ہو سکی مجھ سے
جفائے یار کے آڑے مری وفا آئی

مریض عشق کیا حسن یار نے جب سے
مزاج سے نہ موافق کوئی دوا آئی

سانپ کا زہرہ وہ گیسو ہین اُگلنے والے
آہوئے چشم چھلاوے کو ہین چھلنے والے

کشتہ ہم بھی تری نیرنگی کے ہین یاد رہے
ہو زمانے کیطرح رنگ بدلنے والے

کشمکش عشق مین بارے اثر اتنا تو ہوا
پھر کھڑے ہوتے ہین منھ پھیر کے چلنے والے

حُسن نے روشنی خورشید کی پیدا کی ہے
شب کو باہر نہین وہ گھر سے نکلنے والے

آئینہ رکھ کے کیا ہے جو کبھی تم نے بناؤ
خاک مین ملگئے ہین دیکھ کے جلنے والے

پانون تک تیرے جو پہونچے نہین اے مایۂ ناز
کف افسوس وہی ہاتھ ہین ملنے والے

گوش زد ہو تو کہین کوس سفر کی آواز
چل کھڑے ہونگے کمر باندھ کے چلنے والے

یہی سوزش یہی گرمی ہے اگر نالون کی
صورت موم ہین فولاد پگھلنے والے

باغ عالم مین یہی اپنی دعا ہے ہر صبح
رہین سرسبز شجر پھولنے پھلنے والے

اُن سے کہدو نہین آہستہ جو رکھتے دوگام
گر بھی پڑتے ہین بہت دوڑ کے چلنے والے

نعمت عشق کا راغب نہین کوئی پاتا
مر گئے کیا غم و غصہ کے نگلنے والے

اشک باقی جو آنکھون مین رہے تو نہ رہے
جگر و دل ہین لہو ہو کے نکلنے والے

بس قلم صفحۂ ہستی سے اُٹھا اے آتش
ڈھل چکے شعر جو تھے فکر سے ڈھلنے والے

اُٹھتے ہی تیرے بزم سے سب اُٹھ کھڑے ہوئے
وہ یار رہ گئے کہ جو تھے غش پڑے ہوئے

نالون سے میرے ہلگئے رنگین ادائے دہر
بلبل کو سنکے کان گلون کے کھڑے ہوئے

بے نشۂ شراب محبت نہ جائینگے
ساقی کے در پہ اب تو ہین ہم بھی اڑے ہوئے

ٹھیک آئی تن پہ اپنے قبائے برہنگی
باقی لباس چھوٹے ہوئے یا بڑے ہوئے

جو بچگئے ہین جنبش مژگان یار سے
آرہ کے بیچے حشر مین ہونگے کھڑے ہوئے

دیوانگان عشق جو زینت پسند ہون
سونے کی بیڑیون مین ہون ہیرے جڑے ہوئے

بے مہر یار کا نہ گلہ ہم سے ہو سکا
پھوٹے نہ تھے جو دل مین پھپھولے پڑے ہوئے

کشتون کی طرح زیست مین تیرے نیازمند
شمشیر ناز سے رہے بے دم پڑے ہوئے

آئینہ نے کیا ہے جو صورت سے آشنا
گردن مین اُن کی ہاتھ ہین اپنے پڑے ہوئے

باتون مین اُن کی ہوگئے عاشق غریب قتل
تلوار کی طرح جو وہ مُنھ سے کڑے ہوے

روز وصال آنکھونکو اپنی دکھائے گا
روز شب فراق کے پچھن چھڑے ہوے

ساقی کی بندگی سے کیا خاتمہ بخیر
خم کے تلے ہین میکدے مین ہم گڑے ہوے

اب پانون رکھتے وہ نہین چلتے زمین پر
اِک اِک کڑے کے ساتھ ہین دو دو چھلے ہوے

بوسہ جو خال لب کا لیا یار نے کہا
اِس تل کا تیل پیجئے ہو چکنے گھڑے ہوے

نہ فکر شعر ہے نہ وہ مضمون تلاشیان
آتش سے تو نہین کہین خواجہ لڑے ہوے

طاق ابرو ہین پسند طبع اِک دلخواہ کے
ختم ہوتی ہے بسر گنبد مین بسم اللہ کے

جاؤن کیونکر بن بلائے اُس بت دلخواہ کے
بے طلب کوئی نہین پہونچا حضور اللہ کے

روئے نورانی کا تیرے ہوگیا ہے شک جو یار
رات بھر دوڑا ہون کیا کیا پیچھے پیچھے ماہ کے

شام وصل آئی اِدھر موجود تھی صبح فراق
کم گھڑی سے بھی پہر ہین اِس شب کوتاہ کے

داغ عشق حسن کا لقمہ نوالہ ہے کڑا
سیر دل ہین کھانے والے اِس غم جانکاہ کے

کہتے ہین شاعر قیامت ہوگی قد یار سے
مرد عاشق ہین مُقر ہین ہم تو اِس افواہ کے

ناتوانی سے ہے حالت غیر ہجر یار مین
دم نکلجاتا ہے اپنا ساتھ ہر اک آہ کے

عشق بت مین کوہ پر جا جا کے سر ٹکرا گئے
پانون کو صدمے رہے پست و بلند راہ کے

سالہا عشق زنخدان نے لہو پانی کیا
مدتون روئے ہین جا جا کر کنارے چاہ کے

حشر تک یون ہی رہینگے غمزہ و انداز و ناز
عشق عالی منزلت سے حسن والا جاہ کے

جا نکلتا ہے جو مجھ سا تشنۂ دیدار حسن
ذکر یوسف کرنے لگتے ہین کبوتر چاہ کے

منزل مقصود مین چلکر نکالونگا انھین
آبلون مین یہ جو ہین پیوست کانٹے راہ کے

اُس بت بے دین کی زلفونکا اشارہ ہے یہی
اِس بلا مین وہ پھنسین عاشق ہلے جو اللہ کے

کب سمائی ہے نظر مین روشنی آفتاب
چشم بینا رکھتے ہین ذرے تری درگاہ کے

ہوائے دور مے خوشگوار راہ مین ہے
خزان چمن سے ہے جاتی بہار راہ مین ہے

گدا نواز کوئی شہسوار راہ مین ہے
بلند آج نہایت غبار راہ مین ہے

شباب تک نہین پہونچا ہے عالم طفلی
ہنوز حسن جوانی یار راہ مین ہے

عدم کے کوچ کی لازم ہے فکر ہستی مین
نہ کوئی شہر نہ کوئی دیار راہ مین ہے

طریق عشق مین اے دل عصائے آہ ہے شرط
کہین چڑھاؤ کسی جا اُتار راہ مین ہے

طریق عشق کا سالک ہے واعظوں کی نہ سن
ٹھگون کے کہنے کا کیا اعتبار راہ مین ہے

جگہ ہے رحم کی یار ایک ٹھوکر اُس کو بھی
شہید ناز کا تیرے مزار راہ مین ہے

سمند عمر کو اللہ رے شوق آسایش
عنان گسستہ و بے اختیار راہ مین ہے

نہ بدرقہ ہے نہ کوئی رفیق ساتھ اپنے
فقط عنایت پروردگار راہ مین ہے

نجائین آپ ابھی دوپہر ہے گرمی کی
بہت سی گرد بہت سا غبار راہ مین ہے

تلاش یار مین کیا ڈھونڈھیے کسی کا ساتھ
ہمارا سایہ ہمین ناگوار راہ مین ہے

جنون مین خاک اُڑاتا ہے ساتھ ساتھ اپنے
شریک حال ہمارا غبار راہ مین ہے

سفر ہے شرط مسافر نواز بہتیرے
ہزارہا شجر سایہ دار راہ مین ہے

کوئی تو دوش سے بار سفر اُتارے گا
ہزار راہزن امیدوار راہ مین ہے

مقام تک بھی ہم اپنے پہونچ ہی جائینگے
خدا تو دوست ہے دشمن ہزار راہ مین ہے

بہت سی ٹھوکرین کھلوائے گا یہ حسن اُنکا
بتون کا عشق نہین کوہسار راہ مین ہے

بلائے جان مسافر ہے خواب شیرین بھی
یہی وہ شہد ہے جو زہر مار راہ مین ہے

بتا یہ کوچہ قاتل کا سُن رکھ اے قاصد
بجائے سنگ نشان اک مزار راہ مین ہے

پیادہ پا ہون روان سوئے کوچہ قاتل
اجل مری مرے سر پر سوار راہ مین ہے

چلا ہے تیر و کمان لیکے صید گاہ وہ ترک
خوشا نصیب وہ جو جو شکار راہ مین ہے

تھکین جو پانون تو چل سر کے بل نہ ٹھہر آتش
گل مراد ہے منزل مین خار راہ مین ہے

عدم سے جانب ہستی تلاش یار مین آئے
ہوائے گل مین ہم کس وادی پُرخار مین آئے

نہ چین اے ترک بیرحم ابرو خمدار مین آئے
لگا خامی کا دھبا بل جہان تلوار مین آئے

اُٹھائے بار عشق اس عالم غدار مین آ کے
کہان سے ہم کہان بچھڑے ہوئے بیگار مین آئے

اشارہ ہے یہی اُنکے لب شیرین کے خالونکا
ملانیکو نمک ہم شربت دیدار مین آئے

ندی ہو ایک نے اے گلبدن تیرے پسینے کی
ہزارون عطر کھینچکر طبلۂ عطار مین آئے

کمندون سے نہین کم سبحہ و زنار کے حلقے
پھنسے وہ جو فریب کافر و دیندار مین آئے

خریدارون مین عاشق اپنے نامونکو ہین لکھواتے
تماشا ہے وہ یوسف بنکے ہین بازار مین آئے

نموئے سبزہ نورس نہین اُس روئے رنگین پر
جناب خضر بہر سیر ہین گلزار مین آئے

ہر اک حلقہ مین اُن زلفونکے ہین سو سو دل عاشق
بہت سے مشتری مشک ہین تاتار مین آئے

بہار حسن دکھلائی نہ مشتاقون کی آنکھون کو
نہ نکلے گھر سے تم گل باغ سے بازار مین آئے

رہا اے بادشاہ حسن تو جس قصر عالی مین
ہما بہر سعادت سایۂ دیوار مین آئے

لگے جس بزم مین روشن چراغ حسن سے کرنے
بہار تازہ آئی تم اگر گلزار مین آئے

وضو ہوتے ہین مے سے خشت خم پر شکر کے سجدے
نمازی لوگ بھی ہین خانۂ خمار مین آئے

کیا ہے حسن نے سلطان خوبان چاہئے تمکو
ملے داد الٰہی فریادی جو ہین سرکار مین آئے

اُڑے ہوش اپنے نظارہ مین اے گل تیری صورت کے
غش آیا جب مقام نرگس بیمار مین آئے

جوانی ہے کہان اب یار کی وہ صورت طفلی
ہوئے ڈھنگ اور ہی رنگ اور ہی رخسار مین آئے

مشقت کرکے دیوانے نہ تھے جو بے سبب آئے
پری کو ڈھونڈھنے اس قصر مینا کار مین آئے

بجا کرتے ہین نحوی احتمال صدق و کذب آتش
بہت سے مختلف احوال بھی اخبار مین آئے

معرفت مین تیری ذات پاک کے
اُڑتے ہین ہوش و حواس ادراک کے

گل کھلے پرزے اُڑا پوشاک کے
پاؤن پھیلاتا بدامن چاک کے

نام لے سکتے نہین محبوب سے
کیا کہین کشتے ہین کس سفاک کے

وہ گریبان آگ مین رکھ دیجیے
موسم گل مین جو ہون بے چاک کے

خوشنویسونسے مین لکھواتا ہون وصف
لام سے کاکل الف سے ناک کے

قید رکھتے موسم گل کی نہین
دو لڑے تیرے گریبان چاک کے

صید گاہ عشق مین مردار ہے
صید جو قابل نہین فتراک کے

مست ہو کر جا نکلے اے مغبچو
آئے ہین بنت العنب کو تاک کے

تیرے دیوانو نے بننے کی نہین
آگ کی پریان ہین انسان خاک کے

توڑنے والے گل زنبق کے ہین
کاٹنے والے چمن کی ناک کے

بحر الفت مین بہار باغ ہے
پھولتے ہین دست و پا تیراک کے

نیشکر کی پوراے شیرین دہن
پھیکی ہے آگے تری مسواک کے

آفرین صد آفرین دستِ جنون
خوب ہی لتے لئے پوشاک کے

عشق مین رہتے ہین آتش سامنے
بے مروت بے وفا بے باک کے



الحمد للہ والمنۃ کہ اس زمان میمنت اقتران مین کلام افصح الفصحا خواجہ حیدر علی متخلص آتش مرحوم لکھنوی نہایت سعی اور اہتمام سے شایع ہوا اور اُس پر نظر ثانی کرکے ایک بہت قدیم نسخہ سے اس کا مقابلہ کرکے بہت سی غلطیون کو درست کیا اور بعض اون شعرون کا جو اس نسخہ مین نہ تھے اور اُس مین موجود تھے اضافہ کیا اب یہ **کلیات آتش** مطبع منشی نولکشور لکھنؤ مین حسب ایماے جناب منشی بشن نرائن صاحب مالک مطبع و باہتمام کیسری داس سیٹھ سپرنٹنڈنٹ بماہ ستمبر ۱۹۲۹ء بحسن و خوبی طبع ہو کر شائع ہوا۔

ہو الحسن الرحیم

قطعہ تاریخ طبع سابق

قطعہ تاریخ از نتیجہ فکر مورخ کامل منشی جگل لال صاحب قلق

چھپا کیا کلیات شاعر معجز بیان اچھا

طلب میں طالبوں کی آگئیں درخواستیں صدہا

اگر عاقل کوئی پرساں ہو تاریخ اشاعت کا

تو یوں بیساختہ کہنا کہ ہے نظم طرب افزا

۱۳۰۵

مرحوم ایجنٹ مطبع ہذا

۱۵ اپریل ۱۸۸۸ء

تاریخ ادب اُردو

اگر آپ چاہتے ہین کہ اُردو زبان کی درجہ بدرجہ ترقی اُردو کی نشو و نما کے ابتدائی مناظر ملاحظہ فرمائین - اگر آپ کو شوق ہے کہ اُردو کے قدیم سخن گو اور سخن سنج حضرات کے حال اور ہر طبقۂ شعرا کے مفصّل سوانح دیکھین اگر آپ کو تمنّا ہے کہ تمام نثاران جدید و قدیم کے واقعات و تصنیفات کا حال ملاحظہ فرمائین تو مندرجہ بالا کتاب ملاحظہ ہو جسے انگریزی سے مرزا محمد عسکری صاحب بی-اے نے مطبع کی جانب سے ترجمہ کر کے مقبول عام بنایا اور بہت سی ضروری باتون کا اس مین اضافہ فرمایا - یہ کتاب اس قدر دلچسپ ہے کہ ایک دو صفحہ پڑھنے کے بعد ہرگز آپ چھوڑ نہین سکتے یہ مصوّر چھاپی گئی ہے اور قریب ایک سو کے اس مین مشاہیر شعرا و نثّارون کی تصویرین نہایت عمدہ کاغذ پر دی گئی ہین - ایک فہرست مضامین اور ایک مفصّل انڈکس دیا گیا ہے - کاغذ و لکھائی چھپائی نہایت نفیس ہے کتاب دو حصّون مین ختم ہوئی ہے فرخت یکجائی ہے قیمت مجلد لعہ / ابتک اس قسم کی کوئی کتاب شائع نہین ہوئی ہے -

المشتہر

مینیجر نولکشور پریس صیغۂ بکڈپو لکھنؤ